رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

[redacted]

جالندھر شہر

مدیرہ حُمیرا

سرپرست: فخر نسواں بیگم کبریٰ نواب سر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان

نگران: انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر

چندہ سالانہ: ایک روپیہ (ممالک غیر سے) تین شلنگ فی پرچہ ۲ر

(مرکز کتابت دروازہ میدان جالندھر شہر)

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں ۔

۱ ۔ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے ۔
۲ ۔ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت [illegible] تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئے [illegible] نہ ہوسکیگی ۔
۳ ۔ [illegible] وقت [illegible] پتہ [illegible] نہ ہو سکے گا ۔
۴ ۔ [illegible] جواب [illegible] ٹکٹ [illegible] چاہئے
۵ ۔ [illegible] خریداری [illegible] نہ ہوگا ۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں

۱ ۔ [illegible] سے متعلق [illegible] مذہب [illegible] نظر رکھا جائے
۲ ۔ [illegible] ہونی چاہئے ۔
۳ ۔ [illegible] ہونی چاہئیں ۔
۴ ۔ مضمون مختصر ہو ۔
۵ ۔ مضمون واپس [illegible] تو ٹکٹ بھیجنا ہوگا ۔
۶ ۔ پورا پتہ لکھئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہوسکے گا ۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں

۱ ۔ کوئی اشتہار جو تہذیب و حیاء کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا
۲ ۔ کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے ۔
۳ ۔ اجرت بہر حال پیشگی ۔

جنرل برقی پریس [illegible] جالندھر شہر میں چھپ کر [illegible] کے اہتمام سے دفتر الفرقان سے شائع ہوا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مُسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱ | اگست ۱۹۴۱ء - رجب ۱۳۶۰ھ | نمبر ۲

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدرسۃ البنات

بڑی چھٹیاں :-

مدرسۃ البنات جالندھر یکم اگست سے ۳۰ ستمبر تک کے لئے بڑی چھٹیوں کے سلسلے میں بند رہے گا اور خدا کے فضل سے یکم اکتوبر کو کھلیگا - اس دوران میں داخلہ نہیں ہوگا -

حضرت عبدالحق عباس مدظلہ :-

بعض اصحاب بانیٔ مدرسۃ البنات حضرت عبدالحق عباس خاں سے (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے) ملاقات کے لئے بڑی چھٹیوں میں بھی اس خیال سے سفر کی زحمت گوارا فرماتے ہیں کہ حضرت موصوف جالندھر ہی میں رونق افروز ہونگے - اطلاعاً عرض ہے کہ جناب موصوف بغرض صحت کوہ دھرم سالہ تشریف لے گئے ہیں

جنرل سکرٹری صاحب مدفیوضہ :-

حضرت نورالدین بٹ جنرل سکرٹری انجمن مدرسۃ البنات بھی، امید غالب ہے کہ انجمن کے بعض ضروری کاموں سے فارغ ہوکر کسی پہاڑ پر تشریف لے جائینگے - انجمن کا دفتر اب بھی کھلا ہے اور تعطیلات کلاں میں

بھی کھلا رہیگا۔

قبلہ سیکرٹری صاحب کی صحت پچھلے برس سے کچھ کمزور ہے۔ ناظرات و ناظرین انکے حق میں دعا فرمائیں۔ ایسے بے مثال وجود جن کی کمزور اور بوڑھی جانیں، پوری بےغرضی اور کامل بےنفسی سے محض اللہ کی رضاجوئی میں دن رات گھلی جا رہی ہوں، ایمان والوں کی دلی دعاؤں کی مستحق ہیں۔

خوش نصیب ہے انجمن مدرسۃ البنات جس کے، حضرت عبدالحق عباس اور حضرت نورالدین ایسے صدر و ناظم ہوں۔ جب تک مسلمانوں میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہینگے، وہ ہرگز ہرگز نہیں مٹ سکتے۔ اور اُن کی خوش اقبالی کا نیا دَور آنے کے قوی امکانات موجود رہینگے۔

یونیورسٹی کے بے مثل نتیجے:-

"مسلمہ" کے جولائی نمبر میں پنجاب یونیورسٹی کے امتحان "ادیب عالم" کا شاندار نتیجہ درج کیا جا چکا ہے "مسلمہ" کتابت کے بعد طباعت کی منزل طے کر رہا تھا کہ "مولوی" اور "مولوی عالم" کے امتحان کے نتائج بھی اخبارات میں شائع ہو گئے، جن کا نہایت مختصر ذکر جولائی نمبر کے صفحہ ۲۷ پر "بزم مسلمہ" کے عنوان کے نیچے تھوڑی سی خالی جگہ دیکھ کر کر دیا گیا تھا۔

مولوی کے امتحان میں ۱۱ میں سے دس پاس ہوئیں، ایک فیل۔ ان کے نام اور نمبر درج ذیل ہیں:-

(۱) قمرالنساء بیگم	۳۳۴	(۲) محمودہ بیگم	۳۲۱
(۳) سلمیٰ خلیل شاہ	۳۶۸	(۴) مجیدہ بیگم	۳۹۲
(۵) نسیمہ	۳۵۹	(۶) خورشید بانو	۲۳۱
(۷) حشمت بی بی	۳۸۱	(۸) حمیدہ خانم	۳۶۴

(۹) کنیز فاطمہ . . . . ۳۴۵ (۱۰) صغورہ ۲۲۷

"مولوی عالم" کے امتحان میں چار طالبات شامل ہوئیں۔ بفضل خدا سب کامیاب ہوئیں۔ان کے نام اور حاصل کردہ نمبر بھی درج ذیل ہیں:۔

(۱) امیر سلطان . . . . . . ۳۳۳ (۲) راضیہ مرضیہ ۳۴۵

(۳) امۃ الحفیظ . . . . . ۴۰۹ (۴) کنیز فاطمہ ۳۲۶

امتیازات:۔

۱۹۳۷ء میں پنجاب یونیورسٹی کے امتحان "مولوی" میں تمام یونیورسٹی میں عزیزہ خورشید بیگم اول رہی تھیں، اور دوم، سوم، چہارم، پنجم اور ششم درجے بھی مدرسۃ البنات کی طالبات ہی نے حاصل کئے تھے۔اس سال محترمہ خورشید بیگم صاحبہ کی چھوٹی بہن عزیزہ مجیدہ بیگم بنت میاں شاہ دین پوٹیہ۔محلہ پوٹیاں۔جالندھر "مولوی" کے امتحان میں شامل ہونے والی طالبات میں اول رہی ہیں۔

"مولوی عالم" کے امتحان میں عزیزہ امۃ الحفیظ نے پنجاب یونیورسٹی میں اوّل رہ کر عورتوں کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

جناب وائس چانسلر صاحب پنجاب یونیورسٹی نے عزیزات مجیدہ شاہ دین اور امۃ الحفیظ کو ان کی امتیازی کامیابیوں پر مبارکباد کے خطوط بھیجکر جہاں ان کی عزت افزائی فرمائی ہے وہاں ثابت کیا ہے کہ وہ نتائج امتحان میں گہری دلچسپی لیتے ہیں اور اس بارے میں اپنے سابقین پر فوقیت رکھتے ہیں۔

نمبر ۵

...یرت عمرو بن العاص

...لاق کے چند نمونے اور اعمال کے بعض شواہد

(از جناب عبید الحق خان)

۱۔ صفین میں جب سیدنا علیؓ بن ابی طالب اور حضرت ...اویہ کے عساکر میں جنگ نے زور پکڑا اور حضرت عمروؓ نے ...ھا کہ معاویہؓ کے لشکر کی ہلاکت یقینی ہے تو انہوں نے معاویہؓ ...و یہ سمجھائی کہ آپ کی سپاہ مصاحف کو اٹھا کر بآواز بلند کہے ...ن الحکمُ اللّٰہِ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ یہ ہمارے اور ...ہمارے درمیان اللہ کا حکم ہے) معاویہؓ نے اس تدبیر پر عمل کیا ...ور ان کے لشکر نے قرآن اٹھا کر وہی بات کہی تو سیدنا علیؓ ...کے پیرو فوراً لڑائی سے رک گئے۔ اور ان کی فتح شکست سے ...بدیل ہو گئی۔

اس سے ظاہر ہے کہ عمرو بن عاص کتنے بڑے مدبر، دور اندیش ...ور زیرک تھے کہ ایک بات میں ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ مغلوب ...الب ہو گیا اور غالب مغلوب بن گیا، اگر انہیں یہ نہ سوجھتی تو ...سیدنا علیؓ کو بہت شاندار کامیابی نصیب ہوتی۔

۲۔ سیدنا عمر بن خطابؓ جب کسی آدمی کو کسی معاملے ...یں دیکھتے کہ اپنا مطلب بیان کرنے سے قاصر ہے تو فرماتے ...شْهَدُ اَنَّ خَالِقَ هٰذَا وَ خَالِقَ عَمْرِو ...بْنِ الْعَاصِ وَاحِدٌ "۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کا اور عمرو بن العاص کا پیدا کرنیوالا ایک ہی ہے۔ مطلب یہ کہ ان دونوں میں کتنا تضاد ہے کہ ایک تو ایسا فصیح اور دوسرا ایسا کم زبان۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ بہت بڑے فصیح و بلیغ (Eloquent) اور قوی حجت تھے، یہاں تک کہ آپ کی فصاحت و بلاغت ضرب المثل بن گئی تھی اور یہی صفات رؤساء کیلئے لازم ترین صفات اور انکی کامیابی کی علامات سے ہیں۔

۳۔ ان کو اپنے سفروں میں مصر اور اہل مصر کی ثروت کا حال معلوم ہوا تو سیدنا عمر بن الخطاب کی خدمت میں مصر کی تعریف و توصیف لکھ کر اس کی فتح کے لئے ان سے اجازت طلب کی، حضرت عمر نے ان کو ایک جیش کا سالار بنا کر بھیجا جس کے سپاہیوں کی تعداد چار ہزار سے کم تھی، انہوں نے اس قلیل لشکر کے ساتھ مصر کی طرف کوچ کر دیا اگرچہ وہ جانتے تھے کہ اہل مصر کی تعداد چار ملین سے زائد ہے اور رومی سپاہ بھی جس کی تعداد بھی ان کے لشکر سے دو چند ہے ان کی ملک کو موجود ہے۔ بایں ہمہ انہوں نے مصر فتح کر کے اسلام کا ایک مستحکم مرکز قائم کر دیا۔ اور یہ واقعہ آپ کی پختہ مغزی اور دانشمندی ...

...لہ قرأت کے کنارے۔

کی روشن دلیل ہے۔

۴۔ شرقی نیل کے کنارے آباد وہ شہر قدیم ہے، آپ نے شہر فسطاط بسایا۔ اور اس میں جامع (جامع عمرو) تعمیر کی جو مصر کی پہلی مسجد ہے۔ جہاں مسلمان کے لئے آذان پست اور جبینیں سجدہ ریز ہوئیں۔ اور اس کا قبلہ معلوم کرنے کے لئے اسی صحابہ نے اجتہاد کیا جن میں آپ سب سے زیادہ جلیل القدر تھے۔ اللہ تعالے ان سب سے راضی ہو۔

اس سے ظاہر ہے کہ وہ نہایت پسندیدہ اسلام دوست اور اشاعت دین کے سرگرم کارکن تھے اور قوم وملت کی تکمیل اور عبادتگاہوں کی تعمیر سے شغف رکھتے تھے۔

وہ ابو عبداللہ عمرو بن عاص قرشی ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی، تجارت کی غرض سے شام ومصر میں انکی آمد ورفت رہتی تھی۔ ۸ھ میں اسلام قبول کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اخلاص مندی کے ساتھ رہے یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غزوۂ ذات السلاسل میں سالار لشکر بنا کر بھیجا اس لشکر میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، وہ بڑے تیز فہم اور بلند پایہ سیاستدان تھے، وہ اپنی سیاسی چالوں کی وجہ سے ضرب المثل تھے ریاست پسند، بلند نظر اور ایسے اولوالعزم تھے کہ اپنی اغراض عالیہ کے سامنے کسی دشواری کو خاطر میں نہ لاتے۔ انہی کے ہاتھ پر مصر فتح ہوا اور انہی کو اس کی حکمرانی سپرد کی گئی، انہوں نے اس ملک کا نہایت اچھا انتظام کیا، اسکے حالات کی اصلاح کی اور رعیت کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جسکی وجہ سے اس ملک کے اکثر باشندوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان لوگوں کے ساتھ انکا برتاؤ بہت نرم تھا، انکی بہبود کا ہر طرح خیال رکھتے تھے۔ اور معاہدات کا پورا پورا پاس رکھتے تھے نہ تو کسی مسلمان کی اسکے اسلام کی وجہ سے رعایت کرتے اور نہ کسی مسیحی کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے دشمنی رکھتے۔ ملازمتوں کے سلسلے میں بلا لحاظ دین وملت صرف قابلیت کو ملحوظ رکھتے، یہی سبب تھا کہ انکے بندوبست میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہوسکا اور ملک کے باشندے دین وملت کے اختلاف کے باوجود انکے مطیع فرمان رہے جب حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو مصر کی حکومت سے معزول کر دیا پھر حضرت معاویہ نے اپنے عہد خلافت میں بحال کر دیا۔ ۴۳ھ میں وفات پائی۔

"عبدالحق"

برائے مسلمہ

اسلامیات (خطبۂ اوّل)

مَذْہَب

(از جناب داعی الی الحق)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

کائنات کی ہر چیز ایک مقرر کئے ہوئے اندازے کے مطابق اپنا کام کر رہی ہے۔ سورج۔ چاند اور ستارے۔ دن رات اور موسم اپنے اپنے وقت پر نکلتے اور آتے ہیں۔ پھر غروب ہوتے اور بدل جاتے ہیں۔ خدا کے پیدا کئے ہوئے حیوانات اپنی بے زبانی میں زبان حال سے ایک مقررہ طریق کے پابند ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ نباتات و جمادات بھی کسی قانون کے مطابق نشو و نما اور تغیر و تبدل کے سلسلہ میں بندھے ہوئے ہیں۔

آدمی جسے شرف انسانیت کا تاج پہنا کر نائب حق بنایا گیا ہے۔ اگر کسی قانون اور ضابطۂ حیات کا پابند نہ ہوتا۔ تو فرمانروائی و تسخیر کا اہل کیسے بنتا۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری (سعدیؒ)

"مذہب" اس راستہ کا نام ہے۔ جس پر انسان چلتا ہے اصطلاح میں مذہب ایمان اور عقل کے ضابطہ یا دستور العمل کا نام ہے۔ اور اس کے مفہوم میں کسی فوق العادۃ اور ورائے کائنات مدبر منظم۔ قاہر اور جابر ہستی کا اعتقاد رکھنا بھی داخل ہے۔

دہریہ (Atheist) یا لاادری (Agnostic) کا بھی کوئی نہ کوئی مذہب ہوتا ہے۔ یعنی اس کا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا کو نہیں مانتا یا اس میں شک کرتا ہے۔ لیکن ہم عرف عام میں ایسے لوگوں کو "لامذہب" کہتے ہیں۔ اور ہمارا مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کو نہیں مانتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ خدا کا اعتقاد مذہب میں داخل ہے۔"

قوت مدبرہ:- مذہب میں کسی نہ کسی قوت مدبرہ کا ماننا ضروری ہے۔ خواہ وہ وشنو ہو یا اپالو، ذی آس ہو یا اللہ۔

انگریزی میں مذہب کے لئے لفظ (Religion) ریلیجن۔ یہ اصل میں لاطینی لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں (To bind back) یعنی اپنے آپ کو کسی ہستی کے ساتھ وابستہ کر دینا ہے۔ اس لئے یہ لفظ درست ہے دنیا میں جتنے مذاہب ہیں۔ ان کی بنیاد نیک نیتی پر مبنی تھی مگر مرور وقت اور جہالت نے کچھ بیہودہ رسم و رواج مذاہب

میں داخل کر کے ان کی اصل حقیقت کو کھو دیا۔ اس کا الزام بانیان مذاہب پر عائد نہیں ہو سکتا۔ وہ سب یقیناً بنی نوع انسان کے محسن تھے۔ اور ان سب کی تعظیم کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے۔

دین اور مذہب:- یہ دونوں لفظ دو مختلف حقیقتوں کے عنوان ہیں۔

دین سے مراد اصطلاحاً وہ بنیادی مسلک ہے۔ جو انسان کو اپنے خالق اور کائنات کے متعلق اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اور مذہب ان قواعد و قوانین اور تدابیر کا نام ہے جو اس کی زندگی کے مختلف شعبوں میں زیر عمل رہتے ہیں۔ دین اپنی ماہیت کے لحاظ سے صرف ایک ہے۔ وہ عالمگیر مستقل اور قطعی ہے۔ اس کا آخری خدائی تجویز کردہ نام "اسلام" ہے

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ۔

مذہب۔ مقام۔ وقت اور ضرورت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے اور ہوتا رہا ہے اس کی ضرورت اور ہیئت نسلی جغرافیائی۔ قومی۔ لسانی اور تہذیبی لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" کا نشان ہدایت بن کر آئے۔ آپ نے سیادت کبریٰ کے منصب پر جلوہ افروز ہو کر تمام وقتی۔ مقامی۔ نسلی اور جغرافیائی حدود کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اور ایک عالمگیر مذہب (دین) کی بنیاد رکھی۔ جو وقت اور مقام اور دوسری اضافی چیزوں کی قید سے اسی طرح بلند تر ہے۔ جیسے خود حکیم مطلق کی ذات پاک۔

مذہب اور شریعت:- دین کے علاوہ شریعت کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لغت میں تقریباً وہی معنی ہیں جو مذہب کے ہیں۔ یعنی "طریقہ" یا "راستہ"۔ مذہب کی جگہ اس لفظ کو استعمال کر سکتے ہیں۔

دین اور قرآن عزیز:- دین کا لفظ قرآن عزیز میں تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(ا) عزت۔ حکومت۔ سلطنت۔ بادشاہی فرمانروائی

جہاں ان معنوں میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ وہاں یہ مراد ہے۔ کہ خدا کے سوا کوئی دوسری ہستی اس تمام کائنات میں اصلی عزت والی نہیں ہے نہ کسی اور کی سلطنت اور بادشاہی ہے نہ کسی اور کی غلامی اور بندگی کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ انسان اپنے ہر عمل کے لئے اسی بلند و برتر ہستی کے سامنے جوابدہ ہے۔

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ

(ترجمہ) اللہ نے انسان کو اپنے سوا کسی کی بندگی کا حکم نہیں دیا۔ پس ان کو چاہئے کہ وہ سب سے رشتہ توڑ کر صرف اللہ کے لئے اپنے دین (یعنی اطاعت اور غلامی) کو مخصوص کر دیں اور یکسو ہو کر صرف اسی سے بندھ جائیں۔

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام
نے غلام او را نے او کس را غلام
رسم و راہ و دین و آئینش ز حق
زشت و خوب و تلخ و نوشینش ز حق (اقبال)

(ب) دین کے دوسرے معنی اس کے بالکل برعکس ہیں۔ یعنی ذلت۔ اطاعت۔ غلامی اور تابعداری یہ صفات اس لحاظ سے ہوں گی۔ کہ انسان اپنی ذات کو خدائے قدوس سے وابستہ کرکے کسی ایسے دین (ذلت۔ غلامی) کو اختیار نہ کرے جو اسے شرف انسانیت سے گرا دے۔ وہ بندۂ حق بن کر ہر ذلت سے عزیز اور ہر پستی سے بلند ہو جائے۔ دنیا کی ہر چیز جب اللہ کی غلام اور تابع ہے اور انسان نائب حق ہے تو اس کا سر کسی دوسرے کے سامنے کیوں جھکے۔

(۱) وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ۔

(ترجمہ) جو شخص اسلام (صرف خدائے واحد کی غلامی وبندگی) کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت وتابعداری (دین) اختیار کرے تو یہ دین خدا کے ہاں ہرگز قبول نہ ہوگا۔

(۲) اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۝

(ترجمہ) کیا انسان اللہ کے سوا کسی غیر کی غلامی اور فرمانبرداری کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ زمین اور آسمان کی ساری چیزیں فقط خدا کی اطاعت گزار اور غلام ہیں اور خواہ ان کی اطاعت طبعی ہو یا تسخیری۔ وہ کسی غیر کے سامنے جوابدہ نہیں۔ انسان اس نئی راہ کو کیوں اختیار کرے جبکہ آخری سہارا اور آخری مرجع صرف خدائے واحد کی ذات بے نیاز ہے۔

(۳) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

(ترجمہ) اللہ ہی نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ سارے خداؤں کی خدائی ختم کر دے (اور انسانیت کو ایسا آزاد کر دے کہ وہ خداوند عالم کے سوا کسی کے سامنے نہ جھکے) یہی دین حق کا غلبہ ہے۔ خواہ منکر اور غیروں کے پجاری (مشرک) اس غلبہ کو دیکھ کر کتنا ہی واویلا مچائیں اور کتنی ہی ناک بھوں چڑھائیں۔

(۴) وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

(ترجمہ) اللہ والو! تم جنگ کرو اس لئے کہ دنیا سے غیر اللہ کی فرمانروائی کا فتنہ مٹ جائے اور دنیا میں صرف خدائی قانون ہی چلے۔

خدا کی بادشاہی ہی تسلیم کی جائے اور انسانیت صرف اسی کے سامنے جھکے۔

ان ہر چہار آیات میں نفسیاتی طور پر تدریجاً انسانی فطرت کے ارتقاء کا ذکر موجود ہے۔

انسان پہلے سمجھتا ہے۔ کہ اسے صرف اللہ کی غلامی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر کائنات پر نظر ڈالتا ہے۔ تو ہر شئے نظام قدرت سے بندھی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس نظام اور قید کو دیکھ کر انسان اپنے مقام کی معرفت حاصل کر لیتا ہے اب منصب انسانیت کو پہچان کر آئین حق کے غلبہ کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ دین حق کے مقام بلند اور غالب استعداد کا علم حاصل ہو جانے کے بعد وہ مقابلہ پر آمادہ ہو جاتا ہے اور جب تک معبودان باطل کی خدائی کو مٹا کر بتان آذری کو پاش پاش نہیں کرتا۔ وہ حقیقی چین حاصل نہیں کر سکتا یہی شرف انسانیت ہے اور یہی نیابت حق کا مقام ہے (اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔)

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث۔ مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

(ج): دین کے تیسرے معنی حساب کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ اور اعمال کی جزا و سزا دینا ہے۔ قرآن عزیز کی پہلی سورۃ "الحمد" میں قانون معاد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ روز جزا و سزا کا مالک ہے

مذہب اور دنیاوی امور:۔

یہ ایک فرسودہ خیال ہے کہ دین اور دنیا ضدین ہیں۔ اور بیک وقت ان کا حصول محال ہے۔ اصل میں یہ خیال عیسائیت۔ بدھ مت۔ زم وغیرہ نے اس لئے پیش کیا کہ ان کے لئے ان کا مذہب کوئی مکمل ضابطۂ حیات پیش نہیں کرتا تھا۔ بعض غیر اسلامی نظریات اور فلسفہ وایدانت کے زیر اثر بعض مسلمانوں نے بھی اسی کے میں کہنا شروع کر دیا

ع ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
این خیال است و محال است جنوں

حالانکہ اس شعر میں مرشد رومؒ نے جس دنیا سے مجتنب رہنے کا درس دیا ہے۔ وہ دنیائے دوں ہے۔ اور اس کی تشریح بھی کر دی ہے۔

ع چیست دنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ہمارا فرض اوّلین یہی ہے۔ کہ ہم دنیائے دوں سے منہ موڑ کر دنیائے خیر کے متلاشی ہوں۔ "اسلام" کی تعلیم یہ ہے۔ کہ اگر ہم برق۔ ہوا۔ پانی اور دیگر عطیات خداوندی سے پورا فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ تو ہم خالق کے ناشکر گزار ہیں۔ خالق کائنات نے واضح کر دیا ہے:۔

ا: اَلَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

(ترجمہ) اس (خدا) نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ (البقر)

ب:۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

(ترجمہ) آسمانوں اور زمینوں کے موجودات تمہارے لئے مسخر کر دئے گئے ہیں۔

دنیاوی امور:۔

یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر مذہبی تعلیم کا دنیاوی امور میں ہمارے دل پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔ اور ہمارے اخلاق و خصائل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ہم اپنے نفس امارہ پر دنیوی خواہشات میں قابو نہیں پا سکتے۔ خواہشات حیوانی کو فرد نہیں کر سکتے۔ تو دیندار ہونا تو درکنار انسان بننا بھی مشکل ہے۔ دنیوی فرائض دین سے جدا نہیں بلکہ دین کا ایک مستقل حصہ ہیں۔

مذہب میں اصول حفظان صحت۔ علم الاخلاق۔ حقوق العباد۔ اصول معاشرت وغیرہ محض نظام دنیوی اور "حیات انسانی" قائم رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ مذہبی رنگ میں ان کی تعلیم ایک خاص پاکیزگی کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اور دینی زاویہ نگاہ سے ہر انسان ان کی پابندی پر مجبور ہے۔

انسانی تعلقات میں کوتاہی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب ہم خدائے قدوس کو بھول جاتے ہیں۔ اس کے مقرر کردہ "ضابطہ حیات" میں کوتاہی کرتے ہیں۔

مذہب دنیوی اشغال میں ہمارے چال چلن کا رہنما۔ ہماری حرکات و سکنات کا آئین ہے۔ آسودگی کے زمانہ میں ہمارا محافظ ہے۔ ایام مصیبت میں موجب راحت ہے۔ ہنگام تفکر

یں بہلا معاون۔ خطرے میں پناہ اور رنج میں مشفق ہے۔

مذہب محض اس مشغولیت کا نام نہیں جو اوقات مقررہ پر چند ارکان دین ادا کرنے میں عمل میں لاتے ہیں بلکہ یہ ایک مستور روح ہے۔ جو ہمارے خیالات و افعال میں جاگزیں ہو کر ان کو اعلیٰ اور برتر بنا دیتی ہے۔ ایک سچے مذہب میں ناقابل عمل باتیں نہیں ہو سکتیں۔ نہ ایسے "مسائل" بیان کئے جاتے ہیں۔ جو خلاف عقل اور خلاف آئین فطرت ہوں سچے مذہب کے اصولوں کا حرف حرف انسانی فطرت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور انسان جس طرح عقبیٰ کے نفع کے لئے اس کی پیروی کرتا ہے۔ اسی طرح دنیوی بہبود اس کے زیر عمل رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا تو مزرع آخرت ہے۔

مذہب اور فلسفہ:- مذہب اور فلسفہ میں یہی فرق ہے۔ کہ مذہب انسان کو اپنے اوپر کسی "وراء الکائنات مدبر" کو ماننے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اگر کسی مذہب میں خدائی تعلیم نہ ہو۔ تو وہ مذہب۔ سوسائٹی فرقہ (Cult) یا معاہدہ (Pact) بن کر رہ جائے گا۔ کیونکہ خدا کا تخیل ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو انسانوں کو مذہبی ارکان کی حسن تعمیل کا شیدائی بنا سکتا ہے یہی خیال و نگران و محافظ ہے۔ جو ہر ظلمت میں "نور مبین" بن کر بدی کا قلع قمع کر سکتا ہے۔ ایک بصیر و علیم خدا کا بندہ کیسے جرأت کر سکتا ہے۔ کہ وہ "ظلم" کا ہاتھ بلند کرے، وہ انسانیت کے لئے فساد و بدامنی کا ذریعہ بن جائے۔ وہ کسی غریب و بے نوا پر ترس نہ کھائے کسی یتیم و بیوہ کے لئے دست شفقت دراز نہ کرے۔ فلسفہ بھی انسان کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن مذہب ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے:- "اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ" اس کا بدلہ رب کے ہاں ملے گا" یہ بات فلسفہ نہیں کر سکتا۔ انسان کمزور ہے وہ طبعاً ایک طاقتور ہستی سے رشتہ جوڑنا چاہتا ہے خدا کو ماننا ہی اس لئے ہے کہ وہ اس کی بگڑی کو بنا دے۔ اگر خدا میں یہ صفت نہ ہو تو وہ کیوں نہ زینو (Zeno) افلاطون یا فرفوریوس کا متبع ہو جائے۔

مذہب اور سائنس:- سائنس (Science) کا منتہائے نظر یہ ہے۔ کہ کائنات کا مطالعہ کیا جائے۔ اور اس مطالعہ کے نتائج دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں۔ تاکہ قوائے فطریہ انسانی بدرجہ اتم موجودات سے استفادہ کریں۔ سائنس کے اصولوں کا دائرۂ عمل مشاہدات اور عملی تجربات تک محدود ہے لیکن سائنسدان طبعیات کی حدود سے تجاوز نہیں کر سکتا یہاں ان مستور حقیقتوں تک رسائی ممکن نہیں جو "ایمان بالغیب" اور وحی الٰہی کی صداقتوں کے ایقان کے بعد "قلب انسانیت" کو منور کرتی ہیں۔ وہ مذاہب جو مستقل طور پر آئین فطرت کی ترجمانی نہ کر سکے۔ اپنے تنگ نظر پیروؤں کے تعصب و تنگ نظری کی وجہ سے ایک "مجموعہ رسوم" بن کر رہ گئے۔ سائنس کے ساتھ ٹکرائے۔ اور بڑھتے سیلاب کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ان مذاہب کے پرستاروں نے مذہب ہی سے قطع تعلق کر لیا۔ اور "فلسفہ" کو اپنا ہادی بنا لیا۔ اپنی کم مائیگی۔ سطحی ذہنیت اور ناواقفیت کی وجہ سے تمام دنیا کے مذاہب کو اپنے مذاہب پر قیاس کر لیا۔ جس پر تحریکات جدیدہ۔ برہمو سماج۔ آریہ سماج

اور دیو سماج (ہندوستان میں)۔ سوشلزم۔ نہلزم۔ کمیونزم۔ اور پارلیمنٹوزم (ممالک یورپ میں) ایک بیّن دلیل ہیں اور یہ لوگ اپنی تنگ نظری کی وجہ سے بجائے اس کے کہ ایسے مذہب کو تلاش کرتے جوان کی تسلی کر دیتا۔ مذہب ہی کو مورد الزام بناتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان کے شخصی خیالات ہی راہ نما ہیں۔ اور خدا کی شان دہ انسان جسے ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ اس کا دائرۂ علم کیا ہے؟ نیوٹن اپنی تمام سائنس کے باوجود مجبور ہے کہ علم خداوندی کے بے پایاں سمندر کے سامنے حیرت زدہ ہو کر پکار اٹھے! "میں تو ریت کے ذرات میں ہاتھ مار رہا ہوں۔ سمندر تک میری پہنچ کہاں"! ۔ دعویدار ہے کہ وہ خود اپنا "راہ نما" ہے! اور اسے کسی خدائی قانون ہدایت کی ضرورت نہیں!۔

اسلام نے سائنس اور مذہب کے دوائر عمل کو اس طرح جدا جدا کر دیا ہے۔ کہ "انسانیت" کو دونوں اپنی اپنی جگہ مشعل راہ بن کر منزل مقصود کی طرف لے جاتے ہیں۔ دونوں انسانی ارتقاء میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

قرآن عزیز خدا کا قول ہے۔ کائنات جو سائنس کی "عمل گاہ" ہے۔ خدا کا فعل ہے۔ ان دونوں میں تضاد ناممکن ہے۔

سائنس جہاں پہنچ کر بے دست و پا ہو جاتی ہے۔ وہاں مذہب ایمان بالغیب کا پیام حیات انگیز سناتا ہے اور اپنی حد "مابعد الطبیعیات" میں خضر راہ بن کر رستہ دکھاتا ہے۔

روح اور جسم

:- روح جسم خاکی کا راہ نما ہے۔ اور اس کا تعلق خاص ذات پاک سے ہے۔ گویا روح مثل آفتاب کے ہے اور نفس کے داعیات مثل ابر کے ہیں، مات دن کا مشاہدہ ہے کہ جب ابر آفتاب سے ہٹ جاتا ہے تو دھوپ تیز ہو جاتی ہے اور جب ابر کے پرت اس کے درمیان آجاتے ہیں۔ تو دھوپ کی تیزی کم ہو جاتی ہے لیکن آفتاب کی اصلی صفات میں اس عارضی حجاب سے کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی۔ بجنسہٖ یہی حالت انسان کی ہے کہ جب تک مادیت کا دور دورہ ہے روح کا اثر کمزور رہتا ہے اور جب اس کے برعکس حالت ہوتی ہے۔ تو مثل آفتاب کے وہ بھی اپنی اصلی قوت میں جلوہ نما ہوتی ہے۔ اس دور مادیت میں مادہ پرستی کے لازمی نتائج تنگ ظرفی۔ خود غرضی۔ حرص۔ حسد ترقی پذیر ہیں اور ان حالات میں فضائے عالم تاریک ہو رہی ہے۔ "فطرت" کے "حُسن حقیقی" اور منشائے اصلی پر پردے پڑے ہوئے ہیں آج ہر فرد انسانیت کو چاہیئے کہ وہ مذہب کو حقیقی معنوں میں سمجھے۔ اور مذہب کی غرض و غایت پر غور کرے۔ صحیح مذہب وہی ہے جو امن و عافیت کا حامی ہے جو انسانوں کے مابین الفت و محبت کے تعلقات برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

"اسلام" کا نام ہی "سلامتی کا پیامبر" ہے۔ اس کا رب رَبّ المُسلِمِین (مسلمانوں کا رب) نہیں رَبّ العٰلَمِین (سارے جہانوں کا رب) ہے۔ اس کا بانی تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آیا۔ اس کا قانون سارے جہانوں کے لئے سرمایۂ رشد و ہدایت ہے۔ "ذکر اللعالمین" ہے۔ سب جانتے ہیں اور سب مانتے ہیں کہ مذہب کا مقصد قیام امن ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام دنیا میں ایک ہی "پیام" لے کر آیا تھا وہ یہ کہ انسانیت کے بکھرے ہوئے عناصر کو ایک سلک

میں منسلک کر دے۔ اگر اس کے نام لیوا آج غفلت کا شکار ہیں۔ تو وہ وقت دور نہیں کہ خدائے قدوس نئے سامان پیدا کرے اور اسلام چار دانگ عالم میں زندہ قوت بن کر تجلیِ حق سے "ظلمتکدۂ عالم" کو بقعہ نور بنا دے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۔ (القرآن)

(ترجمہ) اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو قانون ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا کہ وہ ادیان عالم پر غالب آئے

آخر میں یہ کہہ کر کہ اسلام صرف چند معاشرتی اور تمدنی رسوم و رواجات کا نام نہیں بلکہ وہ ان سب سے بالاتر ایک مکمل اور اکمل ضابطۂ حیات ہے۔ میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں

انسانیت کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ہمارا فرض کہ ہم اس "صراط مستقیم" پر چل کر منازل راہ طے کرتے ہوئے روحانی اور دنیوی ترقیوں کا نیا دور شروع کریں۔ اور حکیم مشرق کے اس نغمۂ حقیقت کو عام کریں۔

اسلام

چیست اسلام؟ شاہراہ نجات ؛ نکتۂ امتیاز موت و حیات!

چیست اسلام؟ علم را پر و بال ؛ نو بہار حدیقۂ اعمال !

چیست اسلام؟ جلوہ ریز قلوب ؛ مشرق و مغرب و شمال و جنوب!

چیست اسلام؟ فطرت ازلی ؛ نقش موج محیط لم یزلی !

چیست اسلام؟ شاہد توحید

معنی نسخۂ ادب تمہید !

بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْكَرِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیْمٌ قَدِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۵

پردہ

(محترمہ بشیرہ بیگم عرف سیدہ شمیم اختر۔ ہیڈ مسٹرس اسلامیہ گرلز سکول کالکا)

زمانہ اس منزل سے گزر رہا ہے جہاں پائے عمل کی ادنیٰ سی لغزش قوموں کو ثریا سے تحت الثریٰ میں پھینک سکتی ہے۔ جنگ عظیم کے خوفناک انجام کے بعد دنیا تھکی ماندی تھی۔ خداوندان یورپ جنہیں دنیا بھر کی سیاست کی ٹھیکے داری حاصل ہے جنگ سے خائف اور امن کے متمنی نظر آتے تھے۔ لیکن کسے خبر تھی کہ ارباب ہوس کی بھڑکائی ہوئی آگ نہ صرف نظام کہنہ کے ڈھانچے کو جلا دے گی بلکہ بیس سال گزرنے کے بعد کسی آیندہ جنگ کا پیش خیمہ ہوگی۔ دنیا کا معاشرتی نظام ایسی جنگ سے جس درجہ اثر پذیر ہوا۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس سیاست کے الجھاؤ میں نہ صرف فرنگی تہذیب ہی پھنس کر رہ گئی۔ بلکہ یورپی ممالک کا مذہب جو ایک عرصہ سے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھا آخری سسکی لے کر رہ گیا۔ موجودہ جنگ اسی خاکستر کی ایک

چنگاری ہے جس نے تمام دنیا کے خرمن امن میں آگ لگا دی ہے۔ اور لیگ آف نیشنز (جمعیۃ الاقوام) دم توڑتی نظر آرہی ہے۔ اسلام جو اپنی منزل مقصود سے قرون اولیٰ کے عین بیچ اپنی جگہ سے کسی قدر سرک گیا تھا۔ ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ مسلمان جس کی معاشرت یورپی ہوا بن سے زنگ آلود ہو رہی ہے۔ اس مرکز دین و وطن میں الجھا نظر آتا ہے۔ اور بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ آسمانی بادشاہت کا وہ خواب جو دیدۂ مسلم نے دیکھا اور جس کی تعبیر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے عمل نے ظاہر کی موجودہ وقت میں شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

روما الکبریٰ کی اجڑی ہوئی سلطنت نشاۃ ثانیہ کے لئے بیتابانہ انگڑائیاں لے رہی ہے۔ جرمنی انتقام شکست کے لئے تیغ بکف اٹھا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ "دنیا کے امن کی حفاظت کی خاطر" ہلکان ہوا جاتا ہے۔ اور تہذیب سیاست کا وہ طلسم جو فرنگی مدبروں کے دماغ کا نتیجہ تھا ٹوٹتا نظر آتا ہے۔ غلام ہندوستان کی زنجیریں مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی ہیں اور آزاد اسلام تنگ نائے ہند میں محبوس نظر آتا ہے۔ ہندوستان میں اسلام کی جڑیں مغربی تہذیب کے اثر سے پہلے ہی کھوکھلی ہو چکی تھیں۔ اس پر کورانہ تقلید کا اثر اور بھی قیامت ہوا۔ مردنشۂ غلامی میں چُور، قوت عمل سے متنفر نظر آتے ہیں۔ عورتیں مغربی تہذیب کی دلدادہ ہو چکی ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان کا مسلمان مذہب سے بیگانہ تر ہوتا جا رہا ہے۔ اسی ڈر سے کہ تمہید کی طوالت مجھے اصل مقصد سے دور نہ لے جائے۔ میں اصل موضوع کی طرف آنا چاہتی ہوں۔

دنیا اور اس کے موجودہ نظام کا خاکہ تو پیش کیا جا چکا اب ضرورت ہے کہ مختصراً اس طرز معاشرت کا عکس سامنے رکھ دوں جس نے مسلمان کو عمل سے بے نیاز کر کے خرافات میں کھو دیا ہے۔ قرآن حکیم جس کا ہر قانون بلکہ ہر لفظ ناقابل بدل اور اٹل ہے۔ اس دور میں بھی ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ مسلمان نے جہاں بصیرت اور اسلاف کی پیروی کو چھوڑا ہے۔ وہاں قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے سے بھی ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہند کا مسلمان مذہب سے اس قدر بیگانہ نظر نہ آتا۔

اپنی معاشرت کو مغرب کی دیوی کی بھینٹ چڑھانے کے بعد مسلمان گویا مذہب سے قطعاً آزاد ہو گیا ہے۔ محترم بہنو! قرآن حکیم کو کھول کر دیکھو اس میں جا بجا پردہ کے متعلق آپ کو ایسے احکام ملیں گے۔ جنہیں مسلمان نے پس پشت ڈال کر اپنے خیال اور نفس کے مطابق ان کی نئی تعبیریں گھڑلی ہیں قرآن حکیم کے ارشادات کے مطابق اپنے گھریلو کاموں کے علاوہ عورتیں بازار میں سودا سلف کے لئے بھی جا سکتی ہیں بے شک ان کو اپنی زینت کی جگہیں چھپانے اور آنکھیں نیچی رکھنے کا ضرور حکم ہے لیکن یہ کتنا ظلم ہے کہ عقل و شرع کے خلاف ہندوستان کا مسلمان عورت پر ہر طرح کے ظلم روا رکھے اور اس کے حقوق غصب کرتے ہوئے رائج الوقت پردے کی رسم بھی جاری کر دے وہ رسم جس کے بعد عورت کی حیثیت ایک نظر بند قیدی سے زیادہ نہیں رہتی جیسے فرائض خانہ داری کے بجا لانے کے

نئے کھلی ہواؤں سے محروم کر کے ننگ وتار کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا ہو۔ آج متمدن اقوام کہتی ہیں کہ عورت مرد کا نصف بہتر ہے۔ اور اسلام کہتا ہے کہ جیسے مرد کے عورت پر حقوق ہیں۔ اسی طرح عورت کے مرد پر حق ہیں۔

مگر اسے عمل کی صورت میں پیش کرنا ہندی مسلمان نے گویا سیکھا ہی نہیں۔ قرآن حکیم کو کھول کر دیکھو کہ اس بے مثل صحیفہ میں عورت کے متعلق ایسے ارشادات ہیں جو کسی مذہب اور کسی قوم نے عورت کی مرتبہ افزائی کے لئے نہیں کہے۔ روزانہ کاروباری زندگی کے سلسلے میں گھروں سے باہر کام کاج کرتی تھیں۔ میدان جنگ میں موجود ہوتی تھیں قرون اولیٰ میں مسلمان عورتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے۔ اور ضرورت کے وقت انہوں نے دشمنوں پر حملے کر کے دنیا پر واضح کر دیا کہ مسلمان مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی خدا کی وحدانیت کے عام کرنے میں شریک کار رہی ہیں تاریخ کے اوراق الٹو تمہیں حضرت خولہؓ جیسی بہادر عورتیں نظر آئیں گی اور ایک خولہ ہی کیا موقوف ہے اس وقت ہر مسلمان مرد مجاہد اور ہر عورت مجاہدہ تھی۔ میری پیاری بہنو قرآن حکیم کی رو سے اس قسم کا پردہ جو آج کل مسلمانوں میں عام ہے ہرگز جائز نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے۔ وہ روحانیت کے مقدس لمحے تھے اور یہ نفسانیت اور مادیت کی گھڑیاں ہیں۔ قرآن حکیم کا یہ حکم ہے کہ جب تم باہر نکلو تو اپنی آنکھوں کو نیچی کر کے چلو اس وقت بھی قابل عمل تھا اور اس وقت بھی قابل عمل ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں وہ روحانیت پیدا ہو جائے جو کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں تھی اس لئے میری پیاری بہنو ہر عورت کا فرض ہے کہ وہ ایسا مسلمان بچہ جنے جو قولاً اور فعلاً مسلمان ہو جس کی جوانی اور شہ زوری خالدؓ وضرارؓ کی یاد دلائے۔ جس کا تقویٰ ابو عبیدہؓ کی مثال ہو جسکے فقر میں حضرت علیؓ اور حضرت ابوذر غفاری کی جھلک ہو اور جس کی زندگی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی کی آئینہ دار ہو۔ اور ان مومنین کی جو ہر وقت خدمت اسلام کے لئے سینہ سپر رہتے تھے۔ پھر دیکھو قوم کیونکر نہیں سنورتی اور بگڑی کس طرح نہیں بنتی۔ عورت بچے کی تربیت کی سب سے زیادہ ذمہ دار ہے۔ اور اگر کوئی بچہ بڑا ہو کر اپنے اسلاف کی مثال نہیں ہوتا۔ جانتی ہو میری پیاری بہنوں یہ الزام کس پر آتا ہے؟ تم پر!

یہ ضرور ہے کہ ہمارے مرد جنہوں نے قرآن حکیم کو سینہ سے لگانے کی بجائے طاق کی نظر کر رکھا ہے اور جنکی پسندیدہ زبان انگریزی ہے اور جو عربی زبان اور احکام و ارشادات قرآن سے اسی طرح بے بہرہ ہیں۔ جس طرح افریقہ کے جنگلات کا وحشی باشندہ ادبیات سے بیگانہ ہو۔ اگر ہمارے مرد خود ہی صحیح مسلمان ہو کر بچوں کو صحیح اسلام کی تلقین کریں تو قوم یقیناً اسی بام اوج پر پہنچ سکتی ہے۔ جو کبھی اس کا مقدر تھی لیکن مرد کی کوشش کے ساتھ عورت کا اشتراک عمل ضروری ہے اور عورت جسے انسان کی معلمہ کہا جاتا ہے پھر بھی اس معاملہ میں زیادہ ذمہ دار قرار دی جاتی ہے۔

بدعت والحاد کا یہ دور جس نے مسلمان کو مذہب سے

بیگانہ کر رکھا ہے اور مادہ پرستی اور نفس پروری کا جوش جس نے خدا اور رسول کی محبت دلوں سے نکال دی ہے۔ مذہب اور اس کی اشاعت کے راستہ میں یقیناً حائل ہیں۔ سب سے پہلے مسلمان عورت کا جہاد اس کفر آفریں دور کے خلاف ہونا چاہئے۔ اسکے لئے بچوں کو صحیح اسلامی تعلیم دے کر آرام پسندی سے ہٹا کر سپاہیانہ زندگی کی طرف راغب کرنا چاہئے۔ بے پردگی پردہ ضروری ہے اور یقیناً ضروری ہے مگر وہ پردہ جو صحیح معنوں میں پردہ ہو کہ اکبر۔ حالی اور اقبال کی طرح دور حاضر کے بہت سے شعرائے اسلام نے بھی مغربی تہذیب اور مسلمانوں کی مغرب زدگی کے خلاف قلمی جہاد کیا ہے میری تعلیم یافتہ بہنیں ان کی تصانیف دیکھیں اور ان نقائص پر غور کریں جو قوم کی موت نزدیک تر لا رہے ہیں نقائص اور کمزوریاں تو ہر ایک شخص میں ہوتی ہیں کوئی بھی ان سے پاک نہیں۔ لیکن میری بہنو! آؤ کوشش کریں کہ ہم ایک دفعہ پھر اسی روحانیت کے رنگ میں رنگی جائیں جس نے مسلمانوں کو امتِ وسطےٰ بنا دیا تھا۔ ہمارے بچے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلیں اور ایک مرتبہ پھر ثابت کر دیں کہ صرف اللہ کے احکام ہی میں جن کی پیروی کرنے والوں کی جماعت ہی بہترین جماعت ہے۔ ان کے اعتقادات و اعمال ہی سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور وہی اللہ کی سب سے اچھی مخلوق ہیں۔

والسلام

جنگ قرآن عزیز کی نظر میں

(از جناب داعی الی الحق)

مظاہر فطرت کی ہر تبدیلی کسی اصول کے ماتحت ہوتی ہے آج یورپ میں جو قومیں جنگ کر رہی ہیں۔ انکا کوئی مرکز ہے کوئی نصب العین ہے۔ کوئی قائد ہے جس پر وہ ایمان لا چکی ہیں۔ یہ ایمان جہانتک میرا علم ہے صرف ایسی چیزوں پر ہے جو حادث ہیں مٹ جانے والی ہیں۔ فانی ہیں لیکن پھر بھی ان کے عمل و احسان کے عزم سے ایک جہاں زیر و زبر ہو رہا ہے۔

مسلمانوں کا ایمان ایسے خدا پر ہے جو غیر فانی ہے۔ ایسے نصب العین پر ہے جو اٹل ہے۔ ایسے قائد کی پیروی کا مسلمان دعوے کرتا ہے جو اپنی زندہ جاوید تعلیم اور اصول کی وجہ سے "دوام" کی خلعت سے سرفراز ہو چکا ہے۔ پھر کیوں نہ جہانِ نو اصعز ائم تو ہمارے دلوں کو گرمائیں۔ ہم کیوں نہ کمزور ہوتے ہوئے اِن آوازوں کو بے نیازی کے ساتھ سنیں جو یورپ کے شیروں کے لئے قلب شکن اور جگر افگن ثابت ہو رہی ہیں۔ ہمیں کیوں نہ یقین ہو کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے صرف اسلئے ہے کہ وہ دشمنانِ حق حق کے مقابلہ میں کمزوری محسوس کر سکیں انھیں معلوم ہو جائے کہ خدا کے غیر مرئی ہاتھ مادی آلات حرب کے محتاج نہیں!

وہ دیکھ لیں کہ خدا کا نوشتہ پورا ہونیکا وقت آگیا اب جبکہ ان پہ مادی ساز و سامان کے تمام دروازے کھل چکے تھے انھیں دنیا کا ہر عیش یاد تھا۔ لیکن صرف "خدا" اور اسکے قانون کو بھولے ہوئے تھے۔ وہ جان لیں کہ یہ قانونِ حق ہے جس کی صداقت کی اب تصدیق ہو رہی ہے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (الانعام ع)

ترجمہ: پس جب انھوں نے قانونِ نصیحت کو فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر (مادی) سامان (کی فراوانی) کے دروازے کھول دے۔ یہانتک کہ وہ مست ہوگئے۔ (پھر ان کے پاداش عمل میں) ہم نے اچانک ان کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اور وہ مایوسی اور محرومی سے منہ تکتے رہ گئے۔

آج وہ روس جسے دعوٰے تھا کہ دنیا کے ہر سماجی مسئلہ کا حل اشتراکیت کے نظام میں موجود ہے جو اپنے تجویز کردہ نظام میں خدا اور مذہب کے لئے کسی ادنے پوزیشن کو بھی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ جس پہ مادی ساز و سامان کے تمام دروازے کھل چکے تھے۔ جو مکمل طور پر خدا سے فارغ ہو کر کاغذی سمجھتے کے بل پر شاداں و فرحاں نظر آتا ہے۔ اور اسے خیال تھا کہ کوئی خطرہ نہیں۔ کس طرح یک لخت خدا کی گرفت میں آگیا اور دنیا کے سارے مدبر بَغْتَةً (اچانک) کی حقیقت کو سمجھتے نہیں دیکھنے پر مجبور ہوگئے۔ ہر طرف سے آواز آئی کہ یہ اچانک حملہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ خود روس

والے مُبۡلِسُوۡنَ۔ (نا امید) کی زندہ تصویر بن گئے۔ ان کے "رب الاعلیٰ" نے اس یاس و نامرادی میں اپنے بوئے ہوئے کھیتوں اور اپنے پیدا کردہ اسباب کو اپنے ہاتھوں جلانے کا حکم سنایا اور دنیا نے پھر قانونِ حق کی اس صداقت کا نظارہ کر لیا:-

وَجَعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا لِّیُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِیۡرَکُمۡ اِلَی النَّارِ (ابراہیم ع)

ترجمہ:- اور انھوں نے اللہ کے شریک بنائے ہیں تاکہ وہ ان کو راہ حق سے برگشتہ کر دیں۔ کہہ دیجئے تم چند دن فائدہ اٹھا لو بالآخر تم آگ میں داخل کئے جاؤ گے۔

(وہ آگ خواہ بمبار توپوں کے ذریعہ آسمانوں سے نازل ہو یا زمینی ٹینکوں کے آتشبار دہانوں سے)۔

ہر وہ ملک جو خدا کے قانون سے غافل رہ کر انسانی قانون کا پابند ہو جائے اور ترقی و کشادگی کے مادی وسائل کو سہارا بنا لے۔ اس کا جلد یا بدیر یہی انجام ہوگا۔

کوئی ہے جو اس حقیقت بیّنہ کو کھلی آنکھوں سے دیکھے اور اللہ کے قانون کی قوت قاہرہ کا احساس کر کے اس کی اشاعت کے لئے میدان میں نکل آئے۔

انقلاب عظیم:- یہ جنگ کی ٹھوکر جس سے دنیا کو سامنا ہے ایک زلزلہ ہے، ایک دھماکا ہے، ایک انقلاب ہے۔ جس سے کائنات کا ذرہ ذرہ جنبش میں ہے اور تمام مادی قوتیں متحرک ہو چکی ہیں۔

اس حرکت نے مادی دنیا کو برہم کر کے اس کے خونی چہرے کا نقاب الٹ دیا ہے۔ برقی قوت کے خزانے میں آگ لگا دی ہے، اور ہوا کے جھونکوں میں لہریں پیدا کر دی ہیں۔ اس انقلاب عظیم میں مادہ پرست نگاہیں مال و جان کی مرثیہ خوانی کر رہی ہیں لیکن ایک دوررس حقیقت بین نگاہ انھوں کی ان رنگین چادروں سے گزر کر لڑنے والوں کے عقائد اخلاق اور تمدن و معاشرت پر پڑتی ہے تو اس کو اس قتل عام میں ایک "قوت" کی حسین دیوی تقسیم کا باریک نقاب اوڑھے نظر آتی ہے۔ وہ حال کے ماتم کی آہ پر آنسو بہانا چاہتی ہے مگر اس کا دل رضامند نہیں ہوتا۔ بلکہ گواہی دیتا ہے کہ ابھی اصلی خزانہ موجود ہے۔

وہ دنیا کا مستقبل ان قیامت انگیز ہولناکیوں میں بھی محفوظ و مصئون دیکھ رہی ہے۔

وہ قوت اخلاق اور نظام حیات کے دستور کا محفوظ نوشتہ ہے جس کی برقی قوت انسانیت کے بطون اعصاب میں اپنا کام اسی وقت جاری رکھ سکتی ہے جب یہ زنگ آلود مادہ ختم ہو جائے صیانتِ نفس کی یہ آخری امید دنیا کے مشام جان کو اسی وقت معطر کرے گی جب متاع قلیل کے نشۂ عارضی سے نجات حاصل ہو جائے۔

وہ وقت قریب ہے کہ یہ معجزہ ہمارے سامنے ظہور میں آئے۔ اللہ کا قانون سربلند ہو اور یہ انسانیت کی کائنات اعمال میں حیرانیوں اور اچنبھوں کا آخری نقطہ ہوگا۔

یہ نوشتہ (قرآن عزیز) قوت ربانی کا خزینہ ہے وہ ایسی عظیم الشان اور غیر مفتوح قوت کا حامل ہے کہ اس کا اندازہ بھی فانی طاقتوں کی قدرت سے باہر ہے۔ ہاں اس کا ظہور وقت مقررہ پر آہستہ آہستہ ہوگا۔ دیکھنے والے دیکھیں

[illegible] دستہ دستہ می آید۔

راحت کے پھول

(محترمہ زہرہ بی۔ دہلی)

مندرجہ ذیل رخصت نامہ میری والدہ صاحبہ نے میری بڑی ہمشیر کی وداع کے موقعہ پر پڑھا تھا :-

عزیز بیٹی! مجھے خوشی ہے کہ آج میں اللہ کی عنایت سے اپنے ایک اہم فریضہ کی تکمیل کر رہی ہوں۔ وہ فریضہ جو خدائے پاک اور رسول مقبول ؐ نے ہر ایک مسلم خاتون کے ذمہ لگایا تھا۔ میں اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھ جیسی ناتواں عورت سے اس فریضہ کی تکمیل کرائی۔

پیاری بیٹی! اگرچہ تم بظاہر اپنے پیارے بھائی اور پیاری بہنوں سے رخصت ہو کر ایک نئے ماحول میں جا رہی ہو۔ جہاں تمہارا رشتہ وسیع ہو جائیگا۔ لیکن بیٹی! یاد رکھنا رشتے مجازی ہوتے ہیں۔ ورنہ ماں باپ۔ ساس سسرے نند بھاوج۔ بھائی اور دیور میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالٰے نے تمام انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ ہمارے پیارے اسلام کی پاک تعلیم یہ ہے کہ اپنے بڑوں کی تعظیم و ادب کیا جائے۔ برابر والوں سے ہنسی خوشی اور میل ملاپ اور محبت کا برتاؤ کیا جائے۔ اپنے سے چھوٹے بچوں اور بچیوں سے پیار و محبت سے پیش آیا جائے۔ ماں باپ ہوں یا ساس سسرے۔ ان کی تعظیم و اطاعت ہی لازم ہے۔ خالہ اور پھوپی کی ہم عمر بیلیاں ہوں۔ سب کے ساتھ ہنسی خوشی اور میل ملاپ رکھا جائے۔ چھوٹے بھائی بہن ہوں یا چھوٹے دیور اور نندیں ان پر پیار اور محبت کے نرم نرم پھول ہی نچھاور کرنے چاہئیں

عزیز بیٹی! جیسے والدین کے پیروں نیچے جنت ہے۔ ایسے ہی ساس سسرے کے پاؤں تلے بہشت ہے۔ جس طرح دلارے بھائی اور پیاری بہنوں کے پریم کے مکھڑے ہیں۔ اسی طرح پیاری نندیں اور دیور پریم محبت کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں جو خوشی و مسرت اپنی پھوپی، چچی اور نانی کی ہم عمر بیٹیوں میں بیٹھ کر حاصل ہوتی ہے۔ وہی لطف و سرور چچیا و پھوپیا ساس کی ہم عمر بیٹیوں کی محفل میں بیٹھ کر حاصل ہوتا ہے۔

پیاری بیٹی! آج تم نہ صرف ایک نئے ماحول میں جا رہی ہو۔ بلکہ انسانی زندگی کی اس عظیم الشان منزل میں قدم رکھ رہی ہو۔ جہاں دو پیاری ہستیاں ملکر انسانی زندگی کو مکمل بناتی ہیں۔ بظاہر میاں اور بیوی کی زندگیاں علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں مل کر ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ ان کی زندگی ایک ہوتی ہے ان کے مقاصد، ان کے مفاد ایک ہوتے ہیں۔ جس طرح چولی دامن جڑ کر ایک کرتہ بناتے ہیں۔ اسی طرح میاں بیوی مل کر ایک مکمل زندگی بناتے ہیں۔ دونوں کا پیدا مقصد اپنی مشترکہ زندگی کو زیادہ سے زیادہ پُر لطف اور آرام دہ بنانا ہوتا ہے۔

عزیز بیٹی! یاد رکھو مشترکہ خوشی اور مشترکہ رنج ہی میں

اصل راحت اور حقیقی مسرت پوشیدہ ہے۔ بیٹی! زندگی رنج و خوشی۔ اچھائی برائی۔ نیکی و بدی کی کشمکشوں کا مجموعہ ہے نشیب و فراز کا ایک چٹیل صحرا ہے۔ لیکن تمھاری مشترکہ زندگی اس چٹیل اور کانٹوں سے بھرے ہوئے میدان کو ایک ہرا بھرا پھولوں سے لہکتا۔ خوشبوؤں سے مہکتا گلزار بنا دیگی۔

پیاری بیٹی! اس مشترکہ زندگی کا تقاضا یہ بھی ہے کہ غم خوری۔ سمائی۔ گھل مل جانے شریفانہ بات چیت کرنے اپنی اور شوہر کی ہر بات پر ٹھنڈے اور پیار کے دل سے سوچنے کی پیاری پیاری عادتیں پیدا کی جائیں۔

اے میری رخصت ہونے والی بیٹی! آج تم اس دہلیز پر قدم رکھ رہی ہو۔ جسے طے کرنے کے بعد تم اللہ کی امان ماں باپ کے جاؤ۔ ساس سسرے کے اسالوں اور اپنے محترم خاوند کے سایوں میں اپنی زندگی کی اس مہتم بالشان منزل میں قدم رکھوگی۔ جہاں تم ایک لڑکی کی بجائے ایک بہترین ماں کہلاوگی۔ اللہ تعالےٰ اپنے غیبی ہاتھوں سے تمہارے سر پر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ رکھیگا۔ عزیزہ بیٹی تم کو معلوم ہے کہ بہترین خاندان اور بہترین قومیں بنانے والی صرف عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ تمھارے خاندان کے افراد تم سے بجا طور پر یہ توقع رکھیں گے کہ تمھاری پیاری گود میں تمھارے نونہال بہترین پرورش پا کر اپنے خاندان کے چراغ کو دوبالا کریں۔ قوم تم پر بجا طور پر آنکھیں لگائے رکھیگی کہ تمھاری آغوش میں جو جگر پارے پرورش اور تعلیم و تربیت پائیں۔ وہ قوم کے لئے ماہ تاباں ثابت ہوں۔ ایک بہترین پرورش کرنے والی ماں تم سے یہ امید رکھیگی کہ تم اپنے بچوں میں بہترین اخلاق و عادات پیدا کروگی۔ اپنے تربیتی ہاتھ سے ان کی زندگی کو نہایت مستعدی سے کامیاب بناؤگی۔ تعلیم کی دولت سے انھیں مالامال کروگی۔ سچائی۔ صفائی۔ ادب۔ خلوص پیار اور محبت کی پیاری پیاری عادتیں ان میں پیدا کروگی۔ فرزندوں اور دختروں میں ایک دوسرے کی ہمدردی۔ خیر خواہی اور مؤانست کی پاک روح پھونکوگی۔ ان کے خیالات کو وسیع اور دماغوں کو روشن کروگی۔

اچھا اے میری مدعا سننے والی بیٹی.... دلہن بیٹی.... سدا بہاگن تم کو.... اللہ کی امان میں.... بڑوں کے سایہ میں.... ساس اور نندوں کی سپردگی میں.... رخصت کرتی ہوں.... اللہ تمھاری مشترکہ زندگی صحیح معنوں میں مشترکہ زندگی بنائے۔ تمھاری زندگی کو خوشیوں سے بھر دے آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ محمد و علیٰ اصحابہ وسلم۔

(سچا واقعہ، ناموں کی تبدیلی سے)

جہالت

(از محترمہ عزیزہ سعید قریشیہ روپڑ)

ظفر ابھی نو برس کا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ بیوہ ماں۔ چھوٹی بہن اور وہ خود تین ہی شخص تھے جو ایک دوسرے کے غم خوار کہلائے جا سکتے تھے۔ ماں بیچاری مصیبت کی ماری کبھی کسی اہل محلہ کے برتن صاف کر کے اور کبھی کپڑے سی کر ان کے لئے کھانا اور کپڑے مہیا کرتی۔

ماں کی محبت ضرب المثل ہے مگر اُس ماں کی محبت قابل رشک ہے جس کا شوہر بچوں کو یتیم چھوڑ کر چل بسے۔ وہ بچوں سے بے پناہ محبت کرتی تھی اور جب تک ان کی صورت دیکھ نہ لیتی اسے چین نہ آتا۔

اسی محلہ میں ایک صاحب رہتے تھے جن کا نام کریم بخش تھا دولت ان کے پاس کافی تھی۔ ان کے دو لڑکے تھے بڑے کو انہوں نے ایل ایل بی کرا کر بیرسٹری کیلئے ولایت بھیج دیا۔ والدین کو اس کی واپسی پر بہت سی نیک امیدیں تھیں مگر جب وہ واپس آیا تو اس کی وہ آنکھیں ہی نہ رہیں وہ باپ سے سیدھے منہ بات بھی نہ کرتا۔ انہوں نے بڑے کا رنگ دیکھ کر چھوٹے کو کاشتکاری میں لگا دیا۔ کریم بخش رحمدل تھے کسی کو مصیبت میں دیکھ کر بہت ہمدردی کرتے ایک دن انہوں نے ظفر کی ماں سے کہا "بہن کب تک یہ لڑکا یونہی آوارہ پھرتا رہے گا اس کو اسکول میں داخل کر دو خرچ میں ادا کروں گا"

"ہونہہ" ظفر کی ماں نے ان کی ہمدردی کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا آپ کے بڑے لڑکے کو دیکھا ہے کہ پڑھ کر اس نے آپ لوگوں سے کیسے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیں میرا تو ایک ہی بیٹا ہے اگر یہ پڑھ کر میرے ہاتھ سے چلا جائے تو میں کیا کروں گی۔ اللہ آپ کا بہت بہت بھلا کرے مجھے اپنا بیٹا ان پڑھ منظور ہے جب بڑا ہو گا مجھے کما کر کھلائیگا"

کریم بخش یہ جواب سن کر چلے گئے۔

انہی دنوں ظفر کی ماں بیمار ہو گئی اسے سخت بخار چڑھا اُسی دن چھوٹی بہن کو پھوڑے نکل آئے۔ ظفر جلدی جلدی ہسپتال گیا۔ ڈاکٹر کو دونوں کا حال بتایا ڈاکٹر نے دوا دو شیشیوں میں دی اور بتایا کہ سیاہ چٹ والی بوتل میں پھوڑے پر ملنے کا تیل ہے اور دوسری میں بخار کی دوا۔

دوا لیکر گھر آیا تو ماں کی حالت نازک پائی دوا دینی چاہی مگر گھبراہٹ میں اس نے تیل والی شیشی کو بخار کی دوا سمجھا اور ایک خوراک ماں کو دے دی۔ اور بہن کو بخار کی دوا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ماں کی آنکھیں پتھرا گئیں، بدن ٹھنڈا ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو گئے۔ اور اس پر نزع کا عالم طاری ہو گیا۔

ماں چل بسی ظفر اور اس کی بہن باقی رہ گئے۔ بے یار و مددگار۔

کریم بخش نے ان کو یتیم جان کر گھر میں نوکر رکھ لیا اس

کے گھر امیر اور دولتمند آتے تھے۔ ظفر نے ایک دن مالک سے پوچھا" یہ لوگ اتنے امیر کیسے بن گئے؟"

اس نے جواب دیا" یہ پڑھے لکھے ہیں اعلیٰ عہدوں پر مقرر ہیں"

کیا میں ایسا بن سکتا ہوں اس نے جذبات میں ڈوب کر پوچھا۔

"ہاں تم ایسے ہو سکتے ہو اگر پڑھے لکھے ہوئے ہوتے تو"

اس نے پوچھا تو کیا میں پڑھ نہیں سکتا؟"

کیوں نہیں۔

"اچھا آپ مجھے کتابیں لا دیں میں پڑھا کروں گا"

رحم دل کریم بخش نے دوسرے ہی دن سکول میں داخل کرا دیا اور کتابیں خرید دیں۔ ظفر سکول سے فارغ ہو کر اپنے آقا کا کام کرتا رات کو بازار کے لیمپ کی روشنی میں پڑھتا اس نے چھ سال میں دس جماعتیں پاس کیں اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔ وہ اپنا خرچ خود چلاتا۔ چار سال بعد ظفر نے بی اے کا امتحان صوبہ بھر میں اول رہ کر پاس کیا۔ آئی۔ سی۔ ایس میں اول آیا۔ حکومت نے انگلینڈ بھیجا اور واپسی پر اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہو گیا۔ بہن جوان ہو چکی تھی اس کا بیاہ کریم بخش کے دوسرے بیٹے سے کر دیا وہ ان پڑھ تھی اس نے کوئی انقلاب نہ دیکھا۔ ایسا ہی حال کریم بخش کے ان پڑھ بیٹے کا تھا۔ برعکس اس کے کریم بخش کے بڑے بیٹے اور ظفر کی زندگی انقلابات سے دوچار حوادث سے متاثر اور تکالیف سے بھرپور تھی۔ ظفر سوچا کرتا کہ اس نے کس طرح ان پڑھ ہونے کی وجہ سے اپنی ماں کو دوا کی بجائے زہر ملا تیل پلا دیا تھا۔ اور کسطرح وہ چل بسی

ایک دن ایک مقدمہ اس کے سامنے پیش ہوا کہ ایک نوجوان نے اپنی ماں کو بھوت سمجھ کر مار ڈالا تھا۔ ظفر عدالت کی کرسی پر بیٹھا ٹپ ٹپ رونے لگا۔ وہ بھی اسی جرم کا مرتکب تھا دونوں جرموں کی وجہ ایک ہی تھی..... جہالت..... استعفیٰ دیا اور باقی عمر جہالت مٹانے اور علم پھیلانے میں صرف کر دی

اسکی نبض شناس طبیعت نے چند اور حساس دل بھی تلاش کر لئے اور انکی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علاقہ سے جہالت کا نام و نشان مٹ گیا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو علم پھیلانے اور دوسروں کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا عیش و آرام کھو دیتے ہیں۔

حساب خانہ داری

(از سید شبیر حسین صاحب عشرت بخاری نئی دہلی)

ہر ایک سلطنت کے لئے قابل وزیر کا ہونا اشد ضروری ہے۔ اور اس کی قابلیت کا بڑا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ سلطنت کی آمدنی میں اضافہ کی تدابیر ہر ممکن طریقہ سے عمل میں لائے اور غیر ضروری اخراجات کی بیخ کنی کرے۔ تاکہ سالانہ بجٹ یعنی آمدنی اور خرچ کے سالانہ تخمینہ میں ایک نمایاں بچت ہو ہر ایک گھر بھی بجائے خود ایک چھوٹے پیمانہ پر سلطنت

ہے اور اس کا وزیر گھر کی مالکہ ہے۔ آمدنی اور خرچ کی حساب داری۔ آمدنی کا مناسب جگہ پر استعمال کرنا۔ غیر ضروری اخراجات کی روک تھام ان تمام فرائض کی ذمہ داری بھی اسی پر عائد ہوتی ہے۔ مگر عام گھرانوں میں اس ذمہ داری کا ہرگز احساس نہیں کیا جاتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابھی مشکل سے نصف ماہ بھی گزرنے نہیں پاتا کہ گھر کی تجوری خالی نظر آتی ہے۔ جس کی وجہ سے سودا ادھار آنے لگتا ہے اور دکاندار تنخواہ کے دن کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اگر اسی اثنا میں کوئی اتفاقی خرچ آن پڑے تو سوائے اس کے نزدیک ترین رشتہ دار یا کسی بے تکلف سہیلی سے دس کا نوٹ ادھار لیا جائے اور کیا ہو سکتا ہے مگر یہ سب کیوں؟ اس لئے کہ آمدنی کا مناسب استعمال نہیں کیا جاتا۔ ایک غیر ضروری چیز کو اس لئے خرید لیا جاتا ہے کہ ساتھ والے بابو کی بیوی نے اسے خریدا ہے۔ اور ہر ایک پھیری والے کو بلانا تو گویا فرض سمجھا جاتا ہے۔ خواہ جو چیز وہ بیچتا ہے اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کپڑا۔ کانچ اور چینی کے برتن۔ کانوں کے بندے چوڑیاں اور ایسی صدہا اشیا بلاضرورت خرید لی جاتی ہیں حالانکہ اس ماہ میں ان کا ان کا خریدا جانا کچھ ضروری نہ تھا

یہی ہیں چند معمولی غلطیاں یا بداعتدالیاں جو ایک خفیف عرصہ میں ناقابل اور قرض کی بھیانک صورت اختیار کر لیتی ہیں جس سے رہائی پانے کے لئے ایک مدت مدید تک تلخ اور متفکر زندگی گزارنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ خرچ کرتے ہوئے آمدنی کا خاص خیال رکھا جائے۔ ضروری اشیا کو پہلے خریدا جائے اور مستقبل کے لئے کچھ بچا لیا جائے۔ جس کا سہل طریقہ آمدنی اور اخراجات کا حساب (home account) رکھنا ہے۔ جس سے آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ فلاں خرچ میں پچھلے مہینے کی نسبت کیوں زیادتی ہوئی۔ فلاں ضروری خرچ میں نمایاں کمی ہونے کی وجہ سے کیوں تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح تھوڑے عرصہ میں اخراجات اپنی مناسب جگہ اختیار کر لیتے ہیں۔ جو روپیہ غیر ضروری اخراجات میں صرف ہوتا تھا۔ وہ خود بخود اپنی مناسب جگہ پر خرچ ہونے لگتا ہے۔ مگر بجٹ کے خیال کی اندھا دھند پیروی سے ضروری اخراجات میں اس قدر کمی بھی نہ ہونی چاہئے کہ انسانی زندگی تلخ نہ ہو جائے۔ گھر کا حساب رکھنے کے لئے زیادہ تعلیم (High education) کی بھی ضرورت نہیں تھوڑی سی تعلیم والی بہنیں اس کام کو آسانی سے سرانجام دے سکتی ہیں اور غیر تعلیم یافتہ بہنیں معمولی تعلیم حاصل کرکے اس سے مستفید ہو سکتی ہیں۔ حساب خانہ داری کے لئے کسی خاص رجسٹر کی ضرورت نہیں۔ یہ کام عام سکول کی کاپیوں سے لیا جا سکتا ہے۔ کاپی میں تمام ماہ کی تاریخوں کے ساتھ اسے چند سرخیوں جیسے خوراک۔ کپڑے۔ مہمانوں کا خرچ جیب خرچ بچوں کی سکول کی فیس۔ بجلی۔ پانی۔ کپڑوں کی دھلائی وغیرہ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ کپڑوں کی دھلائی کا حساب ایک علیحدہ نوٹ بک میں رکھا جائے تو بہتر ہے یا اس کاپی کا ایک صفحہ اس کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ جس میں کپڑوں کی تعداد اور دھلائی وغیرہ درج کی جائے۔ تاکہ ہفتہ وار یا ماہ کے آخر میں تمام خرچ کو کپڑوں کی دھلائی کے کالم (column) میں نقل کر دیا جائے۔ ماہ کے آخر میں تمام اخراجات کی میزان کی

جائے۔ اس طرح اپنی آمدن اور اخراجات کا پورا پورا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ سب سے آسان اور عام فہم طریقہ گھر کے اخراجات پر قابو پانے اور قرض میں ڈوبے ہوئے گھروں کو قرض سے نکالنے کا۔ امید ہے کہ مسلم بہنیں اس سے مستفید ہونے کی کوشش فرمائیں گی۔

امور خانہ داری

(محترمہ اہلیہ محمد شریف صاحب قریشی فیروزپور شہر)

لفظ خانہ داری سے مراد گھریلو انتظام ہے۔ گھر کے انتظام کی ذمہ داری زیادہ تر عورت پر ہے۔ مرد زیادہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ روپیہ پیدا کر سکتا ہے۔ مگر اس کا عقلمندی سے خرچ کرنا اور خانہ داری کرنا عورت کی ہی عقل و دانش پر منحصر ہے۔

خانہ داری کی تعلیم زیادہ تر علمی نہیں ہے۔ جو تمام اسکولوں اور کالجوں میں میسر آسکے۔ بلکہ عملی تعلیم ہے جو گھر ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اور گھر ہی میں ختم ہوتی ہے۔ عقلمند عورتیں اپنے تمام کاموں میں اپنی بیٹیوں کو امدادی طور پر عملاً شریک کرتی ہیں۔ اور سب کچھ سکھا دیتی ہیں۔ عورت کا ایم اے ہونا یا بی اے ہونا یہاں کام نہیں آسکتا ہے۔ عورت کی حقیقی تعلیم گھر ہی میں ہوتی ہے۔ اور یہی تعلیم ان کی زندگی میں کام آتی ہے۔ خانہ داری اتنی اہم اتنی بڑی اور ضروری چیز ہے کہ آدمی تو اس میں کامیابی کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ ایک مسلم عورت کو اس بارہ میں خاص توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ اسی کی خوبی اور عمدگی پر آئندہ نسل انسانی کی زندگی کے خوشگوار یا ناخوشگوار ہونے کا دارومدار ہے۔

گھر کی صفائی۔ کمروں کی زیبائش۔ خرچ و آمدن کا حساب نوکروں کی نگرانی۔ باورچی خانہ کی نگہداشت۔ موسم اور مزاج کے مطابق لذیذ اور عمدہ کھانے تیار کرنا۔ لباس کا بنانا۔ عزیزوں اور رشتہ داروں سے بہترین تعلقات رکھنا۔ لڑائی جھگڑوں سے گھر کو پاک رکھنا۔ وقت مقررہ پر کھانا تیار کرنا۔ مقررہ وقت پر کپڑا اور فصل کے موقعہ پر سستی اور عمدہ چیزیں خریدنا۔ خورد و نوش کی اشیاء اسٹاک میں رکھنا۔ ختم ہونے سے پیشتر ہی مہیا کرنا غرضیکہ ہر کام کے لئے وقت اور ہر چیز کے لئے جگہ مقرر کرنا اور قرینے سے رکھنا۔ مہمانوں کی آؤ بھگت اور قیام و آرام کا انتظام کرنا۔ گویا گھر کو مرد کے لئے نمونہ بہشت بنانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بہت بڑا کام ہے۔ افسوس خانہ داری کی ضرورت کو کوئی نہیں سمجھتا۔ کہ یہ کتنی ضروری چیز ہے۔ جو عورت ان اصولوں پر پابند ہے۔ وہ قابل قدر اور قابل عزت عورت ہے۔ شوہر بھی ان حالات میں اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور وہ تمام کام اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے "کہ گھر

عورت ہی کے دم سے ہے۔"

دراصل عورت گھر کے کاموں کی وزیر ہے۔ جب تک وہ اپنی قابلیت مذکورہ بالا کاموں میں اور مرد کی فطرت شناسی میں پیدا نہ کرے۔ اس وقت تک گھر کا انتظام نہیں چل سکتا۔ کھانا تیار ہوگا مگر بدمزہ۔ کپڑا سلے گا مگر بدوضع۔ اشیا خریدی جائینگی مگر خراب اور بیوقت! بچے جدا خراب ہونگے اور شوہر جدا رنجیدہ ہوگا۔

امور خانہ داری میں سب سے ضروری چیز باورچی خانہ ہے۔ کھانے کے پرمزہ اور لذیذ ہونے کا خیال تو سب کو ہوتا ہے مگر باورچی خانہ کی صفائی کا کسی کو خیال تک نہیں آتا۔ حالانکہ اس کا حفظان صحت سے زیادہ تعلق ہے۔ اور یہی سب سے زیادہ غلیظ ہوتا ہے، دُھلے اور بے دھلے برتن بے ترتیبی کے ساتھ بکھیرے پڑے رہتے ہیں اور غلیظ برتنوں پر مکھیاں اِدھر اُدھر سے بیماریوں کے جراثیم لالا کر باورچی خانے اور دیگر کھانے پینے کی اشیاء تک پہنچا دیتی ہیں۔ اور باورچی خانہ کو سال بھر میں ایک دفعہ بھی سفیدی نہیں کی جاتی۔ کونوں میں جالا لگا رہتا ہے۔ ان حالات میں جہاں کیچڑ رہتی ہو۔ اور پانی گرانے میں احتیاط نہ ہو۔ خورد و نوش کے سامان پر خاک پڑتی ہو۔ اور چوہوں کی آمدورفت کے لئے کچھ رکاوٹ نہ ہو۔ اگر ایسی غفلت سے بچے بیمار نہ رہیں اور بڑوں کی صحت خراب نہ ہو تو تعجب ہے۔

پرورش اولاد کے بارہ میں عورتوں کو بہت زیادہ اہمیت ہے۔ بچے حقیقت میں اپنی ماں کے اخلاق و اعمال کا عکس ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچوں میں نقل کرنے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت عقل کے۔ نقل ہی سب سے پہلے بچے کی رہبری کرتی ہے اور عقل کے دروازہ تک پہنچاتی ہے۔ اگر والدین اپنے بچوں کو اچھے کام اچھی باتیں کر کے دکھائینگے۔ بچہ ضرور متاثر ہوگا۔ روحانی۔ جسمانی اور اخلاقی ترقیوں کا ذریعہ والدین ہی ہیں۔ اور خصوصاً والدہ ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

با ادب ماں بے ادب اولاد جن سکتی نہیں
معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

عقلمند عورتیں بچوں کی حرکات و سکنات پر اپنی نظر رکھتی ہیں اور جاہل عورتوں کی طرح بات بات پر بچوں کو نہیں جھڑکتی نہیں اور نہ مارتی ہیں۔ بلکہ نرمی اور ہوشمندی سے برائی اور بھلائی میں تمیز کراتی ہیں۔ بچوں کے ہاتھ میں پیسہ نہیں دیتی ہیں۔ کیونکہ پیسہ دینے سے بچہ کو چٹورپن اور فضول خرچی کی عادت ڈالنے کے سوا اور کیا ہے۔ اس طریقہ سے عادت اور صحت دونو بگڑتی ہیں۔

قابل عزت ہیں وہ عورتیں جو اپنے بچوں کی تربیت و تعلیم اور اخلاق کے اعلےٰ بنانے میں کوشاں رہتی ہیں۔ اور امور خانہ داری کو نہایت اچھے طریقہ پر سرانجام دیتی ہیں۔ اور شوہر جب تک باہر رہتا ہے تو گھر کے کاموں میں مصروف نظر آتی ہیں اور جب وہ گھر آتا ہے تو خوشدلی اور تبسم سے اس کا استقبال کرتی ہیں۔ خدمت اور دلجوئی میں مشغول رہتی ہیں اور ان تمام حالات پر قابو پا کر اپنے چھوٹے سے گھر کو اپنے شوہر کیلئے نمونہ بہشت بنا دیتی ہیں۔

ڈمی رسٹ واچ

ماہ جون کے مسلمہ میں کسی دھوکہ باز اور فریبی اشتہار بازی کی قلعی نہایت عمدہ طور پر کھولی گئی ہے۔ بعض امیر اور متوسط گھرانوں کی لڑکیاں اور لڑکے جن کے پاس خرچ کرنے کو پیسہ ہوتا ہے اور خرچ کرنے کے جائز و ناجائز موقع کو پرکھنے کا شعور نہیں ہوتا عموماً ایسے اشتہاری شیطانوں کے پھندے میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔ اور دھوکہ کھانے کے بعد اپنی نادانی یا ناتجربہ کاری کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی کر نہیں سکتے۔ بلکہ اکثر تو ندامت کی وجہ سے اپنے ایسے تلخ تجربہ کا کسی بزرگ سے ذکر بھی نہیں کرتے۔

ایسے بھائیوں اور بہنوں کو خصوصاً اور ہر ایک سمجھدار شخص کو عموماً زیادہ خبردار کرنے کے لئے یہ سطور لکھ رہی ہوں تاکہ اگر کسی وقت آپ پر محض مفت کے اشتہاری چیز خریدنے کا بھوت سوار ہو کہ کوئی تحفہ مفت ملتا ہے یا اور کچھ نہیں تو تجربہ ہی ہو جائیگا۔ تو اس وقت میری نصیحت یاد کریں۔ اور عجلت بازی سے کام نہ لیں۔

یاد رکھئے کہ جن اشتہاروں میں گھڑیاں مفت انعام ملنے کا اعلان ہوتا ہے وہ سراسر جھوٹے اور دھوکہ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسے اشتہارات کی زبان اور الفاظ کی ترکیب کو غور سے پڑھیں تو کوئی نہ کوئی شرط ایسی موجود ہوگی جو خریدار کو قانونی طور پر بے بس کر دیتی ہو۔ اور یہ نہیں تو جو انعام رکھا گیا ہوگا نہایت ہی بے حقیقت اور گھٹیا قسم کا ہوگا لیکن الفاظ خوب شاندار اور ترغیب دینے والے ہونگے کہ کم فہم آدمیوں کو آسانی سے دھوکہ لگے۔ فریب یہ ہے کہ انگریزی کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس سے عموماً نیم تعلیم یافتہ بزرگ۔ چھوٹی جماعتوں کے لڑکے اور مسجدوں کے طالب علم یا محض اردو خواں لڑکیاں خوب فریب کھاتے ہیں۔ گھڑیوں کا معاملہ ہی لیجئے۔ میں نے جتنے اشتہارات پڑھے ہیں۔ ان میں بس اسی قسم کی گھڑیاں انعام یا تحفہ دی جاتی ہیں۔ یعنی فینسی رسٹ واچ۔ ڈمی رسٹ واچ۔ بے بی رسٹ واچ۔ ٹوٹے رسٹ واچ۔ نیم تعلیم یافتہ دیہاتی یا "مسیتا" قسم کے مولوی لوگ سکولوں کے بچے اور لڑکیاں رسٹ واچ سے تو کلائی کی گھڑی سمجھ لیتی ہیں اور خوش ہو جاتی ہیں کہ کلائی پر باندھیں گی لیکن بچاری انگریزی لفظوں فینسی۔ ڈمی۔ بے بی اور ٹوٹے میں جو دغا دانستہ چھپا کر رکھا گیا ہے اس کو بھانپ نہیں سکتیں واضح رہے کہ انگریزی میں "فینسی" جھوٹ موٹ کو کہتے ہیں نہ کہ ہمارے ہندوستانی محاورہ کے مطابق اعلیٰ چیز کو۔ اسی طرح "ڈمی" خالی خولی چیز کو۔ "ٹوٹے" کھلونے کو۔ اور "بے بی" بچکانہ کو۔

اسی طرح پستول اور بعض دوسری چیزوں کے اشتہاروں میں یہ فقرہ ہوتا ہے۔ "بالکل اصلی کے مطابق" یا "بالکل تصویر

کے مطابق جو جھوٹ ثابت کرے گا انعام پائے گا۔" جو لوگ ان فقروں کے معنی پر غور نہیں کرتے اور جلد بازی سے کام لے کر آرڈر دے دیتے ہیں خوب پچھتاتے ہیں اور بڑا تاؤ کھاتے ہیں لیکن کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ جب محصول ڈاک خرچہ پیکنگ اور فیس منی آرڈر وغیرہ دے دلا کر چار پانچ روپے گرہ سے کھل چکتے ہیں تو جو گھٹیا اور تیسرے درجہ کی بے حقیقت چیز ان کے پلے پڑتی ہے واقعی "بالکل اصلی کے مطابق" نقلی ہوتی ہے اور یا "عین تصویر کے مطابق" ہوتی ہے جھوٹ ثابت کرو تو ہزار روپیہ انعام

لہٰذا۔ لڑکے لڑکیوں خصوصاً محض اردو خواندہ بہنوں کو خبردار کرتی ہوں کہ اشتہاری۔ خصوصاً انعامی اشیاء منگوانے سے پہلے خوب جانچ پڑتال کر لیں۔ کہ کہیں دھوکا ہی دھوکا نہ ہو۔ اشتہار کی زبان کو غور سے پڑھیں اور انگریزی الفاظ کے متعلق صحت اور یقین کر والیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو کبھی فریب نہ کھائیں گے۔

بزمِ مُسلمہ

"مسلمہ" کی دو اشاعتوں میں بعض بہنوں نے ٹڈیوں کے شبخون سے بچاؤ کیلئے تدابیر دریافت کی تھیں۔ افسوس ہے کہ کسی نے بھی توجہ فرمانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ یہ موذی کیڑے اس قدر نقصان دہ ثابت ہو رہے ہیں کہ علاوہ خورد و نوش کی چیزوں کے سلک یا ٹاٹا سا کے کپڑوں سے تو اسے سخت دشمنی ہے۔ اور آج یہی کپڑا متوسط اور غریب طبقوں کی زینت لباس ہے اور ایک رات ہی میں ٹڈیاں اسے چھلنی کر دیتی ہیں۔ براہ کرم کوئی ڈاکٹر صاحب یا کوئی اہل تجربہ بہن یا بھائی فی الفور توجہ فرما کر مخلوق کو اس عذاب سے رہائی دلانے کا احسان کریں۔

(ایک ضرورتمند)

اگر کسی مسلمہ بہن یا بھائی کو وہ نظم یاد ہو جس کے پہلے شعر کا پہلا مصرع ہے

جب عشقِ محمد نے سینے میں ضیا ڈالی

تو براہ کرم رسالہ مسلمہ میں شائع کروا کر ممنون فرمائیں۔

سرور سلطانہ بنت سید حاکم شاہ (پونا)

خوشی کی خبریں:-

ازحد خوشی کا مقام ہے کہ ۳۰ر جون ۱۹۴۱ء کو پیر کے دن خداوند قدوس کے فضل و کرم سے برادر محترم خان گلزار محمد خانصاحب کے ہاں فرزند ارجمند پیدا ہوا۔ اُس مالک حقیقی کا کرم پر کرم یہ ہوا کہ چند ہی روز بعد یعنی مورخہ ۳ر جولائی کو اُنکے پیارے دوست یار محمد خاں صاحب کے ہاں بھی لڑکا عنایت فرمایا۔ پاک پروردگار عزیزان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور نیک بنائے۔ آمین۔

(سردار محمد خاں سیکرٹری جمعیت الاسلام کراچی)

میں نہایت مسرت سے مطلع کرتی ہوں کہ میرے بچے کی سالگرہ بتاریخ ۵ جولائی بخیروخوبی انجام پائی۔ بہنیں دعا کریں کہ اسکی عمر میں ترقی دیوے۔ نیز سالگرہ کی خوشی میں پانچ روپیہ کی حقیر رقم یتیم بچوں کی مٹھائی کے لئے بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے۔ مجھے سالگرہ کے لئے ایک نظم کی ضرورت ہے۔ مہربان بھائی یا بہنیں توجہ فرمائیں۔ بچے کا نام تنویر احمد ہے۔ (بیگم بی لے مرزا۔ اسسٹنٹ مائننگ انجنیر۔ ڈاکخانہ سکلی (براستہ تمسر) بی۔ این آر (سی۔ پی)

غمی کی خبریں،

میں نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میرے عم محترم سید محمد عمر صاحب حسنی انجنیر ریاست جوناگڑھ چار روز بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ مرحوم نے جرمنی اور جاپان میں بجلی کی انجنیری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ ریاست حیدرآباد اور بھوپال میں بھی عہدہ انجنیری پر فائز رہے۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ اپنی تنخواہ کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے غریب اعزا کی امداد میں صرف کرتے تھے اور پوشیدہ امداد کرنا مرحوم کی خصوصیات میں سے تھا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مسلم بہنوں سے التجا ہے کہ میرے مرحوم چچا کے واسطے مغفرت کی دعا کریں۔"

(ثریا بنت العقیل)

موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

آہ! یہ خبر کس دل اور کس قلم سے سپردِ قلم کروں کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جسم لرز رہا ہے کہ میرے پیارے دادا صاحب ایک ہفتہ بیمار رہے کہ ۱۱ رجولائی ۱۹۴۱ء کو بروز جمعہ بوقت ۷ بجے شام چھیانوے ۹۶ سال کی عمر میں ہم سب کو تڑپتے چھوڑ کر اس دنیائے فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الوداع ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے سخت قائل تھے۔ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو نماز کبھی نہ چھوڑتے۔ ہر رات کے ایک یا دو بجے ضرور مسجد میں حاضر ہو جاتے۔ آپکو اذان دینے کا از حد شوق تھا۔ ہر وقت خدا کے خوف سے ڈرتے اور اکثر رویا کرتے تھے۔ ہم سب کو نیکی کے راستے پر چلنے کی تلقین کرتے۔ مرتے دم تک آپ کی زبان پر استغفر اللہ کا ورد تھا۔ آپ نہایت نیک سیرت تھے۔ آپ کو مجھ سے اسقدر محبت تھی جو بیان سے باہر ہے۔ میں سب بہن بھائیوں کی خدمتِ اقدس میں یہ التجا کرتی ہوں کہ میرے پیارے مرحوم دادا صاحب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(غمزدہ زہرہ بیگم ادیب عالم مدرسۃ البنات جالندھر)

کس قلم اور کس حوصلہ کے ساتھ میں یہ خبر سپرد قلم کر رہی ہوں کہ میرے پیارے ابا جان ہم سب کو ہمیشہ کے لئے اپنی پرخلوص محبت سے محروم کر گئے۔ صرف ایک دن بخار ہوا اور جمعۃ المبارک یعنی ۱۳ رجون کو ۴ بجے شام کے وقت ہم سب کو تڑپتے ہوئے چھوڑ کر اپنے رب کو جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میں انہی مسلمہ بہنوں سے اور بھائیوں سے بھی استدعا کرتی ہوں کہ وہ ان کا قطعہ وفات بذریعہ مسلم لکھ کر متشکر و ممنون فرمائیں۔ راقمہ [illegible]

مائدہ

نفیس متنجن :۔

ہندوستان کے خوشحال گھرانوں میں عام طور پر ضیافتوں اور دعوتوں کے موقعہ پر متنجن ایک نفیس اور لذیذ غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اچھے درجہ کی غذاؤں میں متنجن کو خاص حیثیت حاصل ہے۔ جو ذائقہ، لذت اور مزے کے اعتبار سے بے مثل غذا ہے۔ اسے سلیقہ کے ساتھ پکا لینا بڑی بات ہے جو کئی دفعہ کے تجربے کے بعد ممکن ہے۔ ذیل میں متنجن کی ایک سادہ، صاف اور سالہا سال کی تجربہ شدہ ترکیب درج ہے امید ہے کہ ضرورتمند بہنیں اسے کام میں لائیں گی۔

اشیائے ضروری :۔

گوشت بکری ایک سیر۔ چاول عمدہ قسم آدھ سیر۔ دہی ایک پاؤ۔ لیموں ۴ عدد۔ ادرک ایک چھٹانک۔ زیرہ سفید ۳ ماشہ۔ کشمش آدھ پاؤ۔ مغز بادام آدھ پاؤ۔ شکر نصف سیر گھی ایک پاؤ۔ کیوڑہ ۴ ماشہ۔ زعفران ۲ ماشہ۔

ترکیب :۔ پہلے پاؤ بھر گھی کو آدھ سیر پیاز کے چھوں کتر کر ڈالئے، گوشت ادرک اور دہی میں بھون لیا جائے۔ اس کے بعد گوشت گلنے کے موافق پانی ڈالدیا جائے اور چار دانے جائفل کیساتھ سیر بھر گوشت بھی اسی میں ڈالدیجئے۔ چاول دو گھنٹے پہلے بھگو دینے چاہئیں۔ جب گوشت گل جائے تو اس کی بوٹیاں علیحدہ نکال کر رکھ لی جائیں۔ پھر اس آبجوش میں آدھ سیر شکر ڈالدیجئے اگر آبجوش کم نظر آئے اتنا کہ اس میں چاول نہیں گل سکیں گے تو پھر حسب ضرورت دودھ ڈالدیجئے بلکہ قصداً پانی کم رکھا جائے۔ پھر لیموں کا عرق نچوڑ کر اس آبجوش میں ملا دیجئے اب دیگچی میں چاول ڈال کر کسی رکابی سے اس کا منہ بند کر دیجئے۔ گوشت ابھی نہ ڈالئے۔ جب آبجوش خشک ہوتا ہوا معلوم ہو تو اس وقت چاولوں پر گوشت پھیلا دیجئے۔ اور دھیمی آنچ پر دم دیدیجئے۔ جب چاول دم میں آجائیں تو اسوقت چمچہ کی ڈنڈی سے بوٹیاں ملادی جائیں اور ساتھ ہی بادام چھڑک کر کشمش کا داغ دیجئے۔

نوٹ :۔ جب تک چاولوں میں پانی کا اثر رہے اسوقت تک چمچہ نہ چلایا جائے۔

(راشدخاتون نزہت بنت حضرت علامہ انورشاہ کشمیری شاہ منزل دیوبند)

خطبۂ صدارت

مدرسۃ البنات میں طالبات و معلمات کے اشتراک سے مہینہ میں دو مرتبہ ایسے اجلاس ہوتے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ جلسوں اور اجتماعوں میں اگر کچھ کہنا پڑے تو عورت تبلیغ کا حق ادا کرسکے اور بھلی بات کہنے اور بری باتوں سے روکنے کا فرض ادا کرسکے۔ مقام شکر ہے کہ یہ سلسلہ کامیاب رہا ہے۔ ہمیں آخری اجلاس کا خطبہ موصول ہوا ہے جو چوتھی جماعت کی ایک طالبہ عزیزہ خوشنود سلطانہ نے اصلاح البنات کے جلسے میں صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے پیش کیا۔ اور ہم اسے اسلئے درج کرتے ہیں کہ اس نے اپنی جماعت کے لحاظ سے اچھے لفظ اور مناسب فقرے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے (ادارہ)

السلام علیکن!

میری گرامی قدر معلمات اور عزیز ترین اخوات! پیشتر اس کے کہ اصل موضوع پر کچھ عرض کردں۔ سب سے پہلے میں شرافت و انسانیت کے تقاضے سے مجبور ہوں کہ آپ کی اس ذرہ نوازی و عزت افزائی کا صمیم قلب سے شکریہ و سپاس بجالاؤں۔ اس بزم علم و دانش میں بیشتر محترم بہنیں رونق افروز ہیں جو علم و فضیلت میں مجھ حقیر سے اعلے و ارفع ہیں۔ یہ صرف آپ کی کرم فرمائی کا مظاہرہ ہے کہ مجھے کرسی صدارت پر بیٹھنے کی فضیلت بخشی، ورنہ "من آنم کہ من دانم"۔

محترمات! کسی دانا کا مقولہ ہے۔ کہ اَلنَّجَاحُ فِی اِطَاعَةِ الْمُعَلِّمَةِ۔ یعنی معلمہ کی فرمانبرداری میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اور آپکو بھی اس حقیقت سے کامل اتفاق ہوگا۔ شب و روز کے واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ جو طالب علم استاد یا استانی کا تابع فرمان، اطاعت گزار اور اسکے ہر حکم و ارشاد کو بجالانیوالا ہوگا۔ وہ ضرور آسمان علم و ادب کا خورشید درخشاں ہوگا۔ لیکن اسکے برعکس ایک سرکش، باغی، نافرمانبردار، مغرور اور نخوت پسند طالب علم عوام کی نگاہوں میں ذلیل ہوگا۔ وہ افعال بد میں گرفتار ہو کر بدنام ہوگا۔ وہ جاہلوں اور سرکشوں کی طرح وحوش و حیوانات کی سی زندگی بسر کریگا۔ اور انسانی شرف کی حلاوتوں سے محروم رہیگا۔

بزرگوں کا قول ہے کہ کامیابی متجسس و ساعی انسان کے قدم چومتی ہے۔ اسی طرح فرمانبردار انسان کو اسکی اطاعت گزاری کا صلہ اسے ہر گام زندگی پر ضرور ملتا ہے۔ فلاح و بہبود اس کی قدم بوس ہوتی ہیں۔ اور کامیابی اس پر عزت و فضیلت کے گلہائے رنگا رنگ نچھاور کرتی ہے۔

محترمات ہم میں یہ بری عادت ہے کہ ہمیں اگر ہماری معلمہ کسی بات سے روکیں تو ہم اسے برا محسوس کرتی ہیں۔ یہ ہماری ناتجربہ کاری اور ناعاقبت اندیشی ہے۔ حالانکہ وہ جو کچھ سختی سے بھی کہتی ہیں۔ ہمارے ہی بھلے کے لئے۔ فرمان نبوی کی تقدیس کی خاطر ناقابل شکست عہد و پیمان اپنے دلوں سے کریں کہ ہم سے تا زیست والدین و معلم کی نافرمانی نہ ہوگی۔ قبل از اختتام سلسلۂ تقریر فرض انسانیت ہے کہ میں اس اعزاز بخشی پر امتنان و تشکر کے جذبات کا ایک بار پھر اظہار کروں۔ والسلام

اللہ کی مدد کرنے والے

مندرجہ ذیل اللہ کے محبوں نے گذشتہ مہینہ میں "مسلمہ" کے خریدار مہیا فرما کر اللہ کی مدد کی اور اللہ کی مدد کے مستحق ہوگئے۔

محترمہ مسز خورشید احمد صاحبہ کراچی	۱	جناب شوکت علی صاحب سینیٹری انسپکٹر کمیریاں	۲
جناب سید ضمیر محمود صاحب باغبانپورہ لاہور	۱	جناب عبدالعزیز صاحب (سندھی)	۱
جناب سید علی احمد نقوی صاحب	۱	محترمہ بیگم صاحبہ میاں فیض محمد خاں صاحب لاہور	۲
محترمہ م۔ ب صاحبہ معرفت بابو اختر علی صاحب رہتک	۱		

اللہ کو قرض حسنہ

زکوٰۃ فنڈ ماہ جولائی ۱۹۴۱ء

محترمہ بیگم صاحبہ جناب رائے احمد مختار صاحب بی اے ضلعدار آنہر امرتسر	۵/-/-
جناب خان نذیر احمد خاں صاحب فیروز پور شہر	۲/۸/-
میزان	۷/۸/-

وظائف فنڈ ماہ جولائی ۱۹۴۱ء

جناب سید آغا جواد شاہ صاحب سندھ پولیس کراچی (خیر النساء سکالرشپ)	۳/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان محمد عالم خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس دوراہا۔ بھوپال (ماہ جون و جولائی ۱۹۴۱ء)	۴/-/-
جناب چودھری غلام غوث صاحب ایگزیکٹو انجینیر رحیم یار خاں (غلام غوث سکالرشپ بابت سال تمام)	۲۳/-/-

جناب آنریری سیکرٹری صاحب انجمن مسلمانان پنجاب رجسٹرڈ کراچی (وظیفہ برائے چھ طالبات مدرسۃ البنات بابت سال رواں)	۶/-/-
محترمہ مکرمہ و معظمہ نفیس دلہن صاحبہ علیگڈھ (وظیفہ ماہ جون ۱۹۴۱ء)	۲۰/-/-
میزان	۵۶/-/-

عطیات ماہ جولائی ۱۹۴۱ء

محترمہ خوشنودہ سلطانہ صاحبہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۲/-/-
جناب چودھری نعمت اللہ خاں صاحب منٹگمری (برائے شیرینی طالبات دارالاقامہ بخوشی تولد برادر عزیزہ خورشید بیگم)	۵/-/-
جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب اکونٹنٹ جالندھر شہر	-/۲/-
جناب عظامی صاحب "	-/۲/-
جناب حکیم محمد جالینوس صاحب "	-/۲/-

جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب	جالندھر شہر	-/۲/۰	جناب نذیر محمد صاحب	پانی پت	-/۸/۰
بذریعہ مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن مدرستہ البنات		۳۰۶/۷/۶	جناب محمد شفیع صاحب	〃	-/۴/۰
جناب ڈاکٹر حاجی منظفر علی صاحب	پانی پت	۵/-/۰	جناب محمد رفیع صاحب	〃	۱/-/۰
جناب اللہ بندہ صاحب نمنٹنگ سنٹر	〃	۶/-/۰	جناب احمد علی محمد عمر صاحبان	〃	-/۸/۰
جناب رشید احمد صاحب کٹائی والا	〃	۲/۸/۰	جناب شادی صاحب	〃	-/۴/۰
جناب عبداللطیف صاحب بیلنگ	〃	۲/-/۰	جناب محمد رفیق صاحب	〃	-/۴/۰
جناب عبدالسبحان صاحب تانگی	〃	۲/-/۰	جناب مشتاق احمد صاحب	〃	-/۸/۰
جناب محمد لیلین صاحب	〃	-/۲/۰	جناب محمد احمد صاحب	〃	-/۴/۰
جناب عبدالحمید صاحب	〃	-/۴/۰	جناب فضل احمد صاحب	〃	۱/-/۰
جناب حبیب احمد صاحب	〃	-/۴/۰	جناب بندو صاحب	〃	-/۲/۰
جناب عاشق الہی صاحب	〃	-/۴/۰	جناب کمال الدین صاحب	〃	-/۸/۰
جناب عبدالرحیم صاحب	〃	-/۲/۰	جناب مولوی محمد زمان صاحب سپرنٹنڈنٹ واٹر ورکس	پانی پت	۱/-/۰
جناب محمد یعقوب صاحب	〃	-/۲/۰	جناب محمد ذکریا صاحب	〃	-/۱۲/۰
جناب عبدالرشید صاحب	〃	-/۲/۰	جناب محمد حسین صاحب	〃	-/۴/۰
جناب عبدالرؤف صاحب	〃	-/۲/۰	جناب بھورا صاحب	〃	-/۴/۰
جناب شیخ قمرالدین صاحب	〃	۱/۴/۰	جناب سلامت اللہ صاحب	〃	-/۴/۰
جناب فتح محمد صاحب	〃	-/۲/۰	جناب رحیم بخش صاحب	〃	-/۴/۰
جناب محمد ابراہیم صاحب	〃	-/۲/۰	جناب خان جان خانصاحب	〃	-/۴/۰
جناب محمد یامین صاحب	〃	-/۲/۰	جناب سلامت اللہ صاحب	〃	-/۲/۰
جناب محمد یوسف صاحب	〃	-/۴/۰	جناب محمد صاحب آڑھتیہ	〃	۱/-/۰
جناب محمد علی صاحب	〃	-/۴/۰	جناب حاجی نلوٹ صاحب	〃	-/۸/۰
جناب محمد صدیق صاحب	〃	-/۱/۰	جناب حاجی صاحب	〃	-/۲/۰
جناب محمد عمر صاحب	〃	-/۴/۰	جناب شیخ عبدالرحمان صاحب	〃	۱/-/۰
جناب کریم الدین صاحب	〃	-/۲/۰	〃 ابراہیم صاحب	〃	-/۴/۰

جناب عبدالحکیم صاحب سوداگر پانی پت	-/-/۱	جناب مولوی محبوب الٰہی صاحب ٹھیکیدار پانی پت	۵/-/-
جناب چودھری حبیب اللہ صاحب "	-/۸/-	جناب چوہدری جان محمد صاحب "	۱/-/-
جناب شیخ نجیب اللہ صاحب "	-/-/۱	جناب چودھری فضل الٰہی صاحبان وغیرہ ٹھیکیداران "	۳/-/-
جناب چودھری شیر محمد صاحب انڈسٹریل سب انسپکٹر "	-/-/۵	جناب چوہدری عزیز احمد صاحب "	۱/-/-
جناب چودھری علی گوہر صاحب " "	-/۸/۵	جناب ماسٹر عبدالشکور صاحب "	۵/-/-
جناب میاں حبیب اللہ صاحب "	-/-/۵	جناب حافظ عبدالکریم صاحب وغیرہ محلہ گھانی "	۵/-/-
جناب میاں محمد حسین صاحب "	-/۴/-	جناب حبیب اللہ صاحب چڑھاؤ دروازہ "	۱۰/-/-
جناب اسماعیل صاحب "	-/۴/-	جناب بندہ صاحب "	۵/-/-
جناب بندو صاحب "	-/۲/-	جناب چودھری محمد اسماعیل صاحب محلہ سرور "	۵/-/-
جناب الٰہی بخش صاحب "	-/۴/-	جناب قاضی محی الاسلام صاحب " (بادونا فی پرچہ تحدہ ہر سال)	۵/-/-
جناب محمد عمر صاحب "	-/۴/-	جناب مولنا عبدالرحیم صاحب "	۵/-/-
جناب عبدالعزیز صاحب "	-/۲/-	جناب حافظ حاجی خدابخش صاحب "	۴۰/-/-
جناب چودھری عبدالمجید خانصاحب انڈسٹریل سب انسپکٹر "	-/-/۵	جناب نوربخش صاحب نورباف "	۱/-/-
جناب چودھری نجیب اللہ صاحب "	-/-/۵	جناب حمید صاحب " "	۳/-/-
جناب عبدالمجید صاحب ہندو "	-/-/۵	جناب اسماعیل صاحب " "	۳/-/-
جناب امیرالدین صاحب "	-/-/۴	جناب نور محمد صاحب " "	۳/-/-
جناب سیٹھ رتن لعل صاحب "	-/-/۳	جناب نانو صاحب " "	۱/-/-
جناب منشی محمد سعید صاحب "	-/۴/-	جناب میاں امیر احمد صاحب "	-/۴/-
جناب عبداللطیف صاحب "	-/۲/-	جناب میاں سلامت اللہ صاحب "	-/۴/-
جناب چودھری عبدالرحمٰن صاحب "	-/-/۵	جناب میاں امان اللہ صاحب "	-/۴/-
جناب محمد اسماعیل عرف راٹکل "	-/-/۱	جناب عبدالمجید صاحب "	-/۲/-
جناب الٰہی بخش صاحب "	-/۴/-	جناب قمرالدین صاحب "	-/۴/۲
جناب جیون صاحب ہندو "	-/۴/-	جناب قاضی محمد قاسم صاحب "	-/۴/-
جناب چودھری بہار محمد صاحب ڈیپٹیفر "	-/-/۵	جناب محمد ابراہیم صاحب "	-/۹/-

جناب نانوں و بعلا صاحبان پانی پت	-/۸/-
جناب عبدالرزاق صاحب ″	-/۴/-
جناب عبدالرحیم صاحب ″	-/۹/-
جناب سعد اللہ صاحب ″	-/۴/-
جناب عبدالرحیم صاحب ″	-/۲/-
جناب حافظ رحمت اللہ صاحب ″	۲/-/-
جناب نواب لئیق احمد صاحب رئیس اعظم ″	۴/-/-
جناب چوہدری نصیر الدین صاحب نورباف ″	۵/-/-
جناب خواجہ امیر احمد صاحب ″	۵/-/-
جناب بابو حسن خانصاحب چیف گڈس سٹیشن رہتک	۲/-/-
جناب بابو وزیر علی صاحب گڈس کلرک ″ ″	۲/-/-
جناب شیخ امداد علی صاحب بسوے دار رئیس جیند	۱/-/-
جناب سیٹھ شادی رام صاحب ٹھیکیدار پانی پت	۵/-/-
جناب میاں عبدالغنی صاحب گورنمنٹ ہندی انسٹیٹیوٹ لدھیانہ	۲/۸/-
محترمہ مراد بی بی صاحبہ شروانیہ گڑھیہ (امداد مدرسہ)	۱/-/-
جناب غلام سرور صاحب شمس پارک شائر انگلینڈ (ایک پونڈ)	۱۳/۱/-
جناب خان عبدالہادی خانصاحب افسر مال جالندھر شہر (بتقریب عقد نکاح برادر زادی خود)	۵/-/-
محترمہ زیب صاحبہ معلمہ چک ۱۰۲ ج ب ضلع لائلپور	۱/۴/-
جناب بی اے مرزا صاحب اسسٹنٹ ماہینگ انجنیر سکی (برائے شیرینی طالبات)	۵/-/-
جناب باغ علی ملک صاحب آنریری کنز ڈکیر سکندر آباد (برائے شیرینی نادار طالبات)	۵/-/-

جناب خانصاحب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب پنشنر ڈسول سرجن اگرہ	۲۹/-/-
بذریعہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ معلمہ مدرستہ البنات	۲
جناب صاحبزادہ شیخ تجمل حسن صاحب شامی پکا باغ جالندھر شہر	-/-/۲
جناب ″ اجمل حسن صاحب شامی ″ ″	-/-/۲
محترمہ مسز شیخ رحمت علی صاحب محلہ مفتیاں ″	-/-/۱
جناب فقیر حسین صاحب محلہ سیداں ″	-/۴/-
محترمہ مسز شیخ عبدالعزیز صاحب راستہ محلہ ″	-/-/۱
محترمہ خالدہ ادیب خانم صاحبہ درجہ خامسہ مدرستہ البنات ″	-/-/۱
محترمہ عزیزہ خالدہ شمیم اختر صاحبہ درجہ ثالثہ ″ ″	۳/-/-
جناب خانصاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب سراج گنج ″	-/-/۱
محترمہ شمسہ بیگم صاحبہ حویلی دانشمنداں ″	-/-/۱
جناب محمد بخش صاحب پکا باغ ″	-/۴/-
محترمہ مسز شیخ جان محمد صاحبہ ″ ″	-/۸/-
محترمہ مسز حامد حسن صاحبہ ″ ″	-/۴/-
محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ درجہ رابعہ مدرستہ البنات ″	-/۲/-
محترمہ نسیم اختر صاحبہ محلہ پکا باغ ″	-/۳/-
محترمہ نور بیگم صاحبہ ″ ″	-/۸/-
محترمہ مسز محمد اسلم صاحبہ شامی سراج گنج ″	-/-/۱
محترمہ مسز شیخ عبدالحمید صاحب ″ ″	-/۸/-
محترمہ مسز شیخ عبداللطیف صاحبہ ″ ″	-/۴/-
جناب شیخ محمد محمود صاحب شامی ″ ″	-/۴/-
جناب شیخ عبدالجبار رضا صاحب شامی ″ ″	-/۴/-
محترمہ مسز شیخ وزیر محمد صاحب پکا باغ ″	-/۴/-
جناب اجمل حسین صاحب شامی ″ ″	-/۸/-

محترمہ مسز ملک افتخار احمد صاحب محلہ ملکاں جالندھر شہر	۱/-/-
جناب احسان الحق صاحب محلہ پکا باغ "	۱/-/-
محترمہ مسز عاشق حسین صاحب " "	۱/-/-
جناب شیخ عبد الغنی صاحب کٹڑہ خزانہ امرتسر	-/۲/-
جناب عبد الرحیم صاحب " "	-/۲/-
جناب شیخ عبد الخالق صاحب " "	-/۲/-
محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ " "	-/۲/-
محترمہ رضیہ خاتون صاحبہ " "	-/۲/-
محترمہ زہرہ بی بی صاحبہ کٹڑہ حکیماں والا "	-/۲/-
محترمہ نور بی بی صاحبہ کٹڑہ کرم سنگھ "	-/۲/-
محترمہ سعیدہ خاتون صاحبہ " "	-/۲/-
محترمہ صغرا بیگم صاحبہ " "	-/۲/-
محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ کٹڑہ خزانہ "	-/۲/-
محترمہ شیخ اختر رشید صاحبہ " "	-/۴/-
محترمہ الفت بی بی صاحبہ " "	-/۲/-
جناب میاں اللہ دین صاحب " کوچہ حکیم چوہدری "	۱/-/-
جناب شیخ ادریس احمد صاحب " امرتسر	-/۲/-
جناب گلزار محمد صاحب لائٹ انسپکٹر محلہ کھودیاں جالندھر شہر	-/۸/-
جناب حمید انور صاحب پکا باغ "	-/۲/-
جناب شیخ کرامت اللہ صاحب ٹکٹ کلکٹر مغلسرائے ضلع بنارس	۲/-/-
محترمہ مسز شیخ محمد شریف صاحب وکیل سراج گنج جالندھر شہر	۱/-/-
محترمہ مسز شیخ عبد الحق صاحب راستہ محلہ "	۱/-/-
جناب فقیر حسن صاحب پکا باغ "	-/۱/-
جناب مولوی غلام حیدر صاحب چشتی "	۱/-/-
جناب شیخ عطا محمد صاحب محلہ پکا باغ جالندھر شہر	-/۸/-
جناب بہار محمد صاحب بتوسط آغا غلام حیدر صاحب پانی پت	۲/-/-
جناب چودھری فیض محمد صاحب جلد ساز جالندھر شہر	-/۴/-
جناب مستری نور الدین صاحب انجمن شیڈ "	-/۲/-
بذریعہ وفد انجمن مدرسۃ البنات	
جناب چودھری غلام حسین صاحب نمبردار مکیریاں	۴/-/-
جناب چودھری محمد یٰسین صاحب "	۲/-/-
جناب چودھری خوشحال محمد صاحب ذیلدار "	۴/-/-
جناب حکیم فضل الرحیم صاحب شائق "	۱/-/-
جناب مولوی فضل الدین صاحب ڈسپنسر "	۱/-/-
جناب چودھری نور محمد صاحب بڑودہ	۱/-/-
جناب چودھری محمد صدیق صاحب مکیریاں	۱/-/-
ایک مسلمان فورٹ بمبئی	۱۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ غلام رسول صاحب بتوسط محترمہ نفیس سلطانہ صاحبہ ناظرہ	۵/-/-
جناب سلطان احمد صاحب سائیکل ڈیلر کمپالہ افریقہ (برائے یتیم طالبات)	۱۰۰/-/-
جناب عبد الستار صاحب لیبر ڈیپارٹمنٹ دہلی	۲/-/-
جناب احمد الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر مانانوالہ	۱/-/-
جناب محترمہ والدہ محمد شاہ زمان خانصاحب عالمپورہ	۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محمد علی خانصاحب مرحوم جالندھر شہر	۱/-/-
محترمہ والدہ غلام محمد خانصاحب میانی افغاناں	۱/-/-
میزان	۵۴۹/۱/۹

تعمیر فنڈ ماہ جولائی ۱۹۴۱ء
بتوسط مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن مدرستہ البنات

جناب میاں ہندو نور باف	پانی پت	۱/-/-
جناب میاں جان محمد صاحب نور باف	״	۱/-/-
جناب ماسٹر نور محمد صاحب ڈرائنگ ماسٹر	״	۱/-/-
جناب ماسٹر امام الدین صاحب	״ ״	۱/-/-
جناب شیخ عبدالرحمان صاحب	״	۱/-/-
جناب محمد حنیف صاحب	״	۱/-/-
جناب عبدالمجید خانصاحب	״	۱/-/-
جناب خانبہادر کفایت اللہ صاحب	״	۱/-/-
جناب حاجی محمد عمر صاحب	״	۱/-/-
جناب عبدالمجید صاحب رفوگر فنشنگ سنٹر	״	۱/-/-
جناب محمد طفیل صاحب	״ ״ ״	۱/-/-
جناب شفیق احمد صاحب	״ ״ ״	۱/-/-
جناب منظور احمد صاحب	״ ״ ״	۱/-/-
جناب صادق حسن صاحب	״ ״ ״	۱/-/-
جناب خادم حسین صاحب مشین مین	״ ״	۱/-/-
جناب غنیمت حسین صاحب	״ ״ ״	۲/-/-
جناب طالب حسین صاحب	״ ״ ״	۱/-/-
جناب فیاض حسین صاحب	״ ״	۱/-/-
جناب محمد شفیع صاحب	״ ״	۱/-/-
جناب عبدالرشید صاحب ناگی	״ ״	۱/-/-
جناب محمد شریف صاحب		۱/-/-
جناب عبدالحمید صاحب فنشنگ سنٹر	پانی پت	۱/-/-
جناب بابو جان محمد صاحب	״ ״	۱/-/-
جناب ضیاء الدین صاحب	״ ״	۱/-/-
جناب سعید حسین صاحب کلرک وول ایکسپرٹ	״	۱/-/-
جناب غلام صادق صاحب دفتر	״ ״ ״	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری شیر محمد صاحب انڈسٹریل سب انسپکٹر	״	۱/-/-
جناب میاں الٰہی بخش صاحب	״	۱/-/-
جناب ظفر احمد صاحب	״	۱/-/-
جناب عبدالحکیم صاحب	״	۱/-/-
جناب حافظ محمد اسماعیل عرف رانگل	״	۱/-/-
میزان		۳۲/-/-

ضرورت رشتہ

ایک گکھڑ مسلمان دوشیزہ بالغہ خواندہ پابند صوم صلوٰۃ، نہایت دیندار، نیک سیرت، امور خانہ داری سے باعلم کے لئے کنوارہ، خواندہ، پابند صوم صلوٰۃ زمیندار برسر روزگار، عمر چوبیس سال سے زائد نہ ہو خاندان راجپوت گکھڑ، جنجوعہ، سید یا قریشی سے ہو۔ رشتہ مطلوب ہے۔ خط و کتابت پتہ ذیل پر کیجائے

"م" معرفت رسالہ "مسلمہ" جالندھر شہر

اکسیر جگر

ضعف جگر یعنی حبس سانس کا پھولنا خون کا کم پیدا ہونا درجہ حرارت کا ہر وقت بڑھنا وغیرہ کیلئے آزمودہ اکسیر ہے جو کہ نسخہ طبیہ طریق اور بصرف زر کثیر تیار کی گئی ہے۔ اسکی پہلی ہی خوراک انسان کے جسم میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دیتی ہے ہزار ہا مایوس العلاج مریض اس اکسیر کے ذریعہ بفضل شفایاب ہو چکے ہیں ایک بزرگ کا عطیہ ہے۔ علاوہ ازیں یرقان۔ بواسیر۔ بادگولہ۔ سوجن نزلہ۔ زکام کھانسی۔ دائمی قبض۔ میریا بخار کے بعد کی کمزوری۔ جگر و طحال کیلئے بھی نایاب تحفہ ہے۔ آزمائش شرط ہے قیمت فی شیشی عہ۔ (نوٹ) تمام اہل فن ڈاکٹر و حکما و دیگر صاحبان کی خدمت عالی میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ اس اکسیر کو معمول مطب بنا کر مطب کی عزت کو دوبالا کر کے منجملہ مریض بکثرت بعضو کو استعمال کروا کر انکی صحت کی دعاؤں کا مستوجب بنیں۔

حکیم محمد اسحاق ہسپتال امیر حکیم رجسٹرڈ دینگ بازار جالندھر شہر

ضرورت رشتہ

ایک معزز تعلیم یافتہ پٹھان نوجوان مستقل سرکاری ملازم بشرح ۔/۔/۲۵ روپے ماہوار آئندہ ۳۵ - ۲/۱ - ۶۰ - ۲ - ۷ کیلئے کنوارے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی صحیح النسل پٹھان اور شریف خاندان سے ہو۔ خوبصورت اور خوش سیرت ہو۔ مذہبی تعلیم اور امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہو۔ مدرسۃ البنات کی تعلیم یافتہ ہو تو بہتر ہے۔ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر ہو۔

ا - ج

معرفت منیجر رسالہ "مسلمہ" جالندھر شہر

ایک صالحہ معلمہ کی ضرورت

ایک ایسی صالحہ و قابل استانی کی ضرورت ہے جو بچوں کو دینیات کی تعلیم و تلقین کر سکے۔ تنخواہ اور دوسرے امور کے تصفیہ کے لئے مندرجہ ذیل پتے پر خط و کتابت کی جائے۔

ایس۔ ایم۔ حبیب اللہ

۱۔ آغا مہدی سٹریٹ۔ پی۔ او۔ پارک سٹریٹ۔ کلکتہ

کیا آپ کا گھر ان کتابوں سے خالی ہے؟

روحوں کے کرشمے:۔ مرنے کے بعد روحیں کیا کام کرتی ہیں۔ اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ مرنے والے ہم سے جدا نہیں ہوتے وہ آس پاس ہی ہیں لیکن ہم میں ان سے بات چیت کرنے کی لیاقت نہیں۔ غمزدوں کو یہ معلوم کرنے سے ضرور تسکین ہوگی کہ روحیں بوقت ضرورت خود ہم سے ملنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس کتاب میں روحوں کے سچے حالات بیان کئے گئے ہیں جو اس قدر دلچسپ و سنسنی خیز ہیں کہ جبتک کتاب ختم نہ ہو جائے ہاتھ سے رکھی نہیں جاتی۔ لیکن رات کے وقت تنہائی میں نہ پڑھیں۔ قیمت ۸؍

روح القرآن:۔ سچ مچ کلام مجید کی کلید ہے۔ دنیا کی کسی زبان میں ایسی جامع کلید موجود نہیں۔ بیرون ہند کے سکالر بھی اسے منگا منگا کر حرز جان بنا رہے ہیں۔ کلام مجید کے سمجھنے اور یاد رکھنے کیلئے یہ بہترین ذریعہ ہے پہلے حصہ میں قرآن پاک کے مضامین کی فہرست موجودہ زمانے کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر دی گئی ہے۔ دوسرے حصہ میں مشکل الفاظ کے مخرج اور معنی تیسرے میں سورتوں کے عملیات اور انکے مضامین کے خلاصے اور شان نزول دئے گئے ہیں۔ اور بھی خوبیاں ہیں ہر چیز پارہ، سورۃ، آیت کی ترتیب سے دی گئی ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ قیمت ۱۲؍

ماں بچہ کی نگہداشت:۔ گھر گھر بچوں کی بیوقت موت اور ماؤں کی خرابیٔ صحت کا کہرام مچا ہوا ہے۔ انکی خانگی تکالیف نے ہماری زندگی واقعی اجیرن کر دی ہے۔ یہ کتاب زخمی دلوں کیلئے مرہم اور غمزدوں کیلئے سچ مچ کا تعویز ہے۔ ان خانگی تکالیف و مصائب سے بچنے کے لئے اس کتاب کو پڑھیں اور ملکی و قومی خدمت کرنی ہو تو منگا منگا کر غریبوں میں مفت بانٹیں تیسرا ایڈیشن پہلوں سے کہیں ضخیم اور مفید ہے۔ قیمت صرف ۱؍ ٹکٹ بھیجنے میں کفایت رہتی ہے۔

رفیق زمیندار:۔ بلکہ یہ سب کا بہترین رہبر ہے۔ تعلیمی و اصلاحی کتاب ہے۔ تیسرا ایڈیشن ہے۔ سب پہلوں سے جداگانہ چیز ہے۔ بیشمار کتب خانوں میں منگائی جا چکی ہیں۔ دیہاتی زندگی کو بہتر بنانے کی تدابیر پہلے حصہ میں ہیں باقی حصوں میں تعلیم، حفظان صحت، سرمایہ، زراعت، مویشیوں کی پرورش اور ان کی دیکھ بھال۔ زراعت پر نہایت مفید مضامین دئے گئے ہیں۔ شہری اور دیہاتی باشندوں کو یکساں مفید ہے۔ قیمت ۸؍

سنگھار خانہ:۔ خوبصورت اور تندرست رہنے کی بہترین ہدایات۔ ہندوستانی معاشرت اور ایشیائی شرم و حیا ملحوظ رکھتے ہوئے درج کی گئی ہیں۔ تصویریں بھی ہیں اور سرورق عمدہ ہے۔ بیویوں کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ اور گھر میں اس کا رکھنا مسرت بخش خانہ داری کا ضامن ہے۔ قیمت ۱۲؍

یہ سب کتابیں مسلم کے خاص نامہ نگار مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی کی تصانیف و تالیف ہیں۔ ہر کتاب کی لکھائی چھپائی وغیرہ عمدہ، اور سب کا محصولڈاک بذمہ خریدار۔ بوقت فرمائش رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔

مولوی محمد ناصر خضر پبلشر سلسلہ سرمایۂ اطفال گڑگانوہ پنجاب۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ مُصلحہ

جالندھر شہر

مدیرہ حُمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

رسالہ ہر انگریزی مہینے کی چودہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے ۔

رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانی چاہیئے ۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہو سکے گی ۔

چندہ سالانہ ایک روپیہ ممالک غیر سے تین شلنگ ۔ فی پرچہ ۲ ر +

منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھیئے گا ۔

کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو پانچ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے ۔

خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہو سکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا ۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

یہ رسالہ علمی و ادبی رجحانوں سے متعلق ہے اس لئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مدنظر رکھا جائے ۔

زبان صاف اور سلیس ہونی چاہیئے ۔

روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں ۔

مضمون مختصر ہو ۔

مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا ۔

پورا پتہ لکھیئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہو سکیگا ۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

کوئی اشتہار جو تہذیب و مذہب کے خلاف ہوگا نہیں لیا جائیگا ۔

کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے ۔

اجرت بہرحال پیشگی ۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپا محمد احمد خاں ڈاکٹر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مُسلِمہ جالندھر شہر

جلد | نومبر ۱۹۴۱ء۔ شوال سنہ ۱۳۶۰ھ | نمبر ۵

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند گزارشیں

ایک التماس ہے قبول فرمائیے :۔

"مسلمہ" کا چندہ بڑھانے کی تجویز کے سلسلے میں "مسلمہ بہنوں" کا عام اندازہ یہ تھا کہ اگر دو روپے سالانہ نہیں تو کم از کم ڈیڑھ روپیہ سالانہ چندہ ضرور مقرر ہوگا۔ لیکن ادارہ نے خواتین کی خدمت کے اس پاکیزہ جذبے کے تحت کہ "مسلمہ" کی آواز ہر طالب علم لڑکی اور ہر غریب گھر تک پہنچ سکے۔ مسلمہ کا سالانہ چندہ صرف سوا روپیہ کر دیا ہے یعنی سال بھر کے لئے صرف چار آنے پہلے سے زیادہ وصول کئے جائینگے چنانچہ بعض بہنوں نے اس بہت تھوڑے اضافے پر حیرت ظاہر کی ہے اور ان کی یہ حیرت بجا بھی ہے لیکن انجمن مدرسۃ البنات کے مذکورہ ادارے کے سامنے آجانے کے بعد تعجب دور ہو جائے گا۔

کاغذ کے کئی گنا مہنگا ہو جانے کے بعد صرف چار آنے سالانہ کا اضافہ "مسلمہ" کو ہمت شکن اور کمر توڑ خسارے سے پورے طور پر نہیں بچا سکتا۔ البتہ اتنا ضرور ہوا ہے کہ حوصلہ جواب دیتا ہو خاموش سا ہو گیا ہے۔ اور "مسلمہ" نقصان کے گڑھے کی آخری گہرائیوں میں گرتا ہوا راہ میں اٹک گیا ہے۔

"مسلمہ" کی نئی جلد جولائی کے مہینے سے شروع ہوتی ہے۔ مگر چندہ میں زیادتی کا اعلان ستمبر میں ہوا ہے۔ اس لئے جولائی اور اگست کے مہینوں میں چندہ ادا فرمانے والے محترم خریداروں کی طرف سے صرف ایک روپیہ ہی وصول ہوا ہے۔ لطف یہ ہے کہ انھی دونوں مہینوں میں خریدار بننے والوں کی تعداد دوسرے ہر مہینے میں خریدار بننے والوں سے زیادہ ہے۔ گویا اس چار آنے بڑھانے سے بھی سالانہ رقم پوری وصول نہیں ہو سکی۔

ہم اگر آئینی طور پر التماس نہیں کر سکتے تو آپ کے اخلاق و مروت کے خدمات سے اپیل کرتے ہوئے

یہ التماس کرنے میں خفت محسوس نہیں کرتے کہ جو بہنیں اور جو بھائی جولائی اور اگست کے مہینوں میں اپنا چندہ بھیج چکے ہیں وہ اگر چار آنے مزید لفافوں میں ٹکٹ بند کر کے بھیجدیں تو ان کی "مسلمہ" نوازی اور اسلام پروری ہوگی۔ اہل کرم کے سامنے تو کوئی بھی کام دشوار نہیں سمجھا جاتا۔ ہم اپنے تمام ان محسنوں کے نام شکریے کے ساتھ "مسلمہ" میں درج کر دینا اخلاقاً واجب سمجھتے ہیں جو کرم فرمائی کرتے ہوئے یہ رقم عنایت فرمائینگے جو ان کے نزدیک تو ایک حقیر امر ہے مگر "مسلمہ" کے حال پر بڑی نوازش سمجھی جائے گی۔

آسان زبان:۔

چونکہ اصل میں "مسلمہ" خواتین کی خدمت کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ ہندوستان کا وہ طبقہ ہے جس میں جہالت اور بے علمی اس وقت بھی بے حد زیادہ ہے۔ اس لئے ہم نے "مضمون نگاروں کی خدمت میں" کی سرخی کے نیچے سرورق کے دوسرے صفحے پر مستقل طور پر یہ لکھ رکھا ہے کہ مضامین آسان زبان میں لکھے جائیں۔ کیونکہ اگر مضمون لکھتے وقت مقصد یہ نہ ہو کہ جن لوگوں کیلئے لکھا گیا وہ اسے سمجھ سکیں اور اس سے پورے طور پر اثر لے سکیں تو مضمون نگار کا صحیح مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور اس سے اصل فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

چونکہ مشکل زبان بالعموم وہ مضمون نگار مرد ہی استعمال فرماتے ہیں جو زیادہ اہل علم ہیں۔ اس لئے ان سے خطاب کرتے ہوئے اور یہ اندیشہ کرتے ہوئے کہ شاید "مضمون نگاروں کی خدمت میں" کے عنوان کے نیچے درج کی ہوئی گزارشیں ان کی نظر سے کبھی بھی نہ گزر سکی ہوں، یہ التماس ہے کہ براہ کرم عورتوں کی تعلیم کے موجودہ معیار کو پیش نظر رکھا جائے اور زیادہ سے زیادہ اس روزمرہ میں لکھنے کی کوشش فرمائی جائے جو ایک ذی علم آدمی اپنے گھر میں معمولی لکھی پڑھی عورتوں میں استعمال کرتا ہے۔ شاید ہماری یہ گزارش ان محترم اہل علم کو ایک گراں فرمائش معلوم ہو جو گھر میں گفتگو کے لئے بہت کم موقع پاتے ہیں اور ان کا زیادہ وقت علمی شغل میں گزرتا ہے۔ لیکن ہماری التماس کا

مطلب ان کے سامنے ہے اور اس لائق ہے کہ اسے قبول کرنے کا شرف بخشا جائے۔

برعکس اس کے بہنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنی زبان کو ترقی دیں اور اسے علمی رنگ دینے کی سعی فرمائیں کہ "مسلمہ" ان کی تعلیمی ترقی کا دل سے خواہشمند ہے۔ لیکن ساتھ ہی بہنوں سے گزارش ہے کہ علمی زبان میں لکھتے وقت غلط زبان استعمال کرنے سے بہتر ہے کہ سادہ مگر صحیح زبان استعمال کریں۔

انجمن مدرسۃ البنات کا نسوانی سالانہ جلسہ

انجمن مدرسۃ البنات کا نسوانی سالانہ جلسہ ۹ نومبر کو اتوار کے دن قیصر باغ میں اپنی پہلی روایتوں کو تازہ کرتا ہوا بہت دھوم دھام سے منعقد ہوا۔ تمام شہر جالندھر اور نزدیک کے شہروں کی خواتین کے علاوہ پنجاب کے دور کے شہروں کی محترم خواتین نے بھی شرکت فرمائی۔

جلسہ میں باہر اور اندر کا انتظام نہایت خوب تھا۔ تمام قیصر باغ صرف خواتین کی آمد کے لئے خاص کر دیا گیا تھا۔ تمام دروازوں پر ہر سال کی طرح پولیس کا پہرہ تھا۔ اور ان کی امداد کے لئے اسلامیہ ہائی سکول اور اسلامیہ سکول نیلے محل کے فاضل و محترم ہیڈ ماسٹر صاحبان میاں مستنصر باللہ اور چودھری محمد زبیر کی مہربانی سے چھوٹے سکاؤٹ بھی کافی تعداد میں موجود تھے چھوٹے سکاوٹ جلسے کے اندرونی انتظام میں بھی مدد دے رہے تھے۔

جلسے کی پہلی نشست کی کرسیٔ صدارت کو علیا جناب محترمہ مقبول خانم صاحبہ (بیگم ڈاکٹر یار محمد خاں صاحب ایم۔ڈی) نے عزت بخشی۔

دوسری نشست کی صدارت مکرمت مآب محترمہ عائشہ خانم صاحبہ (بیگم خان محمد زمان صاحب

ڈپٹی انسپکٹر جنرل ڈاکخانہ جات) نے فرمائی۔

فاضل خواتین نے اپنی تقریروں سے حاضرات کو مستفید فرمایا۔ مدرستہ البنات کی طالبات کی مؤثر تقریروں' لطیف و پاکیزہ نظموں کو سنکر سننے والی بہنوں نے تحسین و آفرین کے کلمات کہے بچیوں نے گتکے کے کرتب اور دوسرے کھیل دکھا کر عورتوں میں ورزش، چستی اور جرأت و بہادری کی رغبت پیدا کی۔

اور جلسہ ساڑھے پانچ بجے شام خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوا۔ وللہ الحمد۔

افسوس ہے کہ جلسے کی مفصل کارروائی ہمیں وقت کی تنگی کے سبب سے اب تک موصول نہیں ہو سکی۔ جو آئندہ مہینے درج ہوگی، انشاء اللہ۔

ضروری التماس

○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ بصورت عدم قبولیت آپ کا اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع دیجئے خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

"منیجر"

شانِ خدیجہؓ

از جناب ریاضؔ پرچیانی

واقف نہیں ہے کون خدیجہؓ کے نام سے ٭ فخرِ رسلؐ کی زوجۂ ذی احترام سے
جن کو ہوس تھی خدمتِ خیر الانامؐ کی ٭ وارفتہ تھیں دل سے محمدؐ کے نام کی
شاہِ عربؐ کی مونس و غمخوار و غمگسار ٭ جن کا نبیؐ کے نام پہ دھن من تھا سب نثار
اک دن وہ گلستانِ رسالت کی عندلیب ٭ حضرت خدیجہؓ طاہرہ خوش بخت و خوش نصیب
کچھ لا رہی تھیں ظرف میں حضرتؐ کے واسطے ٭ اتنے میں آسمان سے جبریل آ گئے
کہہ کر سلام عرض کی اے فخرِ کائناتؐ ٭ بیحد درود آپؐ پر لا انتہا صلوٰۃ
بھیجا ہے طاہرہؓ کو خدا نے سلام آج ٭ خوشنودی و مسرت و رحمت کا جام آج
تحفہ مرے سلام کا بھی ان کو دیجئے ٭ اس طرح اس غلام کو ممنون کیجئے
کہنا ہے کیا ؟ جنابِ خدیجہ کی شان کا ٭ امت کی ماں کا، زینتِ کون و مکان کا
بھیجا جو طاہرہؓ کو خدا نے سلام ہے ٭ یہ سب طفیلِ حبِّ رسولِؐ انام ہے

یارب مجھے بھی الفتِ میرِؐ حجاز دے
نعمت یہ اس ریاضؔ کو اے بے نیاز دے

اسلامیات　　　　　　　　　　　　　　　　بہ سلسلۂ ماسبق

تکمیلِ انسانیت کا آخری ضابطۂ حیات

(اسلام)

خُطبۂ ثالث

مذہبِ حق: مذہبِ حق کی پہچان کیا ہے، مذہب حق کی شناخت کے لئے ایک جویائے حق کو کس راہ پر گامزن ہونا ضروری ہے، مذہب کی تحقیق کے سلسلہ میں دُنیائے علم کن گمراہیوں کا شکار رہے، یہ باتیں آپ سمجھ چکے اور آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اللہ تعالےٰ اب اپنے غالب نظام اور غیر مرئی قوت سے کام لے کر کس طرح دینِ حق کے لئے راستہ صاف کر رہا ہے۔

آپ یاد رکھیں کہ "اسلام" جس دینِ حق کا نام ہے اس کے اصول افراد، جماعتوں اور اقوام سے متعلق نہیں ۔ بلکہ وہ ایک نظامِ حیات سے متعلق ہیں جسے خدا نے خود تجویز کیا ہے۔ "مسلم" جس جماعت کا نام رکھا گیا ہے اس کو نام، شکل اور ظواہر و رسوم سے نہیں پہچانا جاتا بلکہ وہ ایک عامل اور متحرک جماعت ہے جو اللہ کی زمین میں اللہ کا قانون نافذ کرنے پر مامور ہے ——— اس کی پہچان یہی ہے کہ وہ اللہ کے قانون کی پابند اور اسکی نیابت کی اہل ہو۔

مسلمان اور اسلام: یورپ کے ایک مفکر نے مدت ہوئی کہا تھا کہ دنیا کے تمام سماجی اور سیاسی مسائل کا حل اگر کسی دستورِ حیات میں موجود ہے تو وہ صرف قرآنِ عزیز ہے۔ جب اس سے کہا گیا کہ وہ خود کیوں اس قانونِ حق کا عملاً اتباع کرتے ہوئے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کر دیتا۔ تو اس نے بصد حسرت جواب دیا۔

"میں اسلام تو قبول کر سکتا ہوں۔ مگر اس نام پر جو سوسائٹی قائم ہے وہ اتنی ذلیل اور پست ہے کہ میں وہاں رہنا برداشت نہیں کر سکتا"۔

مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ تم کیوں لوگوں کی نظروں میں اتنے بے حقیقت اور ذلیل سمجھے جاتے ہو۔ دیکھو وہ اسلام کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن تم پر حقارت آمیز نگاہیں ڈال رہے ہیں۔

تم جانتے ہو کہ تمہاری عزت، تمہاری عظمت اور تمہارا وقار اللہ کے قانون کی عظمت پر شاہد عادل تھا۔ تمہارا وجود اور خود تمہارا نام ایک زندہ ضمانت تھی کہ قرآن عزیز ایک سچا قانون ہے ——— حالات دگرگوں ہو گئے۔ تم نے تعلیمات

قرآن کو چھوڑنا غیروں نے تمہاری غفلت میں اس کو سینے سے لگایا، تمہاری بدعملی اور تمہاری غفلت "مسلمان" کی حقیقت بدلنے پر منتج ہوئی اور آج اسلام اور مسلمان دو جُدا جُدا حقیقتیں بن گئیں۔

نورِ حق: آؤ اس غفلت و مدہوشی میں جرعۂ حق نوش کریں۔ اسلام کے بھولے ہوئے قانون کو پھر سے اپنی زندگی کی مشعلِ ہدایت بنائیں اور پھر سوچیں کہ وہ کونسا نورِ حق تھا جو بطحا کی سنگلاخ پہاڑیوں سے جلوہ گر ہوا اور دنیائے کفر و ضلالت کو ضیائے نور و ہدایت سے منوّر کر گیا۔

یہ نور نورِ اسلام تھا، اور اسی نور کی حقیقت سے مجھے آپ کو روشناس کرنا ہے۔ اسلام کے سب سے پہلے داعی جن کو مُسلمِ اوّل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ابراہیم خلیل اللہؑ ہے۔

قرآنِ عزیز میں نبوت کے عام اشتراکِ جنسی کی بنا پر تمام انبیاء کرام کا نام ایک ساتھ اور ایک حیثیت میں آیا ہے، تمام انبیاء کی ہدایت و اصلاح کا سرچشمہ ایک ہے۔ لیکن "اسلام" کا نام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا مرکزی نقطہ ابراہیم علیہ السلام کی ذات تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نبوت کا جو سلسلہ بحیثیت مستقیم پہنچتا ہے۔ اس کی بیشمار کڑیاں ہیں۔ لیکن تاریخ اسلام کی نشوونما کا سب سے زیادہ عجیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ نبوت و دعوۃ امم نے تمام گوشۂ ہائے دیگر و مظاہر کو ترک کر کے اس نے صرف خلیل اللہ ہی کے دامنِ رحمت میں پناہ لی۔

ملّتِ ابراہیمی: قرآن عزیز نے بار بار اعلان کیا کہ اسلام ملّتِ ابراہیمی ہے۔ اس کتابِ عزیز میں حیاتِ ابراہیمی کے آثار جابجا نظر آتے ہیں۔ دنیا کی بے شمار جماعتوں اور قوموں کے اندر سب سے پہلے اسلام کی ایک مخصوص و ممتاز حیثیت کو قائم کرنے والے خلیل اللہؑ ہی ہیں۔

"امّتِ مُسلمہ" کی اصل طاقت اور اسلام کا اصل شرف سمجھنے کے لئے اس ارتقائی سلسلہ کو سامنے رکھنا ضروری ہے جو مُسلمِ اوّل کی حیاتِ طیبہ کا آئینہ دار ہے۔ اسلام کی حقیقت اس وقت تک ذہن نشین نہ ہوگی جب تک نورِ اسلام سے پہلے کی دنیا کے حالات کا جائزہ لے کر یہ نہ دیکھ لیا جائے کہ کائنات اور خالقِ کائنات کے متعلق اقوامِ عالم کس گمراہی میں مبتلا تھیں۔

اسلام سے پہلے: تاریخ کے اوراق اُلٹئے اور چشمِ بصیرت کو وا کیجئے تو آپ کو اس سے پہلے کی دنیا نورِ اسلام سے منوّر ہو کائنات کا ذرّہ ذرّہ خدا کا شریک و سہیم نظر آئے گا، اس تاریکی میں جنگل کا ہر بڑا درخت خدا ہے۔ پہاڑ کا ہر سیاہ و سفید پتھر خدا ہے۔ زمین کا ہر خوفناک کیڑا خدا ہے۔ دریا پُجتے ہیں اور آگ کے سامنے سر جھکتا ہے۔ اس لئے کہ دریا دیوی ہے اور اگنی دیوتا خدا کا مظہر۔

حیوان اس لئے پرستش کے قابل سمجھے جاتے تھے کہ اُن میں انسانوں سے زیادہ قوت ہے۔ ہندوستان جو علمِ ریاضی کا سرچشمہ تھا پتھروں اور مورتیوں کا بندہ تھا تو یونان جو علومِ عقلیہ کا مرکز تھا دیوتاؤں کا مسکن۔

مصر و بابل جو علم ہیئت اور فن تعمیر کا گہوارہ تھے - ستاروں کے ہیکل سے آباد تھے - ظلمت کا بھی دور تھا جب کلدان کی گلیوں میں مُسلم اوّل کی نگاہیں کسی حقیقت کی تلاش میں سرگرداں رہیں - قرآن عزیز اُس جویائے حق کی جستجو کا ذکر یوں کرتا ہے :-

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ	رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے
اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ	ستارے کو دیکھا اور کہا یہ میرا
هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ	خدا ہے - لیکن جب ستارے چھپ
قَالَ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿﴾	گئے تو اُس نے کہا : میں چھپ
فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا	جانے والوں کو خدائی کیلئے پسند نہیں کرتا -
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ	پھر چاند نظر آیا تو پکار اُٹھا کہ یہ میرا خدا ہے
فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ	جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا :
لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ	میرا سچا خدا میری ہدایت نہ کرتا
رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ	تو یقیناً گمراہ ہو چکا تھا - دن
الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿﴾	کو جب مہر عالمتاب جلوہ گر
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ	ہوا تو اس نے کہا : ہاں یہ
بَازِغَةً قَالَ هٰذَا	میرا خدا ہے کہ یہ سب سے
رَبِّيْ هٰذَا اَكْبَرُ	بڑا ہے لیکن جب وہ بھی غروب
فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰا	ہو گیا، تو اُس نے اپنی قوم کو یوں
قَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا	مخاطب کیا - لوگو ! میں اُن سے
تُشْرِكُوْنَ ﴿﴾ اِنِّيْ	اظہار برأت کرتا ہوں جن کو تم نے
وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ	خدا بنا رکھا ہے - میں تمام جھوٹے
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	معبودوں سے منہ پھیر کر اس سچے
حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ	خدا کی طرف رخ کرتا ہوں جس نے
الْمُشْرِكِيْنَ	(اپنی قدرت کاملہ سے) آسمان و زمین کو پیدا کیا اور میں ان میں سے نہیں جو خدا کے شریک تجویز کرتے رہتے ہیں۔

(الانعام ۶ : ۷۶-۷۹)

بظاہر ستارہ، چاند اور سورج وہ مظاہر فطرت ہیں جو مُسلم اوّل کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ مٹ جاتے ہیں اسلئے کہ ان کی چمک عارضی ہے اس لئے کہ وہ تغیر و انقلاب سے بندھے ہوئے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ وہ حق نمائشیں ہے جس نے ایک وقت ان لوگوں کی جہالت کا قلع قمع کیا جو سورج، چاند اور ستارے کو خدا سمجھتے تھے۔ تو آج اُن بے بصر انسانوں کے لئے بھی مشعل راہ ہے۔ جو دنیا کے افق وجاہت پر ستارہ - چاند اور سورج بن کر اسلئے چمکتے ہیں کہ ان کی ظاہری چکاچوند ان کا دکھاوے کا کبر و غرور اور اُن کی نمائشی ہیبت و عظمت انسانوں کو غلام بنالے اور غلام بھی ایسا کہ وہ سچے خدا کی جگہ لے لیں۔

حقیقت انسانیت : اسلام نے حقیقتِ انسانی کے چہرے سے نقاب اٹھایا اور بتایا کہ انسان کسی انسان، کسی مادی قوت، کسی چمکتے ہوئے جسم کا بندہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ سب انسان صرف خدائے قدوس کے غلام اور صرف اُسی کے بندے ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد کائنات انسانیت میں وہ انقلاب عظیم بپا ہو جاتا ہے کہ ساری دنیا بدلی ہوئی نظر آتی ہے ایک جھکا ہوا انسان، مایوس اور شکستہ ہمت انسان، سہما ہوا اور لرزتا کانپتا انسان، بہادر، جری، بے خوف اور مطمئن نظر آنے لگتا ہے۔

اب وہ متجسس نگاہیں جو حیران و سرگرداں تھیں۔ اپنی حقیقت کو پہچان لیتی ہیں۔ وہ دیکھتی ہیں کہ انسان مخلوق کا بندہ نہیں آقا ہے وہ کائنات کیلئے نہیں پیدا کیا گیا۔ کائنات اسکے لئے پیدا کی گئی ہے۔ وہ مخلوقات کا غلام نہیں۔ مخلوقات اس کی غلام ہے۔ یہی پہلا فرق ہے جو ایک مسلم اور غیر مسلم (مشرک) میں نمایاں طور پر نظر آسکتا ہے۔

خدا کی حقیقت سے ناواقف انسان پتھروں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں ستاروں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، فلک نامنجاز کو کوستا ہے کہ وہ اسکے مقدر کو سیاہ بنا دینے والا ہے۔ انسانوں سے ڈرتا ہے کہ وہ اسکے رازق ہیں۔

لیکن ایک حق شناس مسلم فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو سمجھ لینے کے بعد صرف ایک ذات کو متکبر و عزیز سمجھتا ہے۔ اس کے گوش حق نیوش یہ آواز سن لینے کے بعد اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (عزت صرف اللہ کے لئے ہے، اسکے رسول کے لئے ہے اور مسلمان کے لئے ہے) تمام دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اب شدائد و خطرات کا مہیب دیو اس کو خوفزدہ نہیں کر سکتا۔ اس دل پر جو حق کی تجلیوں سے منور ہو چکا کیسے ممکن ہے کہ خوف و ہراس قبضہ کر سکے کیونکر ممکن ہے کہ متکبرین کی ہیبت و عظمت، جابرہ عالم کا قہر و غضب، سپاہیوں کی تیغ و سنان اور فرعونوں کا جاہ و جلال اس حق شناس انسان کو جس کی نظر میں یہ سب کے سب ایک دستِ شل اور ایک عضوِ معطل ہیں مرعوب کر سکے۔

شرف انسانیت کے ارتقائی مدارج:۔ قرآن عزیز نے اس فطری ارتقاء کے مدارج کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ سب سے پہلے انسانی شرف و بزرگی سے یوں روشناس کرایا:۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

ترجمہ:۔ ہم نے انسان کو عزت و بزرگی سے نوازا اور اسکو خشکی وتری میں سواری دی، اچھی چیزیں عطا کیں، اور اپنی اکثر مخلوقات پر فضیلت کامل عطا کی۔ (بنی اسرائیل: ۷۰)

اب وہ تمام اشیاء جو انسان کا معبود سمجھی جاتی تھیں، جنھوں نے شرف انسانیت پر قبضہ کر رکھا تھا ایک ایک کر کے اسکی نظروں میں خادم، ماتحت اور سامان انتفاع بنا کر پیش کیجاتی ہیں۔ تاکہ سجدہ گناں پیشانیاں بلند ہوں، جھکی ہوئی نگاہیں جلوہ حق کیلئے زمین سے آسمان کی طرف اٹھیں اور انسان اپنے مقام کی معرفت حاصل کرے۔

ا۔ وہ پہاڑ جو دیوتاؤں کا مسکن سمجھا جاتا تھا، انسان کا تابع اور خدا کا فرمانبردار ہے:۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ (صٓ: ۱۷)

ترجمہ:۔ ہم نے (داؤد نبی کے لئے) پہاڑ کو مسخر کر دیا کہ صبح و شام خدا کی تسبیح کریں۔

ب۔ دریا تو انسان کے لئے ضروریات کا ایک خزانہ ہے اسے دیوتا یا دیوی سمجھنا جہالت ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (النحل ۱۶:۱۴)

ترجمہ :۔ خدا وہی ذاتِ قدوس ہے جس نے دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ، اس سے اپنی زیب و زینت کی اشیاء نکالو، اس میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ اس سے تم خدا کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

ج۔ حیوانات کو کشتیوں کے ساتھ ذکر کیا تاکہ ان کے خادم اور خدمتگزار ہونے کا منصب ذہن نشین ہو جائے انکی طاقت اطاعت کی نہیں، خدمت لینے کی ترغیب دلائے۔

وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ۝ لِتَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ (الزخرف ۴۳: ۱۳)

ترجمہ کشتی اور جانور تمہارے لئے پیدا کئے تاکہ تم ان کی پیٹھ سیدھے سوار ہو۔ پھر اپنے خدا کے احسان کو یاد کرو اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے مخلوقات کو مسخر کر دیا ہم اپنی قوت سے انکو مسخر نہ کر سکتے۔

د۔ درختوں کی ظاہری ساخت کی عظمت کے سامنے سر جھکانے والوں کی توجہ دلائی کہ یہ تو صرف سامان انتفاع ہے، نہ اگنی دیوتا کوئی دیوتا ہے اور برگد کا درخت کوئی خدا۔ یہ تو ضرورت کے وقت تمہارے خادم ہیں۔

وَالَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا۔ (یٰسین ۳۶: ۸۰)

ترجمہ۔ خداوہ ہے جس نے سبز لکڑی تمہارے لئے آگ پیدا کی۔

۷۔ آفتاب و ماہتاب بھی انسان کیلئے اس خانۂ کائنات کا چراغ ہیں۔ وہ فرائض حیات میں روشنی کا مرکز صرف اسلئے ہیں کہ انسان کی خدمت کریں ورنہ وہ خود ان کا خداوند آقا ہے۔

۱۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ (۱۴ : ۳۳)

۲۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۝ (النحل ۱۶: ۱۲)

ترجمہ ۱۔ تمہارے لئے آفتاب و ماہتاب کو مسخر کر دیا جو حرکت کرتے ہیں، اور اسی طرح رات اور دن اور انکے خواص و اثرات کو بھی تمہارا تابع فرمان بنا دیا۔

۲۔ رات، دن، سورج، چاند اور ستارے سب کو تمہارے تابع کر دیا۔ یہ سب خدا کے حکم کے تابع ہیں۔

ان معروف بتانِ ظاہری کی تسخیر کے بعد قرآن عزیز نے عمومی اعلانات بھی کر دئے تاکہ انسان اپنے مقام شرف کو پہچان لے، مثلاً:۔

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (البقرہ ۲: ۲۹)

ترجمہ :۔ ہم نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا ہے

کیفیتِ حال :۔

ان قوانین الٰہیہ کو سامنے رکھئے اور پھر اپنے چاروں طرف نظر ڈالئے تو گھٹا ٹوپ اندھیرا نظر آئیگا۔ آپ سمجھ جائینگے کہ جن بتان آذری کو مسلم اول (خلیل اللہ) نے توڑا وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے گو جدا تھے لیکن ماہیت کے لحاظ سے ان کے نمونے آج بھی موجود ہیں۔ وہ شرک جو انسانیت کو پتھروں، دریاؤں اور پہاڑوں کے سامنے جھکاتا تھا آج ایک نئے رنگ میں جبینِ انسانیت کو داغدار بنا رہا ہے

آج پیروانِ توحید پر ایک اور قسم کی بت پرستی مسلط ہو چکی ہے وہ یہ ہے کہ آج ہر شخص جس کے پاس علم کی جگہ چاندی سونا ہو، ہر دولت مند جو خداوندانِ ظاہری کو پُرتکلف نذرانے پیش کرے ہر رئیس جس کے پاس سفارت و رسائی کے لئے مؤثر ذرائع موجود ہوں، ہر قیمتی پوشاک جس کی جیب بھاری ہو، ہر آواز جس کے گرد ایک ہالہ تحسین ہو، غرضیکہ ہر وہ شے جس کا وزن بھاری اور رنگ سنہری ہو، جس کی ظاہری چمک حقیقت کو چھپا سکتی ہو اس امر کا قطعی حق رکھتی ہے کہ اپنے تئیں انسانوں کا معبود و مسجود ظاہر کرے۔ جو ہر صداقت، آزادی خیال، علم و فضل تجربہ و دانشمندی خدمت و ایثار غرضیکہ دنیا کی ہر شریف قوت سے جبراً اپنے سامنے سجدہ کرائے، اُس کی رائیں "حکم" ہوں، اُس کا حکم شریعت ہو اور اُس کی شریعت منسوخ۔

ان نمائشی مصلحین کی کیفیت کو قرآن عزیز نے یوں بیان فرمایا:-

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۚ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (الانعام ۶: ۱۲۳)

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہر انسانی آبادی میں ہم نے بڑے بڑے لوگ پیدا کئے۔ وہی ان میں بداعمال بھی تھے تاکہ وہ ان آبادیوں میں مکر و فساد پھیلائیں، حالانکہ وہ جس قدر مکر کرتے ہیں اپنے ہی ساتھ کرتے ہیں (کیونکہ وہ ان ہی کے آگے آنیوالا ہے) مگر وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

اے مدعیانِ اسلام! اچھی طرح سمجھ لو! اسلام دنیا میں صرف اسلئے آیا کہ انسانوں سے اُن تمام اقتداروں کو چھین لے جن کے قبضہ وہ تحکم اور جبر کے ساتھ غیر مسئولانہ حکومت کرتے ہیں، یہ اقتدار خواہ دنیوی رئیسوں کے ہاتھوں میں ہو، خواہ خانقاہ نشینوں پیروں اور مذہبی پیشواؤں کے دستِ قدرت میں، یا کسی بت خانہ کے پجاریوں کے قبضے میں ہو، کہیں ہو اسلام اُسکا دشمن ہے اور اسکو شرک فی الصفات قرار دیتا ہے، کیونکہ اسکے نزدیک غیر مسئول ہونا اللہ کی صفت ہے۔ پس جو شخص اس صفت کو اللہ کے سوا کسی اور طاقت میں تسلیم کرتا ہے وہ خدا کی صفت میں دوسرے کو شریک کرتا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران ۳: ۷۹)

ترجمہ۔ یہ حق کسی انسان کو حاصل نہیں کہ خدا اُس کو کتاب، عقل یا حکم و نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے احکام کی پیروی کرو اور مجھے پوجو۔

قانونِ حق کا مطالبہ:-

اس صورتِ حالات کو سامنے رکھو اور دیکھو کہ "الذکر" "النور" "الکتاب" اور "البیان" کا تم سے کیا مطالبہ ہے؟ خدا کا یہ آخری نوشتہ تمہارے لئے کیا راہِ عمل تجویز کرتا ہے، ہدایت کا یہ صحیفہ جو کبھی پرانا نہیں ہو سکتا کس طلب کی دعوت دے رہا ہے؟

کان کھولو، اور سنو:-

۱- فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ ۲: ۳۸)

۱- تمہارے پاس ضرور میری طرف سے ہدایت آئے گی تو جو بھی اسکی پیروی کریگا اس کا قلب لاحزن ولاخوف کی نعمت سے مالا مال ہوجائے گا۔

۴۔ وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۚ هُوَ
اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ
مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۚ هُوَ سَمّٰكُمُ
الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ
تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ ۚ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
نِعْمَ النَّصِيْرُ (المومنون ۲۲ : ۸۰)۔

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو حق جہاد کرنیکا ہے۔ اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کے لئے چن لیا پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے وہ ایسی شریعت فطری ہے جس میں تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ یہی ملت تمہارے مورثِ اعلیٰ ابراہیم خلیل کی ہے اور اس نے تمہارا نام "مسلمان" رکھا ہے، گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی، تاکہ رسول تمہارے لئے اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کیلئے شاہد ہو۔ پس اللہ کے رشتے کو مضبوط پکڑو۔ جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں لگا دو۔ وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جس کا خدا مالک و حاکم ہو، اس کا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار۔

ان واضح احکام کو سامنے رکھو اور یہ بھی دیکھ لو کہ پوری قوم آج صرف اس شریعت پر عامل ہے جو انسانوں کے ہاتھوں پروان چڑھی۔ بے ناہر و لیڈروں، بزرگوں، مولویوں، رئیسوں اور قائدوں کی گاڑی کھینچنا آج سب سے بڑی سعادت ہے۔ غلامی اور استبداد کی جو شریعت (Policy) دورِ حاضر نے ہمارے سامنے پیش کی ہے "زمانہ" کی آواز یہ ہے کہ اس کے سامنے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہکر سربسجود ہو جایئے۔

اعلانِ حق: اسلام کا حق ہونے کیلئے زمانہ بظاہر ناموافق ہے۔ چند اوزاروں کے سوا حق کو ہاتھوں ہاتھ چھیننے کے لئے دولت، اجتماع، سازش و فریب و مکر و اقتدار کی تمام قوتیں مستعد ہیں۔ ہمارے پاس کوئی سامان نہیں۔ اخوانِ ظاہری اور رسوخِ دنیوی جن ہاتھوں میں ہے ان میں شاید ہی کوئی متنفس ہو جو ساتھ دے۔ لیکن اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کا پیام سعادت فرجام اس صدائے بشیر کو گوشِ حق نیوش تک پہنچا رہا ہے:۔

"جو کوششیں حق اور سچائی کے اعلان کرنے کی جائینگی، خواہ زمانہ کتنا ہی مخالف ہو وہ دریا کے پانی کی طرح اپنی راہ نکال لینگی۔ ان لوگوں کی محنت کبھی ضائع نہیں جاتی جو اوروں کی صحبت چھوڑ کر حق صداقت کا ساتھ دیتے ہیں۔ کارسازِ قدرت کا وعدہ ہے:۔

اِنِّیْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔

ترجمہ۔ میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے کے کام کو ضائع و رائگاں نہیں کرتا۔

قرآن عزیز میں ہر جگہ "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْن" لکھا ہے اس کے معنی یہی ہیں کہ دنیا میں انجام کی کامیابی صاحبانِ حق و معرفت ہی کے لئے ہے۔

دوستو! حق و صداقت کا اعلان کوئی آسان کام نہیں۔ اور نہ ہی صداقت کی مظلومی کوئی نیا واقعہ۔ اس پر آزمائش اور ابتلا کے کئی ہلاکت خیز وقت آئے ہیں۔ ایک وقت تھا جب خدا کی زمین پر "چند دلوں" کے سوا اسکا کہیں نشیمن نہ تھا لیکن باوجود اس

سے کے بیچ نوچ رہا اور باطل باطل۔ اسلام اپنے حامیوں کی کثرت وقلت اور استقامت وتزلزل سے بے پروا رہا ہے۔ اور ہمیشہ رہیگا۔ وہ تمھارے پاس اسلئے نہیں آیا کہ وہ تمھارا محتاج ہے۔ بلکہ اس لیئے کہ تم اسکے محتاج ہو۔ اگر تم نے اپنے تئیں اہل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا۔ اور کسی اور مستقیم دل کو اپنا نشیمن بنا لیگا۔

اسلام کے استقلال

اسلام کے استقلال کے لئے آج ان جانفروشوں کی ضرورت ہے جو اپنے اشک ہائے امید اور خون ہائے حسرت و آرزو سے اس بیج کے پودے کو سینچیں۔ مگر باایں ہمہ نتیجہ کے برگ و بار کے لئے بے صبر نہ ہوں۔

ہمارے سامنے "باطل" کی ایک سربفلک عمارت ہے جسکی دیواریں پہاڑ کی چٹانوں سے اور جسکی چھتیں لوہے کی سلاخوں سے بنائی گئی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسکو مسمار کردیں۔ اور نئی عمارت حق تعمیر کریں۔ جبکہ یہ عالم ہے کہ چھت قائم نہیں، بنیاد خستہ اور ہاتھ کمزور ہیں۔ پس یہاں بہت بڑے صبر، انتظار اور تحمل و ضبط کی ضرورت ہے۔ اس راہ کے مسافروں کو یہ دیکھ کر قدم اٹھانا ہے کہ مسلمانوں کی حالت دن بدن متغیر ہو رہی ہے۔ اور یہ تغیر جہاں عام روش پر چلنے والوں کیلئے روح فرسا ہے وہاں سخت جان مخلصین کیلئے امید افزا بھی ہے حق پرست انسانوں کو سالہا سال تک کام کرنیکے بعد بھی اگر منزل نظر نہ آئے تو بھی مایوس ہونا ضروری نہیں۔ چہ جائیکہ اب یہ سخت و نمایاں تغیر ایک بہت بڑی کامیابی کا مژدہ دے رہا ہے اور یقین دلا رہا ہے کہ محنتوں کے نتائج کیلئے زیادہ صبر اور انتظار کی آزمائش نہیں ہے۔ پس آؤ ہمتوں کو اور قوی کریں۔ عمل کی رفتار تیز کردیں۔ اور اپنے ایمان و ایقان میں محکم تر ہو جائیں۔ کل سعی کی اسلئے ضرورت تھی کہ بہرحال سعی کرنی چاہئے۔ لیکن آج اسلئے ضرورت ہے کہ خود نتائج بھی سعی کی دعوت دے رہے ہیں۔ کل تک جو لوگ غافل تھے پس ضروری تھا کہ انھیں ہوشیار کیا جائے۔ مگر اب لوگ آنکھیں مل رہے ہیں ـــــ اٹھنے والوں سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ کام کرنے والوں کی تسکین کیلئے یہ بس ہونا ہے کہ راہ صحیح اور موصل الی المقصود ہے۔ کچھ ضروری نہیں کہ ہمارے ہی قدم منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ ہم نہ ہوں گے مگر ہمارے نقش قدم پر چلنے والے منزل مقصود پہنچینگے۔ اور جو خط ہم نے کھینچ دیا ہے وہ ان کی کامیابی کے لئے مشعل راہ بن جائیگا ـــ

بایں کہ کعبہ نمایاں شود زپا منشیں
کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ است

مذاق

جناب خان امیرالدین خان بی ۔ اے، ایل ایل بی ۔

عربی زبان میں مزاح، تضحیک، استہزا، دعابہ ہنسی ٹھٹھا کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مزاح اور تضحیک کے معنی محض خوش طبعی کے ہیں۔ البتہ استہزا کے مفہوم میں حقارت لازمی ہے۔ دعابہ ایسی ہنسی یا مخول کو کہا جاتا ہے کہ اگرچہ مخول کرنے والے کی نیت تحقیر کی نہ ہو۔ مگر جس سے مخول کیا جائے وہ اس میں اپنی تحقیر سمجھے۔

مذاق کا مصدر ذوق ہے اور ذوق کے معنی چکھنے کے ہیں۔ کم سے کم میری سمجھ میں نہیں آیا کہ مذاق کس نسبت سے ہنسی مخول کے معنوں میں استعمال ہونا شروع ہوا۔ غلط العام کو صحیح سمجھتے ہوئے میں بھی اسے عام معنوں میں لے لیتا ہوں۔

صانع حقیقی نے ہمارے اندر دوسرے گوناگوں قوٰے کے ساتھ ایک قوت ہنسی کی بھی رکھی ہے۔ دل و دماغ کو فرحت پہنچانے کا یہ ایک عجیب آلہ ہے۔ جب مذاق کا مضراب تفہیم مذاق کے تاروں پر پڑتا ہے تو معاً آدمی ہنسنے یا مسکرانے لگ جاتا ہے۔ ہنسی کے قوٰی میں تحریک بعض اسباب سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ یہ اسباب اپنے آپ میں کچھ بے ڈھب، غیر قدرتی، بے جوڑ سے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات مہمل الفاظ، بے جوڑ فقرے، اور انوکھی تمثیلات ایسی تحریک پیدا کرتی ہیں کہ آدمی بے اختیار قہقہہ زنی شروع کر دیتا ہے۔ کبھی سادہ لوح کو حلق اور کسی بڑی توند والے کو ڈھینڈس کہا جائے تو طبیعت ہنسی کی طرف مائل ہو جاتی ہے دور کی مناسبت بھی بعض اوقات ہنسی کے جذبہ میں ایک طوفان برپا کر دیتی ہے جس زمانہ میں میں علیگڑھ کالج میں پڑھتا تھا تو میری جماعت سے نچلی جماعت میں ایک طالب علم تھے جو اچھے خاصے قدآور ہونے کے علاوہ لحیم و شحیم بھی تھے چونکہ وہ حافظ قرآن بھی تھے اس لئے حافظ صاحب کہلانے کے مستحق تھے لیکن بدقسمتی سے اپنے تن و توش کے لحاظ سے اپنے چھوٹے میں بڑے کوتاہ قدم تھے اس کوتاہ قدمی کے سبب ان کا نام حافظ ٹٹو پڑ گیا تھا۔ اب دیکھئے کسی حافظ کو حافظ ٹٹو کہا جائے تو خواہ مخواہ ہنسی آجائے گی۔

کبھی ایسے فقرے یا اشعار جن میں الفاظ کا غیر قدرتی جوڑ کر دیا جاتا ہے خندہ انگیز ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک عجیب اور غیر قدرتی شکل سے بھی یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر آپ اپنا منہ ایک ایسے آئینے میں دیکھیں جو مدور (گول) جیسی بال ہوئے ہوں تو آپ کا چہرہ ایسا عجیب و غریب دکھائی دیگا کہ ہنسی سے آپ کے پیٹ میں بل پڑ جائینگے مذاق کے دو پہلو ہیں ایک کو عام اور دوسرے کو خاص کہا جا سکتا ہے۔ عام مذاق وہ ہے جس کا کسی خاص شخصیت سے تعلق نہیں ہوتا۔ جو لطیفے اخباروں رسالوں میں ہر روز شائع ہوتے ہیں اور جو ظرافت کی باتیں ایک مجموعہ کی شکل میں چھپا کر فروخت کی جاتی ہیں انکو عام مذاق

کے تحت رکھا جا سکتا ہے۔ خاص پہلو مذاق کا وہ ہے جہاں مذاق کا نصب العین کوئی خاص شخصیت ہو۔ عام مذاق پر تو یہ قید لازمی ہے کہ وہ مہذب اور شائستہ الفاظ میں ہو ورنہ اس کی اشاعت میں ایک عظیم خلل واقع ہوگا۔ لیکن ایسے مذاق پر جس کا تعلق ذاتیات سے ہو بہت سی قیود ضروری ہیں۔

اول۔ اس کے الفاظ مہذب اور پاکیزہ ہونے چاہئیں ناشائستہ اور ملتبس الفاظ اور رکیک تشبیہات سے اسے بالکل پاک ہونا چاہئے۔ بعض لوگوں کا مذاق ایسی اخلاق سوز تمثیلات میں پنہاں ہوتا ہے کہ اسے گندہ دہنی کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ ایسا مذاق پھیکا اور کانوں پر گراں ہوتا ہے۔

دوم۔ صحیح اور بہجت افزا مذاق وہی ہے جو مخاطب کی آزردگی خاطر کا موجب نہ ہو یعنی کہ اس کے اندر نیش نہ ہو۔ اور اس سے جانبین محظوظ ہوں۔ مذاق سے ہنسی پیدا ہوتی ہے۔ اور ہنسی ممد صحت ہے۔ اگر مذاق میں نیش نہاں ہو تو مخاطب تنگ دل ہوگا۔ اور مذاق بجائے خندہ آور ہونے کے آزردہ کن ہوگا۔

بعض لوگ دوسرے کو مذاق کے ذریعہ کھسیانہ کرنے میں اپنی برتری اور دوسرے کی شکست سمجھتے ہیں۔ ایسا مذاق ہمیشہ فساد اور باہمی رنجش کا باعث ہوتا ہے۔ ایسے مذاق سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہئے۔

سوم۔ ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں نہ تو خود مذاق کرنے کا مادہ ہے اور نہ مذاق کا جواب دینے کی اہلیت! ایسے لوگوں سے خواہ کیسا ہی لطیف اور شستہ مذاق کیا جائے وہ اسے برے معنوں ہی میں لینگے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ کسی کو مذاق کرنا اس کی ہتک کرنے کے مترادف ہے۔ ان سے مذاق نہ کرنا چاہئے

چہارم۔ مذاق میں حفظ مراتب کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چھوٹے درجہ کے انسان کو ایک بلند مرتبہ ہستی سے بے تکلفی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں اول الذکر کو اپنے مذاق کے وقت موقع محل کا لحاظ رکھنا چاہئے، مشہور ہے کہ ایک دفعہ شاہجہان بادشاہ کے ساتھ ایران کا سفیر ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھا رہا تھا۔ بادشاہ کی طبیعت قدرے ناساز تھی اسلئے کھچڑی کھا رہے تھے۔ لیکن سفیر اور کھانوں کے علاوہ بھنے ہوئے بٹیر ہی کھا رہا تھا اور بٹیر کی ہڈیاں تک چبا چبا کر نگلے جاتا تھا۔ بادشاہ نے خوش طبعی سے پوچھا کہ ہڈیاں تم کھائے جارہے ہو تو کتے کیا کھائینگے سفیر نے مذاق کے جواب میں احتیاط نہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ قبلۂ عالم وہ کھائینگے کھچڑی! اس پر شاہ نے برافروختہ ہو کر سفیر سے پوچھا کہ کیا ایران کے دربار میں اور کوئی قابل انسان نہ تھا کہ تم سے بیوقوف کو ہمارے دربار میں سفیر کرکے بھیجا؟ سفیر نے پھر وہی بے احتیاطی کی اور جواب دیا کہ جیسا دربار ہو اس کے مطابق شاہ ایران سفیر بھیجتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر کو کھانے پر سے اٹھا دیا گیا۔ بادشاہ کے دونوں مذاقوں کے جوابات درحقیقت بڑے شستہ اور لطیف تھے مگر جانبین کے مراتب میں بہت بڑا فرق تھا اس لئے نتیجہ اچھا نہ رہا۔

پنجم۔ مذاق میں زیادہ انہماک کرکے اس کا عادی،

ہو جانا چاہیئے۔ بعض لوگ مذاق کے ایسے عادی ہو جاتے ہیں کہ بات بات میں مذاق کئے جاتے ہیں۔ ایسا کثیر مذاق ہمیشہ بد لگام ہوتا ہے اور اپنے صحیح مرتبہ لطافت سے گر جاتا ہے مذاق کا لطف صاحب مذاق ہی سے ہے۔ ایسے اصحاب سے کوئی خریدا چٹپٹا مذاق کیا جائے تو وہ پھڑک اٹھتے ہیں اور ایسے مذاق سے لطف اندوز ہو کر اس کی داد بھی دیتے ہیں۔

مذاق کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے اگر اسمیں کوئی حقیقت یا صداقت نہاں ہو۔ مشہور ہے کہ ہمارے رسول کریم سے کسی نے ایک اونٹ طلب کیا۔ اسپر حضور نے خوش طبعی سے فرمایا کہ دینگے تمکو اونٹ کا بچہ۔ اس جواب سے سائل نے قدرے سٹپٹا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مذاق کرتے ہیں تو حضور نے جواب دیا کہ کیا اونٹ اونٹ کا بچہ نہیں ہوتا؟ حضرت انس رضؓ حضور کے خادم تھے اور دس برس تک ان کی خدمت کرتے رہے اور آپ کا حکم سننے کیلئے ہمیشہ گوش بر آواز رہتے تھے حضور نے ایک دفعہ انکو مذاقاً یہ کہہ کر پکارا کہ "اے دو کانوں والے"۔

اب دیکھیئے خوش طبعی کی دو نو باتوں میں کیسا لطیف مذاق ہے اور صداقت بھی ہے حضرت ابوہریرہ نے حضور سے عرض کی کہ آپ ہم سے ظریفانہ بات کرتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ میری ہر بات میں

خواتین ہند کا گیت

از جناب زیب عثمانیہ لودیانہ

طریق صلح پر قوموں کو مائل کر کے چھوڑینگی
کہ ہم نفرت کے ہر جذبے کو باطل کر کے چھوڑینگی
بہانا خون انسانوں کا بیکر آڑ مذہب کی
جو آساں ہے تو اس آساں کو مشکل کر کے چھوڑینگی
فوائد امن کے قوم و وطن کے دلنشیں کر کے
عدو کی ہر شر انگیزی کو باطل کر کے چھوڑینگی
چھپایا خضر رہ نے ہم سے جو از بہر خود کامی
عیاں وہ راز ہم منزل بہ منزل کر کے چھوڑینگی
انھیں[1] سو بار گر آساں ہے ردِ شوق آزادی
تو پھر سو بار ہم پیدا یہ مشکل کر کے چھوڑیں گے

کوئی خدشہ ہو جس سے اہل محنت کے ٹھکانوں کو
ہر اس طوفاں کو ہم محصور ساحل کر کے چھوڑیں گی
کوئی اے زیب کہدے دشمن جذب اخوت کو
کہ ہم اس طرز پر تعمیر محفل کر کے چھوڑیں گی

رباعی

کیا نعت نبی کوئی کیا ہی کہئے
جب ان کو خدا ہی نے نور انوار کہے
انسان نہ ہو سوا طرح سایہ کہئے
اس نور کو پھر کس طرح سایہ کہئے
مشہور کیا ہے

[1] سے ارباب اقتدار مراد ہیں

رات کی تاریکی میں

از جناب داعی الی الخیر دارالاسلام پٹھانکوٹ

شام ہوئی۔ دن بھر گردش کرتے کرتے تھک گیا۔ سورج نے سیاہ چادر ڈالی اور پہاڑ کی اوٹ میں چھپ گیا۔ ہر طرف تاریکی، ظلمت، خاموشی و سکوت طاری ہے۔ پہاڑ ساکت و صامت، ندیاں راہ گزر سے خالی سنسان، میدان و صحرا خاموش۔ ہو کا عالم ہے۔ بازاروں، درسگاہوں کی گرمی، اور رونق، تفریح گاہوں اور پارکوں کی چہل پہل ختم ہو گئی۔ چمنستان کے طیور آشیانوں میں، چونچیں پروں میں چھپائے، آنکھیں بند کئے، دبکے سکڑے آرام میں محو ہیں۔ چوپائے کھونٹوں سے بندھے ہوئے، دن بھر کی محنت اور تھکن سے نڈھال سستا رہے ہیں۔ خواب غفلت میں مست انسان خراٹے لے رہا ہے۔

— لیکن —

نیستان میں شیر کی دہاڑ گونجی، مرغزار میں ہرن چونک پڑے، شکاری نے بندوق سنبھالی، دھماکا ہوا! بدنصیب سیاح کا دل دہل گیا، نشانہ خالی گیا۔ پھر وہی خاموشی اور سکوت!! خون آشام بھیڑیا لمبے لمبے سانس بھرتا، شکار کی تلاش میں نکلا، نیل گائے نے جست لگائی، رات کی تاریکی میں غائب ہو گئی۔ چیتے نے بارہ سنگھے کا پیچھا کیا، سرپٹ دوڑا، جھاڑیوں نے راستہ روکا، اچھلا کودا، مگر ناکام و نامراد۔

افسوس! راحت و سکون سے بھری رات، مگر کمزوروں کو بے چینی اور موت کا کھٹکا۔

— ایک جگہ —

چور، رہزن اور ڈاکو، کمین گاہوں سے نکلے۔ سیاہ کمبل اوڑھے، منہ چھپائے، ہتھیاروں سے مسلح، چھپتے چھپاتے شہروں میں وارد ہوئے۔ ایک نے نقب لگائی، دوسرے نے مکان کا تالا توڑا، یہ دیوار پھاند صحن میں داخل ہوا، وہ دروازہ کا شیشہ توڑ، چٹخنی کھول، کمرہ میں وارد ہوا۔

او جفاکیش بھلا اس معصوم دلہن کا کیا قصور تھا؟ سونے کے کانٹوں کے لینے کو کان نوچ ڈالے، کانوں سے خون بہ نکلا، زور سے چیخ نکلی، مگر منہ بند، خوف سے ہراساں، ڈر سے لرزاں ساکت و صامت۔

برا ہو ماں باپ کا، قدامت پرست ماں باپ کا، لکیر کے فقیر ماں باپ کا۔ خاک پڑے اس زیور پہ۔ مٹ جائیں یہ رسم و رواج۔ او ظالم! غریب لوہار کے جھونپڑوں میں کیا رکھا ہے؟ غریب نتھو کو کیوں زخمی کر دیا؟ ہماری چوکیدار کا کیا قصور تھا، وہ مفت میں گولی کا نشانہ بنا۔

یہ کیوں ہو رہا ہے! دولت کی غیر مساوی تقسیم کے باعث؟ نہیں! انتقام اور بدلہ کی خاطر؟ نہیں! غربت اور مفلسی کی وجہ سے؟ نہیں! محض ان بدمعاشوں کی پیٹ پوجا، بدکاری، شراب خوری، بھنگ اور چرس کے لئے۔

— یہاں —

نفس پرست انسان، ہوا ہوس کا بندہ، خواہشات کا غلام۔ جام پر جام پی رہا ہے، دور پر دور چل رہے ہیں۔ بوتلوں پر بوتلیں خالی ہو رہی ہیں۔ نشہ میں بدمستی، سرور میں بدحالی۔ چنگ و رباب، سخن و سرود، ناپاک محفل، گناہوں کی دنیا، غلیظ نقشہ۔

خدا غرق کرے شہر کے اس پُر معصیت خطے کو۔ رات کی تاریکی، شہر کی خاموشی، نور کا عالم، رحمت و انوار کا وفور اور یہ حیا سوزی و عفت فروشی۔ یہ ہے نفس پرور اور عیش پرست انسان۔

ہائے

نوجوان مریض بستر علالت پر۔ اضطراب و بے قراری، کرب و تکلیف کا عالم۔ بے یار و مددگار، کروٹیں بدلتا، ہائے ہائے کرتا، تیور چڑھاتا ہے۔ بے بس تیماردار، پریشان و سراسیمہ، چاروں طرف مات و مبہوت ایستادہ۔ محلہ کے طبیب نے جواب دیدیا، ڈاکٹر نے انکار کر دیا۔ سول سرجن کے لئے ڈبل فیس کہاں سے آئے؟ انجکشن کے لئے اس وقت کیا چیز فروخت کریں؟ دوا دارو کے لئے کیا گروی رکھیں؟

مریض نے آنکھیں بند کریں، سانس تیز ہو گیا، بالآخر پھر گیا۔ رفیقۂ حیات کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ نکلا۔ معصوم بچہ بلکنے لگا۔ ماں کی بے اختیار چیخ نکلی، مریض نے آنکھیں کھول دیں۔ نوجوان دلہن کی امیدوں کا منتہا، بوڑھی ماں کا آخری سہارا، معصوم بچہ کا سایہ اٹھ گیا۔ بہن نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے شربت منہ میں ڈالا، مریض نے ایک ہچکی لی۔ اور ان سب کو تنہا چھوڑ کر بے رحموں کے رحم پر چھوڑ کر، بے بسی کے عالم میں چل بسا۔ دلہن نے چوڑیاں توڑ ڈالیں، گریبان چاک کر ڈالا۔ معصوم کے گریہ سے عرشِ عظیم کانپ اٹھا۔ ناتواں ماں بیہوش ہو گئی۔

عیش کے بندے مست پڑے ہیں..... کسی کو پتہ نہیں یہاں کیا گذر رہی ہے۔

قریب ہی

دوسرے محلہ میں دیگیں چڑھ رہی ہیں۔ گوشت کی یخنی ہو رہی ہے۔ آلو کٹ رہے ہیں۔ چاول دھل رہے ہیں۔ انڈے ابل رہے ہیں۔ قمقمے جل رہے ہیں۔ جھنڈیاں لگ رہی ہیں۔ گیت ہو رہے ہیں۔ سہرے گائے جا رہے ہیں۔ بناؤ سنگار کی تیاریاں، مکان کی زیبائش، کمروں کی زینت، در و دیوار کی سجاوٹ کی جا رہی ہے۔ اعزہ و اقربا جمع ہیں، رت جگا ہو رہا ہے، کسی کو نیند نہیں، ہر ایک مسرور و شادماں ہے۔

یہ رات ہے! مگر شادی و مسرت کی، خوشی و شادمانی کی، سرور و کامرانی کی۔ کل "خانبہادر" کے لڑکے کی شادی خانہ آبادی ہے۔ خانہ بربادوں کی ان کو کیا خبر!!

سب سے دور

ایک زندہ دل عارف، گوشہ گیر زاہد اپنی کٹیا میں، درد کی خلوت میں، دنیا سے دور، خاموش عالم میں کسی ... سے تکلم کر رہا ہے۔ اس خمار و مدہوشی کے وقت، معرفت و وجدانیت کا سرور حاصل کر رہا ہے۔ اس تاریک دنیا میں تجلی خانہ معبود سے ضیاء نورانی دیکھ رہا ہے۔

دنیا ظلمت میں لپٹی ہوئی ہے۔ مگر وہ سیلاب نور میں بہا جا رہا ہے۔ دنیا والے خواب غفلت میں مدہوش ہیں، مگر وہ شاہراہ عرفان پر چلا جا رہا ہے۔ اہل عالم سب کچھ بھولے ہوئے ہیں۔ مگر وہ قسمت کے مالک سے مصروف رمز و اشارات ہے۔ ض ض

ض ض مبارک ہیں یہ باخبر بندے۔ مبارک ہیں وہ جو ان کے ..... ●

پسرانہ محبت اور والدین کی عزت

از جناب خان عبید الحق خانصاحب

سلیمان نامی ایک نوجوان تھا جس کا باپ بہت بوڑھا تھا۔ بڑھاپے نے اس کو اس قدر عاجز کر دیا تھا کہ چارپائی سے ایک قدم بھی ادھر ادھر حرکت نہ کر سکتا۔ نوجوان تھا کہ اپنے ابا کی خدمت میں بڑے اخلاص اور محبت سے مصروف رہتا۔ اس کا پورا پورا دھیان رکھتا۔ صبح سویرے ہی اس کے پاس آتا اور اپنے کام پر جانے سے پہلے اسے اٹھا بٹھا کر یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ اپنے کام پر جا رہا ہے۔ چلتے وقت اپنے ابا کی طرف متوجہ ہوتا تاکہ اسے اشارہ سے سلام کرے۔ اسی سبب سے ہر وہ شخص جو اس نوجوان کو جانتا اس کا احترام اور عزت کرتا۔ کیونکہ سارا نیک لڑکا جو والدین کا مطیع منقاد ہو وہ سب کے نزدیک محترم ہوتا ہے۔

ایکدن اتفاق ایسا ہوا کہ یہ نوجوان شام کے وقت اپنے کام سے لوٹ رہا تھا، جب گھر کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ پڑوسی بڑی بیقراری سے چیخ چلا رہے ہیں، اور آگ آگ کر رہے ہیں۔ سلیمان کا خیال اپنے بوڑھے ناچار والد کے سوا کسی چیز پر نہ گیا، جسے وہ اپنے بستر پر بیٹھا چھوڑ کر گیا تھا، اور جس میں اس قدر سکت بھی نہ تھی کہ وہ اٹھ کر آگ سے بھاگ سکتا۔ پسرانہ محبت نے سینے میں جوش کھایا، باپ کی شفقت کی غرض سے دل میں اشتعال پیدا ہوا اور جلتی ہوئی آگ میں کود پڑا۔ بوڑھے کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور اسے لیکر آگ سے بھاگ نکلنے کا رخ کیا، دھوئیں نے اس کی دونوں آنکھیں تاریک کر دیں اور اس کے بوجھ نے اس کو عاجز کر دیا، مگر اس نے بوجھ کی مشقت اور آگ کی سختیاں سہیں، اور گھر سے باہر چھلانگ لگائی اور اپنے ابا کو خطروں سے محفوظ مقام پر جا رکھا۔

جب لوگوں نے اسکو اس قسم کی سخت مصیبتیں جھیلتا دیکھا تو لوگ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور انھوں نے سلیمان مذکور کو نہایت قابل رحم حالت میں پایا۔ آگ اس کے سر اور آنکھوں کے بال جلا چکی تھی، دونوں پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ اور شعلوں کے اثر سے اسکی ایک آنکھ کو ایسی تکلیف پہنچی کہ اسکی بینائی جاتی رہی۔

ان تمام مصائب و آلام کے باوجود یہ بہادر نوجوان ان سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں ہوا بلکہ انھیں خندہ پیشانی سے جھیلا۔ وہ اپنے ابا کو کہا کرتا تھا، ابا مجھے اس چیز نے ذرہ برابر بھی دکھ نہیں دیا، آپ غمگین نہ ہوجیے اور اس بات کو دل پر نہ لائیے جس نے مجھے تکلیف دی۔ کیونکہ ہم الحمدللہ آگ سے بچ رہے ہیں اگرچہ ایک آنکھ کھو چکا ہوں، مگر دوسری سلامت ہے میں اس سے کام کاج کرونگا، میرا فائدہ بس یہی ہے کہ میں آپکو اے ابا خوش و خرم دیکھوں اور دیکھوں کہ تو مجھ سے شاد رہے۔

اس پر اس کے باپ نے اسے بڑی صالح دعائیں دیں اور اللہ نے انھیں اچھی طرح قبول فرمایا، اور وہ بہت ہی نیک بخت لوگوں میں ہو گیا۔

امجد

از جناب اسد ملتانی

(اپنے مرحوم فرزند محمد امجد کی یاد میں جو پچھلے سال ۶½ برس کی عمر میں داغِ مفارقت دے گیا)

وہ چاند بن کے چمکا اس گھر کی تیرگی میں ❊ آنکھ اور دل کی ٹھنڈک تھی اس کی روشنی میں
بے اختیار نکلا منہ سے مرے خوشی میں ❊ "کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں"[1]
ملتی ہے جو عموماً انساں کو پختگی میں ❊ اس کو خدا نے دیدی وہ عقل کمسنی میں
وہ جی گیا بہت کچھ تھوڑی سی زندگی میں

پہلے تو وہ خوشی کا پیغام بن کے آیا ❊ لاکھوں مسرتوں کا سامان ساتھ لایا
پھر سب مسرتوں کو یوں خاک میں ملایا ❊ ویران کر کے گھر کو، تربت کو جا بسایا
اُس نے بہت ہنسایا، اس نے بہت رُلایا ❊ وہ رنگ بھی دکھایا، یہ رنگ بھی دکھایا
وہ جی گیا بہت کچھ تھوڑی سی زندگی میں

دل کھول کر وہ کھیلا، کی شوق سے پڑھائی ❊ وہ ذہن کی رسائی، وہ ذوقِ خوشنوائی
اقبالؒ کی دعا[2] بھی اُس کے لبوں پہ آئی ❊ یہ نظم اس نے اکثر میٹھے سروں میں گائی
احباب و اقربا سے الفت کی لے بڑھائی ❊ پھر چل دیا یکایک دے کر غمِ جدائی
وہ جی گیا بہت کچھ تھوڑی سی زندگی میں

اے بے نیاز! تو نے کیا چیز دے کے چھینی ❊ وہ پیکرِ محبت، وہ جانِ نازنینی
آنکھوں میں مسکراہٹ باتوں میں دلنشینی ❊ ہر لفظ پر انوکھی مضمون آفرینی
چھ سات ہی برس میں تنقید و خردہ بینی ❊ یہ عمر اور میرے شعروں پہ نکتہ چینی
وہ جی گیا بہت کچھ تھوڑی سی زندگی میں

تھا شوق اس کو بے حد تصویر کھینچنے کا ❊ گھوڑا کبھی بناتا گاڑی کبھی بناتا
آنکھوں میں پھر رہا ہے ابتک بھی وہ نظارا ❊ جب ہم کھڑے تھے بے بس وہ جان دے رہا تھا

---

[1] حضرت امجد حیدرآبادی کی مشہور نظم۔ [2] علامہ اقبالؒ کی مقبول عام دعا ع لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری

سلمہ

جاتے ہوئے بھی گویا کس عمدگی سے کھینچا ٭ انساں کی انتہائی بے چارگی کا نقشہ

وہ جی گیا بہت کچھ تھوڑی سی زندگی میں

مجھ کو خبر نہیں تھی ہوتی ہے کیا محبت ٭ اس نے مجھے بتایا ہے کیا بلا محبت

تھی اس کی زندگانی سرتا بہ پا محبت ٭ ہر ہر نظر محبت، ہر ہر ادا محبت

نکلے نہ دل سے اس کے بے انتہا محبت ٭ وہ کر گیا محبت اور دے گیا محبت

وہ جی گیا بہت کچھ تھوڑی سی زندگی میں

خود غرض دنیا!

از محترمہ ثریا عندلیب صاحبہ۔ منشی فاضل۔ ادیب فاضل

ریل کھٹ پٹ کرتی دہلی کی طرف جا رہی تھی۔ زنانہ ڈبہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔ اور گرمی سے دم نکلا جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ریل کی رفتار کم ہونی شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ جالندھر سٹیشن پر آ کر رک گئی۔ گاڑی میں آمد و رفت شروع ہوئی اور ساتھ ہی شور و غوغا بپا ہو گیا۔ ایک خاتون قلی سے اپنا سامان باہر اتروانے لگیں۔ ان کا سارا سامان اتر گیا تو قلی پھر ڈبہ میں آیا کہ اگر کوئی چیز رہ گئی ہو تو اٹھا لے۔ میرا ٹرنک زمین پر پڑا ہجوم کے پاؤں کی ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ میں نے اس قلی سے مخاطب ہو کر کہا۔ قلی! ذرا ٹرنک اٹھا کر اوپر کی برتھ پر رکھ دو۔ اس نے شاید پوری بات سنی نہیں چنانچہ ٹرنک اٹھا کر اور یہ سمجھ کر کہ یہ اسی خاتون کا ہے باہر لے جانے لگا۔ میں نے روکا اور نہایت ملائمت سے کہا بھئی اسے اوپر کی برتھ پر رکھ دو۔ یہ میرا ہے۔ یہ سن کر بات کو سمجھتے ہوئے غصے سے قلی صاحب کا منہ سرخ ہو گیا جیسے میں نے اسے کوئی گالی دی ہو۔ اس نے خفگی سے ٹرنک کو دوبارہ زمین پر رکھ دیا اور بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔ میرا دل حیرت و افسوس کے عالم میں گم ہو گیا۔

میں تانگہ میں بیٹھی تھی۔ گھوڑا سرپٹ دوڑا جا رہا تھا۔ اچانک کوچوان کے ہاتھ سے چابک زمین پر گر پڑا۔ اور گھوڑا کچھ فاصلے پر جا کر رکا۔ جہاں چابک گرا تھا وہیں ایک لڑکا ٹھیلے پر لکڑیاں لاد رہا تھا۔ کوچوان نے آواز دی۔ بھائی! یہ چابک تو اٹھا دو لڑکے نے جیسے سنا ہی نہیں برابر لکڑیوں میں مشغول رہا۔ کوچوان نے پھر آواز دی۔ تو تیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ اب یہ لکڑیاں رکھوں کہ تیرا چابک اٹھاتا پھروں۔ خود نہیں اٹھا سکتا دفعتاً میرے منہ سے سرد آہ نکل گئی۔ کیا یہ انسان ہیں؟

آہ! یہ خود غرض دنیا!

موسمی سبزیاں

از محترمہ بنت عبدالرحمن صاحب جہلم

پالک کا ساگ :۔ سرد تر اور ہاضم ہوتا ہے۔ دائمی قبض والوں کیلئے بہت مفید ہے۔ کسی قدر بلغم بڑھاتا ہے۔ گرم خشک طبیعت والوں کیلئے بہت مفید ہے۔ پتھری۔ یرقان۔ مالیخولیا۔ پیاس۔ جلن اور گرمی کے بخاروں میں مفید ہے۔ اس میں وٹامن بہت ہیں۔ ہڈیاں ہمیشہ مختلف ساگوں اور سبزیوں کے استعمال سے بڑھتی ہیں اور طاقت حاصل کرتی ہیں۔

توری کالی :۔ اس کے اوپر چار چھ لائنیں لمبائی کے رُخ ہوتی ہیں۔ قدرے گرم تر۔ ہاضمہ کو تیز کرتی ہے۔ صاف خون پیدا کرتی ہے۔ ہلکی ہے۔ ہر قسم کے بخاروں میں کالی مرچ والا توری کا شوربا پی لینے سے طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ توری بھوک لگاتی ہے۔ منہ ذائقہ درست کرتی ہے۔

کدو توری :۔ انکے اوپر لائنیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ چھلکا صاف اور چتکبرا سبز ہوتا ہے۔ سرد تر ہے۔ یہ گرمی کو دور کرتی ہے۔ بادی بلغم کے بیمار کالا زیرہ اور موٹی الائچی ڈال کر کھائیں تو اس سرد تر ہونا انکو نقصان نہیں دیگا۔ توری ایک صحت بخش سبزی ہے۔ ہاضمہ کو تیز کرتی ہے۔ بخار میں مفید ہے۔

ٹماٹر :۔ معتدل خشک بھوک لگاتا ہے۔ کھانے کو ہضم کرتا ہے۔ طاقت اور فرحت بخشتا ہے۔ بادی کے جملہ عوارض میں مفید ہے قبض کشا ہے۔ اپھارہ کو دور کرتا ہے۔ اس کا زیادہ استعمال گلے اور مسوڑوں کو تکلیف دیتا ہے۔ موجودہ تحقیق کی رو سے اس کو مد

[illegible]

پھول گوبھی :۔ سرد خشک ہے۔ پیشاب آور ہے۔ بھاری ہے۔ بادی کرتی ہے۔ بغیر ادرک ڈالے نہیں کھانی چاہئے ورنہ بدہضمی اور اپھارہ کی شکایت ہو جائے گی۔ اسکا زیادہ استعمال مفید نہیں ایک لذیذ سبزی ہے مگر جتنی لذیذ ہے اتنے اس میں فائدے نہیں گرم مزاج والوں کے معدے کو طاقت دیتی ہے۔

شلغم :۔ قدرے گرم تر ہے۔ خشکی کو دور کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے۔ پیشاب لاتا ہے۔ قدرے اپھارہ کرتا ہے۔ بلغمی طبیعت والوں کی رطوبت کو بڑھاتا ہے۔ بیماروں کے لئے ہلکی غذا ہے۔ اس کی سبزی میں ادرک کالی مرچ، موٹی الائچی اور کالا زیرہ ڈالنا چاہئے۔

کدو لوکی :۔ اس کا چھلکا سبز اور بہت ملائم ہوتا ہے سرد تر ہے۔ قبض کشا اور پیشاب آور ہے۔ خونی بواسیر۔ گرمی کا بخار اور دیگر خون اور گرمی کی بیماریوں میں بہت مفید ہے اور بہت ہلکی غذا ہے۔ پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ اس کی سبزی میں تھوڑی سی کھٹائی اور کالا زیرہ ملانا بہت مفید ہے۔ کدو کے اوپر کا چھلکا چھیل دینا چاہئے یہ خون کو بگاڑتا ہے۔

پودینہ :۔ گرم خشک ہے۔ بھوک لگاتا ہے۔ گردہ معدہ اور جگر کو طاقت دیتا ہے۔ اس کے سونگھنے سے بیہوشی دور ہوتی ہے۔ انار دانہ کے ساتھ اس کی چٹنی بہت لذیذ ہوتی ہے کھانے کو جلد ہضم کرتی ہے۔

شکر پارے

(نوشتہ خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

ایک وقت ایسا آیا کہ فرانس کا بادشاہ ...

تاریخی پیشین گوئی: چارلس ششم ... انگلستان کے بادشاہ ہنری پنجم نے اس کی فوجوں کو شکست پر شکست دے کر پاگل بادشاہ کو اس معاہدہ صلح پر مجبور کر دیا کہ اس کے مرنے پر فرانس کے تخت پر ہنری پنجم بیٹھے گا۔ دو سال بعد جب وہ مر گیا تو اسکا بیٹا ڈافن چارلس ۱۹ ساله جوان تھا۔ مگر اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ تاج سر پر رکھ سکتا۔ ہنری فوراً پیرس آیا اور اپنی فوج کے جھرمٹ میں تاجپوشی کا مطالبہ کیا۔ لیکن قدرت نے دیکھئے کہ ایک کسان کی لڑکی جو لکھ سکتی تھی اور نہ پڑھ سکتی تھی اور جنگلوں و کھیتوں میں رہنے کی وجہ سے اچھی سواری جانتی تھی اور اسکی صحت بہت اچھی تھی۔ اس نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ مجھے فرشتے نظر آتے ہیں جو مجھے کہتے ہیں تو وہ کنواری ہے جو فرانس کو غلامی سے نجات دیگی۔ اس کا نام جین ڈارک تھا جسے بگاڑ کر انگریزوں نے جون آف آرک کر دیا۔ وہ ڈافن کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ اسے فوج دے تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے چنانچہ اس نے اسے زرہ بکتر پہنوایا اور اس نے ایک جگہ کھودنے کیلئے کہا کہ وہاں اسکے لئے مقدس تلوار برآمد ہوگی چنانچہ زمین کھودنے پر نکلی۔ وہ دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ انگریزوں پر جا پڑی جو اس وقت اورلینز کا محاصرہ کر رہے تھے۔ دشمن اس قدر گھبرایا کہ بھاگ گیا۔ تین ماہ کے اندر اندر اس لڑکی نے ڈافن کو دربار شاہی منعقد کرا کے تاج پہنایا۔ اس رسم تاجپوشی میں وہ اسکے برابر زرہ پہنے کھڑی رہی۔ اب اس نے بادشاہ سے کہا کہ اس کا کام پورا ہو گیا ہے اسے جانے دیا جائے۔ مگر بادشاہ نے ڈر کے مارے اسے جانے نہیں دیا کہ اسکے جاتے ہی قسمت پلٹ نہ جائے۔ لڑکی نے کہا کہ اسے اب آوازیں نہیں آتیں البتہ دل کہتا ہے کہ اب اگر میں لڑی تو زخمی ہو جاؤں گی اور میرا لشکر شکست کھا جائے گا لیکن بادشاہ نہ مانا۔ شروع سردی میں اسے پیرس پر حملہ کرنا پڑا وہ زخمی ہو گئی۔ اس طرح اس کی پیشگوئی کا پہلا حصہ پورا ہو گیا وہ سنبھلی وہ کیمپین پر چڑھ دوڑی۔ وہاں اسکی فوج کو شکست ہوئی اور وہ انگریزوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئی۔ اس طرح اس کی پیشین گوئی کا دوسرا حصہ بھی پورا ہو گیا۔ اس پر جادوگرنی ہونے کا مقدمہ چلا گیا۔ اس نے قیدخانہ سے کود کر بھاگ جانا چاہا مگر پکڑی گئی۔ اسے آخر زندہ جلا دیا گیا۔

اب دعوے کیا گیا ہے کہ اسے زندہ نہیں جلایا گیا بلکہ اس کی جگہ کسی اور عورت کو جلا دیا گیا تھا۔ فوج کا پہرہ اس قدر فاصلہ پر تھا کہ کسی کو شبہ بھی نہ گزرا کہ ملزم بدل دیا گیا ہے۔ جون کو نکل جانے دیا گیا۔ آٹھ سال بعد وہ اورلینز میں فوراً لوٹی۔ لوگوں نے اور اس کے دو بھائیوں نے اسے پہچان لیا مقامی افسروں نے اسکی روح کو ثواب پہنچانے کی رسوم ام

وقت سے ترک کردیں۔ اسے بڑی رقم بطور نذر پیش کی گئی۔ اس نے بعد میں ایک دیہاتی بھلے آدمی سے شادی کرلی۔

جون آف آرک زندہ جلادی گئی یا بچ نکلی اب ایک راز بن گئی ہے۔

فن لینڈ کی عورتیں: فن لینڈ یورپ میں روس کے شمال مغرب میں ایک بڑی ریاست ہے یہ ۱۸۰۹ء تک خودمختار تھی۔ ان دنوں روس نے اس پر ۵۵ ہزار کے لشکر سے حملہ کیا۔ فن لینڈ نے اپنی ۱۲ ہزار کی فوج سے مقابلہ کیکے شروع میں چھ کامیابیاں حاصل کیں مگر آخر میں روس ہی فتحیاب ہوا۔ یہ ریاست جنگ عظیم تک روس کے قبضہ میں رہی ۱۹۱۸ء کے بعد اسے خودمختاری حاصل ہو گئی مگر پچھلے سال جرمنی کی جنگ سے فائدہ اٹھاکر روس نے پھر اس پر حملہ کر دیا۔ اسے منہ کی کھانی پڑی۔ آخر جرمنی کی مدد سے روس کو سرخروئی حاصل ہوئی۔

۱۸۰۸ء کی جنگ میں لشکر کے پیچھے پیچھے عورتیں رہتی تھیں اور زخمی سپاہیوں کی بڑی خدمت کرتی تھیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ فن لینڈ والوں نے ان کی بیحد عزت شروع کردی۔ اس جنگ میں ایک عورت لوٹا سوارڈ نے میدان جنگ میں بڑی بہادری کے کام کئے تھے۔ اس کے آج تک وہاں گیت گائے جاتے ہیں۔ اسکے نام پر ایک بڑی انجمن قائم ہے۔ جس کے تین لاکھ ممبر عورتیں ہیں جو ہر درجہ و مرتبہ کی ہیں۔ اس کی تین شاخیں ہیں۔ ایک طبی ہے جو میدان جنگ کیلئے شفاخانے اور دایہ عورتیں طیار کرتی ہے۔ اس کا رسد رسانی کا دوسرا صیغہ فوج کے لئے کھانا بھی طیار کرتا ہے۔ تیسری شاخ ملک کی فلاح وبہبود کا انتظام کرتی ہے۔

اس ریاست میں عورتیں مضبوط اور تندرست ہوتی ہیں کیونکہ ورزش وغیرہ بچپن ہی سے کرتی ہیں ۱۹۰۹ء میں یہاں کی ایک لڑکی نے یورپ کی ملکۂ حسن ہونے کا امتیاز حاصل کیا تھا۔ یہاں جبریہ تعلیم جاری ہے۔ عورتوں کو مردوں کے برابر تنخواہ ملتی ہے اور پنشن بھی مقرر ہے۔ زچگی کے زمانہ میں بیمہ کا قاعدہ ہے۔ عموماً مدرسوں کی مدرس اعلےٰ عورت ہی ہوتی ہے۔ مرد علی کو پیشوں میں کوئی خصوصیت حاصل نہیں وہاں جنس کا سوال نہیں قابلیت کا سوال ہے ہر ایک پیشہ میں موجود ہے۔ البتہ وہ میدان جنگ میں دشمن سے نہیں لڑتی اور نہ پادری بنتی ہے۔ ہزاروں عورتیں حجام ہیں مردوں کے برابر دندان ساز ٹرام اور موٹر چلانے والی اینٹیں بنانے والی ہیں بعض بڑے بڑے کارخانوں اور بنکوں کی وہ منیجر ہیں ۱۹۰۶ء میں وہاں کی عورتوں کو رائے دینے کا حق مل چکا تھا۔ یورپ میں جنگ عظیم کے قریب جاکر عورتوں کو یہ حق ملا ہے ۱۹۰۷ء میں دوسو حکومت کے ممبروں میں سے ۱۹ عورتیں تھیں آج کل ۱۶ ہیں اور حقوق حکومت کے لحاظ سے دنیا میں اس ملک کا نمبر چوتھا ہے۔ ان میں سے ایک عورت ماما کا کام کرتی ہے جو ۱۹۰۷ء میں حکومت کی ممبر بنی۔ اپنی لیاقت کی وجہ سے ترقی کرتے کرتے اب وہ نائب وزیر ہے۔ اسکے سپرد بچوں کی بہبود غریبوں کی امداد اور شراب پینے کی روک تھام کے کام ہیں۔ فنلینڈ میں عورتوں کو مردوں کے برابر حق وراثت و وصیت حاصل ہے۔ طلاق ہونے پر الٹی عورتیں شوہروں کو مہر و گذارہ دیتی ہیں۔

بچھونے اور کنگھے: جرمنی میں ایک کل ایجاد ہوئی ہے جو ٹھوڑی کی طرف لگا دی جاتی ہے وہ ایک مکے کی شکل کی ہے جس پر سفید ہوا اور موٹا دوہرا کپڑا چڑھا ہوا ہے۔ سونے کیلئے بستر پر بیٹھتے ہی اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کا بٹن دبانا پڑتا ہے۔ معمولی سی مشق سے ٹھوڑی ایک خاص طریقے سے رکھنے کی عادت ڈالی جا سکتی ہے۔ نیند کی مقدار بھی اسی کل سے مقرر کیا سکتی ہے۔ اندھیرے میں دربناوٹی دانت لگا کر اس کل کے استعمال کرنے کی ممانعت ہے دانت اتار دیئے جائیں۔

جرمنی میں نیند حاصل کرنیکے اور کئی طریقے رائج ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ بستر شمالاً جنوباً رکھے جائیں یعنی سر قطب کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف اس طرح زمین کی بجلی کی لہر سر سے پاؤں تک بخوبی پہنچتی ہے اور گہری نیند حاصل ہوتی ہے۔

آئرلینڈ و بلغاریہ میں ایسے آدمیوں کی کثرت ہے جن کی عمر سو سال تک پہنچ چکی ہے۔

جنوری سنہ ۱۹۲۰ء میں انگلستان میں سخت آندھی آئی تھی۔ اس کی رفتار ۱۱۲ میل فی گھنٹہ تھی۔

مصر کا ایک مینارہ چھ ہزار برس پہلے کا بنا ہوا بتایا جا رہا ہے۔

ایسے خضاب ایجاد ہوئے ہیں جو اندھیرے میں خوبصورتی سے چمکتے ہیں۔ وہ سب ضرر سفوف کی شکل میں ہیں ملتے ہیں۔ بالوں پر چھڑک لئے جاتے ہیں۔ ہر رنگ کے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

دنیا میں اس وقت تین کروڑ ریڈیو لگے ہیں جنہیں دس کروڑ لوگ سنتے ہیں

برفستان (آئس لینڈ) اور شمالی سائبیریا میں انتہائی عمر ۷ سال ہے۔ درمیانہ درجہ کی آب و ہوا بھی زندگی کیلئے موزوں ہے۔

سگھڑ سہیلی

(نوشتہ خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)۔

نیند آنے کی ترکیبیں: کاروباری آدمیوں کو عموماً نیند اڑ جانے کی شکایت ہوا کرتی ہے گھر کا دھندا بہت بڑا کام ہے۔ عموماً عورتیں بے خوابی ہیں تکلیف میں مبتلا ہوا کرتی ہیں۔ دنیا کے بعض مشہور آدمیوں نے ایسی حالت میں جو جتن کئے ہیں ان کا مطالعہ ضرور فائدہ رساں ہوگا۔

ایک قصہ نویس نے ایک کتاب میں ایک ترکیب پڑھی جس نے اسے ہمیشہ فائدہ دیا۔ برابر کے بیس سانس لینے کے بعد اکیسویں دفعہ سانس لیکر جتنی دیر ہو سکے روکے رکھے تین دفعہ کرنے سے وہ مصنف کہتا ہے کہ میری آنکھوں

میں نیند آ جاتی تھی۔

ایک مصور نے بیان کیا کہ میں اپنے ہاتھ اپنے سر کے پیچھے رکھ کر دل و دماغ کو بالکل آرام دیتا ہوں۔ اس وقت ایسی حالت کا خیال کرتا ہوں کہ ہر طرف سکون ہے اور دماغ کو ٹھنڈک پہنچ رہی ہے۔ مثلاً کسی گرمی کی دوپہر کا خیال کیا کہ خاموش جگہ درختوں کے سایہ میں گھاس پر لیٹا ہوں۔ پاس ہی ایک نیلگوں پانی کی جھیل ہے کہ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں میری آنکھیں جھپکی جاتی ہیں۔ بس نیند آ جاتی ہے۔

ایک گوجر لڑکی نے بتایا کہ میں پرانے گیت گنگنانے لگتی ہوں۔ پرانے گیتوں کا دھیان جن کو عرصہ سے نہ گایا ہو جاتا رہتا ہے۔ ان کو یاد کرنے کی کوشش میں میں نیند کی جھپٹ میں آ کر چت ہو جاتی ہوں۔

ایک سیاح نے اپنا عمل یہ بتایا کہ میں بستر پر لیٹنے کو سونے کا کام سمجھتا ہوں اسلئے بستر پر لیٹنا میرے لئے سو جانا ہے۔ اگر ایسا موقع پیش آ جاتا ہے کہ نیند غائب ہو جائے تو میں اٹھ کر ورزش شروع کر دیتا ہوں حتے کہ میں تھک جاتا ہوں۔

ایک مسخرہ نے بتایا کہ میں ایک فرضی سنگترہ کے پودے میں سنگترے گننا شروع کر دیا کرتا ہوں۔

ایک نے کہا کہ میں کتاب پڑھتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں خود بخود چلنے والا باجہ سننے لگتا ہوں۔ ایک ایکٹرس نے کہا میں آنکھوں پر سینا ہی چڑھ لیتی ہوں اور کانوں میں موم کی گولیاں لیتی ہوں۔

ایک پروفیسر نے بتایا کہ میں ٹھنڈی ہوا میں نکل کر دو منٹ تک ٹھنڈی ہوا میں سانس لیتا ہوں۔ پانچ منٹ میں ایک بچہ کی طرح نیند کی آغوش میں آ جاتا ہوں۔

ایک مصنفہ نے بتایا کہ میں ایک کان کے نیچے اور دوسرا دوسرے کے اوپر رکھ کر خوب بھینچ لیتی ہوں۔ اس طرح کروٹ لے کر لیٹنے سے مجھے نیند آ جاتی ہے۔ میں یہ بھی کیا کرتی ہوں کہ نصف چمچہ کالی مرچ پیالی میں ڈال کر اس پر کھولتا ہوا دودھ ڈال دیتی ہوں اور جلد جلد پی جاتی ہوں۔

کپڑے کی تراش اور سلائی

کپڑے خود کاٹ کر سی لینا اچھا ہنر ہے۔ اپنے ہاتھ کے سلے ہوئے کپڑے پہننے سے جی خوش ہوتا ہے۔ دوسرے کی محتاجی نہیں رہتی۔ پیسہ بھی بچتا ہے انگریزی گھگروں اور شلوکوں کے کاغذوں کے نمونے بڑی دکانوں پر ملتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ناپ کا نمونہ مل جاتا ہے جن جسموں کو نمونہ سمجھا جا سکتا ہے ان کی ناپ کے مطابق نمونے بنا دئیے گئے ہیں۔ آپ کا ناپ ان سے کم و بیش ہو تو اس کے مطابق آپ اپنا کپڑا بڑھا گھٹا سکتے ہیں۔ ہمارے ہندوستانی طرز کے نمونوں کا ابھی رواج نہیں ہوا مگر شلوکوں کے نمونے شاید ہمارے مفید مطلب ثابت ہو جائیں۔

شروع میں ململ جیسے کپڑوں سے کام کیا جائے کیونکہ اس کپڑے کو آسانی سے پھیلایا جا سکتا ہے اور سستا بھی ہے۔ باریک چھین اور وائیلا جارجٹ آسانی سے قابو نہیں آتے اور نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔ کپڑا ہمیشہ کھانے کی سی بڑی میز پر پھیلا کر کاٹا جائے۔ اس پر کمبل بچھا دیا جائے کاٹتے وقت قینچی میز پر خراش نہ ڈال سکے گی علاوہ ازیں

نمونہ کے کاغذ ٹکڑوں سے اس پر اچھی طرح نشان کر جانے جا سکتے ہیں۔ کپڑا نمونوں کے مطابق کاٹ کر تو ڈوریوں پر تیروں یا کیلوں چرخیوں کے دونوں بالمقابل ... جوڑوں پر نشان ڈال دیں تاکہ سینے وقت جوڑنے میں گڑبڑ نہ ہو۔ نمونہ کو بدستور کمبل پر جما رہنے دیں تاکہ سیتے وقت کوئی الجھن پیش آجائے تو نمونہ دیکھ کر پہیلی دور کی جا سکے۔ اگر میز نہ ہو تو فرش پر چادر بچھا کر نمونے پھیلائے جائیں۔ کپڑا کاٹنے سے پہلے اسے پھیلا کر اسپرنسل سے ہر ٹکڑے کی کاٹ کا نقشہ بنا لیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کپڑا کافی ثابت ہوگا۔

ارادہ کی طاقت: دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں کمزور خیال، مضبوط خیال۔ پہلے یہ سوچتے ہیں یہ کام نہیں کرینگے۔ یہ کام نہ کرنا چاہیئے۔ دوسرے جو سوچتے ہیں کر سکتے ہیں۔ جو عورت اپنی صورت و شکل کے متعلق کچھ نہ سوچے گویا اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اسے اپنی صورت و شکل درست رکھنے کا ارادہ نہیں ہے۔ دانت دکھتا ہو اس کی دوا نہ کرنا یہ معنے رکھتا ہے گویا اس نے درد سہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ کمزوروں کے سامنے کسی کام کے ارادہ کے وقت کوئی نہ کوئی مشکل کوئی دقت آجاتی ہے جس سے ڈر کر وہ کام کرنے کا ارادہ چھوڑ دیتے ہیں۔ موٹر چلانا نہ سیکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے حادثہ کا ڈر ہے۔ جلسہ میں تقریر کرنے سے کترانا بتاتا ہے کہ اسے غلطی کرنے کا خوف ہے۔ کسی شخص کی برائی کرتے رہنا یا کسی کھانے میں نقص نکالنا ظاہر کرتا ہے کہ خوبیاں پر نظر نہیں کی جاتی۔ یہ سب کمزوردلوں کی علامات ہیں۔ دنیا میں ارادہ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ ناکامی سے ڈرنے والے ہمیشہ پیچھے رہتے ہیں ترقی نہیں کرتے۔ آدمی بہت سی تکالیف کا خیال کر کر کے زندگی میں ڈرتا رہتا ہے۔ مگر وقت گزر جانے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بہت سی تو پیش ہی نہیں آئیں۔

چٹکلے

روئی کے کپڑے پر جلنے کا نشان پڑ جائے تو دو ترکی تولیوں کو نمدار کر کے اوپر تلے رکھیں اور گرم استری سے دبائیں جلسا ہوا نشان تولیہ پر آجائے گا اس جگہ وہ آسانی سے دھویا جا سکتا ہے۔

ترکاری مرجھانے لگے تو پانی میں ایک چٹکی بائی کاربونیٹ آف سوڈا ملا کر اس میں اسے ڈال دیں تازگی آجائے گی۔

چاشنی جو کیک پر پھیلائی جاتی ہے اگر زیادہ پانی مل جانے سے پتلی ہو جائے تو اور زیادہ میٹھا ملانے کی بجائے ذرا سا آٹا ملا کر اسے گاڑھا بنا لیں۔ جم جانے کے بعد آٹے کا مزہ محسوس بھی نہ ہوگا۔

بچوں کو روزانہ ۲½ چھٹانک اور بالغوں کو ۱½ پاؤ دودھ کی ضرورت ہوتی ہے خواہ خالی دیا جائے یا اور کسی چیز میں ملا کر دیا جائے۔

سیاہی کا دھبہ کپڑے پر آجائے تو اس حصہ کو فوراً دودھ میں ڈبو دیں اور اس میں جذب ہونے دیں سیاہی خود بخود دور ہو جائے گی۔

جس کپڑے پر پھپھوندی کے دھبے پڑ جائیں کپڑے کو تیل میں خوب بھگو دیں اور اسے لپیٹ کر ۲۴ گھنٹے پڑا رہنے دیں۔ گرم صابن دار پانی سے دھو ڈالیں۔ دھبے بالکل جاتے رہیں گے۔

قہوہ یا شربت ناپتے وقت وہ پیالہ کو چمٹ جاتے ہیں اور
مشکل سے صاف ہوتے ہیں۔ پہلے گرم پانی میں پیالہ ڈبوئیں
پھر ناپیں وہ چپکنے نہ پائیں گے۔

ولایتی ادموڑی کے جوتوں پر موم بتی کا دھبہ پڑ جائے تو
بھورا کاغذ دھبہ پر رکھ کر ڈھک دو اور گرم استری اس پر
رکھو۔ دھبہ جلد ہی جاتا رہے گا۔

خالص ایجوبیہ (خانگی کام کا نہیں) لکڑیوں کے روغن
کو دور کر دیگا۔ خواہ وہ کتنے ہی دنوں سے ان کو کیوں نہ
چمٹا رہا ہو۔

اگر کیک سخت ہو جائے اور دودھ نہ ملائیں۔ بلکہ
ایک انڈا پھانٹ کر رفتہ رفتہ اس میں ملاتے جائیں یہاں
تک کہ مطلوبہ گاڑھا پن حاصل ہو جائے۔

اگر کیوں وغیرہ تندور میں رکھ کر خوب گرم کر لئے جائیں
تو عرق خوب نکل آتا ہے اور ریشے ملنے نہیں پاتے۔

بزم مسلمہ

جوابات:

میں آجکل ملیریا میں مبتلا تھی، سر میں درد ہر وقت رہا کرتا
تھا، رات کو بالکل نیند نہیں آیا کرتی تھی اور رات بڑی بے چینی
سے کٹتی تھی۔ ایک رات ایک عزیزہ کے کہنے سے سید
محمود الحسن صاحب کا تیار کیا ہوا تیل جسکی اہلیہ سید ابوالخیر
صاحب نے "بزم مسلمہ" میں بڑی تعریف کی تھی لگایا پیشانی
پر لگاتے ہی معلوم ہوا کہ سر ہلکا ہو گیا۔ سر پر مالش کرنے کے بعد
بیماری میں پہلی مرتبہ گہری نیند سوئی، خشکی جاتی رہی اور رات
بڑے آرام سے گزری، مسلمہ بہنوں کی اطلاع کیلئے اپنا یہ تجربہ
شائع کرتی ہوں اس پتہ پر منگوا سکتی ہیں" (والدہ ابوالحسن علی)
سید محمود الحسن۔ دائرہ شاہ علیم اللہ رائے بریلی

کسی حاجتمند نے گزشتہ رسالہ کی بزم مسلمہ میں بغیر اپریشن
کے علاج دریافت فرمایا ہے۔ جواباً التماس ہے کہ ڈاکٹر حضرات
بیماریوں کا علاج اپریشن کے سوا کچھ نہیں تجویز کرتے وہاں دیسی
اطبا اکثر حالتوں میں خدا کے فضل سے کامیاب ہو جاتے ہیں
لہذا مریض کو چاہیئے کہ وہ اپنی عمر اور مرض کی کیفیت بے کم و
کاست تحریر فرمائیں۔ انشاءاللہ انہیں کسی معقول مشورہ سے مستفید
کر دیا جائیگا۔ (حکیم حافظ محمد متصل پولیس سٹیشن انبالہ شہر)

ماہ ستمبر کے مسلمہ میں ایک خریدار بہن نے مسوڑھوں سے
خون آنے کی تکلیف بتائی ہے اور اسکے لئے کسی مجرب نسخے
کی درخواست کی ہے اسلئے میں ایک نسخہ منجن ارسال کر
رہا ہوں۔ عاقرقرحا ۱ تولہ۔ پھٹکری سفید بریاں ۱ تولہ۔ مرچ سیاہ
۱ تولہ۔ لونگ ۶ ماشہ۔

تمام ادویہ کوٹ کر سفوف تیار کریں اور حسب ضرورت مسوڑھوں
پر ملیں۔ (راقم (منور حسین) کیمرایاں)

مسلمہ تمہیں داتوں سے خون بہتا اور چہرے کی چھائیں کا علاج پوچھ گیا تھا۔ دانتوں کے لئے فورہنز ٹوتھ پیسٹ "FORHANS TOOTH PASTE" نہایت اچھی ہے۔ اس مرض کیلئے ایک ٹیوب کافی ہے۔ یہ انگریزی دواؤں سے مل سکتی ہے۔

چھائیوں کیلئے فیسرن، و دیبو ٹیرین دونوں مجرب ہیں لیکن فیسرین زود اثر ہے۔　　(ناصرہ خاں یوسفزئی مغلپورہ)

قطعہ تاریخ وفات محترمہ حبیبہ زون مالی صاحبہ

از منشی نور محمد منور۔ خوش باش منزل لکھیہ

چل بسی ہیں زون مالی صاحبہ ٭ چھوڑ کر دنیا کے بیدرد یہ وکشت
مسلمہ تقیں ٹی سنو میں وہ موسنہ ٭ حق نے بخشی تھی تمیز ترپ زشت
بندیٔ توحید سے سجدہ دل نے کی ٭ اور رتباں ان کی روشن سرونست
حج بیت اللہ ہوا آخر نصیب ٭ بعد ازل سے گویا وہ نیکو سرشت
داخل جنت ہو یا رب ان کی روح ٭ تن کا گو ہے فرش تکیہ خاک خشت
دیندارانہ گزاری زندگی ٭ گیوں دنیا آخرت کی پھر ہو کشت
اے منور لکھ یہ تاریخ وفات ٭ زون مالی کا ٹھکانا ہو بہشت
۱۳۶۰ھ

ویسے تو "مسلمہ" میں اکثر مدرسۃ البنات کی امداد کے لئے اپیلیں ہوتی رہی ہیں مگر ستمبر کے مسلمہ میں جس قدر درد ناک فقروں اور سوز بھرے لفظوں میں اپیل کی ہوئی ہے۔ اسے پڑھ کر کون ایسا درمند مسلمان ہوگا جس کا دل خون کے آنسو نہ رویا ہوگا۔ اور کس کا دل یہ نہ پکار اٹھا ہوگا کہ اب اس کی مدد میں کرونگا۔ اتنے کم چندے پر اور ہر ماہ اتنا زیادہ خسارہ! تعجب ہے پھر بھی وہ برابر ثابت قدمی سے چل رہا ہے۔ اور اپنی مسلمان بہنوں کی اور قوم کی خدمت کر رہا ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ جب سے یورپی لڑائی نے اپنے "رخ روشن کا جلوہ دکھایا" ہے ہر ایک رسالے اور ہر ایک روزنامے نے اپنے کاغذ بھی معمولی کر دیئے۔ اور سیاہی بھی خراب لگائی ہے۔ یہاں تک کہ سائز بھی چھوٹا کر دیا ہے۔ مگر مسلمہ ہے کہ نہ صفحے کم ہوئے نہ کاغذ خراب لگا۔ نہ اس کی لکھائی اور چھپائی میں فرق آیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اچھا کاغذ لگایا ہے۔ وہی وضعداری اب تک قائم ہے۔ البتہ صرف کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ خدا کرے کہ مسلمہ کا چندہ بڑھ جائے اور وہ خسارے سے بھی بچ جائے تو کیا مزہ آئے۔ پھر ہر سال اس کا سالگرہ نمبر بھی نکلے۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا اس کی ہر ایک مدد کیا کرونگی۔ مجھے ہر ایک مسلمان بھائی اور بہن سے بھی کامل امید ہے کہ وہ بھی اب مسلمہ اور مدرستہ البنات کی پوری کوشش سے مدد کرینگے۔ (طاہرہ بنت خانبہادر خان عبدالمجید خانصاحب بستی باباخیل جالندھر شہر)

خوشی کی خبریں:۔

مسلمہ بہنوں کو یہ خبر نہایت خوشی سے سناتی ہوں۔ کہ ۴ اگست کو اللہ پاک نے ہم کو چاند سی بھتیجی عطا کی ہے بہنیں دعا کریں کہ اللہ پاک اس کی عمر و اقبال میں ترقی دے اور والدین کے سایہ میں پروان چڑھائے (آمین)۔

(خاکسار حنیفہ خاتون بنت بیدل۔ ایلچپور)

میں انتہائی مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میرے

بھائی صاحب چوہدری عطا محمد صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز لورالائی کے ہاں خداوند کریم نے منگل کے دن ۲۴ ستمبر ۱۹۴۱ء کو فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ننھے کی عمر دراز کرے آمین ثم آمین ننھے کا نام طارق رمضان رکھا ہے۔ کوئی بہن تاریخی نام تجویز کرکے بذریعہ مسلمہ یا ڈاک مطلع فرمائیں۔

کوئی بہن یا بھائی تہنیت ولادت لکھکر بھیجیں ممنون ہونگی۔
(شمیم معرفت چوہدری عطا محمد صاحب انسپکٹر آف سکولز ژوب و لورالائی بلوچستان)

خدائے تعالےٰ نے مجھے اپنی خاص عنایت اور بے انتہا مہربانی سے بروز اتوار بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو فرزند دلبند عطا فرمایا ہے۔ میں خدائے بزرگ و برتر کی اس خاص عنایت کے ایک حقیر شکریے کے طور پر امداد یتامیٰ فنڈ میں بیس روپے بارہ آنے کا ایک سال کیلئے اضافہ کرتی ہوں۔ یعنی بجائے سوا دو روپے ماہانہ کے اکتوبر ۱۹۴۱ء سے اکتوبر ۱۹۴۲ء تک ۵ روپے ماہانہ ادا کرونگی۔

تمام خوشیاں منانے سے بیشتر میں نے اس ناچیز امداد کی خوشی کو مقدم متصور کیا۔ ملتجی ہوں کہ نومولود کی درازیٔ عمر، نیک نصیبی اور فدائے قوم و ملت ہونے کی دعا فرمائیے۔

مہر کے ٹکٹ پیارے مسلمہ کے چندہ کے لئے ارسال خدمت ہیں۔ میرا خیال تھا کہ ڈیڑھ روپیہ کر دیا جاتا۔ خیر۔
(ادارہ مسلمہ: دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مولود مسعود کو نیک بخت اور شادکام بنائے اور ملت اسلامیہ کا ایک ممتاز رکن ہو کر بہت دیر تک زندگی گزارے) (اہلیہ محمد عالم خاں سب انسپکٹر پولیس ...)

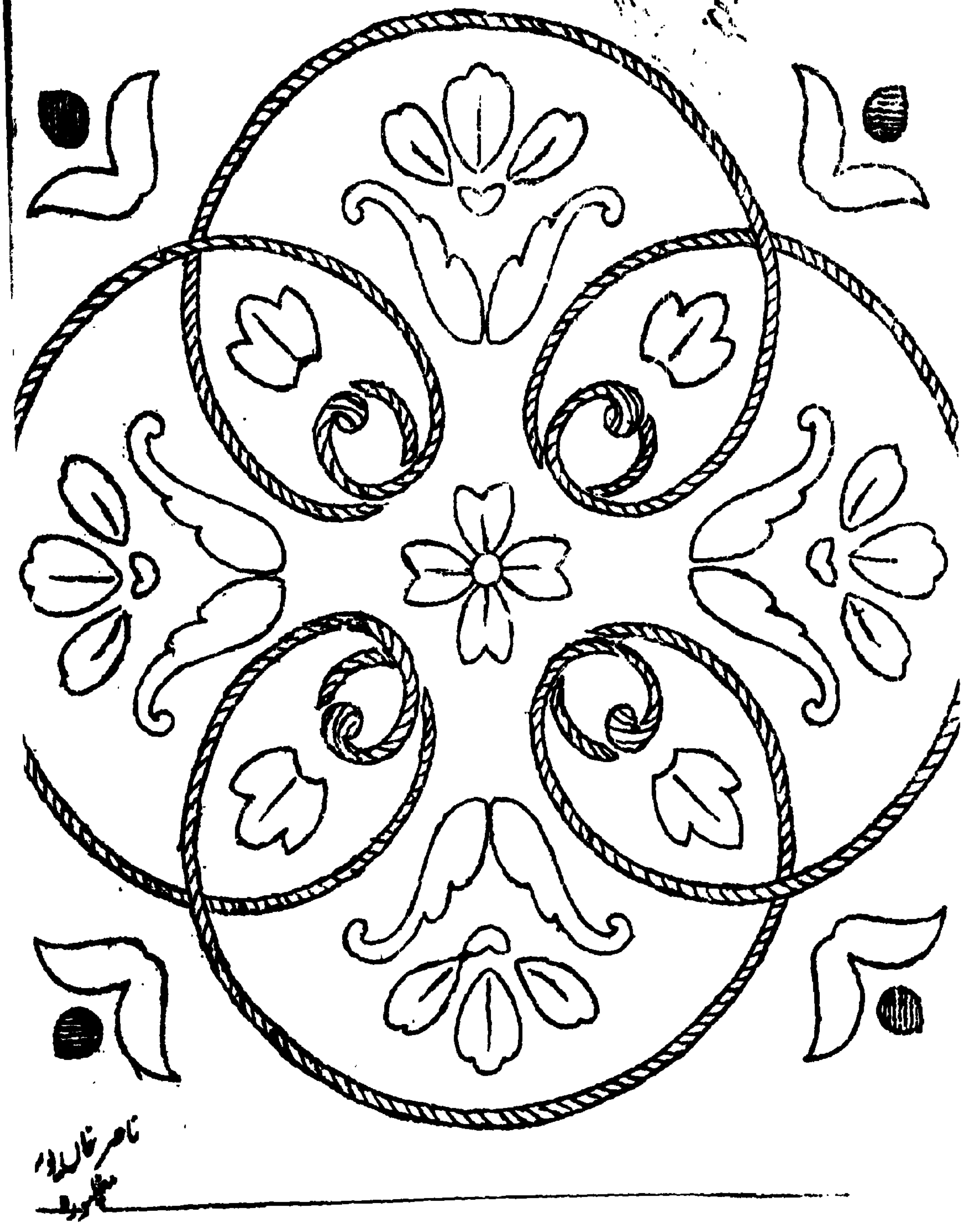
میں نہایت ہی خوشی سے اپنی عزیز بہنوں کو خوشخبری سناتی ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے میرے والد صاحب کی ترقی ہو گئی ہے اس خوشی میں مبلغ دس روپیہ آپکی خدمت میں برائے یتیم طالبات ارسال ہیں۔
(اختر سلطانہ بتوسط شیخ محمد حسین صاحب کلرک پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ ژوب)

غمی کی خبریں:

مسلمہ بہنوں کو یہ خبر انتہائی رنج و غم کے عالم میں سنا رہی ہوں کہ میرے نوجوان بڑے بھائی فقیر محمد خاں عین عنفوان شباب میں ۲۲ برس کی عمر کو پہنچتے ہوئے ایبٹ آباد میں اس دنیا سے کوچ کر گئے اور پسماندوں کو ہمیشہ کیلئے تڑپتے چھوڑ گئے۔ ؎

پیش از مرگ جوانان گل ہما ناد ؛ پیش از گل در چمن بلبل ہما ناد

کسی نے دنہ کھویا۔ تربوز پاس تھا وہ بھی پیاس کی شدت سے کھا لیا اور گم ہو کر رہ گئے۔ نوجوانی با مسافرت ۲ مہینے کے بعد نکاح کی تیاری
ع ارمان ایک بھی نہ نکلا کہ چل بسے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔
میرے سب سے بڑے بھائی غلام قادر خاں بھی رمضان ہی میں فوت ہوئے تھے بھائی فقیر محمد خاں، محمد احمد خاں ذاکر مدیر معاون مسلمہ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ انہیں بھی یہ صدمہ ہوا ہے عجیب بات یہ ہے کہ بھائی ذاکر صاحب کے ہاں بھی آخری تین موتیں رمضان المبارک ہی میں ہوئی ہیں۔ خدا کے بھیدوں کو کون جانے بمومن کو نجات ہوگی دعا فرمائیے خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ (غمزدہ محمودہ خانم بنت میاں اعظم الدین خاں۔ اڑمڑ ضلع ہوشیار پور)



اللہ کی مدد کرنے والے

مندرجہ ذیل اللہ کے محبوں نے گذشتہ مہینہ میں "مسلمہ" کے خیدار مہیا فرما کر اللہ کی مدد کی اور اللہ کی مدد کے مستحق ہو گئے۔

محترم جناب حبیب محمود صاحب	۱	محترمہ حافظہ زبیدہ خاتون صاحبہ گوجرانوالہ	۱
محترم جناب خانبہادر عبدالمجید خانصاحب بستی بابا خیل	۲	محترمہ بشریٰ خانم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱
محترمہ طوبیٰ خانم صاحبہ قلعہ میہاں سنگھ	۳	محترم جناب محمد علم الدین صاحب اعجاز چک نمبر ۵۲ جنوبی	۱
محترم جناب یوسف رضا صاحب	۱	محترمہ بلقیس جان صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱
محترمہ فہمیدہ سلطان صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۲	محترمہ بلقیس امرتسری صاحبہ لاہور	۱
محترم جناب جمال الدین احمد صاحب سیکرٹری ادارہ اصلاح و تبلیغ لاہور	۴	محترم جناب ایم۔ اے حمید صاحب ہوشیارپور	۱
محترم میاں عبدالحمید صاحب جالندھر	۱	محترم جناب شیخ محمد الدین صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار لاہور	۲

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء

		جناب بابو گلزار احمد صاحب از کینیا افریقہ	۶/۱۰/-
		جناب غلام رسول صاحب لدھیانہ	۲/۰/-
جناب میاں احمد الدین الٰہی بخش صاحبان آڑھتیان چرم لاہور	۵/-/-	محترمہ مسز محمد شفیع صاحبہ 〃	۲/-/-
محترمہ مس رشید خاں صاحبہ والمرکانج شملہ	۲/-/-	بذریعہ ذکیہ شیخ عبدالغنی صاحبہ درجہ ثالثہ ۴/۰/-	
بذریعہ محترمہ روشن اختر صاحبہ متعلمہ درجہ مولوی ۱۶/۱۲/-		جناب رشید احمد خاں صاحب ولد فتح احمد خانصاحب	۱/-/-
جناب بابو مولا بخش صاحب لدھیانہ	۲/-/-	جناب شیخ عبدالرؤف صاحب ولد شیخ عبدالغنی صاحب	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ بابو مولا بخش صاحب 〃	۱/-/-	جناب شیخ عبدالغنی صاحب ولد شیخ سکندر دین صاحب	۱/-/-
جناب عبدالسلام صاحب امرتسر 〃	۲/-/-	جناب مسٹر نذیر احمد صاحب لودھی چک ۲۲۳ E.B	۱/-/-
جناب عبدالعزیز صاحب 〃	۱/-/-	بذریعہ انور بیگم بنت تاج محمد متعلمہ درجہ ثالثہ ۳/-/-	
جناب چودھری محمد علی صاحب 〃	۲/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ جناب تاج محمد صاحب پھلور	۳/-/-

بذریعہ سمیعہ صاحبہ درجہ ثالثہ -/۰/۲

معطی حضرات کی فہرست موصولی ... ۲۰/۰/۰

بذریعہ سکینہ بی بی عطا ... متعلمہ درجہ ثانیہ -/۲/۱

جناب چودھری گھسیٹا صاحب ... دروازہ جالندھر شہر -/۲/۰

جناب چودھری ... خان ... کوٹھی ڈوڈ صاحب -/۸/-

جناب منشی عطا محمد صاحب کلرک ڈسٹرکٹ ... جالندھر -/۸/-

بذریعہ امامہ خاتون متعلمہ درجہ خامسہ -/۰/۱۷

جناب محمد حیات خانصاحب سسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ نیو سنٹرل جیل ملتان -/-/۱

جناب چودھری جلال الدین صاحب -/-/۱

جناب میاں محمد اکرم صاحب ... -/-/۱

جناب عبدالرحیم صاحب -/-/۱

جناب نجیب احمد ... صاحب -/-/۳

جناب الحاج ڈاکٹر غلام حسین صاحب میڈیکل آفیسر جالندھر شہر -/-/۱۰

بذریعہ بشیرہ بی بی حاجی عبدالعزیز درجہ ثالثہ -/۸/۷

جناب عبدالسلام صاحب متعلم جماعت ہفتم مدرسہ ثانوی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی -/۷/-

جناب لفٹیننٹ سردار عنایت اللہ خانصاحب گورنمنٹ پنشنر موضع رام گڑھ۔ ضلع لدھیانہ -/-/۱

جناب جمعدار نیاز محمد خانصاحب چھاؤنی چک لالہ ضلع راولپنڈی -/۸/۲

جناب چودھری تاج محمد خانصاحب بی اے۔ بی ٹی موضع رام گڑھ سرداراں -/۸/-

جناب چودھری فضل الدین احمد صاحب بی اے۔ بی ٹی لاہور -/۸/-

جناب الحاج عبدالعزیز صاحب بی اے۔ ایل ایل بی بنجمن روڈ لدھیانہ -/۹/۲

بذریعہ نذیرہ بی بی حاجی عبدالعزیز درجہ ثالثہ

جناب عبدالسلام صاحب متعلم جماعت ہفتم مدرسہ ثانوی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی -/۷/-

جناب لفٹیننٹ سردار عنایت اللہ خانصاحب گورنمنٹ پنشنر موضع رام گڑھ ضلع لدھیانہ -/-/۱

جناب جمعدار نیاز محمد خاں صاحب چھاؤنی چک لالہ ضلع راولپنڈی -/۸/۲

جناب چودھری تاج محمد خانصاحب بی اے۔ بی ٹی موضع رام گڑھ سرداراں -/۸/-

جناب چودھری فضل الدین احمد صاحب بی اے۔ بی ٹی لاہور -/۸/-

جناب الحاج عبدالعزیز صاحب بی اے۔ ایل ایل بی بنجمن روڈ لدھیانہ -/۹/۲

بذریعہ طلعت پروین درجہ اولیٰ -/۲/۳

جناب سعید احمد خاں پسر کریم داد خاں۔ ... محی الدین خاں پسر محمد یحییٰ خاں بستی غزاں -/۲/-

محترمہ رفیقہ خانم بنت فضل حسین خانصاحب بستی غزاں -/۴/-

جناب نثار احمد خاں صاحب -/۴/-

محترمہ جمیلہ طاہرہ ... اختر صاحبہ -/۸/-

محترمہ رفعت خانم بنت محمد حسین خانصاحب -/۴/-

محترمہ ربیعہ خانم صاحبہ -/۲/-

محترمہ والدہ صاحبہ طلعت پروین -/-/۱

محترمہ زاہرہ خانم صاحبہ -/۸/-

بذریعہ ثریا بیگم صاحبہ درجہ ثانیہ -/-/۳

جناب ڈاکٹر اے۔ ایم چشتی صاحب گناچور -/-/۱

جناب رحمت علی صاحب کھنکڑ کلاں -/-/۲

بذریعہ امتہ الخورشید درجہ ادنیٰ۔ جناب محمد شریف صاحب -/-/۱

بذریعہ انور بی بی متعلمہ۔ جناب طفیل محمد صاحب -/۲/-

بذریعہ فہمیدہ اختر متعلمہ درجہ ثانیہ -/-/۴

جناب پیرزادہ علی اکبر صاحب آرمی ہیڈ کوارٹرز نئی دہلی -/۴/۲

جناب پیرزادہ محمد مختار صاحب سپلائی ڈیپارٹمنٹ نئی دہلی -/-/۲

بذریعہ رفیقہ قائم الدین درجہ ادنیٰ۔ جناب قائم الدین صاحب -/۲/-

بذریعہ شفیقہ خانم متعلمہ درجہ رابعہ -/-/۴

لالہ پرسرام صاحب اڈہ نکودر۔ میاں حسین بخش ولد دتا پکا باغ -/۴/-

جناب شیخ محمد صاحب کنسٹیبل۔ محترمہ عظمت بیگم اہلیہ محمد بخش پکا باغ	-/۲/-
جناب میاں محمد ابراہیم صاحب محلہ عالی جالندھر شہر	۱/-/-
جناب میاں ساون سنگھ صاحب اسسٹنٹ ناظر " "	۱/-/-
جناب بابو پریم ناتھ صاحب سول لائن " "	-/۲/-
جناب چودھری سلطان احمد صاحب علوی کلرک دفتر کمشنر صاحب بہادر جالندھر	۱/۸/-
بذریعہ مسعودہ خانم منصور خانم متعلمات -/۸/۱۸	
جناب حاجی حسام الدین صاحب منشی نہر رینالہ خورد ضلع منٹگمری	۱/-/-
محترمہ رشیدہ دختر جناب چودھری غلام محمد خان صاحب منیجر ڈپٹی سپرانٹیٹ (اسلام...)	۵/-/-
محترمہ صغریٰ دختر جناب " " "	۵/-/-
جناب میاں محمد علی صاحب ڈاک منشی محکمہ نہر رینالہ خورد ضلع منٹگمری	-/۸/-
جناب ڈاکٹر (مواشی) راجہ خان احمد صاحب " "	۲/-/-
جناب چودھری عالمگیر صاحب رئیس اعظم " "	۱/-/-
جناب ماسٹر علی اکبر صاحب ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول " "	-/۸/-
جناب ڈاکٹر محمد فیض اللہ صاحب منہاس " "	۱/-/-
جناب شیخ نیاز علی صاحب " "	-/۸/-
جناب محمد شاہ صاحب بی اے انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول " "	۱/-/-
جناب منشی نور احمد صاحب کمپونڈر ویٹرنری ہسپتال " "	-/۸/-
جناب ڈاکٹر ف۔ ر قریشی صاحب امرتسر	-/۸/-
بذریعہ رفیقہ خانم فضل حسین خاں متعلمہ -/۶/۳	
محترمہ امۃ الرشید صاحبہ بیگم محمد سرفراز خاں صاحب بستی غزاں	۲/-/-
محترمہ افضل خانم صاحبہ اہلیہ نیاز محی الدین خانصاحب "	-/۴/-
محترمہ زبیدہ خانم صاحبہ اہلیہ مبارک علی خانصاحب "	-/۴/-
محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ خان محمد حسین خانصاحب "	-/۴/-
محترمہ امۃ الخاتون صاحبہ اہلیہ محمد اسرار خاں صاحب "	-/۲/-

محترمہ نور سلطانہ صاحبہ اہلیہ کیپٹن عابد علی اکبر خانصاحب بستی غزاں	-/۴/-
محترمہ گوہر افشاں صاحبہ اہلیہ فضل حسین خانصاحب "	-/۴/-
بذریعہ زبیدہ بیگم برکت علی مرحوم متعلمہ -/-/۹	
جناب میاں محمد سعید صاحب گورنمنٹ ہائی سکول پشین (بلوچستان)	۱/-/-
محترمہ نور بیگم صاحبہ معرفت میاں محمد سعید صاحب " " "	۲/-/-
محترمہ مسز میاں نصیر الدین احمد صاحب عبد اللہ خاں روڈ کوئٹہ	۲/-/-
جناب میاں نصیر الدین احمد صاحب " " "	۲/-/-
محترمہ مسز میاں ڈاکٹر عبد الستار صاحب سعدی پارک مزنگ لاہور	۱/-/-
محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ متعلمہ درجہ سادسہ مدرسۃ البنات	۱/-/-
بذریعہ رابعہ بصری متعلمہ درجہ رابعہ ۳/۱۵/۶	
محترمہ استانی مریم صاحبہ۔ شیخ عبد الجبار صاحب۔ محترمہ استانی نسیم	
محترمہ استانی سلمیٰ جبین صاحبہ	-/۷/-
محترمہ شہید عبد الرحمن صاحبہ گرینڈ ٹرنک روڈ جالندھر شہر	-/۴/-
محترمہ حمیدہ صاحبہ سول ہسپتال " "	-/۸/-
ا۔ ب (دار السلام) عبد الرزاق صاحب۔ ای علی شاہ۔	-
چھپی۔ بشیر علیشاہ پکا باغ۔ سید مسعود عالم صاحب۔ بشیرہ بیگم درجہ عاشرہ	۶/۹/-
جناب میاں محمد ایرج اسلامیہ کالج لاہور	-/۴/-
جناب میاں محمد عبد اللطیف صاحب سینئر سب جج جالندھر شہر	۲/-/-
بذریعہ ام کلثوم بنت چودھری محمد حسن صاحب ایم اے -/-/۵	
جناب میاں رحمت اللہ صاحب ٹھیکیدار ڈھانیوال بیٹ سیالکوٹ ضلع	۵/-/-
بذریعہ نسیم اختر گل محمد درجہ ثالثہ ۶/۲/۳	
جناب جان محمد صاحب قریشی محلہ چوڑی گراں	
جناب خدا بخش صاحب قریشی " "	-/۲/۸
جناب میاں محمد حسین قریشی صاحب ریڈر صاحب کمی قصبہ بوسڈ ضلع جھنگ	۱/-/-

محترمہ محمد حسین قریشی صاحب ہیڈ مسٹرس ... ضلع جھنگ	-/-/۱
جناب محمد حسین صاحب ڈرائنگ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ	-/-/۱
محترمہ محبوبہ ... شیخ عالم دین صاحب افریقی ...	-/-/۵
جناب ... ڈاکٹر ... الدین صاحب ... دہلی	-/-/۲
جناب شیخ عالم دین صاحب افریقی ... ضلع گجرات	-/-/۵
جناب چودھری ... محمد ... صاحب ... جالندھر شہر	-/۴/-
جناب حکیم محمد ... صاحب " "	-/۲/-
جناب مولوی ... صاحب " "	-/۲/-
جناب بابو عبد الرحمن صاحب اکونٹنٹ " "	-/۲/-
جناب خان ... محمد ... صاحب بستی دانشمنداں (قیمت ٹکٹ)	-/۳/۲
جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
بذریعہ سرور جان صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	-/۸/۱۵
محترمہ سیدہ کشور سلطانہ نواسی قاضی محبوب عالم صاحب محلہ قاضیاں جالندھر شہر	-/-/۱
محترم بابو مہر علی صاحب کلو وانی جالندھر	-/-/۱
محترمہ سعیدہ صاحبہ جماعت سوم مدرسۃ البنات جالندھر شہر	-/-/۱
محترم فیاض حسین صاحب محلہ قاضیاں " "	-/-/۵
محترمہ مسز قاضی محمود عالم صاحب " "	-/-/۴
محترم سید عبد القادر صاحب ایم اے " "	-/۸/-
محترمہ امتیاز خاتون صاحبہ محلہ قاضیاں " "	-/-/۱
محترمہ استانی حسن بی بی صاحبہ " " "	-/-/۱
محترم سید قاضی سجاد حسین صاحب " " "	-/۸/۱
محترمہ حافظہ زبیدہ صاحبہ مدرسۃ البنات گوجرانوالہ	-/-/۲
محترمہ ... صاحبہ بیگم عزیز فردوس صاحب سرینگر	-/۸/۵

محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ امام الدین صاحب سوداگر چوب	۱/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی ظفر اقبال صاحب	۲/-/-
محترم خواجہ غلام حیدر صاحب ڈار معرفت عبد العزیز اینڈ سنز شملہ	۱۰/-/-
بذریعہ سعید النساء و حمید النساء متعلمات درجہ ثالثہ	-/۸/۶
محترم چودھری غلام غوث صاحب موضع سیانی وال ضلع جالندھر	۶/۸/-
محترم چودھری اسمٰعیل صاحب " "	۱/۸/-
محترمہ رشید النساء اختر بنت چودھری محمد ابراہیم صاحب موضع سیانیوال ضلع جالندھر	۱/۸/-
محترمہ حمید النساء اختر بنت چودھری محمد ابراہیم صاحب موضع سیانیوال	۱/۸/-
محترمہ بیگم چودھری علی محمد صاحب مرحوم " "	۱/۸/-
محترم چودھری فضل محمد صاحب " "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب صاحبزادہ آباد احمد خاں صاحب فتحپور (برائے پارچات یتیم طالبات)	۳/-/-
محترمہ مکرمہ ... بیگم صاحبہ و جانہ معرفت والدہ مطلوب احمد صاحب	۲۰/۸/-
بذریعہ مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن	
جناب مستری لال دین صاحب لاہور	۱/-/-
جناب چودھری غلام حسین صاحب "	-/۱۲/-
جناب بابو عبد المجید صاحب "	۱/-/-
جناب مولانا محمد بشیر احمد صاحب اگزامینر "	۲۵/۸/-
جناب چودھری محمد طفیل صاحب بی اے "	۱/۸/-
توسط محترمہ الطاف بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۲۰/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ سید اصغر علی شاہ صاحب انسپکٹر زراعت	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبد الحمید صاحب اکونٹنٹ جالندھر	۱/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد اکبر خانصاحب سرکاری وکیل	۱/۸/-

محترمہ بیگم صاحبہ مولوی جمال الدین احمد صاحب	۲/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ سید محمد صاحب گارڈ ریلوے جالندھر	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عنایت حسین صاحب ایڈیٹر بنک	[illegible]	محترمہ والدہ صاحبہ امۃ الحفیظ صاحبہ	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محمود خانصاحب سب انسپکٹر پولیس	۴/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ بابو غلام محی صاحب	۱/-/-
محترمہ اسلام اختر صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات پشاور	۱/-/-	محترمہ والدہ اختر سلطان صاحبہ	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی عماد الدین صاحب	۱/-/-	محترمہ بنت فضل الٰہی خان صاحب بستی دانشمنداں	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر جالندھر	۵/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ محمد ابراہیم خانصاحب " "	۱/-/-
محترمہ والدہ شریفہ خانم صاحبہ "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ نیاز محمد خان صاحب اکونٹنٹ " "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری عزت علی صاحب محکمہ اشتمال اراضی	۵/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ ضیاء اللہ خاں صاحب سب جج " "	۲/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ رشیدہ بیگم بنت شیر محمد صاحب کھانیرا	۱/-/-	محترمہ والدہ صاحبہ استانی آمنہ خاتون صاحبہ " "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبد العزیز صاحبہ پی۔ڈبلیو۔ڈی "	۲/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ گلزار محمد خانصاحب " "	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ عبد الشکور صاحب "	۲/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ محمد یحییٰ خانصاحب " "	۱/-/-
محترمہ بنت عبد اللہ صاحب "	۱/-/-	محترمہ والدہ ابراہیم خاں صاحب " (قیمت کھاں)	-/۱۴/-
محترمہ بنت محمد علی صاحب "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ صدر الدین خانصاحب " "	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ سید اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ٹانڈہ	۲/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ عبد العزیز خانصاحب " "	-/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبد العزیز صاحب ریلوے افسر	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ فضل محمد خانصاحب ملازم ریلوے " "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ بابو عبد الحق صاحب بابو ڈاکخانہ جالندھر	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ حمید صاحب سول لائن	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب غلام محی صاحب ماسٹر گورنمنٹ سکول "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید رحمت اللہ صاحب سول لائن	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ نور محمد صاحب زرگر "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ سید عبد اللطیف صاحب پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ علی محمد صاحب " "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ عبد الرحمٰن صاحب اوورسیر جالندھر	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ بابو محمد عاشق صاحب پوسٹل کلرک "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد افضل صاحب تحصیلدار نکودر	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد مہدی حسین صاحب ایس۔ڈی۔او "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ محمد حسن صاحب ایم۔اے اسسٹنٹ رجسٹرار کپورتھلہ	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ غلام محی الدین خاں صاحب وکیل "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ کپتان صاحب عبد الحمید صاحب "	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ اقبال محمد صاحب سوڈا واٹر فیکٹری "	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ اسم نامعلوم "	-/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری رحمت علی صاحب تحصیلدار	۱/-/-	محترمہ بیگم صاحبہ محمود حسین صاحب تحصیلدار جالندھر	۱/-/-

[redacted]

محترمہ بیگم صاحبہ نذیر احمد خانصاحب ٹھیکیدار جالندھر	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبد اللطیف صاحب ”	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ مرزا محمد بیگ صاحب ”	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ حکیم سید شاہنواز صاحب ”	[illegible]
محترمہ مسز معظمہ ممتاز خانم صاحبہ مدرسۃ البنات ڈاکٹر سنی دانشمند	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محمد اشفاق صاحب سوداگر پارچہ محلسرائے دہلی	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ سید خلیل شاہ صاحب ترکمان روڈ ”	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد شریف صاحب سوداگر پارچہ لال کنواں دہلی	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ سید عبد اللطیف صاحب تحصیلدار ابراہیم بلڈنگ دہلی	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری محمد بخش صاحب انکم ٹیکس آفیسر فاطمہ منزل فیض روڈ قرول باغ دہلی	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ غلام حیدر خانصاحب ملازم دفتر والٹر پیارے ڈگنج دہلی	۱/-/-
محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت شیخ رحمت اللہ صاحب انجنیئر ریٹائرڈ بھوجل پہاڑی دہلی	۲/-/-
محترم میسرز جمیل الرحمٰن صاحب سوداگر گھڑی کلکتہ محلسرائے دہلی	۲/-/-
محترم میسرز خلیل الرحمٰن صاحب کمیٹی والے ” ”	۳/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محمد کامل صاحب سوداگر ” ”	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شہاب الدین صاحب ٹھیکیدار گلی مولسری والی ”	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ضیاء الحق صاحب سوداگر گھڑی جامن والی گلی ”	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محمد امین صاحب سنگا پور والے کالے صاحب احاطہ ”	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محبوب الٰہی صاحب ” ” ” ”	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محمد ابراہیم صاحب ” ” ”	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ احسان الٰہی صاحب دوائی والے ” ”	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شمس الحق صاحب ” ” ”	۲/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ محمد یٰسین صاحب محلہ کالے صاحب کا احاطہ دہلی	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ مہر الٰہی صاحب سنگا پور والے ” ” ”	[illegible]
محترمہ والدہ صاحبہ محمد کامل صاحب ” ”	[illegible]
محترمہ بنت جناب محمد شفیع صاحب مرحوم ولد محمد اسماعیل صاحب جاپان والے گلی جامن والی بلی ماراں دہلی	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ خانصاحب محمد یوسف خانصاحب الپنی روڈ دہلی	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ عبد المجید خانصاحب بی۔ اے۔ بلبلی خانہ ”	۱/-/-
محترمہ نور جہاں بیگم صاحبہ منیر منزل ” ”	۸/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ رحیم بخش صاحب سوداگر سوت محلسرائے ”	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ محمد امین صاحب سوداگر بساط ” ”	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ محمد عثمان صاحب انبالے والے ” ”	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ محمد صدیق صاحب منواڑ والے ” ”	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ محمد صدیق صاحب شیشے والے گلی پٹنے والی ”	۸/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ حاجی نصیر الدین صاحب الٰہ دوالے بارہ صدی اب ترک گلی کیکر والی حبش خاں پھاٹک۔ دہلی	۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ نور احمد صاحب الٰہ دوالے۔ ایضاً۔ دہلی	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ عبد السلام صاحب گلی چوکیداراں بلیماراں ”	[illegible]
محترم مصلح الدین صاحب سوداگر کرن بھوجلا پہاڑی ”	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ محمد قاسم عبد الستار صاحب گلی چوکیداراں بلیماراں ”	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ محمد رفیع صاحب کپڑے والے کالے صاحب کا احاطہ ”	[illegible]
محترم جناب محمد یوسف صاحب سوداگر گھڑی کلکتہ محلسرائے ”	۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ منشی عبد الرزاق صاحب محلسرائے بلیماراں ”	[illegible]
محترمہ بیگم صاحبہ جناب فضل الدین صاحب سوداگر بیس والے چھوٹی باغیچی۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی	۱۱/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ سیف الدین احمد صاحب پروفیسر طبیہ کالج دہلی	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ سید جمشید علی صاحب قرول باغ "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ انور علی صاحب پکا باغ جالندھر	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری پیر بخش صاحب تانونگو "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ اظہار الحسن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خانصاحب نیاز رسول محمد خان صاحب رئیس دھوگڑی "	۲/-/-
محترم مسٹر خواجہ محمود الحسن صاحب ۲۴ سنٹرل این نیو دہلی	۲/-/-
محترم غلام حسن صاحب ریلوے لیبر " "	۱/-/-
محترم محمد فصیح صاحب دفتر ریلوے لیبر " "	-/۴/-
محترم عبد الوحید خان صاحب پی اینڈ ٹی ڈیپارٹمنٹ " "	-/۴/-
محترم انور حسین صاحب " "	۱/-/-
محترم شیر محمد صاحب کلرک ریلوے بورڈ " "	-/۸/-
محترم احمد شجاع صاحب " "	۱/-/-
محترم محمد الیاس صاحب ڈیپارٹمنٹ آف کمیونیکیشنز " "	۱/-/-
محترم عزیز احمد خانصاحب کامرس ڈیپارٹمنٹ " "	۱/-/-
محترم عبد الحمید صاحب دفتر ریلوے لیبر " "	۱/-/-
محترم عبد اللطیف صاحب لیبر ڈیپارٹمنٹ " "	۱/-/-
محترم احتشام علی صاحب واسطی " "	-/۸/-
محترم عبد الحمید صاحب انسپکٹر آف ریلوے لیبر جے پور	-/۸/-
محترم بشیر احمد صاحب کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ نئی دہلی	۱/-/-
محترمہ ہمشیرہ صادق صاحبہ قرول باغ کوچہ الہ دیا " "	۲/-/-
محترم عظیم اللہ خاں صاحب	-/۶/-
محترمہ بیگم صاحبہ ماسٹر نذیر احمد خانصاحب محلہ سید کبیر جالندھر	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری محمد علی صاحب پکا باغ "	-/۸/-

محترمہ بیگم صاحبہ محمد بشیر صاحب پکا باغ جالندھر	۱/-/-
بتوسط محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱۷/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلی	۱/-/-
محترم جناب ماسٹر نیاز صاحب عربک ہائی سکول دہلی	۲/-/-
محترم جناب محمد بشیر صاحب "	-/۸/-
محترمہ سعیدہ سلطانہ صاحبہ	-/۴/-
محترم محمد اختر صاحب رضوانی	-/۴/-
محترمہ سلیم اختر صاحبہ	۱/-/-
محترمہ اشرف سلطانہ صاحبہ	۱/-/-
محترم جناب حافظ الٰہی بخش صاحب دہلی	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری الٰہی بخش صاحب (مرحوم)	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری محمد علی صاحب	۱/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبد الغنی صاحب بیرسٹر	-/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ سراج الحق صاحب	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ یٰسین صاحب	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر نبی بخش صاحب ٹونک بتوسط محترمہ اختصار سلطانہ صاحبہ	۱۰/-/-
محترم حاجی احمد الدین صاحب موضع کانگنہ	۲۰/-/-
بتوسط محترمہ فہمیدہ سلطان صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۵۷/۴/-
محترمہ امتنانی اختصار سلطانہ صاحبہ جالندھر شہر	۲/-/-
محترمہ حمیدہ صوفی صاحبہ " "	۲/-/-
محترمہ مسز احمد علی صوفی صاحبہ " "	۲/-/-
محترمہ بلقیس جان صاحبہ بستی باباخیل	۱/-/-
محترمہ حفیظہ بیگم صاحبہ " "	۱/-/-

مسلسل

نام	رقم
محترمہ بیگم صاحبہ خانبہادر عبدالمجید خانصاحب ٹیکس ریسٹی باجنیل	۱/-/-
محترمہ زبیدہ زرین صاحبہ بنت خانبہادر عبدالمجید خانصاحب " "	۲/-/-
محترمہ صوفیہ خانم صاحبہ بنت " " "	۱/-/-
محترمہ راضیہ مرضیہ صاحبہ مولوی فاضل مدرسۃ البنات جالندھر شہر	۱/-/-
محترمہ سلطانہ صاحبہ متعلمہ مولوی فاضل " "	۵/-/-
محترمہ بیگم محمد شریف صاحبہ محلہ " "	۱/-/-
محترمہ والدہ محمد شریف صاحبہ " "	۴/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب عباسی "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری حافظ محمد عبداللہ صاحب	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی جلال الدین صاحب جالندھر شہر	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب ملوے روڈ " "	۲/-/-
محترمہ خورشید صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات "	۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری محمد اکبر صاحب پوٹھیہ محلہ پوٹیاں " "	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ آغا علی اصغر خاں صاحب " "	۱/-/-
محترمہ اہلیہ صاحبہ منشی غلام احمد صاحب پوٹھیہ محلہ گوجراں " "	۱/-/-
محترم عبدالحق صاحب پوٹھیہ محلہ پوٹیاں " "	۱/-/-
محترم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب میکلوڈ گنج بہاولنگر حال جالندھر	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری نور احمد صاحب ٹھیکیدار	۱/-/-
محترمہ زبیدہ انور صاحبہ مسز مظہر مرزا صاحب جالندھر	۱/-/-
محترمہ مسز محمد شریف صاحبہ لاہور حال "	۱/-/-
محترمہ مسز فہمیدہ عبدالحمید اقبال صاحب	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالمجید صاحب سشن جج حال جالندھر	۱/-/-
محترم جناب ڈاکٹر عبدالغنی صاحب جالندھر شہر	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ محمد سعید صاحب ٹی ٹی آئی ڈیرہ دون	۵/-/-

نام	رقم
محترمہ بیگم انصاری صاحبہ کرن پور ڈیرہ دون	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمود یار خانصاحب دفتر فارسٹ "	۱/-/-
محترمہ بیگم محمد بشیر صاحبہ ٹی ٹی آئی ڈیرہ دون	-/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالرحمٰن خانصاحب " " "	-/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ احمد خانصاحب دفتر سرائے "	۱/-/-
محترم مظفر الدین صاحب لدھیانہ	۱/-/-
محترمہ سعیدہ میر صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات جالندھر۔ لدھیانہ	۱/-/-
محترمہ سعیدہ میر صاحبہ جگت حضوری روڈ "	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ فضل محمد صاحب کمپوزیٹر امپیریل پریس جالندھر شہر	۱/-/-
محترم معلوم الاسم صاحب جالندھر	۲/-/-
محترم جناب لفٹنٹ ڈاکٹر سردار محمد صاحب معرفت فتح محمد صاحب مردان	۲۵/-/-
جناب محمد اکبر صاحب جالندھر شہر	۴/-/-
محترمہ زینت جہاں بیگم صاحبہ عرف عالمہ ماہ ریاست لوہارو (برائے شیرینی نادار طالبات)	۲/-/-
محترمہ اختر سلطانہ صاحبہ معرفت شیخ محمد حسین صاحب مرحوم (بخوشی ترقی والد صاحب خود)	۱۰/-/-
جناب شیخ محمد الدین صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار لاہور (برائے ایصال ثواب بارواح زوجہ مرحومہ خود و پسر مرحوم و دیگر اقربا)	۱/-/-
جناب عظمت علیخاں صاحب ٹھیکیدار لدھیانہ (برائے امداد یتیم طالبات)	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ حاجی عبدالعزیز خاں صاحب شکہ میراں جی	۹/-/-
جناب ابوسعید نبی بخش صاحب انصاری پنشنر صدر قانونگو مظفر گڑھ (برائے ایصال ثواب بروح برادرزادی امتیاز فاطمہ مرحومہ)	۱/-/-
محترمہ شیخ محمد سعید صاحبہ لائلپور (برائے سعیدی یتیم طالبات)	۱/-/-
محترمہ ثریا خانم صاحبہ معرفت چودھری محمد اولیا صاحب کوٹھی نظام الدین	۱/-/-

محترمہ مسز عبدالغفور صاحبہ دریا گنج دہلی	-/-/۷
جناب بی۔ اے مرزا صاحب سکلی	-/-/۴
جناب مولوی حافظ عبدالغنی صاحب شملہ (برائے یتیم طالبات)	-/-/۵
بذریعہ محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات -/-/۶	
محترمہ جنت قریشی صاحبہ لاہور	-/-/۱
محترمہ بیگم صاحبہ غلام مصطفےٰ صاحب ایڈوکیٹ لاہور	-/-/۱
محترم بابو ننھے خاں صاحب پارسل کلرک "	-/-/۴
محترم ولایت علی خاں صاحب جالندھر	-/-/۲
بذریعہ کنیز فاطمہ صاحبہ متعلمہ ادیب عالم -/-/۲	
محترمہ والدہ صاحبہ ڈاکٹر عطا محمد خاں صاحب حویلی حسن خاں بازار شیخاں جالندھر شہر	-/-/۱
محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ درجہ ادیب عالم مدرسۃ البنات	-/-/۱
بذریعہ زبیدہ ڈاکٹر بدرالدین درجہ ادیب عالم -/۸/۳۱	
محترم چودھری رحمت علی صاحب رسالدار چھاؤنی جالندھر	-/-/۵
محترمہ مسز آر۔ ایس غنی صاحبہ شملہ	-/-/۲
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بنت چودھری فضل محمد صاحب بلوچ شملہ	-/-/۱
جناب چودھری غلام باری صاحب سپرنٹنڈنٹ اسٹیمیٹ ایم۔ ای۔ ایس آفس۔ لاہور چھاؤنی	-/-/۱
جناب چودھری ڈاکٹر بدرالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن نکودر	-/-/۱۱
محترمہ بیگم صاحبہ جناب ڈاکٹر چودھری بدرالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن نکودر ضلع جالندھر	-/-/۵
جناب میاں عبدالرشید صاحب آئی آر۔ ایس ای اسسٹنٹ انجنیر جہلم	-/-/۵
جناب میاں حبیب الرحمٰن صاحب بی۔ ایس۔ سی میڈیکل کالج لاہور	-/۸/۱

بذریعہ محترمہ زینت خانم صاحبہ -/-/۱۱	
محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ درجہ مولوی مدرسۃ البنات	-/-/۱
محترمہ حمیدہ صاحبہ درجہ سوم " "	-/-/۱
محترمہ بیگم صاحبہ حاجی غلام محمد صاحب	-/-/۵
محترمہ صفیہ عبدالحمید صاحبہ درجہ خصوصیہ	-/-/۲
محترم انور علی خاں صاحب ایڈیٹر	-/-/۲
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت جناب عبدالعزیز صاحب درجہ ادیب عالم	-/-/۱۰
جناب قمرالدین صاحب جوالا مکھی	-/۵/۱
میزان	-/۸/۷۵۳

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء

جناب لعل شاہ صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز ڈیرہ اسمٰعیل خاں	-/۸/۵
جناب ڈاکٹر سید محسن علی شاہ صاحب عباسی سمرالہ (برائے امداد یتیم طالبات)	-/۸/۲
جناب عبدالمجید خاں صاحب ٹکٹ کلکٹر گونڈا	-/-/۴
بذریعہ ام کلثوم بنت چودھری محمد حسن صاحب ایم اے -/-/۵	
جناب میاں رحمت اللہ صاحب ٹھیکیدار دہالیوال بیٹ سیالکوٹ متصل	-/۸/۵
جناب ایم اے اسلام بیگ صاحب مغلپورہ	-/-/۲
محترمہ نور بی بی صاحبہ بیگم الحاج مظفر محمد صاحب مرحوم بپاڑیاں	-/۱۲/۲۹
محترمہ بیگم صاحبہ الحاج محمد رفیع صاحب بلیماراں دہلی	-/-/۵۰
جناب منظور علی صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ بھوپال (برائے امداد یتیم طالبات)	-/-/۳۰
محترمہ ع۔ ق بیگم صاحبہ تاج گنج آگرہ	-/-/۴
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ دختر شیخ محمد حسن صاحب سوداگر چرم ملکانہ	-/-/۱۵
محترمہ والدہ مسعودہ صاحبہ قصبہ انبیٹہ ضلع سہارنپور	-/-/۵

جناب فضل قادر صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر موڑ نسی	۴/۱۲/۳
محترمہ بیگم صاحبہ جناب بختیار صاحب ... حیدرآباد	۴۰/۰/۰
جناب چودھری محمد اکرم خاں صاحب ... ایبٹ آباد	۱۰/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر ... محمد خاں صاحب لاہور	۱۰/۰/۰
جناب محمد شفیع صاحب ... سٹال فرید کوٹ	۳/۰/۰
محترمہ مسز صدیقی صاحبہ ...	۱۰/۰/۰
جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جنڈولہ	۱۰/۰/۰
جناب پیر حسن صاحب موضع کھڑی انگرہ	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب ... صاحب لکھنؤ ...	۵/۰/۰
محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ ... صاحبان دہلی۔ بتوسط محترمہ ... صاحبہ معلمہ	۲/۰/۰
جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب ... (زکوٰۃ ۳/۰/۰ صدقہ ۱/۰/۰)	۴/۰/۰
جناب ایس۔ ایم۔ رفیع اینڈ کو دہلی	۵/۰/۰
جناب منشی رحمت علی صاحب ہیڈ ماسٹر کوٹ بادخاں	۲/۰/۰
جناب منشی محمد عبداللہ صاحب بٹ جالندھر شہر (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
جناب ماسٹر نذیر احمد صاحب بٹ " "	۱/۰/۰
جناب شیخ وزیر علی صاحب بزاز فیروزپور چھاؤنی	۱/۰/۰
جناب ابوسعید نبی بخش صاحب انصاری مظفرگڑھ	۱۰/۰/۰
جناب عبدالکریم صاحب ڈاکخانہ وابرٹین	۱۰/۰/۰
جناب چودھری نعمت خاں صاحب مسلم راجپوت ہوٹل منٹگمری (صدقہ فطر)	۵/۴/۰
جناب ڈاکٹر سلطان علی احمد صاحب قصبہ سمبلی ہوشیارپور	۴/۰/۰
میزان	۲۹۵/۱/۰

تعمیر فنڈ ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء

جناب اثر حسین خاں صاحب ایڈیٹر ہفتہ وار "خادم" لدھیانہ	۱/۰/۰
عالی مرتبت جناب نواب محمد حیات صاحب قریشی ممبر سروس کمشن لاہور (آخری قسط موعودہ دو ہزار)	۴۰۰/۰/۰
بتوسط مولوی علم الدین صاحب سیکرٹری انجمن عالیجناب ملک ... باز خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ وٹرنری فیروزپور	۲۵/۰/۰
میزان	۴۲۶/۰/۰

وظائف فنڈ ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء

ملک ... معظم جناب نفیس الدین صاحب حبیب منزل علیگڈھ	۲۰/۰/۰
میزان	۲۰/۰/۰

نقشِ وفا

"پاک جذبات نے دل و دماغ میں جو خیالات پیدا کئے اور جو دا ئمہ اللہ برسوں کے ساتھ میں زندگی کا دستور و آئین بنے حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔ بارہ برس کے طرز عمل کو طرفین نے لباس الفاظ میں اہل نظر کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان مضامین سے ایک گھر کی بھی راحت آرام میں کچھ ترقی یا اصلاح ہو تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی"

حسرت (حضرت نواب صدر یار جنگ بہادر)

دردانہ (محترمہ نفیس دلہن صاحبہ)

سیکرٹری انجمن مدرستہ البنات جالندھر شہر سے طلب کریں

اتاترک (اردو)

یعنی مجاہد اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کے جرأت آفریں سوانح حیات اور انگریز سوانح نگاروں کے اتہامات کے دندان شکن جوابات۔ قیمت ۱۲/

انجمن مدرستہ البنات شہر جالندھر (پنجاب)

۲۸۹

خاص الخاص رعائیت

مندرجہ ذیل مجربات خاص الخاص۔ نہ نفع لاگت پر محض ۱۵ دسمبر تک دی جائیں گی لہذا آپ جلد از جلد اس سنہری موقعہ سے مستفید ہوں۔ پھر ایسا موقعہ نہ ملے گا۔

دافع بال نوایجاد روغن: کے استعمال سے بال بالکل دور ہو جاتے ہیں مگر کبھی نہیں اگتے۔ جسم کی جلد مثل پھول کے بالکل ملائم رہتی ہے کسی قسم کی کوئی تکلیف یا نشان وغیرہ نہیں ہوتا قطعی بے ضرر اور بے حد مفید و مجرب ہے بڑی محنت و جانفشانی اور مدت کے تجربوں کے بعد تیار کیا گیا ہے۔ لاگت فی کورس ۳/ ہے۔ پُرکشش ہونی بنیز۔ اس کے استعمال سے تمام چہرے و جسم کا رنگ نکھر کر مثل گلاب کے پھول کے سرخ و سفید ہو جاتا ہے۔ لاگت سالم کورس تین ماہ ۳/ برائے ایک ماہ ۱/۔ بال سیاہ خضاب نوایجاد۔ سالم کورس ۳/ نصف کورس ۲/۔ سفید بالوں کو سیاہ کرنے کا تیل ۲/۔ مقوی مرد و عورت کا سفوف ۳/ سکائی ۲/۔ زعفرانی لوشن ۱/۔ غازہ حنائی فی کورس ۳/ فی پونڈ ۲/ ابٹن خاص فی کورس ۲/ فی پونڈ ۳/۔ اکسیر دافع زہان ۲/۔ وغازہ دافع لیکوریا ۲/۔ اکسیر دوبات ۳/ اور ۲/۔ اکسیر دافع کیل و تل ۲/۔ اکسیر دافع داغ و چھائیاں ۲/۔ بڑھا ہوا پیٹ ہلکا کرنے کی حبوب خاص ۳/۔ عورتوں کے حسن و تندرستی کی محافظ بر عکس فی نسخہ للعہ۔ مجرب ادویات دافع پائیریا ۲/۔ دافع بانجھ پن ۳/۔ گھونگریالے بال کرنیکی مجربات ۳/۔ مجربات دافع بواسیر خونی و بادی ۳/۔ اکسیر معدہ ۲/۔ اکسیر السنہ فی سیٹ ۲/۔ ادویات دافع کدو دانہ للعہ۔ نیز تمام زنانہ پوشیدہ امراض کی مجرب ادویات۔ در بیز ادویات حسب حالت تیار کرکے بھیجی جاتی ہیں۔ جواب طلب امور اور طبی مشورے کے لئے سوا آنے کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

المشتہر

ایس جے بیگم صاحبہ (ڈپلوما ہولڈر طب) کھرڑ ضلع انبالہ

فخر نسواں بیگم کبریٰ نواب سر لیاقت حیات خاں بہادر وزیر اعظم پٹیالہ کا ارشاد گرامی

میں

فلیسرین کریم

کو دو سال سے استعمال کر رہی ہوں اس کو بہت مفید پایا ہے۔ میں سفارش کرتی ہوں کہ ہر ایک شخص اسکو استعمال کرے۔ دستخط انگریزی بیگم لیاقت حیات

فلیسرین کریم بلا شبہ کیلوں بدنما داغوں۔ چھائیوں الغرض چہرہ اور جلد کی تمام بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ خوبصورت بناتی ہے۔ خوشبودار ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

اپنے شہر کے جنرل مرچنٹس اور انگریزی دوافروشوں سے خریدیں۔

وی۔ پی کا پتہ:۔ **فلیسرین فارمیسی ملتان پنجاب**

کیا آپ کا گھر ان کتابوں سے خالی ہے؟

روحوں کے کرشمے مرنے کے بعد روحیں کیا کام کرتی ہیں۔ اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ مرنیوالے ہم سے جدا نہیں ہوتے وہ آس پاس ہی ہیں لیکن ہم میں ان سے بات چیت کرنے کی لیاقت نہیں غمزدوں کو یہ معلوم کرنیسے ضرور تسکین ہوگی کہ روحیں بوقت ضرورت خود ہم سے ملنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس کتاب میں روحوں کے سچے حالات بیان کئے گئے ہیں جو اس قدر دلچسپ و سنسنی خیز ہیں کہ جب تک کتاب ختم نہ ہو جائے ہاتھ سے رکھی نہیں جاتی لیکن رات کے وقت تنہائی میں نہ پڑھیں قیمت ۸؍

روح القرآن مسمہ سچ مچ کلام مجید کی کلید ہے۔ دنیا کی کسی زبان میں ایسی جامع کلید موجود نہیں بیرون ہند کے سکالر بھی اسے منگا منگا کر حرز جان بنا رہے ہیں کلام مجید کے سمجھنے اور یاد رکھنے کیلئے یہ بہترین ذریعہ ہے۔ پہلے حصہ میں قرآن پاک کے مضامین کی فہرست موجودہ زمانے کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر دی گئی ہے۔ دوسرے حصہ میں مشکل الفاظ کے مخرج اور معنی تیسرے میں سورتوں کے عملیات اور انکے مضامین کے خلاصے اور شان نزول دئے گئے ہیں اور بھی خوبیاں ہیں ہر چیز سورۃ، آیت کی ترتیب سے دی گئی ہے کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے قیمت ۱۲؍

ماں بچے کی نگہداشت گھر گھر بچوں کی بیوقت موت اور خرابی صحت کا کہرام مچا ہوا ہے۔ انکی خانگی تکالیف نے ہماری زندگی واقعی اجیرن کر دی ہے۔ یہ کتاب زخمی دلوں کیلئے مرہم اور غمزدوں کیلئے سچ مچ کا تعویذ ہے۔ ان خانگی تکالیف و مصائب سے بچنے کے لئے اس کتاب کو پڑھیں اور ملکی و قومی خدمت کرنی ہو تو منگا منگا کر غریبوں میں مفت بانٹیں۔ تیسرا ایڈیشن پہلوں سے کہیں ضخیم اور مفید ہے۔ قیمت صرف ۲؍ ٹکٹ بھیجنے میں کفایت رہتی ہے۔

رفیق زمیندار بلکہ یہ سب کا بہترین رہبر ہے۔ تعلیمی و اصلاحی کتاب ہے تیسرا ایڈیشن ہے سب پہلوں سے جداگانہ چیز ہے۔ بیشمار کتب خانوں میں منگائی جا چکی ہے۔ دیہاتی زندگی کو بہتر بنانے کی تدابیر پہلے حصہ میں ہیں۔ باقی حصوں میں تعلیم، حفظان صحت، سرمایہ اندوزی، مویشیوں کی پرورش اور انکی دیکھ بھال۔ زراعت پر نہایت مفید مضامین دئے گئے ہیں۔ شہری اور دیہاتی باشندوں کو یکساں مفید ہے۔ قیمت ۱۲؍

سنگھار خانہ خوبصورت اور تندرست رہنے کی بہترین ہدایات۔ ہندوستانی معاشرت اور ایشیائی شرم و حیا ملحوظ رکھتے ہوئے درج کی گئی ہیں۔ تصویریں بھی ہیں۔ اور سرورق عمدہ ہے۔ بیویوں کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ اور گھر میں اس کا رکھنا مسرت عیش خانہ داری کا ضامن ہے۔ قیمت ۸؍

یہ سب کتابیں سلسلہ کے خاص نامہ نگار مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی کی تصانیف و تالیفات ہیں۔ ہر کتاب کی لکھائی چھپائی وغیرہ عمدہ اور سب کا محصولڈاک بذمہ خریدار۔ بوقت فرمائش رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔

مولوی محمد ناصر خضر پبلشر سلسلہ سرمایۂ اطفال گڑگانوہ پنجاب

قابلِ مطالعہ کتابیں

الف باء عربی

صوتی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے قیمت ۲ر

الف باء اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کرکے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ قیمت ۲ر

لُبابُ الاحیا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

کی تصنیف

مختصر الاحیا یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ

مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

تفاسیر

مندرجہ ذیل تفسیریں حضرت العلامہ مولانا ابو تراب محمد نور الحق علوی پروفیسر السنۂ شرقیہ اورینٹل کالج لاہور کی تصنیفات میں سے ہیں۔ علامہ ممدوح نے ان تینوں کتابوں میں کتاب اللہ کے اصول و قواعد اور حقائق و معارف کو اس خوبی کے ساتھ "بحر در کوزہ" کر دیا ہے کہ انکے مطالعہ کے بعد پورے قرآن شریف کے تدبر کی راہ بالکل آسان ہو جاتی ہے۔

نور الحق فی تفسیر سورۃ العلق معہ ضمیمہ بارقۃ الحق ... ۳ر

الناموس المفصل فی تفسیر سورۃ المزمل ۴ر

فتح المقتدر فی تفسیر سورۃ المدثر ۱۱ر

حُسن وفا

آجکل مہذب قومیں وعدہ خلافی اور جھوٹ کو عقلمندی سیاست اور ہنر سمجھ رہی ہیں۔ لیکن اس کتاب میں آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے کہ عہدِ رسالت میں اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے عہد کرکے اسے کس طرح نباہا جا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ کہ کفر کی گردن اسلام کے آگے جُھک گئی اور اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا۔ کتاب کا اندازِ بیان ایسا دلکش، عبارت ایسی سلیس اور خط ایسا پاکیزہ اور اعلےٰ ہے کہ ایک دفعہ پڑھکر آپ اسے ختم کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے۔

مِلنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۸۹

عورتوں اور بچوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

(دسمبر ۴۱ء وجنوری ۱۹۴۲ء)

مدیرہ حمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت مہینے کی آخری تاریخ تک پہنچ جانی چاہیئے۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہو سکے گی۔

چندہ سالانہ ایک روپیہ - ممالک غیر سے تین شلنگ - فی پرچہ ۲ ر +

منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا۔

کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو پانچ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے۔

خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہو سکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے۔ اس لئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مدنظر رکھا جائے۔

زبان صاف اور سلیس ہونی چاہیئے۔

روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں۔

مضمون مختصر ہو۔

مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا۔

پورا پتہ لکھئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہو سکیگا۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

کوئی اشتہار جو تہذیب و حجاب کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا۔

کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے۔

اجرت بہر حال پیشگی۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن ... سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱	دسمبر ۱۹۴۱ء جنوری ۱۹۴۲ء	نمبر ۷-۸

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند گزارشیں

(مسلمہ ماہ جولائی ۱۹۴۲ء)

مسلمہ بہنوں سے معذرت:

مسلمہ جاری ہوا۔ خدا کے فضل و کرم سے اس ساڑھے نو سال کی مدت میں اس کی اشاعت میں ایک مرتبہ بھی ناغہ نہیں ہوا۔ البتہ حادثات کا مقابلہ کرتے کرتے یہ تو ہو گیا کہ ہر مہینے کی پندرہ تاریخ جو اس کی اشاعت کی مقررہ تاریخ تھی کبھی کبھی دو چار دن کی تاخیر ہو جاتی رہی۔ لیکن پچھلے نمبر میں حالات صورت ہی ایسی اختیار کرتے گئے کہ ہم ناچار و مجبور ہو گئے۔ اور "مسلمہ" کا دسمبر نمبر شائع ہوتے ہوتے رہ گیا۔ مسلمہ بہنوں اور محترم خریداروں کی طرف سے رسالہ نہ پہنچنے کے اطلاعی خطوط اس قدر آئے کہ ہمیں ان کی زحمت انتظار سے بہت تکلیف ہوئی۔ ہم ان سے معافی چاہتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم کو اس بات سے مسرت بھی ہوئی کہ "مسلمہ" اپنے محترم خریداروں کے حلقے میں کتنا مقبول اور پیارا ہے۔ اسکے لئے کتنی بیتابی اور کیسے اضطراب کا اظہار کیا گیا ہے۔

احوالِ واقعی:

دسمبر کی اشاعت میں پہلی رکاوٹ یہ ہوئی کہ کاتب صاحب بیمار ہو گئے اور رسالہ کی لکھائی شروع ہونے میں بہت دن کی تاخیر ہو گئی۔ کاغذ خریدنے کا وقت آیا تو وہ کاغذ جس کا بھاؤ سوا دو سال پہلے تین روپے آٹھ آنے فی ریم تھا اب سولہ روپے دس آنے فی ریم فروخت ہو رہا تھا۔ کاغذ کی قیمت میں یہ انتہائی زیادتی فکر و تردد کا موجب ہو گئی۔ طے پایا کہ ماہ دسمبر ۱۹۴۲ء اور ماہ جنوری ۱۹۴۳ء کے دونوں نمبر یکجا شائع کر دئے جائیں اور اس مدت میں حالات پر سوچ بچار کر لی جائے چنانچہ یہ نمبر دو اشاعتوں پر مشتمل ہے۔

"مسلمہ" شخصی جائیداد نہیں

مشکلیں اور حل:

یہ ایک اسلامی ادارے کا نقیب ہے جو خاص ملی مقاصد کے پیش نظر جاری ہوا ہے اس میں نفع ہوتا تو قوم ہی کی بھلائی پر صرف ہوتا۔ کچھ "مسلمہ" کی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں بھی اضافہ ہوتا اور پڑھنے والوں کے لئے اور مفید ثابت ہوتا۔ اب اگر اس میں خسارہ ہے تو اس کا اثر بھی قوم ہی پر ہے۔ چونکہ انجمن مدرسۃ البنات قوم کی اس ذمہ داری کا بوجھ بھی اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے اور وہ پیدا شدہ مصیبتوں اور پریشانیوں کا براہ راست نشانہ ہے۔ انجمن کا بڑا مقصد چونکہ نسوانیت کی خدمت ہے۔ اسلئے اس کی مصیبتوں کا احساس خواتین کو زیادہ ہے کہ اس تمام صورت حال کا برا اثر فی الاصل انہی پہ ہے محترم خواتین! آئیے غور کریں کہ اونٹ کیسے صحیح کروٹ بیٹھے۔

کیا "مسلمہ" بند کر دیا جائے؟

اگر یہ سوچا جائے کہ ساڑھے نو سال میں ہزار

روپے کا نقصان ہو رہا ہے اور کاغذ کی گرانی اس نقصان کو ہر آن بڑھا رہی ہے۔ تو بلا شبہ اس سے بہتر اور آسان حل کوئی نہیں کہ "مسلمہ" کو بند کر دیا جائے۔ مگر "مسلمہ" کو خدا کے بھروسے پر اس پختہ ارادے سے جاری کرنے کی جرأت کی گئی تھی کہ اسے فنا ہونے سے بچانے کی پوری سعی کی جائیگی۔ اب تک تو ہمیں اس کی ترقی و آسائش کی بجائے اس کی زندگی کی فکر رہی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب تک اس کے سانس قائم ہیں، وہ اب تک زندہ ہے۔ لیکن آج جنگی حالات اور کاغذ کی گرانی کا جو مہلک حملہ صحافت پر ہوا اس نے "مسلمہ" کا بچ رہنا اللہ کی بڑی عنایت اور کرم خاص ہے۔ لیکن کاغذ مہنگا ہی مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس کی خطرناک زد "مسلمہ" پر بھی پے بہ پے پڑ رہی ہے۔ اور وہ نڈھال ہو رہا ہے۔ مگر اللہ کا احسان ہے کہ پھر بھی اس کے اوسان خطا نہیں ہوئے کیونکہ اسے یقین ہے کہ وہ نیک مقاصد رکھتا ہے اور اگر اس نے حوصلہ قائم رکھا تو خدا اس کا ضرور مددگار ہوگا۔ اور اس سب سے بڑی مصیبت کا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہے گا۔ انشاءاللہ

توچندے میں اضافہ کردیا جائے؟

"مسلمہ" کا چندہ اس لئے بہت تھوڑا رکھا گیا تھا کہ اس کا دامن خدمت بہت وسیع ہو اور وہ بہنیں بھی اسے پڑھ سکیں جو زیادہ دام ادا نہیں کر سکتیں چنانچہ "مسلمہ" بادشاہوں، نوابوں، اور بڑے بڑے امیروں کے ہاں جاتا ہے۔ وہ درمیانی حیثیت کے طبقے سے ہوتا ہوا معمولی آمدنی والوں کی خدمت میں بھی پہنچتا ہے محض اسی غریب طبقے کا خیال تھا کہ "مسلمہ" نے خسارے پر خسارہ اٹھایا اور چندہ نہ بڑھایا۔ آخر انتہائی مجبوری ہوئی تو بہت تامل، بڑی ہچکچاہٹ سے صرف چار آنے سالانہ یا سوا پیسہ ماہوار کا اضافہ کرنا پڑا۔ جو نہ ہونے کے برابر تھا۔ ہم اگر اب بھی ڈیڑھ روپیہ چندہ کر دیں تو ہمیں یقین ہے کہ "مسلمہ بہنیں" اسے خوشی سے قبول کر لینگی۔ لیکن خیال ہے تو اسی جماعت کا جو زیادہ استطاعت نہیں رکھتی اور اندیشہ ہے تو اسی کی تکلیف یا محرومی کا۔ اسلئے چندہ سوا روپیہ ہی ہے۔

پھر کیا کاغذ نکما لگا دیا جائے!

شاید کوئی اخبار اور کوئی رسالہ ایسا نہ ہوگا جس نے جنگ کے بعد کم درجے کا کاغذ نہ لگایا ہو۔ لیکن "مسلمہ" جس وضع پر پہلے قائم تھا اسی پر آج تک قائم ہے۔ اس کا ایک سبب تو اس کی یہ وضعداری ہے کہ اگر اس کا قدم آگے نہیں بڑھ سکا تو پیچھے بھی نہ ہٹے۔ دوسرے یہ کہ گھٹیا کاغذ لگانے سے جہاں یہ ہوگا کہ کاغذ کی ایک طرف کی تحریر الٹی طرف نظر آئے گی اور پڑھنے میں بہت دقت ہوگی۔ یہ بھی ہوگا کہ صاحب مضمون کا مقصد بھی پوری طرح نہ ہوگا۔

آخر کار ہو گیا؟

لے دے کے دو طریقے باقی ہیں۔ جن کے تعلق ہمیں یقین ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو ہمارے اس عزم کو کہ "مسلمہ" کبھی بند نہ ہو بہت تقویت ملے گی اور خدا کے فضل سے اس کو زندگی کا خطرہ باقی نہ رہے گا۔ جہاں تک "مسلمہ" کے ادارے کا تعلق

تھا۔ ہم نے اپنی سی کر گزرنے میں کوئی بھی کوتاہی نہیں کی۔ اب صرف مسلم بہنوں پر کچھ توجہات ہیں اور اب انھی کی مدد انھی کی توجہ اور انھی کے ایثار سے توقعات باقی ہیں۔

اول یہ کہ ہر مسلم بہن اور ہر خریدار بھائی جسے اللہ تعالےٰ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ سوا روپیہ ادا کر سکے۔ وہ جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ رقم اپنی خوشی اور اپنے حوصلے سے امداد کے طور پر عنایت کرے۔ اور یہ امداد جنگ کے دوران تک ضرور قائم رہے۔

دوسرے یہ کہ ہمیں اگر مجبور ہو کر صفحوں میں کمی کرنی پڑے تو اسے یہ سمجھ کر گوارا فرما لیا جائے کہ قطعاً نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا تو بہتر ہے۔ اگر زمانے کے انقلاب سے لذیذ کھانے پیٹ بھر کر نہ ملیں تو زندگی کو قائم رکھنے کیلئے تھوڑی سی سوکھی روٹی پر بھی صبر کرنا پڑتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ خریداروں میں اضافہ کرنے کی کوشش فرمائی جائے تاکہ "مسلم" کے اصل مقصدوں میں بھی کمی نہ آئے۔

جن بہنوں اور جن بھائیوں کی جانب سے یہ امدادی رقم سوا روپے سے زیادہ پہنچے گی ہم اپنے ان محسنوں کے مبارک نام ہر مہینے "مسلم" میں شکریے کے ساتھ شائع کرتے رہیں گے۔

ہمیں یقین ہے کہ "مسلم" پر آپ کی توجہات اسکی زندگی کا سہارا بن جائیں گی اور اللہ تعالےٰ آپ کی ان کوششوں میں برکت دے گا اور اپنی بارگاہ سے اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔

وی پی واپس نہ فرمائیے:

ادھر تو ایسی ہمدرد ہستیاں ہیں کہ ہماری استدعاؤں پر بلا طلب "مسلم" اور "مدرسۃ البنات" کی دن رات مدد کرتے رہتے ہیں اور اپنا قومی فرض ادا کرتے ہوئے خدا سے صلے کے امیدوار ہیں۔ لیکن ادھر وہ لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں جن پر "مرے کو مارے شاہ مدار" کی کہاوت صادق آتی ہے۔ "مسلم" اپنے معزز خریداروں کا چندہ ختم ہو جانے پر اس کی اطلاع ان کی خدمت میں بھیجتا ہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ رسالہ بند کر دینے کا ارشاد فرما دیں رسالہ کا وی۔پی پہنچنے پر اسے چپ چاپ واپس کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح ایک اسلامی ادارے کو نقصان پہنچانے کے قومی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو بعض اوقات ناقابل برداشت حد تک پہنچ جاتا ہے۔ ہم ایک بار پھر ادب و احترام سے عرض کرتے ہیں کہ اگر "مسلم" کی خدمات کو صرف ایک آنہ مہینہ پر بھی قبول فرمانا گوارا نہیں تو براہ کرم ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر اس کی اطلاع کر دیجئے گا تاکہ ناحق قومی نقصان نہ ہو۔

شکریہ:-

جن ہمدرد بہنوں اور محترم بھائیوں نے "مسلم" کے سالانہ چندے میں چار آنے اضافہ ہو جانے کے بعد باوجود اس کے کہ وہ اپنا ایک روپیہ

چندہ پہلے بھیج چکے تھے۔ "مسلمہ" سے ہمدردی و دستگیری کرتے ہوئے ۳۰ نومبر تک چار آنے کے ٹکٹ ہمیں بھیجے ہیں۔ "مسلمہ" ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے اور ان کے مبارک نام درج کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے۔ باقی نام اگلی اشاعت میں درج ہونگے۔

محترمہ انوار جہاں صاحبہ بنت ظفر حسن خانصاحب سب انسپکٹر پولیس منڈاوا ضلع بجنور۔ -/۴/-

جناب محمد صادق صاحب فاروقی بمبئی۔ -/۸/-

محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان بہادر عبدالحمید خان صاحب رئیس اعظم بستی باغپت۔ -/۴/-

جناب حافظ نذیر احمد صاحب نگینوی منشی فاضل ادیب فاضل دارالاسلام۔ پٹھانکوٹ -/۴/-

محترمہ رشیدہ بیگم سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات دینیہ سیتاپور -/۴/-

مضمون نگاروں کی خدمت میں: "مسلمہ" کی زیر نظر اشاعت زیادہ تر جلسہ نسوانی کے کوائف اور خطبات صدارت پر مشتمل ہے۔ اسلئے مضامین نظم و نثر کی گنجائش سے بالعموم قاصر ہے۔ امید ہے کہ یہ معذوری ملال کا موجب نہ ہوگی۔

خدائے ربّ العزّت کے حضور میں

(محترمہ اہلیہ سید ابوالخیر لکھنوی)

دیکھ میری بے قراری دیکھ لے ❁ دیکھ میری آہ و زاری دیکھ لے
دیکھ اب حالت ہماری دیکھ لے ❁ کسقدر الجھن ہے طاری دیکھ لے
دیکھ لے کس درد سے کہتے ہیں ہم
کہہ کے پھر محروم کیوں رہتے ہیں ہم
اک زمانہ ہو گیا اے ذوالجلال ❁ اٹھے ہیں دست دعا بہر سوال
ہوتا ہے رہ رہ کے مجھکو یہ ملال ❁ کام میرا ہو گیا اتنا محال
کیوں پڑی ہے مشکلوں میں میری جاں
ہے کمی کس بات کی تیرے یہاں
تیری رحمت جوش میں آئے گی کب ❁ مطلب دل مجھ کو دلوائے گی کب

آرزو میری یہ بر آئے گی کب ٭ یہ صدا میری اثر لائے گی کب

کب تلک خالی پھروں دربار سے
اے کرم والے تری سرکار سے

میں نے جو بھیجی ہے عرضی اے جناب ٭ کر عطا جلدی مجھے اس کا جواب
آج مجھ پر اے خدا کر فتح باب ٭ فضل سے اپنے مجھے کر کامیاب

اب تو میں ہوں اور ترا دربار ہے
سر مرا ہے اور تری سرکار ہے

اک نظر رحمت کی ہم پر ڈال کر ٭ نعمتوں سے آج مالا مال کر
حسرتیں میری نہ اب پامال کر ٭ دور کر فکریں مجھے خوشحال کر

ہو مبارک باد کا غل چار سو
مل گیا جس کی تھی تجھ کو آرزو

رحم رب العالمیں کو آ گیا ٭ زرد دل اپنا اثر دکھلا گیا
نظم کا انداز اس کو بھا گیا ٭ یہ قیاس اپنا مجھے بتلا گیا

کہہ رہا ہے آج ہر چھوٹا بڑا
باب مقصد نظم نے کھلوا لیا

دیکھ اپنی بے قراری بھول جا ٭ بھول جا اب آہ و زاری بھول جا
فکریں اپنی آج ساری بھول جا ٭ دل پہ جو وحشت ہے طاری بھول جا

رحمتِ حق آ گئی ہے جوش میں
سر اٹھا تسنیم آ جا ہوش میں

"مسلم" کا سالانہ چندہ سوا روپیہ ہے۔ لیکن اگر آپ ڈیڑھ یا دو روپیہ یا اس سے زیادہ رقم اپنی خوشی سے بھیجیں گے تو آپکی مسلم نوازی متصور ہوگی جنگ کے دوران تک آپ کی توجہ کی خاص ضرورت ہے۔

"مینیجر مسلم"

ضروری التماس:- دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونیکی علامت ہے آئندہ رسالہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا جسکے زائد اخراجات سے بچنے کیلئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیجئے۔ بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع درجائے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

"مدیر"

قرآن مجید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِ	اِسْمِ	اَللّٰهِ	اَلْ	رَحْمٰن	اَلْ	رَحِيْمِ	١	
ساتھ	نام	اللہ کے	جو	بہت رحم والا	نہایت مہربان ہے		١	
اَلْ	حَمْدُ	لِ	اَللّٰهِ	رَبِّ	اَلْ	عَالَمِيْنَ	١	اَلْ رَحْمٰنِ
ہر قسم کی	اچھی تعریف	لئے	اللہ ہی کے ہے	جو پالنے والا ہے	سب	جہانوں کا		بہت رحم والا
اَلْ رَحِيْمِ	٢	مَالِكِ	يَوْمِ	اَلْ دِيْنِ		٣	اِيَّاكَ	نَعْبُدُ
نہایت مہربان ہے	٢	مالک ہے	دن کا	قیامت کے (جسمیں ہر شخص کو اسکے کئے کا بدلہ دیا جائیگا) صرف تیری ہی ، ہم عبادت کرتے ہیں				
وَ	اِيَّاكَ	نَسْتَعِيْنُ	٤	اِهْدِ	نَا	اَلْ صِرَاطَ	اَلْ مُسْتَقِيْمَ	
اور	خاص تیری ہی	ہم مدد چاہتے ہیں	٤	چلا	ہمکو	راستے پر	سیدھے (اور وہ دین اسلام ہے)	
٥	صِرَاطَ	اَلَّذِيْنَ	اَنْعَمْتَ	عَلَى	هِمْ	٦	غَيْرِ	اَلْ مَغْضُوْبِ
٥	راستہ	ان (لوگوں) کا	تونے انعام کیا	پر	ان	٦	نہ	غضب ہوا
	عَلَى	هِمْ	وَ	لَا	اَلْ ضَالِّيْنَ		٧	
	پر	ان	اور	نہ	گمراہوں کا		٧	

مختصر معنی

اللہ ہر چیز کو جانتا اور سب کچھ کرسکتا ہے، اس نے ہم کو پیدا کیا، ہم جب اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے اس نے ہماری دیکھ بھال کی، پھر ہم ننھے منّے بچے ہوئے۔ اس نے ہمیں دیکھنے کو دو آنکھیں، سننے کو دو کان، چکھنے اور بولنے کو زبان، سونگھنے کو ناک، کام کاج کرنے کو دو ہاتھ اور سوچنے سمجھنے کو عقل بخشی۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اس نے ہمیں بےحد اور بےحساب نعمتیں بخشیں۔ ہم اس کی دی ہوئی نعمتوں میں پل کر جوان ہوتے ہیں۔ اسکی بھانت بھانت کی نعمتوں میں بڑھے ہوتے ہیں۔ اللہ نے ہر چیز کیلئے موت کا وقت ٹھہرایا ہے۔ جتنی دیر اللہ چاہتا ہے وہ چیز زندہ رہتی ہے پھر مر جاتی ہے۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے جب ہم سب مر جائینگے۔ ہمارے ساتھ ہی دنیا میں جو کچھ بھی ہے سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ پھر قیامت کے دن اللہ ہمیں دوبارہ زندہ کریگا۔ اس وقت وہ سب کو ان کے کئے کا بدلہ دیگا۔ جو لوگ دنیا میں اللہ کے حکموں پر چلے وہ ان سے خوش ہوگا

نہیں سنے کو اچھے اچھے مکان اور کھانے پینے کو بھانی بھانی نعمتیں دیگا۔ اور ہم میں سے جو لوگ یہاں اس کے حکموں پر نہ چلینگے، اس کا کہانہ مانینگے قیامت کے دن وہ ان سے ناراض ہوگا۔ انہیں آگ میں ڈال دیگا۔ وہ ہمیشہ اسی میں جلتے بھکتے رہینگے۔ جب انہیں بھوک ستائیگی تو کھانے کو تھوہر اور پیپ ملے گی اور جب پیاس سے زبان خشک ہو جائیگی تو ابلتا کھولتا پانی ملے گا۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہماری حمد اور شکر صرف اللہ کے لئے ہو۔ اسی کی ہم عبادت کریں اور اسی کا حکم مانیں۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت کریں اور نہ کسی کا حکم مانیں۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس کے پیارے رسول محمدؐ کا (اللہ کا ان پر درود و سلام ہو) کہا مانیں اور اپنے عزیز ماں باپ کی عزت کریں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے جی نہ چرائیں۔

بڑے بڑے کاموں میں، تکلیفوں اور مصیبتوں کے وقت صرف اسی سے مدد مانگیں۔ وہی دکھ درد دور کرتا ہے اس کے سوا کوئی کسی کا دکھ درد دور نہیں کر سکتا۔ درخت، دریا اور اینٹ، پتھر کے بت تو ایک طرف بڑے بڑے نبی، ولی اور پیر بھی اللہ کے سامنے عاجز اور کمزور ہیں۔ اللہ کے حکم کے سوا اللہ کے یہ پیارے بھی کسی کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے۔

ہم اس سے چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے ان نیک اور پیارے بندوں کی راہ چلائے جن پر اس نے دنیا میں بھی اپنا فضل و انعام کیا اور آخرت میں بھی ان سے خوش ہوگا۔

ان مخالفوں کی راہ نہ چلائے جن پر ان کی نافرمانیوں اور غلط راہ پر چلنے کے سبب وہ ناراض ہوا۔

اس سورت سے جو کچھ ہم نے حاصل کیا۔

(۱) اللہ ہی نے سارے جہان کو پیدا کیا، وہی سب کو روزی دیتا ہے، اور نفع نقصان کا مالک بھی وہی ہے تو ہم پر واجب ہے کہ ہم خاص کر اسی کی حمد کریں اور اسی کا شکریہ ادا کریں۔

(۲) اللہ کے سوا کسی کا کہانہ مانیں، اس کے سوا کسی سے مدد نہ مانگیں، کیونکہ اس کے حکم کے بغیر کوئی بھی کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(۳) ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں درست راہ پر چلائے۔ آمین

بقیہ بزم مسلم صفحہ ۳۰

معرفت :- "بلقیس"

میں نہایت سرور و انبساط سے یہ خوشخبری مسلم بھائی بہنوں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۲ء فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے دعا ہے کہ وہ خالق اعظم مولود سعید کو عمر خضر عطا فرمائے اور والدین و دیگر اعزہ کیلئے باعث افتخار و اعزاز اور گنج رحمت بنائے آمین۔ پانچ روپے کی حقیر سی رقم ارسال خدمت ہے *

* کسی کار خیر میں اس کا مصرف نکال دیجئے۔ (راقم محمد یونس خانصاحب ٹانڈہ۔ حال نائب تحصیلدار زیرہ)

مُسلمہ کے لئے

تعلیمات قرآنِ عزیز

"مذہب - دینِ حق اور اسلام کے عنوان سے ابتدائی خطبات پیش کرنے کے بعد ضرورت ہے کہ اللہ کے اس آخری دین کے قانون کو سمجھا جائے ——— ہاں اس قانون کو جو ہمیشہ کے لئے امن عالم کا کفیل ہے -

کیا کوئی انسانی ذہنی کاوش - کوئی عقلی دلیل - کوئی فصیح تقریر - اس جمالِ معنوی کی حامل ہوسکتی ہے جو خود محبوبِ حق کے کلام میں موجود ہے ؟ ہرگز نہیں !

اس لئے ارادہ ہوگیا ہے کہ اب قانونِ حق کو محبوبِ حق کے الفاظ میں سمجھایا جائے - یہ سلسلۂ دروس ۲۷ ابواب پر مشتمل ہوگا - ہر باب کی کئی فصول ہونگی - ایک باب آسانی سے ۲۰ منٹ میں پڑھا جاسکے گا اور ایک فصل دو تین منٹ میں گویا اس سلسلہ مضمون کی تکمیل پر قرآن عزیز کا مفہوم رمضان المبارک میں قاری صاحب کے ساتھ مسجد میں سنایا جاسکے گا - (اس کا تجربہ امسال جامع آسٹریلین میں کرلیا گیا ہے) اور ہر روز ۳ منٹ میں ایک درس (فصل) یا ۲۰ منٹ میں ایک تقریر (باب) ہر مسلمہ بہن اپنے بہن بھائیوں، گھر والوں اور بچوں کو سنا سکیگی

توفیق اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اس عاجز بندے سے اس عظیم کام کی تکمیل کرادے - "ادارہ اصلاح وتبلیغ" کے شعبۂ اشاعت نے اس مجموعۂ ابواب (تقاریر) کو کتابی صورت میں شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے - لہٰذا اس کو کتابی صورت میں شائع کرنے کے حقوق بحق ادارہ محفوظ کردئے گئے ہیں - جو عاشقانِ قرآن اس سلسلہ میں دلچسپی رکھتے ہوں اور کتاب کی اشاعت یا ترویج میں اعانت کرسکیں یا کوئی مشورہ دے سکیں - وہ براہ راست سیکرٹری ادارہ اصلاح وتبلیغ ۱۰۲ آسٹریلین بلڈنگ لاہور سے خط وکتابت کریں -

داعی الی الحق

باب اول

سورہ فاتحہ

یہ قرآن عزیز کی سب سے پہلی سورت ہے - اسلئے اس کا نام فاتحۃ الکتاب ہے ... اہم ہوتی ہے - قدرتی طور پر ترتیب میں اسے اہم درجہ دیا جاتا ہے - قرآن عزیز نے خود اس سورۃ کا ذکر ... ہے :-

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ - ... پیغمبر واقعہ ہے - ہم نے تجھے سات با...

دسراپی ۔ ینے والی چیز عطا فرمائی ہے ۔ اور قرآنِ عظیم !
اس سے اس امر کا بیان واضح ہے ۔ یہ ایک دعا ہے جو محبوب حق کی قبولیت کے لئے بدرگاہ حق بطور نشانِ عجز پیش کرتے ہیں ۔

فصل ۱ :۔

یقین حق اور خدا پرستی کے مقاصد کا خلاصہ

اے خدائے قدوس ! ہم تیری حمد و ثنا میں زمزمہ سنج ہیں ۔ تو تمام کائنات کا پروردگار ہے ۔ تیری ہستی کی نمود منزہ ۔ رحمت و عدالت کی نمود ہے ۔ ہم تیرے سامنے اپنا سرِ نیاز جھکاتے ہیں ۔ اور تیری عبودیت کا اقرار کرتے ہیں ۔ صرف تیری ہی ایک ذات ہے جس کے سامنے بندگی و نیاز کا سر جھک سکتا ہے ۔ اور صرف تو ہی ہے جو ہماری ساری درماندگیوں اور احتیاجوں میں مددگاری کا سہارا ہے ۔

ہم عبادت و استعانت صرف تجھ سے وابستہ کرتے ہوئے ساری قوتوں اور انسانی فرمانروائیوں سے بے پروا ہوتے ہیں ۔ اب ہمارا سر کسی چیز کی چوکھٹ پر نہیں جھک سکتا ۔ ہم کسی قوت سے ہراساں نہیں اور کسی کے آگے دستِ طلب دراز نہیں کر سکتے ۔ اے اللہ ! ہمیں توفیق دے کہ درستگی اور صحت کی راہ کے طالب رہیں ۔ سعی و عمل کے ہر گوشہ میں انعام یافتہ گروہ کے نقشِ قدم کی ہمیں تلاش رہے ۔

وہ لوگ جو راہِ حق نہ پا سکے اسکی جستجو میں بھٹک گئے ۔ یا جنھوں نے نعمت کی راہ چھوڑ کر محرومی و شقاوت کی راہ اختیار کر لی ۔ ایسے لوگوں کی محرومی و شقاوت سے ہمیں بچائیو ! آمین !
ع (آیات ۱ تا ۷)

سورۃ البقرۃ :۔

رکوع ۴۰ ۔ آیات ۲۸۶ ۔

اس سورۃ کا نام البقرۃ ہے ۔ اس میں چالیس رکوع اور ۲۸۶ آیات ہیں ۔ اس کی ابتدائی ۱۲۵ آیات میں یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں کا ذکر ہے ۔ ان کے ایمان و عمل کی بے راہ روی کے تمام گوشے بے نقاب کرنے کے بعد ارتقائے انسانیت کے مدارج خمسہ بیان ہوئے ہیں یعنی (۱) تہذیب اخلاق ۔ (۲) تدبیر منزل (۳) سیاست مدنیہ ۔ ملک گیری (۴) ملک اور (۵) خلافت کبریٰ ۔

یہ منشائے دین ہے ۔ اور یہی منشائے حق !

اس سورۃ میں یہود مخاطب بالذات ہیں اور نصاریٰ مخاطب بالتبع ۔

(باقی باقی)

تبصرہ :-

رسالہ پیام اسلام جالندھر

عورت ہو یا مرد کون مسلمان ایسا ہو گا جس کو عربی سیکھنے کا شوق نہ ہو اور کیوں نہ ہو کہ عربی ہمارے قرآن کی زبان ہے۔ عربی وہ زبان ہے جسے رحمان نے اپنے آخری اور عالمگیر پیغام کے لئے پسند فرمایا۔ عربی ہی کے ذریعے سے ہم براہ راست اپنے پیغمبر علیہ السلام کے کلام سے سعادت اندوز ہو سکتے ہیں مختصر یہ کہ بحیثیت مومن و مسلم ہونے کے، عربی کے سوا کوئی دوسری زبان ہی ہماری نہیں ہے اور ایمان و اسلام کی نسبت سے بے تعلق ہونے کے بعد کوئی شان بھی ہماری نہیں ہے۔ بنا بریں ہر ایک مسلمان مرد و عورت کو عربی سیکھنا لازم ہے۔ یہ شکایت کل تک تو ہو سکتی تھی، عربی سیکھنے کیلئے اچھا نصاب اور اچھا استاد دستیاب نہیں ہوتا۔ لیکن اب تو یہ شکایت رفع ہو چکی ہے۔ رسالہ "پیام اسلام" مئی ۱۹۴۰ء سے یہ دونوں خدمتیں انجام دے رہا ہے۔ وہ بہتر نصاب بھی ہے اور مشفق استاد بھی ہے، بدل اشتراک تین روپیہ سالانہ ہے۔ اگر ہر ماہوار میں کتاب اور استاد دونوں میسر آ سکتے ہوں تو اس سے سستا کیا سودا ہو سکتا ہے۔ اہل شوق کے لئے یہ نادر موقع ہے۔ جلدی کریں اور جو سات نمبر "پیام اسلام" کے نومبر تک شائع ہو چکے ہیں ایک روپیہ ۱۲ آنے بذریعہ منی آرڈر بھیجکر "دفتر پیام اسلام شہر جالندھر" سے منگوالیں۔ ان رسالوں کو پڑھ لینے کے بعد آپ انشاء اللہ محسوس کریں گے کہ آپ عربی زبان بول بھی سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ :- **منیجر پیام اسلام شہر جالندھر**

متاع حرم

مصنفہ محترمہ زیب لودیانوی۔ سائز دریسی کتابی۔ صفحات ۱۴۴۔ قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ : زیب عثمانیہ

کینال کالونی، فیروزپور (پنجاب)

"مسلمہ بہنیں" محترمہ زیب عثمانیہ لودھیانوی سے خوب متعارف ہیں، ان کی متعدد نظمیں "مسلمہ" میں شائع ہو چکی ہیں۔ محترمہ موصوفہ نے اپنی نظموں کا اولین مجموعہ "متاع حرم" کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس پر جستہ جستہ نظر کرنے سے ہمیں بے حد مسرت ہوئی ہے۔ ایک غلام ملک کی پستی ذہنیت، کمزوری اخلاق اور بالخصوص عورت کے جہل و نادانی کے عالم میں ایسی قابل خواتین میدان ادب میں آ اترتی ہیں۔ جن کے تولیدی فکری کی صحت، ذوق کی بلندی، اخلاق کی پاکیزگی، مذہب کی پاسداری، علم کی سرمایہ داری عورت کو انسانیت کے صحیح مقام و منصب سے قریب تر لے آئی ہے۔ تمام تر کلام زندگی کے اعلیٰ و ارفع جذبات سے لبریز ہے کہیں حقائق حیات بیان کئے گئے ہیں، کہیں دین و توحید کی تعلیم ہے۔ کہیں حکمت و موعظت ہے۔ کہیں ملی و قومی احساسات نمایاں ہیں، کہیں جہد و عمل کی پر جوش صدا ہے۔ اور جہاں ضرورت ہے طنز کا مناسب استعمال بھی ہے۔ فن سخن کے اعتبار سے بھی کلام بلند اور اسقام سے پاک ہے۔ محترمہ موصوفہ پر اقبال کی شاعری و تعلیمات کا رنگ اتنا غالب ہے کہ بعض اشعار پر شعر اقبال کا گمان ہوتا ہے۔ جن اشرافے نزدیک عورت کے لئے شاعری "شجر ممنوعہ" ہے "متاع حرم" کو دیکھنے کے بعد ان کے اس خیال میں ایک تبدیلی ہو جائے گی۔ اور وہ کم سے کم "متاع حرم" کے مطالعہ سے تو عورتوں کو محروم رکھنے کا مشورہ نہ دے سکینگے۔

کاش "مسلمہ" کے دامن میں وسعت ہوتی اور ہمارے زیب صاحبہ کے کلام پر مفصل تبصرہ کر سکتے شاید پھر کبھی ایسا ہو سکے۔ واللہ الموفق المستعان۔

نزہۃ السالکین

یہ کتاب مستطاب حضرت قدوۃ العارفین، اسوۃ الواصلین پیر طریقت پناہ شیخ حقیقت آگاہ سید علیم اللہ شاہ الحسنی الجشتی القادری قدس سرہ کی تصنیف منیف ہے۔

حضرت المصنف رحمۃ اللہ علیہ اپنے عصر کے ممتاز علمائے شریعت، صاحب کرامت اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپ کا مزار مبارک شہر جالندھر میں مرجع خواص و عوام اور بہشتی دروازہ کے نام سے

مشہور بین الانام ہے۔

حضرت ممدوح کی متعدد تصانیف تو فن طباعت کے اجرا کے ساتھ ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مدت سے نایاب بھی ہو چکی ہیں، اور بعض گرانقدر مصنفات کی اشاعت بطباعت ارباب ذوق کیلئے اب تک مرکز اشتیاق اور محور انتظار رہی ہے، جن میں سے ایک نفیس و انیق تحفہ یہی نسخہ ہدایت آئین، **نزہۃ السالکین** ہے۔ جو گرم روان مسالک فنا اور زود رسان منازل بقا کیلئے خضر رفیق اور منار طریق ہے۔

ہم سادات جالندھر کے جلیل الشان خاندان "الحسنی السیفی" کے معین نبیل قابل عزت بیضا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بیرسٹرایٹ لاء کے صمیم قلب سے شکرگزار ہیں کہ آنمخدوم نے علم تصوف کی اس جامع کتاب کا اردو میں ترجمہ فرما کر اس کے فوائد کو عام و تام کر دیا۔ اس کا پہلا حصہ شائع ہو گیا ہے اور دوسرے حصے کی طباعت کا اہتمام ہو رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ علم باطن کے شائق اس صحیفہ منیفہ کی کما ینبغی، قدردانی اور جناب ناشر کی ہمت افزائی فرمائینگے۔ قیمت فی نسخہ سوا روپیہ ہے۔ اور جناب ناشر سے ذیل کے پتہ پر دستیاب ہو سکتی ہے :۔ سید ذکاء اللہ شاہ صاحب کوٹ پیشکہ جالندھر شہر

اور **منیجر مکتبہ علمیہ متصل مدرسۃ البنات جالندھر شہر** سے بھی دستیاب ہو سکتی ہے

مندرجہ ذیل طالبات کو انجمن مدرسۃ البنات کی طرف سے سالانہ امتحان میں اول دوم اور سوم آنے پر انعام تقسیم کئے گئے۔ انعامات انجمن کی طرف سے کتب کی صورت میں اور مفخر ملت عالیجناب خانبہادر راجہ محمد حسن خانصاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کی جانب سے نقود کی شکل میں۔ (بعض طالبات جو مدرسہ چھوڑ چکی تھیں انعام حاصل نہ کر سکیں۔ اسکے علاوہ مرحومہ سعیدہ سلطانہ بنت عبدالطیف شاہ کے انتقال کا افسوسناک اعلان کرنے کے بعد انکا انعام علیحدہ کر دیا گیا)

صف	اول	دوم	سوم	انعام
صف اول ادنے	زبیدہ فضل الہی، اختری عطا محمد	ثروت جہاں محمد عظیم	صفیہ بیگم عبدالرحیم	بحسب معیار ترقی مختلف کتب
" " اعلی	حمیدہ خانم عزیز بخش	سلامت احمد بخش	ذکیہ شبیر محمد	" " " "
" ثانی	نیر جہاں عزیز الرحمن	شریفہ خانم عبدالرحمن	تسنیم جہاں اصغر علی	" " " "
" ثالث	اختر النساء عابد حسین	شریفہ خانم غلام قادر	سکینہ مرزا خان	" " " "
" رابع	سعیدہ بنت عبدالطیف شاہ	رشیدہ خانم فضل کریم	امامہ خاتون	" " " "
" خامس	فاطمہ خاتون فیض محمد خاں	صغرا بتول	شیریں بی بی فیض محمد خان	" " " "
" سادس	نور بیگم برکت علی	ستارہ جبین	مسعودہ محمد صدیق	" " " "

جنگ کا رنگ

(ادارہ)

روس کا محاذ یعنی میدان جنگ: خیال تھا کہ جرمنی یورپ کے تمام ممالک پر قبضہ اور غلبہ پانے کے بعد اپنے لیے محفوظ ہو جائے گا لیکن دنیا یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئی کہ ۲۲ جون کو اس نے دنیا کی سب سے عظیم بری اور ہوائی طاقت روس پر اچانک حملہ بول دیا اور وہ دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے خوفناک جنگ چھیڑ بیٹھا۔ سات ہفتے تک دو ہزار میل لمبے محاذ پر لڑتے لڑتے اس نے روس کا تین چوتھائی صنعتی علاقہ فتح کر لیا وہ شمال میں لینن گراڈ کے قریب تک جنوب میں روستوف (یعنی کاکیشیا کا دروازہ) تک اور وسط میں روس کے دارالخلافہ ماسکو کی دیواروں تک جا پہنچا۔ جرمنی کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس لڑائی میں روس کے ۳۸ لاکھ سپاہی گرفتار کر لئے ہیں۔ قریباً اتنے ہی قتل کر دیئے ہیں۔ اور بے انت زخمی کئے ہیں اس طرح ایک کروڑ سے اوپر روسی فوج ناکارہ کر دی ہے۔ روس کہتا ہے کہ اس نے قریباً ۴۵ لاکھ جرمنی سپاہ ناکارہ کر دی ہے۔

جرمنی نے یہ ڈینگ ہانکی کہ اس نے روسی لشکر کو اتنی کاری ضرب لگا دی ہے کہ اب اس میں سکت باقی نہیں رہی لیکن پچھلے دنوں جب یہ خبر آئی کہ روس نے جوابی حملے شروع کر دیئے ہیں۔ تو اس وقت سے برابر یہی اطلاعات آ رہی ہیں کہ روسی فوج بڑھتی چلی جا رہی ہے حتیٰ کہ اس نے بہت سے شہر جن میں کالنن، روستوف بھی شامل ہیں پھر جرمنوں سے چھین لئے ہیں اور جرمنی کو شکست پہ شکست دیتے ہوئے متواتر بڑھتا چلا جا رہا ہے جرمنی کی جنگی روایتوں اور اس کے پروپیگنڈا کے پیش نظر دنیا جرمنی کی اس پسپائی کی توقع نہ رکھتی تھی۔ اب سوال ہوتے ہیں کہ جرمنی کہاں تک پیچھے ہٹتا چلا جائے گا۔ روس کب تک بڑھنے کی طاقت رکھتا ہے اور جرمنی کی ان شکستوں کے اسباب کیا ہیں؟ ان سوالات کے جواب دینا اس وقت ذرا مشکل امر ہے۔ البتہ اتنی بات تو پکی ہے کہ جرمنی کا یہ دعویٰ کہ روس کی طاقت تباہ کر دی گئی ہے یا تو جرمنی کے اندازے کی غلطی تھی یا اس کا غلط پروپیگنڈہ تھا۔

طرابلس کا محاذ: روس برطانیہ کا ساتھی بن کر اس پر بے حد زور دے رہا تھا کہ جرمنی کا روس پر بے پناہ دباؤ اسی صورت میں کم ہو سکتا ہے کہ جرمنی کے لئے یورپ کے مغرب یا کسی اور جگہ جنگ کا محاذ پیدا کیا جائے۔ برطانیہ اس بارے میں اگر جھجکتا تھا تو وہ سچا تھا۔ آخر اسے روس کی خواہش مجبوراً پوری کرنی پڑی اس نے مصر میں بے اندازہ تیاری کی۔ لاتعداد فوج، بیشمار ٹینک اور ہزاروں ہوائی جہاز جمع کئے اور دشمن کو غفلت میں دیکھ کر ایسا بھرپور وار کیا کہ وہ بھونچکا سا رہ گیا۔ لیبیا یعنی طرابلس میں جو ملک مصر کے مغرب کا ملک ہے یکایک داخل ہو گیا۔ جرمنی اور اٹلی کا بہت نقصان کیا۔ لیکن برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر چرچل نے اپنی آخری تقریر میں افسوس کیا ہے کہ اس حملے کا نتیجہ اندازہ کے مطابق نہ نکلا کیونکہ انکا خیال تھا کہ دشمن کو چند ہی روز میں تباہ و برباد کر کے طرابلس پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ دشمن نے وہاں امید کے خلاف نہایت سخت مقابلہ

کیا۔ اسکے ٹینک نہایت بھاری قسم کے نکلے اور وہاں اس نے
"گلائیڈروں" یعنی بغیر انجن کے چلنے والے ہوائی جہازوں سے کمک
پہنچادی۔ لیکن برطانیہ نے پھر حملہ شروع کر دیا ہے اور وہ
طرابلس میں دشمن کو دھکیلتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔

مشرق بعید کا محاذ۔ مشرق بعید سے مراد دنیا کا وہ
حصہ ہے جسے سورج اپنا روشن چہرہ سب سے پہلے دکھاتا ہے اور
وہ براعظم ایشیا کے مشرقی ممالک اور بحرالکاہل کے جزیرے ہیں
بحرالکاہل کے مشہور جزیروں میں ہوائی، آسٹریلیا، جزائر شرق الہند
جاپان، فارموسا اور سنگاپور وغیرہ ہیں۔ اور ایشیا کے مشرقی
ممالک میں چین، فرانسیسی ہند چینی، سیام، ملایا اور برما وغیرہ
شامل ہیں۔

جاپان نے پچھلے پچاس برسوں میں ایشیا کے سب ملکوں
سے زیادہ ترقی کی ہے اور تجارت کے مقابلہ میں وہ مغرب
کے صنعتی سے ٹکرلے رہا ہے۔ اس کا مقابلہ امریکہ اور برطانیہ
سے سمجھا جاتا ہے۔ وہ اس کا ہر جگہ تجارتی مقابلہ کرتے رہے ہیں
چین اپنی آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے چنانچہ
امریکہ اور برطانیہ کے مفاد اس ملک میں موجود ہیں۔ جاپان نے
چھ سال پہلے چین کے شمالی ملک منچوریا کو جسے اب منچوکو کہتے
ہیں فتح کر کے چار سال ہوتے کہ چین پر بھی حملہ کر دیا اور
چاہا کہ اسے اپنے قبضے میں کر کے دنیا کے اس آباد ترین ملک
کو اپنے صنعتی سامان کی منڈی بنا لیا جائے اور اس طرح
برطانیہ اور امریکہ کے تجارتی مقابلے سے بہت سی نجات پالے۔
چین کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ نئی فوج دنیا کے ہر ملک سے
زیادہ تیار ہونے لگی۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور روس
نے ملکر اسکی مالی مدد کی چنانچہ باوجود اپنے کچھ قیمتی ساحلی علاقے
کھو بیٹھنے کے وہ لڑتا رہا اور لڑ رہا ہے۔ اور جب تک برما اور
چین کو ملانے والی سڑک کھلی ہے چین کو جنگ کا سامان پہنچتا
رہے گا اور جاپان کا مقصد پورا نہ ہو سکے گا چنانچہ جاپان نے
چین کی اس راہ کو بند کر کے نہ صرف چین کو فتح کرنے بلکہ برطانیہ
اور امریکہ کے ان تمام ملکوں اور جزیروں پر قبضہ جمانے کی ٹھان
لی جن سے چین کو مدد مل رہی ہے۔ اب اس کی خواہش ہے
کہ مشرقی ایشیا سے یورپ کی تمام قوموں کو باہر نکال دے۔
اور اس طرح تمام بحرالکاہل اور تمام مشرقی ممالک پر قابض
ہو جائے۔ ان کی پیداوار کو سمیٹتا رہے اور اپنی صنعت کیلئے
ان کو منڈیاں بنا کر مشرق کا شہنشاہ بن جائے۔ یہ ہے اس کا
"نیا نظام" جسے قائم کر کے رہنے کا وہ ڈھول پیٹ رہا ہے۔

اس نئے نظام کو قائم کرنے کیلئے اس نے تازہ قدم یوں
اٹھایا کہ امریکہ کو صلح و امن کی گفتگو کے فریب میں رکھتے ہوئے
۸ دسمبر کے تاریکی دن کو بحرالکاہل کے امریکی جزیروں اور
سیام پر دھاوا کر دیا۔ یہ حملہ اتنا اچانک اتنا زبردست اور
اتنے پھیلاؤ میں ہوا کہ تمام عالم حیران رہ گیا۔ اس نے امریکی
جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ اور بعض پر فوجیں اتارتے ہوئے
لڑائی کر رہا ہے۔ اس نے ملک سیام کے تمام ملک پر قبضہ
جما لیا ہے یہ ملک فرانسیسی ہند چینی کے ملک کے ساتھ
ملتا ہے جسے جاپان اپنی عیاری سے چند مہینے گزرے کہ
بغیر لڑائی کے ہتھیا چکا ہے۔ سیام سے گزر کر اسکی فوجیں
ملایا کی برطانوی فوجوں کو پیچھے ہٹاتی جا رہی ہیں حتیٰ کہ
برما کی ایک بحری اور ہوائی اڈے وکٹوریا پوائنٹ میں

بھی داخل ہوگئی ہیں۔

جاپان کی ہوائی طاقت نے امریکہ اور برطانیہ کی بحری بیڑے کو اپنے حملے کے ہیبا۔ دونوں میں اتنا نقصان پہنچایا جسے خود یہ ملک بھی ناقابل برداشت تصور کر رہے ہیں۔ دو جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اتنی دری صاف کہہ رہے ہیں ان کے پانچ بڑے جنگی جہاز ڈبو دئے گئے ہیں اور کئی بڑے کشتی جنگی جہاز بھی امریکہ اور برطانیہ میں ایسے بڑے جنگی جہازوں کے اتنی تعداد میں ڈوب جانے پر انتہائی تعجب کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہونا اسی صورت میں ممکن ہے جب جاپان نے ان کو ڈبونے میں کسی نئے ہتھیار سے کام لیا ہو۔ لیکن مسٹر چرچل یہ نہیں مانتے ان کا خیال ہے کہ جاپانی ہوابازوں کی بہت مستعدی چالاکی اور بہادری کے نتیجے میں ایسے دردناک واقعات پیش آئے ہیں۔

کچھ بھی ہو جاپان نے ایک تاریخی مکاری کی ہے۔ اور وہ جرمنی اور اٹلی کے نقش قدم پر چلتا ہوا بغیر اعلان جنگ کئے اچانک حملہ کرنے میں اپنے عیار استاد سے کم نہیں رہا۔ اور ایشیا کی قوموں کا داماد آقا بن بیٹھنے کی ہوس میں لاکھوں جانوں کو قتل کرانے اور قتل کرنے میں بھی ان سے بڑھ جانے کی سعی کر رہا ہے۔

برطانیہ اور اسکی نوآبادیات ہندوستان، ممالک متحدہ امریکہ بعض دوسری امریکی ریاستوں، ہالینڈ کے جزائر ہند چینی نے جاپان کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے حتیٰ کہ چین نے بھی۔ ادھر جرمنی، اٹلی اور دوسرے محوری ملکوں نے بھی امریکہ، برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف۔ البتہ روس نے ابھی تک جاپان کے خلاف اعلان جنگ نہیں۔ ترکی، آئرلینڈ اور افغانستان ناطرفدار رہنے کا اعلان کیا ہے۔ اس جنگ کی لپیٹ دنیا کے سب ملک آگئے سوائے سات آٹھ ملکوں کے۔ یہ جنگ دنیا کی سب سے بڑی جنگ ہے۔ شاید یہ بہت لمبی ہو جائے۔ خدا کی بے شمار مخلوق اسکی بھینٹ چڑھے گی صرف اس لئے دنیا پر غلبہ پانے کے تا ایک ارادے اپنی انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ مادی قوتیں یعنی تباہ خیزیوں کے پورے جوہر دکھائینگی۔ دنیا کا بیشتر حصہ تباہ ہو کر رہیگا۔ باقی ماندہ ادھ موئی دنیا سوچے گی کہ دنیا کا صحیح نظام کیا ہو روحانیت اور اخلاق کا صحیح مقام تلاش کیا جائے گا اور آخر وہ ملے گا۔ قرآن کے صفحوں میں تاریخ اسلام کے اوراق میں۔

صف	اول	دوم	سوم	انعام
صف سابع	رقیہ بیگم عبدالمجید	صفورہ خانم محمد جمیل خاں	صبیحہ سلطان محمد حسین	دس دس روپیہ فی لڑکی
" ثامن	حمیدہ خانم صدرالدین	نجیبہ بیگم شرف دین	حشمت بی بی پیر بخش	اول انعام ۳ روپے دوم سوم ایک کتاب [illegible]
" خصوصیہ ثانیہ	زرین اختر وعزیز فاطمہ	حفیظہ خانم اکبر علیخاں	عابدہ خانم فضل محمد	بحسب معیار لیاقت مختلف
" خصوصیہ اولیٰ	حمیدہ بانو	نجمہ عزیز محمد سرور	زبیدہ خانم	" " "
" عاشرہ	نزہت جہاں محمد اعظم	بشیرہ بیگم پیر بخش	وحیدہ سلطان عبدالرحمن	" " "
" ادیب عالم	عشرت رحمت اللہ	مسعودہ بیگم نذیر احمد	معصومہ بیگم نذیر محمد	" "
" مولوی عالم	امۃ الحفیظ محمد دین	امیر سلطان جلال الدین	رضیہ منیر عبدالحق	" "

خطبۂ صدارت

جو جناب محترمہ [redacted] صاحبہ، بیگم صاحبہ ڈاکٹر یار محمد خاں ایم۔ ڈی۔ لاہور نے انجمن مدرسۃ البنات کے زنانہ سالانہ جلسے کی تقریب پر بتاریخ ۹ر نومبر قیصر باغ جالندھر میں ارشاد فرمایا۔

خواہران عزیز و دختران باتمیز۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ! پہلے میں اس خالق ارض و سما، مالک کون و مکان کی حمد و ثنا اور شکر بجالاتی ہوں جس نے انسان کو زبان اور لسان کو قوت بیان عطا فرمائی۔

اس کے بعد اس سرورِ کائنات، اشرف الانبیاء، حبیب خدا رحمۃ للعالمین کی نعت سے اپنی زبان ژولیدہ بیان کا تبرک بڑھاتی ہوں، جس نے نور ایمان سے انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنایا۔ غلاموں کی زنجیریں کاٹ کر لڑکیوں کو قتل کرنے والوں، بلکہ زندہ دفن کردینے والوں کے ہاتھوں میں ڈالیں۔ عورت کو قعر مذلت سے اٹھا کر ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ۔ کی معراج مساوات تک پہنچایا۔

پھر آلِ اطہار، صحابۂ کبار، تابعین ابرار اور تبعین اخیار کی منقبت کرکے دامن آرزو گوہر مراد سے بھرتی ہوں وہ نفوس قدسی جنہوں نے احکام الہٰی اور سنت رسالت پناہی کی پیروی کی اور تدوین و تبلیغ میں عمریں صرف کردیں جان و مال اولاد و املاک غرض سب کچھ اس راہ میں قربان کرکے از غرب تا شرق و از جنوب تا شمال صحرا و آبادی، دشت و جبال غرض ہر خطۂ زمین پر نور خداوندی پہنچایا اور ارشاد محمدی پھیلایا۔

جس طرح منعم حقیقی کا شکر فرض ہے اسی طرح منعم مجازی کا تشکر یہ واجب۔ لہٰذا ناسپاسی ہوگی اگر میں اس امر پر بھی اظہار تشکر نہ کروں کہ مجھے اس بابرکت جلسے کی صدارت کا اعزاز بخشا گیا۔

بانوان ذی قدر! میں نہ تو کوئی مقررہ ہوں، نہ ادیب نہ ایسی صاحب علم و فضل کہ اپنی پُر تاثیر تقریر سے آپ کے سینوں کو گرما دوں، اپنے پُر جوش الفاظ سے آپ کے دلوں کو تڑپا دوں یا فاضلانہ نکات سے آپ کے اذہان کو اپنے مقصد کی طرف متوجہ کرلوں۔ میں کوئی مصلح بھی نہیں کہ قوم و ملت کی اصلاح کی کوئی تجویز آپ کے سامنے پیش کروں! اب قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر میں آپ کے سامنے کیوں حاضر ہوئی ہوں۔ مخدراتِ عصمت! میں ایک بیمار ہوں، دردمند ہوں۔

کراہتی ہوں میں دردِ جگر کی شدت سے

آپ سے مرض کا مداوا اور درد کی دوا چاہتی ہوں۔

عزیزی ہوا اور پیاری بچیو! چشمہ کا پانی منبع پر نہایت صاف و شیریں و شفاف ہوتا ہے لیکن جوں جوں آگے بڑھتا ہے زمین کی تاثیر کو قبول کرتا اور رنگ و ذائقہ کی آمیزش سے کہیں کا کہیں اور بدمزہ ہوتا جاتا ہے۔

اسی طرح آفتاب رسالت عرب میں طلوع ہوا اس چشمۂ ہدایت سے صدہا بلکہ ہزارہا نہریں جاری ہوئیں جن سے تمام عالم سیراب و فیض یاب ہو۔ اسی خورشید جہاں تاب کی شعاعیں ہندوستان بھی پہنچیں۔ ورنہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ ہمارا ہندوستان اور کہاں یہ جلسہ تلقین دین متین! ہندوستان میں دین اسلام ترکوں کی وساطت سے پہنچا اور ترکوں کا دامن اصول اسلام کے کہاں تک آباد سے ایران میں پرہوا جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں ملنے تک اسلام کے خالص سونے میں ایران، ترکستان اور پھر ہندوستان کے رسم و رواج کی کھوٹ شامل ہوگئی اور ہم نے اسی کو کندن سمجھ کر گلے کا ہار اور سر کا سنگار بنا لیا۔

لیکن ایک کسوٹی کامل معیار وہ حقیقی محک جسکی حفاظت کا وعدہ خود خداوند لم یزل نے وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ سے فرمایا ہے ہمارے پاس موجود تھی! گو ہم اس سے غافل تھے۔ اسی معیار پر پرکھ پرکھ کر متعدد برگزیدہ نفوس ہمیں وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہے اور ہم میں سے خوش نصیب اہل بصیرت ہدایت یاب بھی ہوتے رہے، مگر غفلت کیش نافہم اپنی کج بحثی سے اسی مغشوش اور کھوٹے سونے کو سینے سے لگائے رہے۔

یکایک مغرب سے ایک آندھی اٹھی آسمان سراپا گرد، جہاں سراسر غبار ہوگیا۔ زمانے کی آنکھیں جھپک گئیں سب کے سب کور و کر و گنگ، اندھے، بہرے اور گونگے ہوگئے پھر جو آنکھوں پر مغربی عینک لگا کر دیکھتے ہیں تو دنیا ہی اور ہے ہم نے اس [redacted] کا نام نئی روشنی رکھا بس پھر کیا تھا۔ اندھا تو ادھر ہی جائیگا جدھر عصاکش لے جائیگا۔ ہم بھی کورانہ تقلید میں تہذیب و تمدن یورپ کے پیچھے ہو لئے اور یہ وبا ایسی پھیلی جیسے بن میں آگ لگے دیکھتے دیکھتے سب کچھ بھسم تھا۔ اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، کھانا پینا، پہننا اوڑھنا، دعا سلام غرض سب کچھ بدل گیا۔ ہم ہم ہی نہ رہے۔

اس بیان سے میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ یورپ کی معاشرت میں عیب ہی عیب ہیں، خوبی کوئی بھی نہیں یورپ خاص کر انگلستان کی بیبیاں نہایت شریف، ہنرمند، محنتی جفاکش، کفایت شعار، اولاد و اعزا پر شفیق اور شوہروں کی جاںنثار ہوتی ہیں۔ خانہ داری کی تمام ذمے داریاں انکے سر ہیں، مرد کو کوئی سروکار ہی نہیں تمام آمدنی کا حساب و کتاب، خرید و فروخت کتر بیونت، سینا پرونا، بننا کاڑھنا کپڑے دھونا، استری کرنا، پکانا ریندھنا اور حد یہ ہے کہ گھر کے پائیں باغ میں پھول، پھل، سبزی ترکاری بونا سینچنا، کاشت، بطخ، مرغی، گائے بکری وغیرہ کی دیکھ بھال اور غور و پرداخت پھر بچوں کی تربیت و تعلیم، شوہر کی خبرگیری غرض یہ ہے کہ انگلستان کی ایک متوسط درجے کی بیبی اس قدر محنت و مشقت کرتی ہے جو ہندوستان کی ادنیٰ درجے کی عورت بھی نہیں کر سکتی۔ اور ایسی مدبر ہوتی ہے کہ ہمارے

[redacted]

یہاں کی اعلےٰ سے اعلےٰ طبقے کی عورت مقابلہ نہیں کر سکتی آفت تو یہ ہے کہ ہم نے ان سے وہ چیزیں لی ہیں، جن سے یورپ خود بیزار ہے۔ یورپ ان کو ترک کر رہا ہے اور ہم اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ مگر ان کی اچھی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اسی لئے میں اسے اندھیر کہتی ہوں۔

میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ اس اندھیر سے پہلے ہم میں برائیاں نہ تھیں۔ جہالت نہ تھی، مذہب سے غفلت نہ تھی، بیجا رسوم کی پابندی نہ تھی۔ عیوب تھے اور ضرور تھے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ پردہ تھا، حیا تھی، غیرت تھی، عفت تھی، حمیت تھی شفقت تھی، ہمدردی تھی، اطاعت تھی، فرماں برداری تھی • کفایت شعاری تھی، غمخواری تھی، محنت تھی، خدمت تھی کنبہ پروری تھی اور ان سب پر مستزاد قناعت تھی۔

آج ہم کہتے ہیں تعلیم ترقی کر رہی ہے۔ میری عصمت مآب بہنو، عفت مآب بچیو! علم کا مفاد ہے سب سے پہلے اپنی حقیقت و ہستی کو پہچاننا پھر مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے مصداق اپنی ہستی پر غور کر کے اپنے پیدا کرنے والے کی معرفت، اس کے اوامر کی پابندی اور مناہی سے حذر، اسلاف صالحین کے شعائر کا وقوف اور ان کی پیروی اخلاق کی درستی، حقوق العباد کی ادائی ملت و قوم کی تہذیب و معاشرت کا احیا، اقارب و اجانب کی نظر میں عزت حاصل کرنا اور اطاعت و شفقت، ہمدردی و غمخواری سے زندگی بسر کرنا۔

لیکن آہ موجودہ تعلیم سے کیا حاصل کیا جا رہا ہے مذہب سے بیگانگی، اپنی تہذیب سے بے تعلقی، بیکاری، خود آرائی، خودستائی، کج خلقی، بے محاظی، بے حجابی، بے پردگی، عریانی، فضول خرچی، سینما، گانا بجانا حتیٰ کہ ناچنا۔

میں نے آجکل کے عام مدارس کی طالبات دیکھی ہیں ان کی وضع پر غور کیا ہے۔ انکے خیالات معلوم کئے ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ مردوں سے ہر امر میں برابری کریں۔ انہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہو۔ آزادی سے جس وقت جہاں چاہیں آئیں جائیں پردہ مطلق نہ رہے، گھر کا کوئی کام قطعاً نہ کریں، بچوں سے غرض نہ ہو شوہر کی فکر نہ ہو۔ بس میں اتنے پر اکتفا کرتی ہوں خدارا بتائیے ان صفات کی ہستی کو عورت کہا جا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک تعلیم صرف مردوں سے مقابلے کا ہتھیار ہے۔

میں یہ مانتی ہوں کہ ملک کی عام جہالت اور احکام مذہب سے ناواقفیت کے باعث رسم و رواج کے سہارے ہند کی مسلمان عورتوں پر ظلم ہو رہا ہے اور شدید ظلم، نہ صرف بیوی ہی کی صورت میں، بلکہ عورت ماں، بیوی، بیٹی غرض ہر رنگ میں مظلوم ہے۔ مگر اس کا علاج جنگ نہیں مردوں سے انتقام نہیں اس کا مداوا ہے علم اور تعلیم کے بعد محبت اور خلوص، سرزنش نہیں فہمائش۔

آمدم برسر مطلب غرض ایک طرف تو تعلیم کی اتنی شدید ضرورت ہے کہ اگر ذرہ بھر بھی تاخیر کیسی غفلت ہوئی تو فنا یقینی ہے دوسری طرف فرض یہ ہے کہ تعلیم ایسی ہو جسے حاصل کر کے لڑکی لڑکی رہے اور وہ بھی مسلمہ لڑکی، ایسی جسکی سر سر ادا سے نور ایمان جھلکتا ہو شعائر اسلام ٹپکتے ہوں جو قابل فخر بیٹی، ذریعہ سرور بیوی اور سرمایہ شرف ماں بن سکے۔

یہ درد ہے، جو دل کو تڑپا رہا ہے۔ یہ ہوک ہے، جو رہ رہ کے

سینے میں اٹھتی ہے۔ یہ سوز ہے جو جگر کو جلائے ڈالتا ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں یہ مرض مجھے ہی لاحق نہیں بلکہ ایک وبا ہے عام اور میں بلاخوف تردید کہتی ہوں کہ بغیر استثنا آپ میں سے ہر ایک بہن اس بیماری میں مبتلا ہے۔

ابتدائے تخلیق میں تو ہمارے روحانی علاج کیلئے خلاق عالم انبیاء کو مبعوث فرماتا رہا ہے لیکن بعثت ختم ہوئی تو نبی علیہ التحیۃ والثنا کے بعد مجدد خلق فرماتا رہا چنانچہ اس وقت بھی اس نے بزرگوار محترم مولوی عبدالحق عباس صاحب بانی مدرسۃ البنات کو مع ان کی اہلیہ محترمہ اور نورانیوں عزیزہ حمیرا خاتون اور عزیزہ زینت خاتون اتالیق اللہ ہم کے ہمیں عطا فرما دیا۔ مگر پیاری بہنو اور عزیز بچو طبیب کا کام ہے نسخہ تجویز کرنا۔ دوا فراہم کرنا اور دوا استعمال کرنا کام ہے مریض کا۔

مولوی صاحب موصوف الصدر نے مدرسۃ البنات قائم کرکے اور اس کام کے لئے اپنی اور اپنے متعلقین کی ذوات بابرکات وقف کرکے نسخۂ اکسیر تجویز فرما دیا اب یہ کام ہمارا ہے کہ دوا مہیا کریں اور اس دار الشفا میں ان ماہر و حاذق طبیب سے تیار کراکے استعمال کریں اور صحت یاب ہوجائیں۔

مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے۔

اگر ہم کمر ہمت باندھ خدا کا نام لے اٹھ کھڑے ہوں اور قدمے، درمے، قلمے، سخنے جو جس سے ہوسکے بجا لائے، تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ دار الشفا ہمارا مکمل علاج نہ کردے اور یہ درسگاہ تمام مسلمانان ہند بلکہ اس سے بھی وسیع تر دنیائے اسلام کی واحد زنانہ یونیورسٹی نہ بنجائے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکی زیادہ سے زیادہ اعانت کریں نہ صرف خود ہی اعانت کریں بلکہ ہر فرد کو اعانت پر آمادہ کریں خواہ وہ روشناس ہو یا اجنبی۔ اور دل سے عہد کریں کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، حضر میں ہوں یا سفر میں غرض ہر عالم میں قدمے، درمے، قلمے، سخنے کسی قسم کی کوشش اٹھا نہ رکھیں گے تاآنکہ ہم اس درسگاہ کو حسب مراد کامیاب دیکھ لیں۔

میں ایک بار پھر مولوی صاحب ممدوح الصدر کی خدمت میں اس عزت افزائی پر ہدیہ تشکر پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتی نیز تمام حاضرات جلسہ کی بھی نہایت متشکر و ممنون ہوں کہ اس ہیچمدان و ہیچ میرز کی تقریر سننے کی زحمت گوارا فرمائی۔

آخر میں دعا کرتی ہوں کہ رب العالمین بحق محمدؐ و آل محمدؐ و بطفیل اصحاب اخیار و ابرار ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب فرمائے۔ آمین ثم آمین!!

خطبۂ صدارت

جو جناب محترمہ [redacted] صاحبہ بیگم صاحبہ عالیجناب خان محمد زمان خان ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے انجمن مدرسۃ البنات جالندھر کے سالانہ جلسے میں بتاریخ ۹ نومبر بمقام قیصر باغ جالندھر ارشاد فرمایا:۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خواتین کرام!

مجھے سب سے پہلے انجمن مدرسۃ البنات کے محترم ارکان کا دلی شکریہ ادا کرنا ہے جنکی عزت افزائی سے میں اس وقت اپنی ہمجنسوں کی محفل میں ایسے مقام پر جاگزیں ہوں جو نمایاں، بلند، اور عزت کا مقام ہے خصوصاً جبکہ اس محفل میں ایسی قابل، لائق، احترام، فاضل، اور قوم کی خدمتگزار بہنیں موجود ہیں جن کی موجودگی میں مجھے اس جگہ بیٹھے ہوئے شرمساری سی محسوس ہو رہی ہے۔ خدا کرے میں فی الحقیقت اس لائق ہو جاؤں کہ بہنوں کی خدمت کے صلے میں مجھے اس کرسی نشینی سے پوری مسرت اور دلی اطمینان ہو سکے۔

بہنو! عورتوں کا یہ ہجوم کوئی رسمی میلہ نہیں ہے کہ قیمتی اور بھلے کپڑے پہن کر اپنی ہمجنسوں سے ملاقات کر کے خوش گپیاں اڑا کر اور پسندیدہ چیزیں خرید کر گھروں کو واپس ہو جائیں۔ اس جلسے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ان خطبات اور ان تقریروں کو غور سے سنیں جو فاضل خواتین کی زبان سے ارشاد کی جائیں۔ خدا و رسولؐ کے احکام سنیں اور ان پر عمل کریں، دانائی اور کام کی باتیں سنیں اور پلے باندھیں۔ طالبات کی مفید تقریریں اور موثر نظمیں سنیں اور دیکھیں کہ علم کی برکت سے انسان کن بلندیوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اور علم سے بے بہرہ انسان جو دنیا میں اللہ کا خلیفہ بن کر آیا ہے مویشی و جانوروں سے بہتر نہیں ہے۔ آپ ان ننھی ننھی بچیوں کو دیکھ رہی ہیں۔ یہ سب وہ بچیاں ہیں جنکے دانشمند ماں باپ نے اپنے بیٹوں سے علیحدہ کر کے محض ان کی اصل خیر خواہی کا بھید پا کر ان کو یہاں بہتر تعلیم کیلئے بھیجا ہے۔ یہ پوری تعلیم پا کر اس قابل ہو سکیں گی کہ نہ صرف اپنی زندگی کے اطوار کو شائستہ دیکھیں بلکہ دوسری عورتوں کو صحیح راہ دکھا سکیں۔

یہ انجمن جس کے محترم ارکان قوم کے لائق عزت افراد ہیں، مخلصوں کی ایسی جماعت ہے جسکو تمام ملک میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جس کا مبارک مقصد یہ ہے کہ عورت علم کے زیور سے آراستہ ہو سکے۔ وہ علم جس سے دنیا کی زندگی کو بھی بہترین حیثیت سے بسر کیا جا سکے اور جس سے آخرت بھی سنور سکے۔ یہ تعلیم صرف دنیا کی تعلیم نہ ہو۔ اسکے ساتھ ساتھ وہ تعلیم بھی ہو جسے خدا کی تعلیم اور خدا کے رسول کی تعلیم کہتے ہیں، جسے قرآن و حدیث کی تعلیم کہتے ہیں اور یہی تعلیم اصل تعلیم ہے۔

یہ بات عین صحیح ہے کہ جتنے دنیا بھر کے علموں کے خزانے تو حاصل کر لے مگر وہ قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ ہے تو اس علم کا صحیح معرفت نہ ہونے سے مرد مومن نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس ایک شخص قرآن کو جانتا ہے مگر وہ سائنسدان نہیں تو پھر بھی یہ اس دوسرے سے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ گو وہ دنیوی تعلیم نہ ہونے سے کوئی علمی فائدہ یا دولت حاصل نہیں کر سکا مگر عقبیٰ کی نعمتوں سے تو بہرہ ور ہو سکیگا جو ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ اور یہ الٰہی نعمتوں کا آخری عطیہ ہیں۔

آپ نے سنا ہوگا کہ دین کے عالموں کے علاوہ بھی حکومت کے بڑے بڑے مسلمان عہدیدار، جاگیردار، زمیندار اور امیر آدمی اس مدرسے کو دیکھنے آتے ہیں وہ اس مدرسے کی بیحد تعریف کرتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی دوسری ضروری تعلیم بھی یہاں بچیوں کو دی جاتی ہے جو ان کیلئے بہت ضروری ہے اس کے ساتھ ساتھ انہیں دین کی تعلیم اور اسکے آداب بھی سکھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ کوئی بدنصیب مسلمان ایسا نہیں ہوگا جو مذہب کی تعلیم کی خوبیاں دیکھکر ان کو برا کہے۔

آپ نے پرانی بزرگ عورتوں کو دیکھا ہے کہ ان پڑھ ہونے کے باوجود ان میں مذہب سے عقیدت ہے تو خواہ انہیں اچھا لباس پہننا نہ آئے، وہ طرح طرح کے کھانے پکانے نہ جانتی ہوں، محفل کے تازہ آداب سے ناواقف ہوں مگر آجکل کی "تعلیمیافتہ" لڑکیوں کی طرح خدا سے بے خوفی، اپنوں سے سرد مہری، تکبر، سخت مزاجی اور خود غرضی زیادہ ہرگز نہیں ہوتی ان کے عام اخلاق میں آپ نسبتاً زیادہ پاکیزگی، نرمی اور اچھائی پائیں گی۔

اگر سرکاری مدرسوں کی تعلیم اچھے نتیجے پیش کر سکتی تو مدرسۃ البنات کا نام مشرق و مغرب میں کیوں احترام سے لیا جاتا۔ اللہ کرے کہ اس درسگاہ کا مقصد پورا ہو۔ یہ عورتوں کی یونیورسٹی بن سکے اور اس کی شاخیں سارے ہندوستان میں پھیلی نظر آئیں یاد رہے کہ ابھی تک یہ مکتب اس منزل تک نہیں پہنچ سکا۔ جہاں پہنچا ہوا دیکھنے کی ہمیں آرزو ہے اور یہ راستہ بھی جن مشکلوں مصیبتوں اور انتہائی ایثار سے طے ہوا ہے اس کے بیان کے لئے علیحدہ دفتر کی ضرورت ہے۔ سردست اتنی عرض ہے کہ یہ عورتوں کی بہتری کا اپنا معاملہ ہے ہماری خودداری کا تقاضا ہے کہ ہم اس کی مدد کرنے میں مردوں سے زیادہ حصہ لیں، اس کی تعلیم کی قدر پہچانیں۔ اپنی بچیوں کو اس میں تعلیم دلانے کے لئے بھیجیں اور اس کی مالی مدد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

اپنی مختصر سی گزارشات کو ختم کرنے سے پیشتر میں ضروری خیال کرتی ہوں کہ عورتوں کی طرف سے انجمن مدرسۃ البنات کی ان کوششوں کے دلی شکریہ ادا کروں جو وہ ہماری تعلیمی بھلائی کے لئے کر رہی ہے۔ اور انجمن کی روح رواں حضرت مولانا عبدالحق عباس خاں کی بے مثال خدمت اور عورتوں کے لئے شکر گزار ہوں اور ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کی صاحبزادیوں کو ان پوری پوری دلچسپیوں کے شکریہ میں شامل کروں کہ وہ دن رات کی توجہ اور محنت سے ہمارے لئے اس نیک کام میں لے رہی ہیں۔

روئداد سالانہ نسوانی جلسہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

از محترمہ فہمیدہ سلطان بنت عبدالرحمٰن میر۔

خدائے ذوالجلال کے فضل وکرم سے مدرسۃ البنات کو قائم ہوئے اور علم وعرفاں کی روشنی ملک کے گوشے گوشے میں پھیلاتے سولھواں سال گزر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے مقدس مقصد میں کامگار کرے، اس کا مستقبل روشن سے سے روشن رہے۔ بدرگاہ رب العزت ہم سب کی دعا ہے کہ جویان مقصد اور تشنگان علم اس چشمہ شیریں سے زیادہ سے زیادہ سیراب ہوں۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

امسال مدرسۃ البنات کا یہ سالانہ جشن بروز اتوار بتاریخ ۹ نومبر ۱۹۴۱ء قیصر باغ جالندھر کے لیڈیز پارک میں حسب معمول نہایت تزک واحتشام سے منایا گیا۔ مجلس استقبالیہ کی ارکان خواتین اور بہت سی ممتاز بیبیوں نے انتظام میں سرگرمی سے حصہ لیا جناب فضیلت مآب محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر ڈاکٹر یار محمد خاں ایم ڈی لاہور نیز مکرمت نصاب محترمہ جناب بیگم صاحبہ خان محمد زمان خانصاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل نے ہر دو اجلاس کی کرسی ہائے صدارت کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اپنی علم پروری اور اسلام نوازی کا ثبوت پیش فرمایا۔ دونوں ذیشان بیگمات قوم وملت کا درد رکھنے والی اور طبقہ اناث کی خاص ہمدرد و خیرخواہ ہیں ہر دو بیگمات جلسے کی تاریخ سے ایک روز پیشتر ہی جالندھر میں تشریف فرما ہوگئیں۔ اور ہفتہ کے دن ۸ نومبر کو قریب ۳ بجے دن کے دونوں محترمات نے مدرسہ کا معاینہ کیا۔ بچیوں کی دستکاری اور مدرسہ کی تعلیمی حالت دیکھ کر اظہار اطمینان ومسرت فرمایا۔ ننھی بچیوں کی ڈرل اور ورزش سے بالخصوص بہت محظوظ ہوئیں۔ چنانچہ ہر دو صاحبات کی جانب سے مدرسہ کی اعانت کے لئے مبلغ پچیس روپے کے عطیے کا اعلان ہوا۔ خدا تعالےٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اتوار ۹ نومبر کو صبح ۹ بجے قیصر باغ جالندھر میں پردے کے حسب معمول مکمل وبہترین انتظام کے تحت خواتین کرام کا اجتماع شروع ہوگیا۔ امسال خواتین بیرونجات اور مضافات سے کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئیں۔ انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے اشیاء خوردنی کا پورا انتظام تھا۔ علاوہ ازیں طالبات مدرسہ کی تیار شدہ دستکاری بطور نمایش اور بغرض فروخت ایک الگ خیمہ میں لگائی گئی تھی۔

طالبات مدرسہ سرخ ربن کے نشان باندھے مختلف کاموں کیلئے اپنی اپنی مقررشدہ جگہ ایستادہ تھیں۔ مہمان بیگمات کی آمد جاری تھی۔ صدر محترمہ کی تشریف آوری سے قبل خواتین کی دلچسپی کیلئے لاؤڈ سپیکر پر مختلف نظمیں وغیرہ نشر ہوتی رہیں۔ دس بجے کے قریب جب محترمہ صدر صاحبہ تشریف لائیں تو لیڈیز پارک کے گیٹ پر طالبات ومعلمات نے شایان شان استقبال کیا۔ طالبات نے دلکش اشعار گا کر اظہار مسرت کیا، اور معلمات

نے پھولوں کے ہار پیش کئے۔ ان کو ساتھ لئے ہوئے درمیان صدر صاحبہ سٹیج تک تشریف لے گئیں۔ مدرسہ کی طالبات نے ترانۂ حمد گایا جس وقت وہ ... مدرسہ کے افتتاح پر گایا گیا جس کا پہلا شعر ہے ... جو مقصود کائنات ہے

... سے پیارا وہ ترے

اس کے بعد ... ایک خوش الحان طالبہ نے تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا افتتاح کیا۔ مجلس نے بطور تعظیم کھڑے ہو کر ... اس وقت بھی بہت رقت انگیز ہو رہا تھا ... زیر و بم پر ... معلوم ہوتے ہیں ... نظر قدسیان فلکی بھی خاموشی ... سے شریک محفل معلوم ہوتے تھے ہیں۔ تقریباً ۱۰ منٹ کے بعد تلاوت ختم ہوئی اور مجلس سکون سے اپنی اپنی جگہ متمکن ہو گئی۔ اس کے بعد ... ایک اور طالبہ رشیدہ بیگم اور ... خصوصیت نمبر ... طالبہ حمیدہ بیگم نے مل کر ایک نعت شریف بہترین لے سے سنائی مصرع ہے

؎ اک دن رسول ہاشمی ... نکلے کہیں

بعد ازاں محترمہ حمیرا خانم صاحبہ صدر معلمہ مدرسۃ البنات نے جناب صدر بیگم ڈاکٹر ... محمد ... صاحب کا اہل مجلس سے تعارف کراتے ہوئے نہایت شاندار الفاظ میں آپکی سلام دوستی خیر سگالی اور ایثار پیشگی کا تفصیلی تذکرہ فرمایا اور اجلاس اول کی صدارت آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کی۔ تالیوں کی گونج اور اللہ اکبر کے نعروں میں جناب بیگم صاحبہ زینت آرائے کرسی صدارت ہوئیں۔ محترمہ صدر معلمہ صاحبہ نے بیش قیمت زریں ہار آپ کے گلے میں پہنایا۔ جو خاص اسی تقریب کیلئے طالبات مدرسہ نے تیار کیا تھا۔ کرسی صدارت پر آپکی فروکشی کے بعد طالبات مدرسہ نے ایک شاندار نظم استقبالیہ بہت ہی دلکش اشاروں کے ساتھ پڑھی اور نقرئی فریم میں نصب یہی نظم آپ کو پیش کی گئی۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

مبارک ہو مقبول خانم کا آنا

اس کے بعد جلسے کی کارروائی باقاعدہ شروع ہوئی۔ تمام خواتین ہمہ تن گوش ہو کر پوری دلچسپی اور شوق سے ایک ایک لفظ سن رہی تھیں۔ لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے پنڈال کے باہر بھی بخوبی سب کارروائی سنی اور سمجھی جاتی تھی۔ اسطرح جلسے کے کاروبار کو انجام دینے والی طالبات جو بحیثیت رضاکار اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر کھڑی تھیں پوری طرح سٹیج کی تمام کارروائی سے مستفید ہو رہی تھیں۔ نظم استقبالیہ کے بعد جناب صدر کا بیرج خطبۂ صدارت پڑھا گیا جو ارشادات عالیہ اور نصائح حکیمانہ سے پر تھا آپ نے قوم کی زبوں حالی کی داستان غم انگیز پیرائے میں بیان کی اور اس درد کا درماں خدائے واحد کی سچے دل سے اطاعت اور اسکی تعلیمات کی عام اشاعت کو قرار دیتے ہوئے مدرسۃ البنات کی ضرورت اسکی اہمیت دلکش طرز ادا میں بیان فرمائی۔ اور خواتین کرام کو اس دینی درسگاہ کی ہر ممکن مدد و اعانت کے لئے ابھارا۔ (خطبۂ صدارت کسی دوسری جگہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے) امسال خواتین کا مجمع سالہائے گزشتہ سے دوچند تھا۔ تمام پنڈال میں تل دھرنے کیلئے بھی جگہ نہ رہی تھی۔ بہت خواتین بیرونجات سے بھی تشریف فرما تھیں۔ باوجود مجمع کی کثرت کے جلسہ گاہ میں مکمل خاموشی اور سکوت تھا۔ خواتین جالندھر نے مثال قائم کر دی ہے

کہ ایسے علمی مجالس میں آداب محفل کا کیونکر پاس کیا جاتا ہے بعدیں وجہ وہ مستحق مبارکباد ہیں۔ خطبۂ صدارت کے بعد ایک نظم پڑھی گئی جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

اس نظم کو عزیزہ عابدہ بیگم درجہ مولوی کی ایک طالبہ نے نے نہایت خوش الحانی سے پڑھا۔ اسکے بعد مدرسہ کی ایک لائق معلمہ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ نے ایک تقریر بعنوان "ایمان اور ہمارے افعال" کی جس میں آپ نے مسلمانوں کی قبرپرستی اور پیر پوجا کا تذکرہ کرتے ہوئے اسلام کے اصول بیان فرمائے اور وحدانیت کے مفہوم اصلی پر بلیغ پیرائے میں روشنی ڈالی۔ زاں بعد محترمہ وحیدہ پروین صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات نے ایک پُر تاثیر نظم پڑھی اور اپنے اشعار میں مدرسۃ البنات کی مدد و اعانت کا شوق دلاتے ہوئے چندہ کی اپیل کی۔ یہ نظم خاص اثرات رقت سے پڑھی اور ہزارہا سامعات کا مجمع پورے سکون اور توجہ سے سنتا رہا۔ نظم کے خاتمے پر پنڈال تالیوں سے گونج اٹھا۔ اس کے بعد محترمہ صدر معلمہ مدرسۃ البنات نے ایک نہایت پُر مغز اور پُر جوش تقریر کی اور درد بھرے الفاظ میں قوم کی زبوں حالی، اغیار کی چالاکی بیان کی حفاظتی تدابیر کے سلسلے میں مضبوط و منظم کوششوں کو بیان کرتے ہوئے اپنی غفلت، بے عملی اور بے روحی سے مقابلہ کیا نیز مدرسۃ البنات کے آج کے اجتماع کا مقصد بیان فرمایا اور خواتین کی اس امر پر توجہ مبذول کی کہ وہ اس مقصد کو کہاں تک پورا فرما رہی ہیں۔ آپ نے موثر لہجے میں مرد و عورت کے فرائض کا تفاوت اور پھر یکساں نصاب تعلیم کی خرابیوں پر روشنی ڈالی اور بیان فرمایا کہ عورت کی حیثیت کیا ہے؟ ماں ہونے کی صورت میں اس پر کیا کیا فرائض عاید ہوتے ہیں۔ ان فرائض سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کے لئے تعلیم دین کی کس قدر ضرورت ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے بورڈر طالبات کی تکالیف بتفصیل بیان فرمائیں جو وہ دوران سفر اور والدین کی جدائی کے سبب اٹھا کر علم دین حاصل کرنیکی غرض سے برداشت کرتی ہیں۔ تمام مجلس اثر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سب سننے والوں پر رقت کا عالم طاری تھا۔ آپ تقریباً پون گھنٹہ متواتر تقریر کرتی رہیں۔ آپ کے بعد درجہ عاشرہ کی ایک طالبہ نے ایک نظم مترنم سنائی جس کا پہلا شعر درج کیا جاتا ہے ؎

خستگی میں پاسِ غم ہائے نہاں کرتے ہوئے
اپنی خاموشی کو عنوانِ بیاں کرتے ہوئے

اس کے بعد عزیزہ اکبری خانم صاحبہ نے ایک تقریر اسلام کے موضوع پر انگریزی میں کی۔ اس وقت تقریباً ۲ بج رہے تھے اور ابھی طالبات مدرسہ میں انعام تقسیم کرنے باقی تھے اور اس رسم کو صدر مجلس محترمہ بیگم خان بہادر یار محمد خاں کے بابرکت ہاتھوں ہی انجام پذیر ہونا تھا لہذا اعلان تقسیم انعامات کیا گیا۔ انعاموں کی مکمل فہرست تو آپ کسی دوسری جگہ دیکھیں گی یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ انجمن مدرسۃ البنات کی طرف سے درجہ اوّل دوم سوم میں کامیاب ہونیوالی طالبات کو انعام تقسیم کئے گئے ان کے علاوہ مبلغ ۸۰/- روپے کے نقد انعامات بھی بعض دوسری طالبات کو دئے گئے جن کو حرمت مآب جناب بیگم صاحبہ خان بہادر احمد حسن خاں

بیگم ڈپٹی کمشنر بستی نے اپنی جیب خاص سے تجویز فرمایا تھا۔ آپ اس سال ہماری مجلس استقبالیہ کی دوسری مرتبہ صدر منتخب ہوئیں۔ تمام طالبات نے تالیوں کی گونج کے درمیان سٹیج پر جا جا کر اپنے انعام لیے۔ اس تقسیم کے اختتام پر ایک بج چکا تھا۔ اور یہ وقت پہلے اجلاس کے برخاست ہو جانے کا تھا اگرچہ پروگرام کا بہت سا دلکش حصہ باقی تھا مگر صبح سے بیٹھی ہوئی بیگمات، بچوں کے آرام نیز فریضہ نماز کی ادائیگی کے خیال سے بقیہ کارروائی کو روک لیا گیا اور اختتام اجلاس اول کا اعلان کر دیا گیا۔

اسی دوران میں ایک خاص دلچسپی اور زندگی کی بہترین چہل پہل سے لیڈیز پارک کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا بیگمات، لڑکیوں اور بچوں نے خرید و فروخت میں دل کھول کر حصہ لیا اور دوسرے اجلاس کے اعلان تک حسب مرضی مختلف اشغال میں حصہ لیتی رہیں۔

ٹھیک ۲½ بجے پنڈال میں اجلاس دوم کے لئے واپس آنے کا اعلان کر دیا گیا۔ سنتے ہی مدرسہ کی طالبات بدستور اپنی اپنی جگہ پر آ گئیں اور اہل مجلس نے بھی فروکش ہونا شروع کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے پنڈال کھچا کھچ بھر گیا حسب اعلان سابق دوسرا اجلاس زیر صدارت محترمہ بیگم خان محمد زمان خان صاحب منعقد ہونا قرار پا چکا تھا لہذا جناب صدر صاحبہ قیصر باغ میں عین وقت پر تشریف فرما تھیں۔ لیڈیز کلب کے دروازہ پر طالبات مدرسہ خوشنما نیلی پوشاک میں ملبوس ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے دورویہ قطار باندھے کھڑی تھیں۔ پرجوش استقبالیہ اشعار کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ معلمات نے پھولوں کے ہار ان کے گلے میں ڈال کر اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر اور صدا ہائے سلام کی آوازوں کے درمیان آپ کو سٹیج تک پہنچنے میں سہولت بہم پہنچائی خواتین ہمہ تن شوق ہو کر متوجہ ہو گئیں۔ محترمہ صدر معلمہ صاحبہ نے تعارف صدر کا فرض انجام دینے کے بعد تحریک صدارت کی۔ صدر صاحبہ نعروں کے درمیان کرسی پر فروکش ہو گئیں تو عزیزہ مجیدہ علوی و بشیرہ بیگم درجہ عاشرہ نے حمد پڑھی۔ پہلا شعر ہے؎

فلک رس تخیل کا لے کر سہارا
تجھے رات بھر میں نے تاروں میں ڈھونڈا

اسکے بعد طالبات مدرسہ نے نظم استقبالی دلکش طرز میں اشعار ہی کے ساتھ سنائی۔ طلائی فریم میں جڑی ہوئی یہ نظم آپ کو پیش کی گئی۔ نظم استقبالی بڑی دلچسپی سے سنی گئی۔ اسکے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے اپنا مختصر سا مگر نہایت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور اپنے قیمتی خیالات سے حاضرات مجلس کو مستفید ہونے کا موقعہ بخشا۔ اسکے بعد ایک نظم مدرسہ کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے اشاروں سے ادا کی۔ مصرع ہے؎

ہے سامنے کھلا ہوا میداں چلے چلو

جو اہل مجلس نے نہایت دلچسپی سے سنی۔ اشارے دیکھنے کیلئے مجمع ٹوٹا پڑ رہا تھا۔ ایک دوسرے پر اچک اچک کر دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ زاں بعد ایک نظم عربی کی عزیزہ شفیق جہاں، فہمیدہ بیگم اور زبیدہ عمر الدین درجہ رابعہ کی طالبات نے پڑھی۔ پہلا شعر ہے؎

اَنَّنِي بِنْتٌ صَغِيْرَةٌ [illegible] اَلْعُلَا التَّعْبِيْرَةُ

بعدہ محترمہ حسنیہ جبین صاحبہ ادیب فاضل سابقہ متعلمہ

مدرستہ البنات نے ایک فاضلانہ تقریر کی۔ اپنی تقریر میں آپنے بیان کیا کہ مذہب انسانی فطرت ہے۔ خالق عالم نے دین کو انسانی فطرت کی ترقی کیلئے بنایا ہے اور قرآن میں اصلی تعلیم اور صحیح اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے ہمیں ہمت و استقلال کا درس سبق ملتا ہے اسی پیغام نے دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی تھی۔ مگر آج اسلام کی کس مپرسی مسلمانوں کی زبوں حالی کی وجہ تعلیم اسلام و قرآن سے بے بہرہ ہونا ہے۔ یہ سب نکالیف مسلمانوں کو اسلئے ہو رہی ہیں کہ انہوں نے قرون اولیٰ کے بزرگوں کی پیروی کو چھوڑ دیا۔ قرآن کو چھوڑ دیا بلکہ خود خدا کو بھی چھوڑ چکے ہیں۔ لہذا خدا بھی انہیں چھوڑے ہوئے ہے۔ لیکن اس عہد گل کو حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں کو پھر قرآنی تعلیم کی طرف توجہ دینی ہوگی وغیرہ۔ آپکی تقریر بہت مؤثر ثابت ہوئی

بعدازاں مدرسہ کی ایک طالبہ علم نے "آزادی کے پروانوں سے خطاب" کرتے ہوئے ایک طویل نظم کہی۔ عزیزہ کے لحن داؤدی نے مجمع پر مسحور کن اثر ڈالا۔ اسکے بعد محترمہ ممتاز قریشیہ متعلمہ فسٹ ایر کلاس ڈی۔ اے۔ وی کالج نے ایک جامع و پُر مغز تقریر کی جسمیں آپ نے انسانیت کے عروج وزوال پر روشنی ڈالتے ہوئے قومی بے عملی کا پردہ چاک کیا۔ تقریر مدلل تھی اور علامہ اقبال مرحوم کے اشعار سے مزین تھی۔ آخر میں نتیجہ کے طور پر آپ نے بیان فرمایا عمل قرآن کا فقدان ہندوستان اور مسلمانوں کے زوال کا سبب ہے۔ تمام مقررات کی تقریریں بلند پایہ تھیں جنہیں کمال روانی اور پورے جوش و خروش سے ادا کرکے مقررات نے سامعات سے داد و تحسین حاصل کی ایک چھوٹی بچی نے جو مدرستہ البنات میں تعلیم پاتی رہی ہے۔ ایک گیت سنایا جس میں مصائب دنیوی کو ہنسی خوشی جھیلنے کی تلقین تھی۔ بچی کی زبان سے خاص لطف حاصل ہوا۔ اب پونے چار بجے تھے اور یہ وقت مدرسہ کی چند کھیلوں کی نمائش کے لئے مخصوص تھا۔ لہذا سب سے پہلے چھوٹی بڑی طالبات نے گتکا کھیلا۔ اسکے بعد ڈنڈے ہاتھوں میں لیکر بالکل چھوٹی بچیوں نے ڈرل کے مختلف کرتب دکھائے۔ ازاں بعد سات آٹھ سال کی بچیوں نے جو مدرسہ کی دوسری جماعت کی طالبات تھیں ایک عربی نظم گاتے ہوئے ایک دلکش ورزش دکھائی اس ورزشی گیت کا پہلا شعر ہے ۔

حَرَکاتُ الْجِسْمِ تُقَوِّیْهِ ۔ وَ تُنَمِّی الْعَقْلَ وَ تُزَکِّیْهِ

ان تمام کھیلوں اور ورزشوں کو حاضرات مجلس نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور تحسین آفرین سے بچوں کے دل بڑھائے بعدہٗ سندھی زبان میں ایک حمد درجہ خصوصیہ ولی کی تین طالبات نے پڑھی۔ یہ طالبات مدرسہ میں عربی و دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے سندھ جیسے دور دراز ملک سے جالندھر میں مقیم ہیں۔ اسکے بعد ایک طالبہ عزیزہ رشیدہ بی بخش درجہ خامسہ نے ایک تقریر فارسی میں ادا کی عزیزہ موصوفہ چونکہ افغانستان کی ہیں اسلئے وہاں اپنے مدرسہ کے متعلق جو پسندیدگی انہوں نے دیکھی اسے اپنی تقریر میں حاضرات کے سامنے بیان کیا۔ اس تقریر کا اردو زبان میں عزیزہ سلامت بیگم درجہ خصوصیہ ثانیہ نے خلاصہ بیان کرتے ہوئے انکے خیالات کو سامعات تک پہنچایا۔ بعدازاں ادیب عالم کی طالبہ مجیدہ علوی وبشیرہ بیگم درجہ عاشرہ نے ایک نظم کہی [illegible]

تجھ میں تھا ذوق یقین شان خلیل الٰہی

پھر ایک نظم اور پڑھی گئی۔ مصرع یہ ہے ؎

طاق نسیاں پر نہ رکھ قرآن زینت کے لئے

اس نظم کو رضیہ بیگم، شہناز خانم اور سجیلہ بیگم وغیرہ درجہ ثالثہ کی طالبات نے مل کر ادا کیا۔ اسکے بعد درجہ عاشرہ کی طالبہ بشیرہ بیگم نے ایک پُر مغز تقریر کی جسکا عنوان ہے "مسلمان عورت میدان زندگی میں"۔ بعدہٗ ایک نظم عزیزہ حامدہ خانم، منصورہ بیگم درجہ سادسہ کی طالبات نے پڑھی۔ مصرع یہ ہے ؎

سنو الفت ہے گر ہندوستاں سے

پھر ایک اور نظم پڑھی گئی جسکا عنوان ہے "مسلم پست کیوں ہیں"۔ اس نظم کو درجہ رابعہ اور خامسہ کی بعض طالبات صدیقہ بیگم انور سلطان، آسیہ خانم وغیرہ نے مل کر پڑھا۔ اس وقت پانچ بج چکے تھے مگر مجمع پورے سکون و اطمینان سے کارروائی دیکھ رہا تھا۔ پروگرام کا دلچسپ حصہ اب بھی باقی تھا اسلئے کارروائی بدستور جاری رہی۔ سکینہ خانم درجہ خامسہ کی ایک طالبہ نے وزن کے متعلق احادیث اور قرآنی حوالہ جات سے ایک تقریر کی اسکے بعد مدرسہ کی ایک طالبہ نے بہت پاکیزہ حمد دلکش ترنم سے پڑھی مصرع یہ ہے ؎ دل میں تو آنکھوں میں تو سانسوں میں تو

بالآخر سوا پانچ بجے کے بعد اجلاس دوم پوری شان وشوکت اور روایات گزشتہ کو تازہ کرتے ہوئے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں میں مجلس استقبالی کی طرف سے ان تمام بیگمات کا شکریہ تہہ دل سے ادا کرتی ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی وقت کو ہماری دعوت پر تمام دن جلسہ گاہ کے اندر رہ کر بچیوں اور معلمات کی سال بھر کی محنت کا جائزہ لینے میں صرف کیا نیز ان تمام مہربان کے بھی ہم کچھ کم شکرگزار نہیں جنہوں نے انتظام جلسہ کو زیادہ بہتر بنانے میں وقتاً فوقتاً ہاتھ بٹایا اور بعض نے چندہ کی فراہمی کا اہم کام اپنے ذمہ لیکر معلمات کے ایک بار کو ہلکا فرمایا۔ بے انصافی ہوگی اگر ہم اپنے خرد سال سکاوٹ بھائیوں کا شکریہ ادا نہ کریں جنہوں نے اپنی بساط سے زیادہ ہمت وحوصلہ سے کام لے کر اندرونی وبیرونی انتظام میں حصہ لیتے ہوئے بیش قیمت خدمات ادا کیں۔ دعا ہے کہ یہ نونہال جب میدان زندگی کی عملی شاہراہ پر گامزن ہوں تو ایوان قوم کیلئے مضبوط تریں ستون ثابت ہوں آمین ثم آمین۔

فہمیدہ سلطان بنت عبد الرحمن مہتمم

دعوتِ عمل

(از محترمہ وحیدہ پروین صاحبہ)

عزیزہ وحیدہ پروین حسب سابق اس مرتبہ بھی زنانہ جلسے کی تقریب پر آئیں اور مدرسے سے اپنی دلی وابستگی اور اسکی بہی خواہی کے اظہار میں کچھ اور اشعار پڑھکر داد وفا حاصل کی خدا عزیزہ کو شاد وخرم رکھے اور ان کے جذبات قومی میں مزید قوت پیدا ہو۔

(ادارہ)

جہاں میں بڑھ رہی ہے کفر و باطل کی عملداری ؛ اٹھو! اس خواب غفلت سے کہ اب ہے وقت بیداری
بہت دلسوز تھا بگڑی ہوئی حالت کا نظارہ ؛ جہالت کی گھٹائیں ہو گئی تھیں چار سو طاری

تمہارے واسطے جاری کیا چشمہ ہدایت کا ؛ تمہارے سر پہ "آقا جی" کا ہے احساں بہت بھاری
ترقی قوم کی ہے منحصر تعلیم نسواں پر ؛ اسی باعث تو جد و جہد یہ کرنی پڑی ساری
عجب حیرت ہے اس تعلیم گاہِ نامور کو بھی ؛ میسر ہے فقط اک مختصر سی چار دیواری
یہ تنگی دیکھ کر دل کو بہت افسوس ہوتا ہے ؛ مسلمانوں میں کیا باقی نہیں احساس خودداری
مدد اس مدرسے کی جان و دل سے فرض ہے تم پر ؛ کرو امداد کی بس آج سے پر جوش تیاری
یہی اب خدمت اسلام کا اچھا طریقہ ہے ؛ عزیزوں سے کرو مالی اعانت کی طلبگاری
یہی لے دے کے صورت ہے پنپنے کی زمانے میں ؛ کرو اس مدرسے کی دل سے ہر ممکن طرفداری
بہت ممکن تمہاری کوششیں لائیں ثمر آخر ؛ بہت ممکن کہ باطل کو میسر ہو نگونساری

حقیقت ہے عیاں دل کی مری سادہ بیانی سے
نہیں پوشیدہ رہ سکتی کبھی پردیں وفاداری

قربانی

ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی یادگار

(از جناب سید محمد ازہر شاہ قیصر دیوبند)

اسلام، انسانوں کو اس عالم کون و فساد کی دلچسپیوں اور چند روزہ عیش و آرام سے غیر متوجہ کرکے اللہ پاک کی رحمت واسعہ سے حصہ دلانے کیلئے اس کے اطاعت گزار اور فرمانبردار بندے بنانے کا خواہشمند ہے۔ انسانوں میں رضائے حق کے حصول کے نیک جذبہ کو پھیلانا اس کا مقصد ہے اور وہ انسانوں کو نفس و شیطان کی بندگی سے نجات دلا کر "اللہ کے راستہ میں سر رکھ دینے" اور صرف اللہ کیلئے انہیں اپنی عزیز ترین چیز کی قربانی پر آمادہ و مستعد کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ انسانوں کے وجود کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے کو اللہ کیلئے قربان کردے تاکہ آخرت کی لذتیں، مسرتیں اور راحتیں اسے حاصل ہو سکیں جن سے لطف اندوز ہونیکی صلاحیت وہ اپنی مادی کثافتوں اور آلائشوں کی وجہ سے نہیں رکھتا اسلئے دین قیم نے اپنے پیروؤں کو اللہ کے راستہ میں قربان ہو جانے کی تعلیم دی ہے۔ یوں تو اسلام نام ہے قربانیوں اور

معبود برحق کی اطاعت کرے۔ جو ایک مرتب و باقاعدہ نظام
کا۔ اور مسلمان کا مرکز اور مرآت ہو یہ ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات
کو اپنے اوقات کو اپنی دولت کو اپنی محبت کو اپنے مال اور دولت کو
غرض کہ اپنی ہر محبوب اور عزیز شے کو باری تعالیٰ کی راہ میں
قربان کر دے تاکہ اسکی پیدائش کا مطلب حاصل ہو جائے لیکن
اسکی تاکید ہے کہ سال بھر میں ایک مرتبہ روئے زمین کے تمام
کلمہ گویان اسلام اس مقام پر جمع ہو کر جہاں آج سے قریباً قبل
پہلے اللہ کے ایک ایسے نیک و برگزیدہ بندے نے جو اس تماشا گاہ
عالم کی دلچسپیوں سے متنفر ہو کر اللہ کیلئے وقف ہو چکا تھا جس کی
حق پرستی غلغلہ انداز تھی اور جس نے دنیا میں توحید
باری تعالیٰ کا نعرہ اس وقت بلند کیا جب یہاں بت پرستی کی جہالت
عام ہو چکی تھی جس کی صداقت شعاری نے اس آتشکدہ کو رشک
صد چمن اور نمونہ جنت بنا دیا تھا جہاں اسکے مخالفین نے نمرود کی
خدائی کے تار و پود بکھیرنے کے جرم میں اسے دھکیل دیا تھا۔ تازہ
غیب پاکر اپنے اکلوتے فرزند کو اللہ کے راستہ میں قربان کرنیکا
ارادہ کیا تھا اپنے قلوب میں قربانی کا ولولہ اور اطاعت خداوندی
کا جذبہ پیدا کرنے نیز اس اہم واقعہ کی یاد تازہ رکھنے کے لئے
اپنی پاک کمائی سے خریدے ہوئے اچھے جانوروں کو اپنے
ہاتھوں سے قربان کریں۔ اور جو لوگ اس مرکز تک نہ پہنچ
سکیں وہ اپنے مقام ہی پر اس رسم کو تازہ کریں۔ ملت بیضا
کو اس حقیقت سے خوب واقف ہو جانا چاہئے کہ یہ رسم
ایک بیہودہ اور بے معنی رسم نہیں۔ بلکہ رضائے مولا
کے جویا اس کے ذریعہ اپنے قلوب میں اللہ پاک کی طاعت
کے بہترین جذبات پیدا کر سکتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ رسم
کو محض ظاہری حیثیت سے ادا نہ کیا جائے بلکہ اسکی
غایت کو پیش نظر رکھا جائے اور اسکے مقصد و مفہوم پر نظر
قائم رہے۔ جانوروں کا خون بہا دینا قربانی نہیں بلکہ اس
پیغمبر برحق کی بے لوث زندگی کی جس نے خدائے بزرگ و برتر
کی راہ میں تسلیم و رضائے کامل کے شیوہ کی آب سے ہزارہا
سال پہلے نظیر قائم کی تھی یاد تازہ رکھی اور اس کی طرح اپنی
تمام خواہشات کو اللہ کیلئے قربان کر دینا حقیقی قربانی ہے۔

کاش کہنے والوں اور سننے والوں کی یہ مسلسل آوازیں
صدا بصحرا ثابت نہ ہوں اور ملت اسلامیہ پر اثر انداز ہو سکیں
اور ہمیں عید الاضحیٰ کی قربانی کی طرح اپنے دینی اور دنیاوی
مقاصد کیلئے ہر ممکن قربانی کا حوصلہ ہو سکے کہ ایثار و قربانی
کے بغیر مقاصد میں کامیابی مشکل و محال ہے۔

نوٹس

ہر خاص و عام کو آگاہی کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے
کہ مسٹر مدن لال مدن ایڈیٹر "خادم" کو ایک ماہ سے علیحدہ
کر دیا ہے۔ اب مدن کا اخبار سے کوئی تعلق نہیں۔
ان کے پاس کچھ رسیدیں رہ گئیں ہیں۔ کوئی صاحب
ان سے کسی قسم کا لین دین نہ کریں۔ دفتر ذمہ وار نہ
ہوگا۔

اختر حسین خان اختر مالک و ایڈیٹر اخبار خادم
لدھیانہ

پھر کیا؟

(از محترمہ زیب عثمانیہ لودیانوی)

ہر آنکھ ہے اشکبار، پھر کیا؟
ہر قلب ہے بے قرار، پھر کیا!
بے سعی ہے ہر امید موہوم
سو عزم ہوں استوار پھر کیا!
جو قوم تھی بندۂ خوشامد
دنیا میں ہوئی وہ خوار پھر کیا!
ظالم سے نجات کا جہاں میں
ہے ظلم بھی اک شعار پھر کیا!
اخلاص کی فتح ہے بالآخر
سو مکر ہوں کامگار، پھر کیا!
ہوں جس کی فضائیں وقف اغیار
وہ ارض ہے پُربہار، پھر کیا!
صورت سے تو زیبؔ ترشرو ہے
عادت میں ہے انکسار، پھر کیا!

بچوں کے لئے
حقیقی بیٹا

خان عبید الحق خاں

ایک تاجر مرگیا۔ اس کا مال بہت زیادہ تھا، اور اس کا ایک لڑکا تھا جو گم تھا لوگ اس کی صورت سے بھی ناآشنا تھے۔ ایک مدت کے بعد تین نوجوانوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان میں سے ہر ایک تاجر کا فرزند ہے۔ قاضی نے مرنے والے تاجر کی تصویر منگائی اور کہا: جس نے اس تصویر پر بندوق چلائی اور اس کا نشانہ درست بیٹھا، وہی میراث کا مالک ہوگا

اول و دوم دونوں نشانے پر طیار ہو گئے، مگر تیسرا تھا کہ یہ ماجرا دیکھکر پریشان تھا، اور غم کے نشان اسکے چہرے سے ظاہر تھے۔ اسکی آنکھیں ڈبڈبا آئیں، اور روتے ہوئے اس نے کہا: مجھ سے یہ ناممکن ہے کہ میں اپنے عزیز باپ کو کوئی ایذا دوں میری ساری میراث جاتی ہے جائے مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنے عزیز باپ کو ایذا دوں، اگرچہ اسکی صورت ورق پر ہی کیوں نہ ہو۔ قاضی کو معلوم ہوگیا کہ اصل میں یہی اسکا فرزند حقیقی ہے اور اسی کے حق میں میراث کا فیصلہ دیا۔

شکر پارے

(از خانصاحب مولوی محمد ظفر ایم اے، ایل ایل بی)

خیالات کی کمزوری: آج یورپ تہذیب کا بڑا دعویدار ہے مگر اسکے اکثر رہنے والے عجیب عجیب وہموں میں گرفتار ہیں۔ بڑے بڑے آدمی تک انکا شکار ہیں۔ میرے تمہارے سامنے ان خیالات کی کمزوری پر بڑے زور سے ہنسنے لگینگے مگر انکے اندرونی حالات دیکھے جائیں تو خود مجھے تمہیں ہنسی آئے کہ اتنے بڑے ہوتے ہوئے وہ ایسے چھوٹے خیالات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ویسے دیکھا جائے تو دنیا کے زیادہ آدمی شگون لیتے ہیں۔ کسی بات کو اچھا سمجھتے ہیں کسی کو منحوس۔ خود میرے پاس ایک قلم اور ووفٹ کی پنسل تھی جس سے میں ردل کا کام بھی لیتا تھا۔ ایف سے لیکر ایم اے ایل ایل بی تک یہ دونوں امتحان کے کمروں میں جاتے رہے اور ان سے میں امتحان کے پرچوں میں کام لیتا رہا کہ یہ مبارک ہیں۔ مگر خدا جانتا ہے کہ اسکے باوجود میرا اعتقاد اللہ تعالےٰ پر ہی رہا کہ وہی کامیابی دیگا چنانچہ اس نے ہی کامیابیاں دیں۔

لنڈن میں ایک موتی نہایت مبارک سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس جواہر ریزے کا رنگ گلاب کی طرح سرخ تھا۔ وزن ۱۹ قراط تھا اور اسکی قیمت ۶ لاکھ روپیہ تھی۔ گولکنڈہ کے اس ان گھڑ موتی کو مدت ہوئی لنڈن کے ایک انگریز نے خرید لیا۔ وہ بیمار رہا کرتا تھا اور طبیبوں نے اسکے مرض کو لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ موتی کو اسکے پاس آئے ہوئے ایک مہینہ بھی نہ ہوا تھا کہ اس کی صحت درست ہونے لگی۔ اسکو یہ عجیب و غریب بات معلوم ہوئی تو وہ اسے ہر وقت اپنے پاس رکھتا چنانچہ تکلیف کے سخت دورے کم ہوتے ہوتے بالکل جاتے رہے اور وہ پہلے کی طرح تندرست و توانا ہوگیا اور ۲۸ برس اور زندہ رہا۔ اسکے بعد وہ پشت در پشت اس خاندان میں رہا۔ اور ہر مالک بیماری سے بچا رہا۔ آخر میں اس خاندان میں ایک لاولد شخص رہ گیا اسنے اسے ایک مشہور جوہری کے ہاتھ بیچ دیا۔ جواہرات کے کاٹنے میں عموماً پانچ ہفتے لگتے ہیں مگر اس کے کاٹنے میں پانچ ماہ لگے۔ یہ ٹکڑے مختلف انگریزوں کے ہاتھ بکے۔ یہ پتہ نہیں چلا کہ انکے پاس بھی ان ٹکڑوں کا یہی اثر پایا گیا یا نہیں۔

ایک بولتی چالتی تصویروں کا مالک اپنے ایک پرانے میلے کچیلے گھگرے (گون) کو ہر نئی تصویر چلاتے وقت پہننا ضروری سمجھتا ہے۔ چودہ پندرہ سال سے اس کا یہی طریقہ چلا آتا ہے۔ تصویر چلتی کرنیکے بعد وہ پھر اس بوسیدہ کپڑے کو کسی صندوق میں چھپا دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ کمزور خیال ہے مگر میرے لئے اسے پہنے بغیر نئی تصویر کا جاری کرنا ناممکن ہے۔

سر میلکم کیمبل موٹر چلانے میں سب سے اول آتا رہا ہے

وہ شگون کیلئے گھوڑے کا ایک نعل ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا کروڑ پتی راک فیلر کے پاس بھی ایک کچھ اسی قسم کا شگون ہر وقت ساتھ رہتا تھا۔ دنیا کی ہر نعمت اس کے پاس موجود تھی اور دولت کا تو کیا ٹھکانا تھا مگر اس شگون کے بغیر ہر چیز ہیچ تھی۔

انگریز تیرہ کے ہندسہ کو منحوس سمجھتے ہیں مگر امریکہ کا صدر ولسن اس ہندسہ سے ہمیشہ خوش رہا۔ وہ تیرہ برس ایک یونیورسٹی کا صدر رہا۔ اس یونیورسٹی میں ۱۳ ہزار طالب علم تھے اور وہ اس کا ۲۶ واں صدر تھا یعنی ۱۳ کا دگنا اور اس کے نام میں بھی تیرہ ہی حروف تھے۔

ایک ہوائی جہاز ٹکرا کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ یہ جہاز ایک دوڑ میں شریک ہوا۔ اس جہاز پر بازی لگانیوالے تیرہ آدمی تھے اور اس جہاز کا نمبر بھی ۱۳ تھا۔

بات یہ ہے کہ یہ کمزوری تجربہ کی بنا پر پیدا ہو جاتی ہے کوئی بات بار بار ہو جاتی ہے جس کا اثر آدمیوں کے دل پر کچھ ایسا پڑتا ہے کہ اس کے ساتھ اس حادثہ کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

ملکوں کی عمریں: سوئٹزرلینڈ کے لوگوں کی عمروں کی اوسط ۶۳ سال ہے اور یہ اوسط دنیا میں کسی اور ملک میں نہیں پائی جاتی۔ اسکے بعد ناروے اور فن لینڈ کا نمبر آتا ہے۔ درمیانی یورپ کی اوسط ۵۴ سال ہے اس میں صرف زیکوسلاویکیہ ایسا ہے جہاں اوسط ۵۹ سال ہے۔ فرانس کی اوسط ۵۹ سال ہے۔ وہاں صحت و عافیت کے انتظامات بہت اچھے ہیں۔ انگلستان کی اوسط عمر ۶۰ سال اور سکاٹ لینڈ کی ۵۲ سال ہے اٹلی کے مختلف حصوں کی اوسط مختلف ہے۔ لومبرڈی کی اوسط ۴۶ سال ہے تو صقلیہ کی صرف ۲۴ ہی ہے۔ ان تمام اوسطوں کی اوسط ۵۶ سال ہے جو ایک یورپی آدمی کی اوسط عمر ہے۔

سخت سزائیں: یورپ میں ملزموں کو سخت ترین سزائیں دی جاتی رہی ہیں۔ رومانیہ میں دوسری دفعہ جرم کرنے پر ایسا سرخ نشان ماتھوں اور کانوں پر لگایا جانا تجویز کیا جا رہا ہے جو ساری عمر نہ مٹے مگر پہلے معمولی معمولی جرموں پر لوہا سرخ انگارہ کر کے گالوں اور ماتھے پر داغ لگا دیا جاتا تھا۔ یہ سزا چوری کرنے اور ملازمت چھوڑ کر بھاگ جانے یا فوج سے چلے آنے پر ملا کرتی تھی۔ فساد کرنے والے گرجا میں شور و غل کرنیوالوں کو بھی یہی سزا ملتی تھی۔ تمام آوارہ گردوں اور بدمعاشوں کو بھی داغا جاتا تھا۔ یہ سزا انگلستان میں ۱۸۲۹ء تک جاری رہی لیکن اس کے بعد ۵۰ سال تک فوج سے بھاگ آنے والوں کو یہی سزا دی جاتی رہی۔

کچھوے اور کنکے: خیال کیا جاتا ہے کہ کوا ایک ہزار برس تک جیتا ہے۔

پالتو جانوروں میں گدھے کی عمر سب سے زیادہ ہوتی ہے۔
اوسط درجہ کے آدمی میں ۳ سیر چھ چھٹانک خون ہوتا ہے۔
دنیا کی آبادی میں ۳۰ فیصدی کھبے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے نصف دائیں ہاتھ سے کام لینا سیکھ جاتے لیکن بائیں ہاتھ سے کام کر کے خوش رکھتے ہیں۔
ترکی میں کمال اتاترک کے ۲۴ ہزار بُت ہیں۔

بن مانسوں کی انگلیوں کے نشان آدمی کے نشانوں سے ملتے جلتے ہیں۔

دنیا میں ساڑھے تین کروڑ آدمی سور کو حرام سمجھتے ہیں۔

دنیا کے ایک تہائی آدمی زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔

ہر سال انگلستان کی دکانوں سے ۰۰ لاکھ پونڈ کا مال اٹھائی گیرے لے جاتے ہیں۔

اشوری سلطنت میں بادشاہوں کے منہ پر ڈاڑھی اور سر کے بال لمبے لمبے اور غلاموں کے بال خشخشی اور ڈاڑھی منڈی ہوئی دیکھنے میں آتی ہے۔

شترمرغ کا انڈا سب سے بڑا ہوتا ہے۔ مرغی کے انڈے سے بارہ گنا بڑا ہوتا ہے۔ بعض بعض پرندہ کا انڈا سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔ چھوٹے مٹر کے دانے سے بڑا نہیں ہوتا۔

تندرست آدمی کے ناخن سال بھر میں ۱½ انچ کے قریب بڑھتے ہیں۔ بیمار یا کمزور غذا کھانے والے آدمی کے اس سے کم بڑھتے ہیں۔ بیچ کی انگلی کے ناخن دوسرے ناخنوں کے مقابلہ میں زیادہ جلدی بڑھتے ہیں۔

سُگھڑ سہیلی

(از خانصاحب مولوی محمد ظفر ایم۔ اے ایل ایل بی)

فکر و اندیشے: جو لوگ فکروں میں گھلا کرتے ہیں ان سب کو بڑی ہمدردی کرنی چاہئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے دوزخ بنا لیا ہے۔ مذہب کے بتلائے ہوئے دوزخ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم میں سے ہر ایک دنیا میں ہی اپنا الگ دوزخ بنانے کے قابل ہیں اور سب سے بڑا دوزخ آدمی کے لئے وہ ہے جو وہ اپنی بے عقلی اور احمقانہ فکروں سے پیدا کر لیتا ہے۔

آدمیوں کا یہ کہنا فضول ہے کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ انہیں تو یہ کہنا چاہئے۔ یہ بالکل میرے بس کی بات ہے۔ کیونکہ ان کا فرض ہے کہ وہ بات اپنے بس میں رکھیں اور وہ رکھ سکتے ہیں۔ بھروسہ مرد کا درست پیمانہ ہے۔ جو آدمی اپنے اوپر بھروسہ نہیں رکھ سکتا وہ کسی چیز پر بھروسہ نہیں رکھ سکتا۔

خوف اور گھبراہٹ کی دوا دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ وہ دوا تمہارے ہی پاس ہے اور وہ تم خود اپنے آپ کو دے سکتے ہو۔ اگر تمہیں آئندہ کا فکر ہے تو تم ہی اپنا فکر بھلا سکتے ہو۔ فکروں کا علاج یہ ہے کہ تم فکر کرنا چھوڑ دو۔ ایسا بہت ممکن ہے بہت سی صاف سچائیاں بالکل صاف ہوتی ہیں۔

یہ سمجھنا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں خود مان جانا ہے کہ تم اس قدر کمزور رہو کہ تم اپنی مرضی اور ارادہ پر اختیار نہیں رکھتے۔ تم میں اس قدر دلیری ہے کہ تم اس خیالی خوف و فکر کے

سامنے منہ کرکے کھڑے ہو اور اسے ہنسی میں اڑا دو ہم سب میں اتنی طاقت موجود ہے کہ ہم آیندہ کا فکر کئے بغیر موجودہ زمانہ کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اگر زمانہ حال کامیاب ہو سکتا ہے تو زمانہ آیندہ بھی جب آئے کامیاب ہوگا۔

"لیکن"! جو کچھ پہلے واقع ہو چکا ہے پھر واقع ہو سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے لیکن اب تک واقع نہیں ہوا۔ پھر جو چیز واقع نہیں ہوئی اسکے متعلق فکر کرنا کیا معنی۔ گزری ہوئی کل کو چھوڑ دو اور آج سے واسطہ رکھو۔

میں پوچھتا ہوں کہ فکر کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے؟ ہم یا تو ایسی بات کا فکر کرتے ہیں جو پیش نہیں آئی اور یہ سراسر بیوقوفی ہے یا اس بات کا فکر کرتے ہیں جو ہو چکی ہے اور یہ بیکار اور فضول ہے۔ بزرگوں کی بات یاد رکھو کہ اپنی حاصل شدہ نعمتوں کو گنو اور ایک ایک کرکے گنو۔ آج کل کے ٹیڑھی مانگ نکالنے والے شاید ہنسیں کہ یہ کیا بات ہوئی۔ لیکن عمل کرکے دیکھو۔ فکرمند آدمی اپنی زندگی کے حساب کا ورق پھیلائے ایک طرف نقصانات اور فکر رکھے اور دوسری طرف فائدے اور نعمتیں۔ تو خود ہی حیران ہو جائے گا کہ میں بھی کیا آدمی ہوں کہ میں نے فضول ہی زندگی کی کسی چیز کو بے قاعدہ اور نادرست سمجھا۔ ہم سب کی عادت ہے کہ نیلگوں اور شفاف آسمان اور سورج کی طرف نگاہ ڈالنے کی بجائے کیچڑ کھوجنے لگتے ہیں۔

زندگی وہی ہے جو ہمارے [illegible] بنے۔ ہم مسکرا کر اپنے گرد لطف و مسرت کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔ ہم فکر و غم میں ڈوب کر اپنے ساتھ دوسروں کو بھی غمگین اور حسرت زدہ کر سکتے ہیں یہ زندگی نہیں ہے جو ہمیں خوش و غمگین بناتی ہے بلکہ ہمارا زندگی کے ساتھ برتاؤ اس کا باعث ہے۔ ہم کیوں خوف کو اپنا رفیق بنائیں جیسا کہ امید ہماری دوست بننے کے لئے تیار ہے۔ جب تم حالات پر غالب ہو کر ان سب باتوں کو حاصل کر لو جن کو تم نے سمجھا تھا کہ ہاتھ سے جاتی رہیں تو کیا تم نے ثابت نہیں کر لیا کہ تم مرد ہو۔ اسی خیال پر جمے رہو اور باقی کو بھاڑ میں ڈالو۔

بچہ کا شروع زمانہ

ایک مدرس نے ایک مرتبہ کہا کہ کوئی بچہ سات سال کے لئے دے دو پھر مجھے پروا نہ ہوگی کہ وہ بچہ کیسے لوگوں میں رہتا ہے۔ آج کل کے لوگ اس سے بھی کم عمر کی شرط لگاتے ہیں کہ آیندہ کی بنیاد پہلے ہی سال میں رکھی جاتی ہے۔

بچہ کی پہلی ضرورت محبت ہے اور وہ بھی عقل اور سمجھداری کی محبت جس سے اس میں قابلیت قناعت اور دنیا کی ہر حالت کے مطابق ہو جانے کا ارادہ پیدا ہو جائے۔ باقاعدہ فاصلہ سے وقت پر سے کھلانا پلانا۔ کافی نیند اور آرام و سکون کے اوقات۔ تازہ ہوا۔ صفائی۔ کھیل کود کی درست عادت اور مادری محبت اپنی اپنی جگہ بچہ میں تندرست دل و دماغ اور عمدہ سیرت پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

کسی نقص کو معمولی نہ سمجھو۔ فوراً توجہ کرو۔ اس سے بعد کی زیادہ تکلیف بچ جاتی ہے بچوں کی کمزوریاں خود بخود دور نہیں ہو جایا کرتیں۔ دیر سے بڑے نقصانات ہو جاتے ہیں بچہ پھسڈی رہتا ہو۔ بھینگا دیکھتا ہو۔ کھیل کود و ورزش سے بچتا ہو یا دانت بہت دیر میں نکلیں فوراً طبیب سے مشورہ کرو۔ پہلے دانتوں کی طرف خاص توجہ کرو۔ کیونکہ ان

پر اور مسوڑھوں پر پڑتا ہے۔ متعلق دانتوں کی مضبوطی یا کمزوری کا زیادہ دارومدار ہے بچے کو دانت نکلنے لگیں تو اسے ہلکا مضبوط بسکٹ یعنی رسک دیا کرو۔ اس وقت بچہ کا پانچواں مہینہ شروع ہو جانا چاہئیے اس وقت بچے کو کراری اور ذرا سخت غذا کھانے کی رغبت دلاؤ اور دانت اور مسوڑھے صاف کرنے پر عمل کیا کرو۔ دانتوں کے اٹک جائے فوراً دیکھ بھال کرو۔ دکھتا ہوا دانت تکلیف دیتا ہے اور طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا کرتا ہے۔ اسکے علاوہ مسوڑھوں اور معدہ میں زہر پھیلتا ہے۔

بچے کی ہر ضد پوری نہ کرو۔ تکلیف اور بھوک یا سردی میں رونا قدرتی بات ہے اگر کوئی بیماری نہیں ہے تو اس کی ضد سے بے توجہ ہو جاؤ۔ وہ لوگ بڑے خوش رہتے ہیں جنہیں بچپن میں خود تفریح کی صورت پیدا کرنے اور اپنی حالت پر قابو رکھنے تکلیف میں ہمت رکھنے اور دوسروں کا خیال رکھنے کی تعلیم دی گئی ہو۔

چٹکلے: اصلی اور نقلی مکھن کی پہچان یہ ہے کہ کسی چمچہ میں اس کی کچھ مقدار ڈال کر کیتلی کی ٹونٹی کے پاس یا آگ پر ذرا فاصلے سے رکھیں۔ اگر جھاگ سے پیدا ہوں تو اصلی مکھن ہے۔ پگھل جائے تو نقلی۔

ٹین پر پہلے پیاز رگڑ دیں کاغذ گوند سے چپکانے سے اس پر جم جائے گا اترنے نہ پائے گا۔

رکابیوں پر جلنے کے داغ پڑ جائیں تو نمک ذرا نمدار کر کے اس پر ڈالیں اور کاک سے رگڑ دیں۔

سبزیاں دھوتے وقت نمک کی جگہ سہاگہ پانی میں ڈالیں تو میل کچیل اور کیڑے دور ہونے کے علاوہ مزا بھی زیادہ ہو جائے گا۔

بزم مسلمہ

خوشی کی خبریں

میں یہ خبر بہت مسرت کے ساتھ مسلمہ بہنوں کو سناتی ہوں کہ ۴ اگست کو اللہ تعالیٰ نے مجھکو چاند سی بھتیجی عنایت کی ہے بچی کا نام عطیہ پروین رکھا گیا ہے۔ مسلمہ بہنیں دعا کریں کہ یہ پھول ماں باپ کے سائے میں پرورش پائے۔ (آمین)

(حنیفہ خاتون صدیقہ بنت بیدل صاحب ایلچپور)

میں بڑی مسرت سے مطلع کرتی ہوں کہ میری بہت ہی پیاری سہیلی طیبہ صمصام الدین کی منجھلی باجی صاحبہ کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے ۱۴ نومبر ۱۹۴۱ء کی ایک سہانی شام کو دختر بلند اختر عطا فرمائی ہے بچی کا نام "ناصیہ سلطان یاسمین" تجویز ہوا ہے۔ خدا بچی کو قوم و ملک کے لئے بھاگوان کرے۔

(شادکام زبیدہ زریں۔ بستی باباخیل جالندھر)

میں نہایت خوشی سے تحریر کرتی ہوں کہ میری عزیزہ بھانجی اختر [illegible] بنت خواجہ غلام محمد صاحب رئیس اعظم کی شادی شیخ برکت علی ڈی سالیسٹر-پی-دہلی کے فرزند شیخ سرشار علی سے ۱۶ ار نومبر کو بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔ نصیب دشمناں شادی کے چند روز پیشتر دلھن کو ٹائیفائڈ بخار کی شکایت ہوگئی۔ لیکن سب انتظام ہو چکا تھا اور ملازم لوگوں کو دوبارہ چھٹی پر آنا بہت مشکل تھا۔ بریں وجہ یہ رسم شادی شدید بخار کی حالت میں ہی ادا کرنی پڑی۔ سب مسلمہ بہنوں کی خدمت میں التجا ہے کہ وہ دل سے دعا فرمائیں کہ خداوند لم یزل دلھن کو صحت بخشے اور انکی ازدواجی زندگی کو کامیاب بنائے اور آیندہ دور حیات مبارک و پرمسرت ہو۔ دو روپیہ کی حقیر رقم ارسال ہے کسی کار خیر میں صرف فرمائیں۔ (فہمیدہ از امرتسر)

میں یہ خبر نہایت مسرت و شادمانی کے ساتھ مسلمہ میں شائع کرتی ہوں کہ میرے پیارے بھائی صاحبزادہ نجم الدین مرزا ۔ ایم-ٹی- (R.I.A.S.C) بفضلہ تعالےٰ جنگ افریقہ کے مقامات- سوڈان- ایریٹیرا- ایبی سینیا سے بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ یہاں ہندوستان واپس آگئے ہیں۔ میرے محترم چچا صاحبزادہ صمصام الدین احمد خاں اور میرے والد خان بہادر مرزا شمس الدین احمد خاں نیز صاحبزادہ محی الدین احمد خاں اور خورد نواب صاحب بہادر لوہارو و دیگر شرفائے لوہارو استقبال کے لئے اسٹیشن وہاں پر موجود تھے۔ بھائی صاحب عرصہ ایک سال سے لڑائی میں رہے۔ اور انہوں نے وہاں نہایت جانفشانی سے کام کئے۔ لیفٹیننٹی کا امتحان دے رہے تھے کہ جنگ شروع ہو گئی اسلئے لڑائی پر بھیج دئے گئے۔ اعلیٰ فوجی تربیت حاصل کرنیکے لئے و نیز کمیشن حاصل کرنیکی غرض سے ہندوستان بھیجے گئے ہیں نواب صاحب بہادر لوہارو نے ان کے اعزاز میں ایک ڈنر فرخ منزل پیلس لوہارو میں دیا۔ دوسرے دن میرے محترم چچا صاحبزادہ صمصام الدین نے "ایٹ ہوم" دیا۔ "ایٹ ہوم" میں نواب صاحب بہادر لوہارو اور برادران نواب صاحب بہادر۔ جونیر بیگم صاحبہ لوہارو- بیگم صاحبہ سچین- ولیعہد بیگم صاحبہ بلہ- دربار بیگم صاحبہ لوہارو والدہ صاحبہ نواب پٹودی- خان بہادر صاحبزادہ شمس الدین احمد خاں نے شرکت کی۔ "ایٹ ہوم" کے بعد میرے چچا صاحب نے ایک پرجوش تقریر کی جسمیں سب صاحبان کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا کہ یہاں سے سب لوگ سمجھ کر جاتے ہیں کہ لڑائی پر سے زندہ نہیں آئینگے۔ مگر یہ خیال غلط ہے ایسے ہی لوگ جاتے ہیں اور فتحیاب ہو کر آتے ہیں۔ آج دیکھئے کہ نجم الدین ایک سال لڑائی میں رہ کر اور گولوں کے نیچے سے نکل کر ہمارے سامنے یہاں کھڑے ہیں۔ تقریر کے بعد ایک قطعہ میرے چچا نے پڑھا۔

قطعہ

زبان تیغ پہ تیرا ہے نام نجم الدین
تفنگ کرتی ہے تجھکو سلام نجم الدین
زمین معرکۂ جنگ ہے گزر تیری
سپہر فخر ہے تیرا مقام نجم الدین

پھر بھائی صاحب کو ایک پرس تحفہ میں دیا جسکا شکریہ بھائی صاحب نے کھڑے ہو کر ادا کیا۔ مسلمہ بہنوں سے التجا ہے کہ بھائی کی تندرستی اور کامیابی کی دعا فرمائیں۔ اس

خوشی میں، (یہاں سطور کٹ گئی ہیں)

غمی کی خبریں

میں نہایت افسوس سے مطلع کرتی ہوں کہ زرینہ سلطانہ جماعت ہنجم متعلمہ مدرستہ البنات مصری شاہ لاہور ستر ہ روز بخار ٹائیفائڈ میں مبتلا رہ کر یکم نومبر ۱۹۴۱ء کو اپنے عزیز واقارب اور تمام معلمات و متعلمات سے ہمیشہ کے لئے جدائی کا پیغام دے کر اس دنیا سے سدھار گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

عمر اسکی گیارہ سال کی تھی۔ پڑھائی سے ہمیشہ محبت رکھتی تھی۔ بخار کی بیہوشی میں پڑھائی کے متعلق بیکار تی رہی اللہ تعالےٰ اس پاک روح کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے جس کی وہ مستحق ہے۔ اور اسکے والدین اور باقی عزیز واقارب کو جدائی کا صدمہ برداشت کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

معزز بہنوں سے درخواست ہے کہ میری عزیز بہن زرینہ سلطان کی اچانک موت پر کوئی ہمدرد بہن مسلمہ میں کوئی نوحہ یا قطعہ تعزیت لکھکر شائع کرا دے ممنون ہونگی۔ عزیز بہنوں خدا تعالےٰ ایسا صدمہ کسی مسلمان بہن کو نہ پہنچائے۔

عزیزہ زرینہ کو مسلمہ رسالہ سے بہت محبت تھی اسلئے رسالہ زرینہ سلطان کے نام جاری رہے گا۔ (سعیدہ خانم خواہر زرینہ سلطان معلمہ مدرستہ البنات مصری شاہ لاہور)

مسلمہ کے محترم مضمون نگار بھائی مولانا اختر واصفی نے اپنی والدہ محترمہ کی مرگ کی غم انگیز خبر سنائی ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے مولانا واصفی نے اس حادثہ پر اپنے دلی جذبات کو منظوم کرکے بغرض اشاعت ہمیں بھیجا ہے جو اگلی اشاعت میں درج ہونگے۔ سردست قطعہ تاریخ وفات مندرج ہے۔

قطعہ

چوں رفت سعید بیگم ازایں جہاں فانی
شد رحمت الٰہی ہمراز و ہمکنارش
جستم چو سال فوتش از غیب گفت ہاتف
غفراں کدہ بدیدم اختر ہمہ مزارش

۱۳۶۰

استفسارات

میری ایک عزیزہ کہ جو آٹھ سال کی ہے عرصہ دو سال سے کثرت پیشاب کا عارضہ ہے۔ تکلیف دن کو کم ہوتی ہے رات کو بہت زیادہ یعنی آدھ آدھ گھنٹہ بعد۔ عموماً بے خبری میں بستر پر ہی پیشاب خطا ہو جاتا ہے۔ مسلمہ بہنوں سے درخواست ہے کہ کسی آزمودہ دوائی یا نسخہ سے بذریعہ مسلمہ مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ کیونکہ سردی کے موسم میں بچی کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ بچی کی صحت بالکل اچھی ہے۔

علاج ڈاکٹری یونانی ہومیوپیتھک بہت کرائے ہیں فائدہ نہیں ہوا۔ (بلقیس جہاں۔ کوئٹہ)

مجھے انڈوں کی سادہ پڈنگ کے علاوہ سیب۔ کیلا ڈبل روٹی کے پڈنگ کی ترکیب درکار ہے مسلمہ بہنوں اور بھائیوں سے ملتجی ہوں کہ وہ میرے اس التماس پر غور فرمائیں اور آئندہ پرچہ میں کوئی اچھی سی ترکیب لکھیں۔ بہت ممنون ہونگی۔

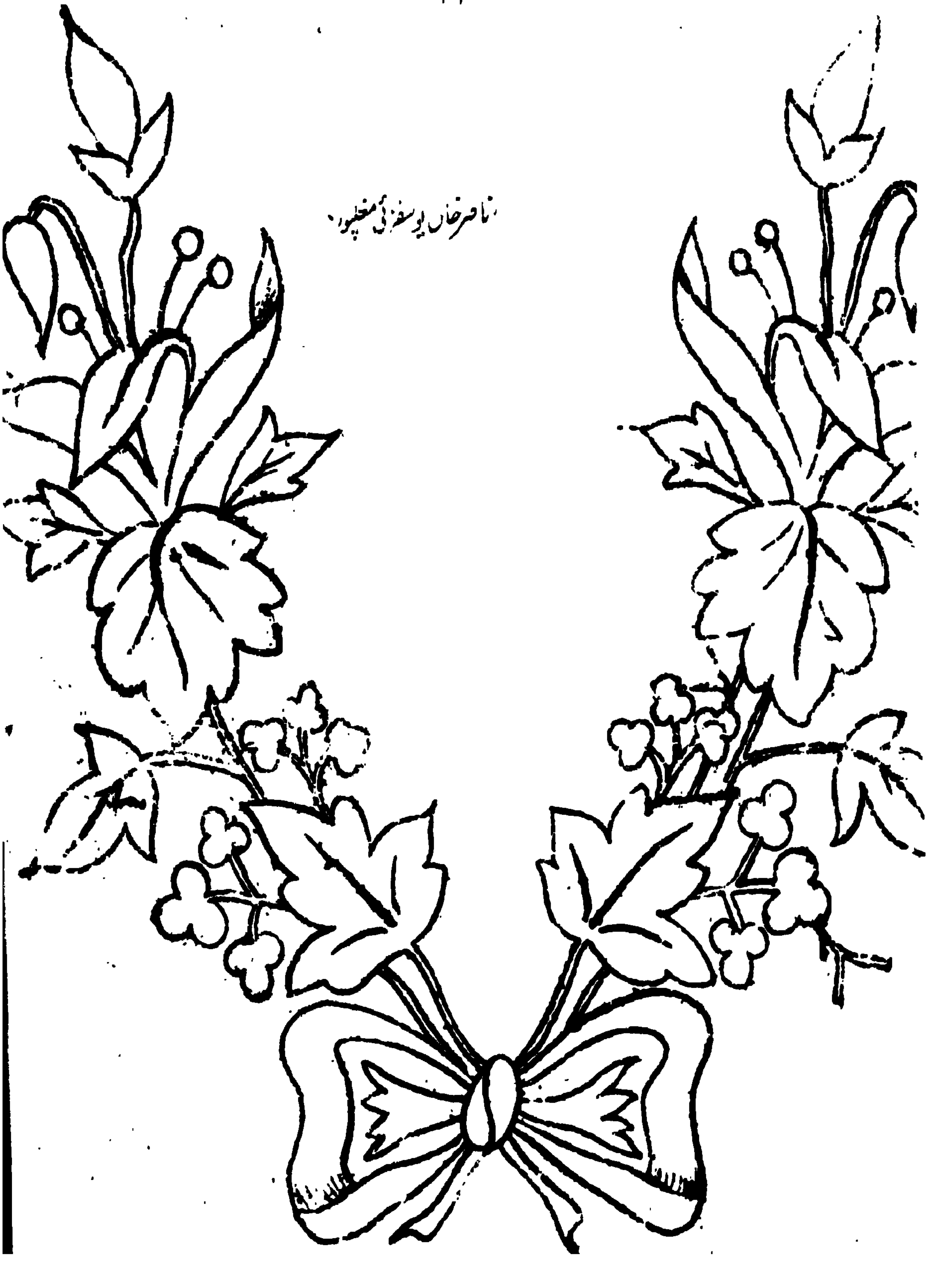
Good Night.

[illegible]

شوکت علی سینیٹری انسپکٹر



کنیز فاطمہ متعلم مولوی عالم


ناصر خان یوسفزئی مغلپورہ

اللہ کی مدد کرنیوالے

جناب احمد عبد الرشید صاحب پٹیالہ ہاؤس نئی دہلی	۱
جناب ڈاکٹر نور محمد صاحب بستی پیرداد	۲
جناب چودھری محمد علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ کمشنرز آفس جالندھر	۱
جناب ماسٹر نذیر احمد صاحب بٹ جالندھر	۱
جناب عبد العزیز صاحب ٹی۔ ٹی۔ آئی ہوڑہ	۱
محترمہ مس حمیدہ بی۔ اے حکیم صاحبہ سورت	۱
جناب شاہ محمد خان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس محبوب نگر (دکن)	۱

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ نومبر ۱۹۴۱ء

جناب سید محمد صاحب افضل کارخانہ تختی و سلیٹ سورہ بستی	۱/۳/۰
خواجہ غلام محی الدین صاحب ایڈووکیٹ امرتسر (بتقریب نکاح خوانی برخوردار سعید الدین صاحب)	۵/۰/۰
جناب خدا بخش صاحب وکیل قصور (بتقریب نکاح خوانی برخوردار بہادر صاحب)	۱/۱۵
معرفت طاہرہ بیگم بنت شیخ محمد بشیر درجہ ادیب عالم مبلغ	۸/۲/۰
جناب مظفر جنگ صاحب محلہ سراج گنج دار السلام	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ عبد المجید صاحب سشن جج گجرات	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ عبد الحمید صاحب وکیل	۱/۰/۰
جناب شیخ مسعود احمد صاحب دہلی	۱/۰/۰
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ بیگم صاحبہ محمد اسد صاحب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹی جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ اکرام الحق صاحب آئی۔سی۔ایس جالندھر	۲/۰/۰
محترمہ والدہ سعیدہ بیگم صاحبہ جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ عفت بیگم صاحبہ طالبہ ڈی اے وی کالج جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ والدہ زہرہ بیگم صاحبہ	۳/۰/۰
محترمہ منیرہ بیگم صاحبہ طالبہ گورنمنٹ گرلز سکول	۰/۱/۰
محترمہ سکندر حمید اقبال طالبہ گورنمنٹ ہائی سکول	۰/۱/۰
محترمہ بیگم نواب شوکت علی صاحب قادم بلند شہر یو۔پی	۵/۰/۰
جناب امت الحفیظ ڈاکٹر ابراہیم طالبہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول	۱/۰/۰

بذریعہ محترمات ثریا جبیں و محترمہ عزیزہ بیگم دختران جناب سرور خان درانی طالبات درجہ تاسعہ نوی مبلغ ۶/۴

محترمہ صفدر خانم درجہ ثامنہ مدرسۃ البنات جالندھر	۰/۱/۰
محترمہ حمیدہ خانم درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ محبوب سلطانہ درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات جالندھر	۰/۴/۰
محترمہ سجیلہ بیگم درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات جالندھر	۰/۵/۰
محترمہ فرح سلطانہ صاحبہ درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات جالندھر	۰/۱/۰
محترمہ روشن اختر صاحبہ درجہ نومی عالم مدرسۃ البنات جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ زبیدہ خانم درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ زبیدہ خانم صاحبہ ضیاء بیگم محمد نصیر الدین صاحب پشاور	۲/۰/۰
محترمہ امیر النساء بیگم عبد الرؤف صاحب قریشی پشاور	۲/۰/۰
محترمہ ثریا جبیں بنت غلام سرور خان صاحب پشاور	۱/۰/۰
محترمہ مہ جبیں درجہ ثامنہ مرکی گیٹ سکول پشاور	۰/۴/۰
محترمہ مسعود الرؤف صاحبہ قریشی درجہ سادسہ سکول پشاور	۰/۴/۰
محترمہ محمود الرؤف صاحبہ قریشی درجہ ثانیہ مرکی گیٹ سکول پشاور	۰/۴/۰
محترمہ قمر سلطان بیگم مفتی احمد گل صاحب نمک سیا گلی پشاور	۱/۰/۰
جناب محمد یوسف صاحب قریشی ناظر محکمہ جناب سینئر سب جج بہادر پشاور	۱/۰/۰
جناب عبد الرشید صاحب ارشد انجینئرنگ سپروائزر ٹیلی گراف	۳/۰/۰
جناب سردار محمد صاحب ٹھیکیدار پشاور شہر	۵/۰/۰
جناب محمد امین جان درانی درجہ رابعہ اسلامیہ ہائی سکول پشاور	۰/۴/۰

محترمہ شوکت آرا بیگم بنت عبدالقیوم شاہ صاحب چپلی فروش پشاور	۵/۰/۰
محترمہ مسز عبدالقیوم صاحب برمشر پشاور شہر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم غلام محی الدین صاحب پشاور شہر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم غلام نبی صاحب ٹھیکیدار مرحوم پشاور شہر	۱/۰/۰
محترمہ ... بیگم غلام سرور خان صاحب درانی پشاور	[illegible]
محترمہ ... بیگم سردار محمد خان صاحب ٹھیکیدار محلہ اولیا گنج پشاور	[illegible]
محترمہ عزیزہ الکبریٰ بیگم صاحبہ غلام محمد ... فروش مرچنٹ بمبئی	[illegible]
محترمہ عزیزہ نسیم کوثر بنت غلام محمد صاحب ... مرچنٹ بمبئی	۰/۴/۰
محترمہ نعیمہ اختر معلمہ نوکشمیری مدرسۃ البنات پشاور	۱/۶/۰
محترمہ بیگم عبدالحمید صاحب مرحوم پشاور شہر	۱/۰/۰
محترمہ نسیمہ بانو صاحبہ بنت عبدالحمید صاحب مرحوم پشاور	۰/۸/۰
جناب شیخ عبدالرشید صاحب ٹھیکیدار کوہاٹی دروازہ پشاور	۳/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالرشید صاحب ارشد الخیر ... گراف	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ محمد رکن الدین صاحب مرحوم پشاور ...	[illegible]
جناب فاروق سلطان بوبی تعلیم القرآن میونسپل اسکول	۰/۴/۰
محترمہ بیوہ عبداللہ خان صاحب مرحوم پشاور شہر	[illegible]
محترمہ بیوہ سید عالم صاحب پشاور	۰/۴/۰
جناب خان صاحب محمد ایوب خان پشاور شہر	۱/۰/۰
محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ محمد صابر صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ کیپٹن عبدالعزیز صاحب	۱/۰/۰
*محترمہ آنسہ فہمیدہ بانو بیگم صاحبہ پشاور	۱/۰/۰
فاضل از حساب	۰/۱/۰
محترمہ بیگم صاحبہ ایم ایوب صاحب۔ آئی۔ سی۔ ایس اچھرہ لاہور	[illegible]
(برائے امداد یتیم طالبات)	
بابو عبدالرحمن صاحب اکونٹنٹ گورنمنٹ ہائی اسکول جالندھر	[illegible]
جناب حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر	[illegible]
جناب مولوی عظامی صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول جالندھر	[illegible]
بذریعہ کلثوم خانم صاحبہ بنت مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او پی پشاور	
محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ عبدالرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات پشاور مبلغ	[illegible]
محترمہ بیگم ... [illegible]	[illegible]

محترمہ والدہ صاحبہ مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او پی پشاور	۵/۰/۰
محترمہ ذکیہ خانم صاحبہ بنت مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او پی	۱/۰/۰
محترمہ عطیہ خانم صاحبہ بنت مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او پی	۱/۸/۰
جناب عبدالقیوم صاحب خانسامہ مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او پی	۲/۰/۰
جناب مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او پی پشاور	۱۰/۰/۰
محترمہ کلثوم خانم صاحبہ بنت مرزا معراج الدین صاحب ایس ڈی او پی	۲/۰/۰
بتوسط محترمہ نفیس سلطان صاحبہ سابقہ ناظرہ مدرسۃ البنات مبلغ	۳۰/۸/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب حامد علی صاحب لدھیانہ (پنجاب)	۰/۴/۰
محترم حامد علی صاحب لدھیانہ (پنجاب)	۰/۴/۰
محترم ظفر اقبال و حمیرا صدیقہ صاحبہ بھوپال	۰/۴/۰
محترمہ نفیس سلطان احمر	۰/۴/۰
محترمہ بیگم صاحبہ محمد رمضان صاحب اردلی ڈپٹی کمشنر لدھیانہ	۱/۰/۰
جناب مولوی عبدالعزیز صاحب بی اے، ایل ایل بی۔ لدھیانہ	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد موسیٰ صاحب سہارن پور	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب حافظ احمد حسن صاحب پٹواری بڈھانہ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد یحییٰ الیاس صاحب لاہور	۵/۰/۰
محترمہ نسیمہ خاتون صاحبہ بنت سید ظفر حسن صاحب سہارنپور	۱/۰/۰
محترمہ فرخندہ جان صاحبہ بنت محمد ظفر صاحب جادوم ″	۱/۰/۰
محترم میاں محمد مطیع الرحمن صاحب سہارن پور	۱/۰/۰
محترمہ پسران شیخ محمد یونس صاحب تحصیلدار مرحوم برائے ایثار ثواب بروح والدین خود	۵/۲/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد عیسیٰ صاحب مرحوم لدھیانہ	۰/۴/۰
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عبدالمجیب صاحب آڑھتیہ میوہ منڈی جالندھر	۴/۰/۰
جناب خان بہادر خان احمد حسن خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر بقیہ نو موعودہ ۵۰۰/۰/۰ موعودہ برائے انعامات طالبات	۵۸۰/۰
جناب مسٹر غلام سرور شمس صاحب ۳ کلفٹن سٹریٹ پروپرائیٹر سلک سٹورز بریڈ فورڈ پارک شائر انگلینڈ	۴/۰/۰
جناب محمد ایوب ابراہیم صاحبان ٹھیکیداران لکڑی	۰/۴/۰
جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر	۰/۲/۰
جناب خواجہ محمد اسماعیل صاحب سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ سیالکوٹ	۱/۰/۰

* محترم محمد ریاض الدین صاحب درجہ خامسہ اسلامیہ ہائی سکول پشاور

بذریعہ عائشہ شمیم بنت جناب رفیع الدین صاحب درجہ رابعہ مبلغ	۲۱/۸/۰
جناب حاجی منشی نواب علی صاحب وکیل پسیار ضلع بارہ بنکی	۲/۰/۰
جناب حاجی بادشاہ حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا پسیار ضلع بارہ بنکی	۵/۰/۰
جناب سید غلام محی الدین صاحب وکیل پسیار ضلع بارہ بنکی	۱/۰/۰
جناب ملک محمد رفیع صاحب وکیل پسیار ضلع بارہ بنکی	۱۰/۰/۰
جناب محمد نذر الدین اشرف صاحب پسیار ضلع بارہ بنکی	۱/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب محمد نذر الدین اشرف صاحب پسیار	۲/۰/۰
محترمہ رضیہ صاحبہ پسیار ضلع بارہ بنکی	۱۰/۸/۰
محترمہ سکینہ صاحبہ پسیار ضلع بارہ بنکی	۰/۸/۰
بذریعہ اختر النساء جناب عابد حسین صاحب مرحوم مبلغ	۲۰۳/۳/۹
محترمہ رانی صاحبہ ریاست جہانگیر آباد ضلع بارہ بنکی (اودھ)	۵۰/۰/۰
جناب جمیل طاہر قدوائی صاحب ستر کھ ضلع بارہ بنکی	۲/۰/۰
محترمہ اہلیہ صاحبہ جمیل طاہر قدوائی صاحب ستر کھ ضلع بارہ بنکی	۱/۰/۰
جناب عقیل طاہر صاحب قدوائی ستر کھ ضلع بارہ بنکی	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب جلیل طاہر قدوائی صاحب ستر کھ	۲/۰/۰
محترمہ قمبائن صاحبہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی	۱۰/۰/۰
محترمہ سلیمہ صاحبہ پسیار ضلع بارہ بنکی	۵/۰/۰
محترمہ سکینہ صاحبہ پسیار ضلع بارہ بنکی	۰/۸/۰
محترمہ جمعدارن بی بی صاحبہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی	۰/۴/۰
جناب محمد عارف صاحب جوراس ضلع بارہ بنکی	۰/۱/۹
جناب محمد نذیر الدین اشرف صاحب پسیار ضلع بارہ بنکی	۱/۰/۰
محترمہ محمودہ اختر بیگم صاحبہ آئی۔ اے۔ ڈبلیو منظور علی صاحب فوٹی لاہور	۱۰/۰/۰
جناب منشی محمد عبداللہ صاحب بٹ جالندھر شہر	۶/۰/۰
محترمہ دختر خواجہ غلام نبی صاحب بٹ سوداگر پشمینہ امرتسر	۲/۰/۰
محترمہ دختر جناب سید ظہور الدین صاحب نئی دہلی	۲/۰/۰
جناب مستری نور الدین صاحب انجن شیڈ جالندھر شہر	۰/۲/۰
محترمہ زکیہ ڈاکٹر امانت اللہ صاحب درجہ ثانیہ مدرسۃ البنات	۲۰/۰/۰
جناب چوہدری نیاز علی صاحب بی۔ ایس۔ سی اسٹیشن گوراپہ	۱۰/۰/۰
بتوسط شمیم اختر درجہ خامسہ مبلغ	۱/۷/۰
اکرام الحق ۰/۲/۰ ـ حرمت بی بی ۰/۴/۰ ـ نامعلوم الاسم ۰/۳/۰	
عزیزہ بیگم ۰/۲/۰ - امیر بیگم ۰/۴/۰ - امتہ الکبریٰ ۰/۴/۰	
احسان الحق ٹھیکیدار ۰/۴/۰	

جناب محمد اکبر صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر و نشیمن " جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ حاکم بی بی صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب فضل حق صاحب کنٹرولر جہانسی	۲/۰/۰
محترمہ روشن اختر صاحبہ مولوی عالم نو عمر طالبہ ۰/۸/۰ مزید عطیہ	۱/۸/۰
محترمہ والدہ صاحبہ سلیمہ خاتون طالبہ ادیب عالم	۲۰/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ بابو جمال الدین صاحب پنشنر کھرلہ کانگڑہ	۱/۰/۰
بتوسط انور بیگم درجہ خصوصیہ ثانیہ	
جناب سرفراز احمد خانصاحب ولد کمال الدین خانصاحب جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ بیگم صاحبہ بابو محمد یٰسین خانصاحب روزنامہ شہباز لاہور	۵/۰/۰
جناب بابو احمد خانصاحب کلرک گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس لاہور	۱/۴/۰
بابو محمد حسین صاحب ماہر فن عمارات و نقشہ جات جالندھر	۵/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب نذیر محمد خانصاحب جالندھر	۱/۰/۰
میزان	۲۱۱۹/۱۲/۰

بمد زکوٰۃ و صدقات وغیرہ ماہ نومبر ۱۹۴۱ء

محترمہ ز۔ خ صاحبہ بنت سید ظہور الدین صاحب نئی دہلی	۳/۰/۰
محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ معرفت میر محمد جانصاحب ملسی (بنگال)	۸/۰/۰
محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ بوساطت محترمہ نور بی بی صاحبہ پساواں ضلع جالندھر	۱۹/۱۲/۰
محترمہ بیگم صاحبہ نصرت اللہ شیخ صاحب مری (صدقہ فطر)	۲/۰/۰
محترمہ ام الحبیب صاحبہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۴/۰
نامعلوم الاسم	۰/۴/۰
محترمہ والدہ صاحبہ عبید الحق خانصاحب مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۹/۰
مولانا عبد الحق عباس صاحب مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۹/۰
مائی جیونی صاحبہ ملازمہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۶/۰
مائی برکت صاحبہ ملازمہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۶/۰
مائی نسیمہ صاحبہ باورچن مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۹/۰
محترمہ مسرت صاحبہ درجہ رابعہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
محترمہ شمیم اختر صاحبہ درجہ ثانیہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۰/۰

محترمہ والدہ صاحبہ عائشہ درجہ رابعہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد حسین صاحب (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
محترمہ نذیرہ صاحبہ درجہ خامسہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
محترمہ اختر سلطانہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۲/۰
جناب خان عبد اللطیف خان صاحب رئیس باغ جالندھر (صدقہ فطر)	۰/۸/۱۲
محترمہ عذرا صاحبہ درجہ عاشرہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۸/۰
محترمہ نسیم صاحبہ درجہ خامسہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۴/۰
محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
محترمہ صبیحہ صاحبہ درجہ مولوی مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
محترمہ صغریٰ صاحبہ درجہ مولوی مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۴/۰
محترمہ قمر بیگم صاحبہ درجہ خامسہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۱/۰/۰
محترمہ آسیہ بیگم صاحبہ درجہ خامسہ مدرسۃ البنات (صدقہ فطر)	۰/۴/۰
محترمہ صغریٰ عبد الحمید درجہ ثانیہ ۰/۸/۰ محترمہ شمیم درجہ اول	۳/۱/۰
محترمہ فہمیدہ سلطان متعلمہ ۰/۸/۰ - محترمہ بیگم صاحبہ خان	
بہادر عبد المجید خان صاحب بستی بابا خیل ۲/۰/۰	۴/۰/۰
جناب میر غلام رسول صاحب ناظم اسکول اچھرہ لاہور زکوٰۃ ماہ نومبر	۰/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب محمد عماد الدین اشرف صاحب پیسا توسط عائشہ شمیم محمد رفیع صاحبہ	۲۵/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب محمد عماد الدین اشرف صاحب پیسا توسط اختر النساء عابد حسین صاحب مرحوم درجہ رابعہ	۲۵/۰/۰

محترمہ رحمت بی بی صاحبہ جالندھر شہر	۲/۰/۰
جناب صوبیدار غلام احمد صاحب قریشی چھاؤنی چک لالہ (صدقہ فطر)	۵/۰/۰
محترمہ نور جہاں صاحبہ بنت جناب ظفر حسن خان صاحب سب انسپکٹر پولیس منڈاور رائے پارچہ جات یتیم طالبات مدرسۃ البنات	۰/۴/۴
میزان	۱۲/۰/۴

وظائف فنڈ ماہ نومبر ۱۹۴۱ء

محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان محمد عالم خان صاحب سب انسپکٹر پولیس دواجہ بھوپال (بابت ماہ اکتوبر تا نومبر ۴۱ء)	۰/۰/۰
ڈاکٹر چودھری خیر الدین صاحب پروفیسر کالج لاہور (فاطمہ جان کا وظیفہ ماہ ستمبر و اکتوبر ۴۱ء)	۱۰/۰/۰
محترمہ کرمہ عظیمہ بنت نفیس الحسن صاحب حبیب منزل علیگڑھ ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء	۲۰/۰/۰
میزان	۴۰/۰/۰

تعمیر فنڈ ماہ نومبر ۱۹۴۱ء

توسط جناب ڈاکٹر نذیر الدین محمد خان صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ضلع شاہ پور	
جناب خواجہ فضل الٰہی صاحب بیڈ کنٹریکٹرز فضل منزل بھیرہ ضلع شاہ پور (دس ٹکٹ)	دس ٹکٹ ۱۰/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان امیر الدین خان صاحب جالندھر	۴۰/۰/۰
محترمہ ثریا بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ عربی گرلز اسکول مخدوم رشید	۰/۴/۰
میزان	۵۰/۴/۰

زر چندہ فراہم کردہ بر موقعہ جلسہ سالانہ زنانہ مدرسۃ البنات ۱۹۴۱ء

محترمہ بیگم خان بہادر خان یار محمد خان صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم خان محمد نواز خان صاحب ممدوٹ	۲۰/۰/۰
جناب مرزا محمد مسرور موعودہ	۵/۰/۰
محترمہ اہلیہ جناب عمر الدین صاحب	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ جناب لطیف الرحمٰن صاحب	۱/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب جہانگیر احمد صاحب	۱/۰/۰
محترمہ مسز صاحبہ جناب محمد افضل صاحب	۱/۰/۰
محترمہ مسز صاحبہ جناب شجاع الدین صاحب	۱/۰/۰
محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ	۱/۰/۰
محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ درجہ ہشتم	۱/۰/۰

محترمہ فرحت آرا صاحبہ	۰/۴/۰
محترمہ شائستہ خانم صاحبہ	۰/۴/۰
محترمہ قمر بیگم بی بی صاحبہ	۰/۴/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب الیاس محمد خان صاحب	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب بدر الدین صاحب	۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب منتصر باللہ صاحب	۲/۰/۰
محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ متعلمہ درجہ اعلیٰ	۰/۴/۰
محترمہ بیگم صاحبہ سید سلامت علی شاہ ناظر	۱/۰/۰
محترمہ عظیم سلطان صاحبہ	۱/۰/۰

محترمہ اختری بیگم بنت میاں محمد علی صاحب	۱/۰/۰
محترمہ مجیدہ صاحبہ صوفی احمد علی صاحب	۲/۰/۰
محترمہ حامدہ بی بی لبلیبہ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب	۱/۰/۰
محترمہ شبیرہ خانم صاحبہ بستی شیخ	۱/۰/۰
محترمہ نسیمہ صاحبہ بادرچن مدرسۃ البنات	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد علی خان صاحب مرحوم رسالدار میجر	۱/۰/۰
محترمہ ثریا جبیں صاحبہ جناب حمید الدین صاحب	۱/۰/۰

محترمہ بیگم صاحبہ جناب حمید علی صاحب سیکرٹری ۔ ستفتنہ نیہ ملتی — ۵/-/-
محترمہ صفورا خانم صاحبہ جماعت ہشتم — ۱/-/-

چندہ جلسہ طاہرہ بستی باباخیل

محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان بہادر عبدالمجید خانصاحب بستی باباخیل — ۵/-/-
محترمہ زاہدہ صاحبہ خان ضیاء اللہ خان صاحب سب جج — ۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] بستی باباخیل — ۱/-/-
محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ مسز شہباز خان [illegible] — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب گل محمد خان بستی باباخیل — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان محی الدین خان بستی شیخ — ۱/-/-
محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ — ۱/-/-
محترمہ معلمہ بلقیس جان صاحبہ مدرسۃ البنات — ۴/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب ابراہیم خانصاحب افغان بستی دانشمنداں — ۲/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ انور علی خانصاحب بستی دانشمنداں — ۲/-/-
محترمہ سردار بانو صاحبہ بستی باباخیل — ۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ یار محمد خان بستی دانشمنداں — -/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ خانصاحب عبدالصمد خان صاحب سب جج بستی دانشمنداں — ۴/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان انیس الدین خان بستی دانشمنداں — ۵/-/-
محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ پٹھانکوٹ — ۱/-/-
محترمہ جنت بی بی صاحبہ ستکوہ — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب رشید علی خانصاحب جالندھر — ۲/-/-
محترمہ صغرا بیگم صاحبہ متعلمہ مدرسۃ البنات — ۲/-/-
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ متعلمہ مدرسۃ البنات — ۱/-/-
محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت جناب مشتاق محمد خانصاحب بستی دانشمنداں — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان عبداللہ خانصاحب میانی افغاناں — ۲/-/-

محترمہ کلثوم خانم صاحبہ بستی منصور صاحب — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب مولوی عماد الدین صاحب کتب خانہ انصاریہ جالندھر — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب مجبر عبد علی خانصاحب بستی باباخیل — ۲۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی عبدالعزیز صاحب قلعہ میاں سنگھ گوجرانوالہ — ۱/-/-
محترمہ طوبےٰ خانم معلمہ صاحبہ گوجرانوالہ — ۲/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان بشیر الدین خانصاحب ایڈوکیٹ جالندھر شہر — ۹/-/-
محترمہ بشیرہ خانم صاحبہ بستی دانشمنداں — ۱/-/-
محترمہ طاہرہ خانم صاحبہ بستی باباخیل — ۱/-/-
محترمہ زبیدہ خانم صاحبہ بستی باباخیل — ۱/-/-

فہرست چندہ زنانہ جلسہ ۱۹۴۱ء

فراہم کردہ فہمیدہ منیر الدین و سعیدہ فاضل درجہ عاشرہ

محترمہ ممتاز خانم صاحبہ ہیڈ معلمہ مدرسۃ البنات مصری شاہ لاہور — ۲/-/-
محترمہ غلام جنت معلمہ مدرسۃ البنات مصری شاہ لاہور — ۱/-/-
محترمہ ثریا سلطان متعلمہ جماعت چہارم " — ۱/-/-
محترمہ فہمیدہ خانم متعلمہ جماعت چہارم " — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب میر عبدالرحمن صاحب جالندھر — ۱/-/-
محترمہ صغرا بیگم صاحبہ جالندھر — -/۴/-
محترمہ والدہ صاحبہ رشیدہ غلام دستگیر کلاس پنجم مدرسۃ البنات — ۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبداللطیف صاحب سب جج جالندھر — ۵/-/-
محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات جالندھر — ۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ مدیر احمد صاحب جالندھر — ۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ مرزا صدیق اللہ بیگ جالندھر — ۲/-/-
محترمہ والدہ ماجدہ بیگم صاحبہ متعلمہ جماعت پنجم مدرسۃ البنات — ۲/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ عبدالحق بی۔اے۔ ایل ایل بی قلعہ میاں سنگھ — ۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالحمید حیدرآباد سندھ — -/۸/-
محترمہ راضیہ مرضیہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات جالندھر — ۵/-/-
محترمہ بشیرہ صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات — ۱/-/-
محترمہ سعیدہ فاضل درجہ عاشرہ مدرسۃ البنات جالندھر — ۲/-/-

فراہم کردہ [illegible]

محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] صاحب — ۷/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] غلام محی الدین صاحب مرحوم — ۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] — [illegible]
محترمہ [illegible] بنت محمد اصغر صاحب — ۱/-/-
محترمہ والدہ [illegible] — ۱/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] — ۲/-/-
محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ [illegible] احمد صاحب — ۱/-/-
محترمہ محمدی بی بی صاحبہ بنت شیر محمد صاحب — ۱/-/-
محترمہ رشیدہ اختر صاحبہ بستی غذاں — ۲/-/-
محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ بستی غذاں — ۱/-/-
محترمہ [illegible] بستی غذاں — -/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید [illegible] احمد صاحب — ۱/-/-
محترمہ رفیق سلطان بیگم صاحبہ ڈاکٹر حسن احمد صاحب — ۱/-/-
محترمہ بشیر بیگم صاحبہ — -/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالودود صاحب — ۱/-/-
محترمہ منور بیگم صاحبہ بنت شیخ محمد اصغر صاحب — -/۸/-
محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ بنت شیخ محمد اصغر صاحب — -/۸/-
محترمہ [illegible] صاحبہ جناب مولوی شمس الدین صاحب — ۱/-/-
محترمہ مجیدہ اختر صاحبہ بستی غذاں — ۱/-/-

فراہم کردہ استانی سلمیٰ و خالدہ صاحبہ

محترمہ اہلیہ محمد افضل صاحب تحصیلدار نکودر	۰/۱/۵
محترمہ اہلیہ سردار لعل سنگھ نائب تحصیلدار نکودر	۱/۰/۰
بیگم ڈی۔ سی ڈپٹی کمشنر فخر الدین صاحب جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ مرزا فیض اللہ بیگ جالندھر شہر	[illegible]
مس چوہدری غلام غوث خاں جالندھر	۱/۸/۰
محترمہ اہلیہ سب انسپکٹر محمود خاں [illegible]	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ ماسٹر محمد عبدالرحیم جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ چوہدری عبدالحمید جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ بابو خیر الدین صاحب ملع امرتسر	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ ڈپٹی عزت علی خاں صاحب	۲/۰/۰
محترمہ انور بیگم صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ کلثوم صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ اختری خانم صاحبہ	۱/۲/۰
محترمہ صبیحہ صاحبہ درجہ مولوی	۲/۰/۰
محترمہ اہلیہ شیخ محمد خورشید صاحب پکا باغ	۱/۰/۰
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ جالندھر شہر	۰/۲/۰
محترمہ بشیرہ بیگم صاحبہ جالندھر شہر	۰/۲/۰
محترمہ اہلیہ ماسٹر گل محمد جالندھر شہر	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ غلام محی الدین خاں سب انسپکٹر جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ ماسٹر محمد لال صاحب جالندھر	۲/۰/۰
محترمہ اہلیہ محمد ابراہیم صاحب نواں پنڈ	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب علی محمد صاحب نواں پنڈ	۲/۰/۰
محترمہ اہلیہ جناب نیاز محمد خاں صاحب	۳/۰/۰
محترمہ اہلیہ خان صاحب شیخ عبدالرحیم صاحب مال افسر جہلم	۵/۰/۰
محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ جالندھر شہر	۰/۴/۰
محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ جالندھر شہر	۰/۱/۰
محترمہ بتول خانم صاحبہ جالندھر شہر	۰/۰/۶
محترمہ خالدہ خاتون صاحبہ درجہ خامسہ	۱/۰/۰
محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ	۱/۰/۰

محترمہ سردار بیگم صاحبہ درجہ رابعہ	۱/۰/۰
محترمہ شہناز درجہ ثالثہ	۰/۴/۰
محترمہ محبوب صاحبہ درجہ ثالثہ	۰/۸/۰
محترمہ منور محمد اصغر صاحبہ درجہ سادسہ	۱/۰/۰
محترمہ بنت الحفیظ صاحبہ درجہ عاشرہ	۱/۰/۰
محترمہ دلشاد اختر صاحبہ درجہ ثالثہ	۱/۰/۰
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ درجہ ثالثہ	۰/۴/۰
محترمہ رحمت جان صاحبہ درجہ مولوی	۶/۰/۰
محترمہ اہلیہ جناب شوکت علی صاحب	۱/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب فیض محمد صاحب	۰/۴/۰
محترمہ تنویر صاحبہ درجہ رابعہ	۰/۴/۰
محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ درجہ اعلیٰ	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ شیخ محمد شریف وکیل صاحب اڈہ نکودر	۲/۰/۰
محترمہ والدہ شیخ محمد شریف وکیل صاحب اڈہ نکودر	۲/۰/۰
محترمہ مسعودہ جناب عبدالرحمٰن صاحب درجہ سادسہ	۰/۸/۰
محترمہ بنت سید نذیر اللہ شاہ صاحب	۱/۰/۰
محترمہ سلمیٰ حبیب صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۲/۰/۰
محترمہ اہلیہ محمد اشرف خاں ایس۔ ڈی۔ او	۲/۰/۰
محترمہ اہلیہ جناب غلام نبی صاحب بستی غزاں	۱/۰/۰
محترمہ حمیدہ بنت عبدالرحمٰن صاحب اوورسیر جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ خالدہ خانم صاحبہ درجہ خامسہ	۱/۰/۰
محترمہ سرور خاتون صاحبہ درجہ خامسہ	۱/۰/۰
محترمہ رشیدہ جناب فضل کریم صاحب درجہ خامسہ	۰/۲/۰
محترمہ شمیم اختر صاحبہ جناب نور احمد صاحب	۰/۲/۰
محترمہ رشیدہ جناب محمد علی صاحب درجہ ثالثہ	۰/۴/۰
محترمہ والدہ جناب محمد حسین صاحب بستی غزاں	۰/۴/۰
محترمہ تاج بی بی صاحبہ بنت مولوی خیر محمد صاحب گھسیانوی درجہ خصوصیہ ثانیہ	۰/۴/۰
محترمہ اہلیہ رانا عبدالمجید خاں ایڈیٹر بنک جالندھر شہر	۱/۰/۰

محترمہ بیگم صاحبہ جناب حمید علی صاحب سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی	۵/۰/۰
محترمہ والدہ عزیزہ نیاز محمد صاحب جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ اہلیہ جناب نور احمد صاحب لاہور	۱/۰/۰
محترمہ زبیدہ صاحبہ جناب بدرالدین صاحب ادیب عالم	۱/۰/۰
محترمہ نسیم فیروز صاحبہ درجہ ثالثہ	۰/۸/۰
محترمہ نعیم فیروز صاحبہ درجہ اعلیٰ	۰/۸/۰
محترمہ نسیم اختر صاحبہ درجہ رابعہ	۲/۰/۰
محترمہ مریم بیگم صاحبہ درجہ ثالثہ	۲/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب شیخ محبوب عالم صاحب جالندھر	۰/۴/۰
محترمہ نجم النساء صاحبہ درجہ رابعہ	۱/۰/۰
فالتو رقم	۵/۴/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان امیر الدین احمد خاں صاحب ایڈووکیٹ جالندھر شہر	۲۰/۰/۰
محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ نائب ناظمہ المدرسہ	۲۵/۰/۰
فاضل از چندہ سالانہ زنانہ	۰/۱۴/۰
حنیف و عشرت متعلمات درجہ عاشرہ	
محترمہ انور زبیدہ صاحبہ جماعت ہفتم	۱/۰/۰
محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ بستی شیخ درویش	۰/۸/۰
محترمہ نذیر سلطان صاحبہ بستی شیخ درویش	۰/۴/۰
محترمہ سعیدہ خانم صاحبہ بستی بابا خیل	۰/۲/۰
محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ بستی شیخ	۰/۲/۰
محترمہ برکت بی بی صاحبہ	۰/۱/۰
محترمہ عصمت بیگم صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ سردار بیگم صاحبہ جالندھر شہر	۱/۰/۰
محترمہ زینب بی بی صاحبہ محلہ شاہ روشن ولی	۰/۸/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب محمد شفیق صاحب	۱/۰/۰
محترمہ نصرت جہاں دختر شیخ عبدالحمید صاحب	۱/۰/۰
محترمہ تحسین اختر صاحبہ	۱/۰/۰

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ متعلمہ مدرسۃ البنات درجہ اولیٰ	۱/۰/۰
محترمہ انور سلطان صاحبہ	۰/۲/۶
محترمہ ثریا سلطان صاحبہ	۰/۱/۰
محترمہ فضل نور صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ بشیرہ بیگم صاحبہ	۰/۱/۰
محترمہ جنت بی بی صاحبہ	۰/۱/۰
محترمہ ذریہ بیگم بنت محمد ادریس خان صاحب	۱/۰/۰
محترمہ زبیدہ سلطانہ ہمشیرہ ماسٹر عبدالرزاق کپورتھلہ	۱/۰/۰
محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ	۰/۴/۰
محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ محلہ کھوویاں جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ انور سلطان صاحبہ درجہ اعلیٰ	۰/۵/۰
محترمہ شریفہ بیگم دختر بابو دوست علی صاحب	۱/۰/۰
محترمہ گلزار بیگم صاحبہ محلہ مظفر گنج جالندھر	۰/۸/۰
معلوم الاسم	۰/۶/۰
معلوم الاسم	۰/۱/۰
محترمہ عصمت بیگم صاحبہ نکا باغ جالندھر	۰/۴/۰
معلوم الاسم	۰/۲/۰
محترمہ رقیہ بیگم متعلمہ مدرسۃ البنات درجہ مولوی	۲/۰/۰
محترمہ خورشید بیگم صاحبہ جالندھر شہر	۱/۰/۰
محترمہ ثریا بیگم صاحبہ	۰/۸/۰
محترمہ صغریٰ سلطان بیگم صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ بنت صوبیدار شیخ عزیز الدین بستی شیخ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب ڈاکٹر غلام محمد راستہ محلہ	۲/۰/۰
محترمہ منیف صاحبہ درجہ عاشرہ	۱/۰/۰
محترمہ بنت کمیشن خان صاحب محمد یعقوب	۲/۰/۰

محترمہ عشرت جہاں صاحبہ	۱/۰/۰
معلوم الاسم	۰/۸/۰
محترمہ استانی البشریٰ خانم صاحبہ	۲/۰/۰
بوساطت محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ	
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی جمال الدین صاحب	۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ عبداللطیف خان صاحب	۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ ریاض احمد صاحب انسپکٹر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب خواجہ غلام رسول صاحب جڑانوالہ	۱۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ سکندر خان صاحب	۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ احمد حسن صاحب لاہور	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالرحمٰن صاحب اوورسیر	۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ فضل محمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ حسام الدین خان صاحب	۱۰/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ صوفی نذیر حسین صاحب سوداگر چرم امرتسر	۲۰/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب عبدالرحیم صاحب	۰/۴/۰
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی قمر الدین صاحب	۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ جناب اصغر علی صاحب	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ ملک عبدالشکور صاحب	۵/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ قمر حسین صاحب ہوشیارپور	۱/۰/۰
محترمہ سکینہ خانم صاحبہ بیگم میاں احمد الدین صاحب بیاس	۱۰/۰/۰
محترمہ اقبال بیگم صاحبہ بیگم میاں عبداللطیف	۱/۰/۰
محترمہ ہمشیرہ عبدالحمید صاحب	۱/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ معراج الدین صاحب پشاور	۲/۰/۰
محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ ہیڈ معلمہ کنگرہ	۲/۰/۰
محترمہ بشیرہ بی بی صاحبہ	۰/۸/۰
محترمہ رضیہ بی بی صاحبہ	۰/۴/۰
محترمہ برکت بی بی صاحبہ	۰/۴/۰

محترمہ حسین بی بی صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ رشیدہ بی بی صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ صوفیہ خانم صاحبہ جماعت پنجم مدرسۃ البنات	۲/۰/۰
محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ جماعت پنجم مدرسۃ البنات	۰/۲/۰
محترمہ امیہ بیگم صاحبہ جماعت پنجم مدرسۃ البنات	۰/۸/۰
محترمہ بلقیس خانم صاحبہ جماعت پنجم مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ کنیز زہرہ صاحبہ جماعت ادیب عالم مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ سعیدہ خانم صاحبہ جماعت ادیب عالم	۱/۰/۰
محترمہ حمیدہ صاحبہ بنت منیر الدین صاحب جماعت ادیب عالم مدرسۃ البنات	۲/۰/۰
محترمہ نواب بیگم صاحبہ ملسیاں	۱/۰/۰
محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ	۰/۲/۰
محترمہ فاطمہ خاتون صاحبہ بنت فیض محمد صاحب جماعت ششم مدرسۃ البنات	۵/۰/۰
محترمہ صابرہ سلطان صاحبہ جماعت ششم "	۱/۰/۰
محترمہ ام کلثوم صاحبہ جماعت ششم مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ ممتاز خانم صاحبہ جماعت ششم مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ ذکیہ خانم صاحبہ جماعت سوم مدرسۃ البنات	۰/۸/۰
محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ جماعت پنجم مدرسۃ البنات	۰/۸/۰
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ جماعت مولوی عالم "	۱/۰/۰
محترمہ ام الحبیب صاحبہ جماعت خصوصیہ ثانیہ "	۰/۲/۰
محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ جماعت خصوصیہ ثانیہ "	۱/۰/۰
محترمہ اخت الحبیب صاحبہ جماعت سوم	۰/۱/۰
نامعلوم الاسم	۰/۱/۰
محترمہ مسعودہ خاتون صاحبہ بنت محمد صدیق صاحب جماعت ہفتم مدرسۃ البنات	۲/۰/۰
محترمہ جیوی صاحبہ	۰/۸/۰
محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ	۱/۰/۰
محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ	۰/۲/۰

محترمہ ام کلثوم صاحبہ بنت محمد امین صاحب	۰/۸/۰
جناب معز الدین صاحب	۰/۱/۰
محترمہ امیر بیگم صاحبہ ناظرہ مدرسۃ البنات	۲/۰/۰
محترمہ لبشریٰ خانم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۲/۰/۰
محترمہ بشیر بیگم صاحبہ معلمہ بستی دانشمنداں	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر محمد حسن خان صاحب بستی نو لیسوت خان	۵/۰/۰
محترمہ زہرہ صاحبہ بنت ... صاحب تائب چیئرمین	۱/۰/۰
محترمہ کنیز فاطمہ معلمہ مدرسۃ البنات	۵/۰/۰
محترمہ بلقیس صاحبہ درجہ ہشتم مدرسۃ البنات	۰/۸/۰

در عطیہ بتقریب جلسہ سالانہ قرآن خوانی

محترمہ بیگم صاحبہ جناب حافظ فضل محمد صاحب ڈی۔ اے۔ وی بیانہ	۱/۰/۰
محترمہ راضیہ رضیہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ فخر جہاں صاحبہ درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات	۰/۸/۰
محترمہ شفیق جہاں صاحبہ درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات	۰/۸/۰
محترمہ تسنیم گل اکبر شاہ صاحبہ درجہ ثالثہ	۱/۰/۰
محترمہ اختر گل اکبر شاہ صاحبہ درجہ اعلیٰ	۱/۰/۰
محترمہ سعیدہ اختر صاحبہ درجہ ثالثہ	۱/۰/۰
محترمہ خورشید بیگم صاحبہ درجہ ثالثہ	۰/۸/۰
محترمہ رشیدہ قمر الدین صاحبہ درجہ رابعہ	۰/۴/۰
محترمہ رفیقہ صاحبہ درجہ رابعہ	۰/۸/۰
محترمہ رضیہ صاحبہ محمد ابراہیم صاحب چوڑیگر	۱/۰/۰
محترمہ خوشنودہ صاحبہ جناب محمد صدیق صاحب	۰/۴/۰
محترمہ خالدہ خانم صاحبہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ رشیدہ خانم صاحبہ درجہ سادسہ 〃	۱/۰/۰
محترمہ سعیدۃ النساء درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ وحیدۃ النساء درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات	۰/۸/۰
محترمہ مریم بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰

محترمہ ثریا بیگم صاحبہ درجہ رابعہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ جناب رستم علی صاحب درجہ ثالثہ مدرسۃ البنات	۱/۲/۶

فہرست ممبران استقبالیہ

محترمہ بیگم صاحبہ جناب شیخ محمد صفدر صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر کمشنری	۱/۰/۰
محترمہ ممتاز زینتی صاحبہ بنت سپرنٹنڈنٹ دفتر کمشنری	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالرحیم صاحب پولیس انسپکٹر	۲/۰/۰
محترمہ بیگم بابو ... صاحب کلرک ڈپٹی کمشنر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ محمود خان صاحب پولیس انسپکٹر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب رئیس منزل	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ ڈپٹی ابوالحسن صاحب مہراج گنج	۱/۰/۰
محترمہ بیگم شیخ غلام حسین ڈپٹی انسپکٹر ... سکونت	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ محمد عمر صاحب وکیل مہراج گنج	۱/۰/۰
محترمہ بیگم خان اکبر خان وکیل ہائی کورٹ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی جلال الدین صاحب	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان بشیر الدین خان صاحب وکیل جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ بنت خان غلام حسین صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم مرزا محمد مسعود بیگ صاحب جالندھر چھاؤنی	۱/۰/۰
محترمہ بیگم مرزا حمید اللہ بیگ صاحب 〃 〃	۱/۰/۰
محترمہ بیگم مرزا عزیز اللہ بیگ صاحب 〃 〃	۱/۰/۰
محترمہ بیگم مرزا ریاض احمد بیگ صاحب 〃 〃	۱/۰/۰
محترمہ نذیر بیگم صاحبہ ... کچہری جالندھر	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ کچہری جالندھر	۲/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ عبدالسلام صاحب 〃	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری عزت علی خان صاحب اڈہ بستی	۱/۰/۰

محترمہ بیگم محمد حسین خان صاحب بستی نو	۱/۰/۰
محترمہ بیگم خان محمد شاہ قلی خان صاحب	۱/۰/۰
محترمہ والدہ صاحبہ خان زندہ محمد خان بستی شاہ قلی	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان عابد علی خان صاحب بستی غزاں	۲/۰/۰
محترمہ والدہ خان جہانگیر خان صاحب 〃	۲/۰/۰
محترمہ استانی عشرت رشید صاحبہ 〃	۲/۰/۰
محترمہ والدہ خان نثار احمد خان صاحب 〃	۱/۰/۰
محترمہ زہرہ خانم صاحبہ 〃 〃	۱/۰/۰
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ معرفت عبدالغفور بکا باغ	۰/۸/۰
محترمہ ... صاحبہ جناب منشی مصلح الدین صاحب بکا باغ	۱/۰/۰
محترمہ ... صاحبہ بابو غلام محمد صاحب بکا باغ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ ضیاء الحق صاحب اوورسیر 〃 〃	۱/۰/۰
محترمہ استانی بشیر بیگم صاحبہ 〃 〃	۱/۰/۰
محترمہ بیگم نذیر احمد خان صاحب ... 〃	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ چودھری نذیر احمد صاحب اسسٹنٹ رنک زراعت بکا باغ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ سید اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ...	۱/۰/۰
محترمہ بیگم بابو سید محمد صاحب گارڈ چہار باغ	۱/۰/۰
محترمہ استانی ... صاحبہ 〃	۱/۰/۰
محترمہ ... بیگم صاحبہ جالندھر	۰/۸/۰
محترمہ بیگم محمد اقبال صاحب سوداگر سوڈا فیکٹری	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ مرزا فیض اللہ بیگ صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ سید حلیم شاہ نواز صاحب ...	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ عبدالرحمٰن صاحب اوورسیر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ مولوی عماد الدین صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم نذیر احمد خان ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی	۱/۰/۰
محترمہ بیگم شیخ احمد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل	۱/۰/۰

محترمہ بیگم میر عبدالرحمٰن انجینئر گرینڈ ٹرنک روڈ	۱/۰/۰	محترمہ آپا شمیم صاحبہ ریلوے روڈ جالندھر	۱/۰/۰	محترمہ مکرمہ "منی" صاحبہ بستی شیخ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم عبدالحمید سپرنٹنڈنٹ محلہ اسلام آباد	۱/۰/۰	محترمہ بیگم محمد امین صاحب جالندھر	۱/۰/۰	محترمہ بیگم شاہ محمد خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ بیگم نذیر احمد صاحب منیجر انشورنس کمپنی "	۲/۰/۰	محترمہ بیگم کیپٹن محمد علی راولپنڈی	۱/۰/۰	محترمہ والدہ صاحبہ عبدالمجید خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ بیگم شیخ غلام دستگیر صاحب گرینڈ ٹرنک روڈ	۲/۰/۰	محترمہ بیگم شاہ دین صاحب پوٹھیر جالندھر	۱/۰/۰	محترمہ بیگم محمد حسین خانصاحب " "	۱/۰/۰
		محترمہ بنت فضل الٰہی صاحب محلہ پوٹیاں	۱/۰/۰	محترمہ والدہ صاحبہ خانصاحب نذیر احمد خاں بستی شیخ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم رشید اختر صاحبہ محلہ سید کبیر	۱/۰/۰	" " " " "	۱/۰/۰		
محترمہ افتخار سلطانہ بنت سید محمد شفیع	۱/۰/۰	محترمہ بیگم محمد شریف تھانیدار جالندھر	۱/۰/۰	محترمہ بیگم چودہری عبدالرحمٰن صاحب راہول	۱/۰/۰
محترمہ بیگم عبداللطیف سب جج	۱/۰/۰	محترمہ بیگم عطا محمد صاحب ایس۔ڈی۔او	۱/۰/۰	محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ " "	۱/۰/۰
محترمہ بیگم ڈاکٹر بدرالدین صاحب	۲/۰/۰	محترمہ بیگم وزیر محمد بستی شیخ	۰/۸/۰	محترمہ محمودہ بیگم احمد مختار صمدانی صاحبہ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم محمد علی صاحب ڈاکٹر افواج افغانستان	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان محمد عبداللہ خانصاحب بستی شیخ	۱/۰/۰	محترمہ بیگم نذر رسول خان صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم مرزا محمد شفیق صاحب	۱/۰/۰	محترمہ امیر بانو صاحبہ بستی شیخ	۱/۰/۰	محترمہ بیگم بابو عبدالحمید اوورسیئر نہر شیخوپورہ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم بابو شاہ محمد صاحب ہیڈ کلرک	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خانصاحب حاجی اسمٰعیل صاحبہ بستی شیخ	۰/۸/۰	محترمہ بیگم صاحبہ ملک غلام محمد صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم رحمت خانصاحب نمبردار	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان فرزند علی خاں بستی باباخیل	۱/۰/۰	محترمہ منیرہ بیگم صاحبہ بنت سید نذیر اللہ شاہ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم ڈاکٹر عطا محمد چوک سوداں	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان اکبر علی خاں " " "	۱/۰/۰	محترمہ اہلیہ سید نذیر اللہ شاہ کوٹ جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم خان محمد علی خاں میجر	۱/۰/۰	محترمہ بیگم عبدالخالق صاحبہ " " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم مسز شانی صاحبہ سول لائنز	۱/۰/۰
محترمہ بیگم عطا محی الدین خان وکیل قادے شاہ	۰/۸/۰	محترمہ بیگم خانبہادر عبدالمجید خانصاحب بستی باباخیل	۲/۰/۰	محترمہ بیگم ڈاکٹر رحمت اللہ " "	۱/۰/۰
محترمہ والدہ محمد حمید خانصاحب سب انسپکٹر پولیس	۱/۰/۰	محترمہ طاہرہ خانم صاحبہ بستی باباخیل	۱/۰/۰	محترمہ بیگم محمد حسین انسپکٹر انکم ٹیکس	۱/۰/۰
		محترمہ زبیدہ خانم صاحبہ " " "	۱/۰/۰	محترمہ استانی رحمت صاحبہ گورنمنٹ گرلز سکول	۲/۰/۰
محترمہ والدہ عبدالحق صاحب اٹاری بازار	۰/۸/۰	محترمہ بیگم محمد عبداللہ خاں " " "	۱/۰/۰	محترمہ استانی سطوت آرا " " "	۱/۰/۰
محترمہ والدہ قاضی بشیر حسین محلہ قاضیاں	۱/۰/۰	محترمہ بیگم صدیق خانصاحب " " "	۰/۸/۰	محترمہ استانی برکت عیدیخاں " " "	۱/۰/۰
محترمہ والدہ عبدالحمید صاحب میجر " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان حمید علی خانصاحب بستی شیخ	۱/۰/۰	محترمہ استانی زہرہ صاحبہ " " "	۱/۰/۰
محترمہ والدہ امتیاز خاتون محلہ قاضیاں	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان عبدالعزیز خانصاحب " "	۵/۰/۰	محترمہ شفیقہ خاتون جماعت دہم	۱/۰/۰
محترمہ بیگم عبداللہ صاحب انسپکٹر " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان محمد اکبر خانصاحب " "	۱/۰/۰	محترمہ مسز ڈاکٹر محمد دین صاحب	۱/۰/۰
محترمہ بیگم سید ارشاد حسین " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم غلام محی الدین خانصاحب " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان عبدالمجید خانصاحب بستی دانشمنداں	۱/۰/۰
محترمہ رضیہ مظفرالدین صاحبہ	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان یوسف خانصاحب " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان سردار محمد خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ ذکیہ حبیب معرفت مظفرالدین	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان اکرم خان صاحب " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان نیاز محمد خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ آمنہ خاتون صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰	محترمہ بیگم محمد اسلم خان صاحب مہت پور	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان گل محمد خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ امیر بیگم صاحبہ رستہ محلہ جالندھر	۱/۰/۰	محترمہ بیگم پیرداد خان صاحب بستی شیخ	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان مشتاق محمد خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ آپا اقبال صاحبہ " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان ابراہیم خانصاحب " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان گلزار محمد خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ بیگم شیخ عبدالرشید صاحب جالندھر	۲/۰/۰	محترمہ ہمشیرہ الیاس خانصاحب " "	۱/۰/۰	محترمہ بیگم خان نیاز محمد خانصاحب " "	۱/۰/۰

محترمہ بیگم خان عبدالعزیز خانصاحب بستی دانشمنداں	۱/۰/۰
محترمہ بیگم خان صدرالدین خانصاحب بستی دانشمنداں	۱/۰/۰
محترمہ والدہ احمد الزمان خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ دولت بی بی صاحبہ " "	۱/۰/۰
محترمہ بیگم خانصاحب فضل محمد خان "	۱/۰/۰
محترمہ والدہ محمد مشتاق خانصاحب " "	۱/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان وزیر الدین "	۲/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان ابراہیم خانصاحب " "	۲/۰/۰
محترمہ بیگم خان اویس احمد خانصاحب " "	۲/۰/۰
محترم خان انور علی خان صاحب " "	۲/۰/۰
محترمہ بیگم مرزا امان اللہ خانصاحب سراج گنج	۲/۰/۰

محترمہ بیگم چوہدری رحمت اللہ میونسپل کمشنر	۱/۰/۰
محترمہ والدہ انور علی خانصاحب بستی دانشمنداں	۱/۰/۰

وعدے ممبرین استقبالیہ

محترمہ بیگم محمود الحسن صاحب تحصیلدار	۱/۰/۰
محترمہ بیگم الطاف حسین سیلانی جمعدار چکا باغ	۱/۰/۰
محترمہ بیگم عبدالحمید اقبال وکیل جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ استانی امۃ الرسول صاحبہ ہیڈ مسٹرس مڈل سکول	۱/۰/۰
محترمہ استانی رضیہ صاحبہ معلمہ مڈل گرلز سکول	۱/۰/۰
محترمہ استانی امۃ الحفیظ صاحبہ " "	۱/۰/۰
محترمہ استانی کلثوم صاحبہ " "	۱/۰/۰

محترمہ مس صفیہ لودھی صاحبہ جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم حمید بھٹی صاحب ریلوے روڈ "	۱/۰/۰
محترمہ بیگم عبدالعزیز صاحب ٹریننگ انسپکٹر چہار باغ	۱/۰/۰
محترمہ مختار بیگم ڈسپنسری گرل ہسپتال جالندھر	۱/۰/۰
محترمہ بیگم خان حسام الدین خانصاحب بستی دانشمنداں	۲/۰/۰
محترمہ والدہ خان ضیاء اللہ خان سب جج بہادر بستی دانشمنداں	۱/۰/۰
محترمہ صاحب جان صاحبہ سابقہ معلمہ مدرسۃ البنات	۱/۰/۰
محترمہ بیگم فضل الٰہی خان بستی دانشمنداں	۱/۰/۰

ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کیلئے اور اسکے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کیلئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہانتک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اسکے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے۔

ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے: سطر اول میں کلام الٰہی کی آیت دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے۔ چوتھی سطر میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اسکی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی۔

فی الحال اسکے سات پارے پہلے پانچ اور آخری دونوں شائع ہو چکے ہیں آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے تاکہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپکی خدمت میں بھیجے جائیں۔ ہدیہ فی پارہ ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار (چھٹا پارہ زیر طبع ہے)۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ	اَلْ	مَلٰٓئِكَةِ
اور	جب	ہم نے کہا	سے		فرشتوں

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا:

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

اُسْجُدُوْا	لِ	اٰدَمَ	فَ	سَجَدُوْا	اِلَّا
سجدہ کرو	کو	آدم	تو	ان سب نے سجدہ کیا	چھوڑ کر

آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کر دیا بجز

اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ

اِبْلِيْسَ	اَبٰى	وَ	اِسْتَكْبَرَ	وَ	كَانَ
ابلیس کو	اس نے نہ مانا	اور	اپنی بڑائی چاہی	اور	ہو گیا

ابلیس کے اس نے سر پھیر دیا اور اپنی بڑائی چاہی اور کافروں

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (۳۴) وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ

مِنْ	اَلْ	كٰفِرِيْنَ	۳۴	وَ	قُلْنَا
میں سے		کافروں	۳۴	اور	ہم نے کہا

میں سے ہو گیا۔ (۳۴) — اور ہم نے کہا: اے آدم

اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ

يَا اٰدَمُ	اُسْكُنْ	اَنْتَ	وَ	زَوْجُ	كَ
اے آدم	بس	تو	اور	جورو	تیری

تو اور تیری جورو (دونوں) رہا کرو

ملنے کا پتہ

مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام۔ جالندھر شہر

قابلِ مُطالعہ کتابیں

تفاسیر

مندرجہ ذیل تفسیریں حضرت العلامہ مولٰنا ابو تراب محمد نورالحق علوی پروفیسر السنۂ شرقیہ اورئنٹل کالج لاہور کی تصنیفات میں سے ہیں۔ علامہ ممدوح نے ان تینوں کتابوں میں کتاب اللہ کے اصول و قواعد اور حقائق و معارف کو اس خوبی کے ساتھ "بحر در کوزہ" کر دیا ہے کہ انکے مطالعہ کے بعد پورے قرآن شریف کے تدبر کی راہ بالکل آسان ہو جاتی ہے۔

نورالحق فی تفسیر سورۃ العلق معہ ضمیمہ بارقۃ الحق	۳ر
الناموس المفصل فی تفسیر سورۃ المزمل	۴ر
فتح المقتدر فی تفسیر سورۃ المدثر	۱۱ر

الفباء عربی

صوتی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے قیمت ۲ر۔

الفباء اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کر کے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ قیمت ۱ر

حُسنِ وفا

آجکل مہذب قومیں وعدہ خلافی اور جھوٹ کو عقلمندی سیاست اور ہنر سمجھ رہی ہیں۔ لیکن اس کتاب میں آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے کہ عہدِ رسالت میں اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے عہد کر کے اسے کس طرح نباہا جا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ کہ کفر کی گردن اسلام کے آگے جُھک گئی اور اسلام تمام دُنیا میں پھیل گیا۔ کتاب کا انداز بیان ایسا دلکش، عبارت ایسی سلیس اور خط ایسا پاکیزہ اور اعلٰے ہے کہ ایک دفعہ پڑھکر آپ اسے ختم کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے۔

لُبابُ الاحیا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

کی تصنیف

مختصر الاحیا یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ

مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مُسلمہ

جالندھر شہر

(دسمبر ۴۱ء و جنوری ۱۹۴۲ء)

مُدیرہ حُمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے ۔

رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہوسکے گی ۔

چندہ سالانہ ایک روپیہ ممالک غیر سے تین شلنگ - فی پرچہ ۲ ر +

منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا ۔

کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو پانچ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے ۔

خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہوسکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا ۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے - اس لئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مدنظر رکھا جائے ۔

زبان صاف اور سلیس ہونی چاہئے ۔

روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں ۔

مضمون مختصر ہو ۔

مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا ۔

پورا پتہ لکھئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہوسکیگا ۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا ۔

کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے ۔

اجرت بہرحال پیشگی ۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مُسلمہ جالندھر

نمبر ۹	سنہ ۱۳۶۱ء	محرم الحرام	سنہ ۱۹۴۲ء	فروری	جلد ۱

چند گزارشیں

(ادارہ)

یہ حیرت بجا ہے: "مسلمہ" کے چندے میں صرف چار آنے بڑھا دینے کا اعلان ہوا۔ تو مسلمہ بہنوں کی طرف سے اس امر پر حیرت و تعجب کا اظہار ہوا کہ یہ معمولی اضافہ اتنے بڑے سالانہ خسارے کو آیندہ کو روک دینے کا سبب کس طرح ہو سکیگا۔ ہم اس اضافے کی قلت کے اسباب پچھلے نمبر میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کا مشن اسلامی، اس کا مقصد خدمتِ مسلمات۔ اسلئے خدا کی مدد کا یقین ہے۔ اور یہی یقین ہر طرح کی مشکلات میں ڈھارس بندھا رہا ہے۔ اور اس ارادے کو پختہ تر کر رہا ہے کہ "مسلمہ" کو مالی مصیبتوں کی مہلک ضربوں سے بچانے کے لئے پوری قربانی اور کامل ایثار سے دریغ نہ کیا جائے۔ لیکن انجمن کے علاوہ قوم پر اور مسلمات پر بھی کچھ فرائض ہیں خصوصاً "مسلمہ" بہنوں پر۔ اس وقت کہ "مسلمہ" زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ ان سے ہر قسم کی امداد اور ہر ممکن ایثار کی توقع ہے۔ "مسلمہ" کی اشاعت کا حلقہ وسیع ہے۔ اگر تمام بہنیں "مسلمہ" کی اعانت کا خیال دل میں قائم رکھیں تو خدا کے فضل سے تنگی کا یہ عالم بھی رفع ہو جائیگا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔

کاغذ کی قیمتوں پر حکومت کے ضبط کی خبر پھیلی تو تسکین سی ہوئی کہ یہ تاجروں کی لوٹ کھسوٹ سے کچھ امن ہو جائیگا لیکن افسوس کہ یہ کنٹرول خالص اخباری کاغذ پر نکلا۔ رسائل کے کاغذ کی گرانی شتر بے مہار کی طرح چلی جا رہی ہے، خدا محافظ ہو۔

اس اشاعت میں صفحات کی کمی ہو گئی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ بعض ضروری مضامین حتےٰ کہ "بزم مسلمہ" کو بھی مجبوری کی وجہ سے آیندہ نمبر کیلئے ملتوی کرنا پڑا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مسلمہ بہنیں اس امر کو خوشی سے اس وقت تک قبول کرتی رہیںگی تا آنکہ جنگ کا خاتمہ بالخیر ہو۔

ہمدرد بہنوں نے "مسلمہ" کی مصیبتوں پر خطوں کا تانتا باندھ دیا۔ کاش ہم سب خطوں کو نقل کرنے کی گنجائش پاتے۔ خدا نے ...

اللہ کو قرضِ حسنہ

عطیات ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء

بتوسط بلقیس اختر صاحبہ درجہ اول اعلیٰ مدرستہ البنات

جناب چوہدری عبداللہ نور ... صاحب ... پرسنل ...	[illegible]
" ... ڈی ... شملہ	۱/-/-
بیگم صاحبہ "	-/۸/-
جناب چوہدری عبدالشکور صاحب ... شملہ	-/۴/-
عبدالحمید خان صاحب متعلم جماعت ... اسلامیہ سکول شملہ	-/۲/-
" قاضی محمد اشرف صاحب اکونٹنٹ ... شملہ	۱/-/-
بیگم صاحبہ "	۱/-/-
جناب ... اقبال ...	-/۸/-
جناب ... شملہ	-/۸/-
محترمہ ...	-/۸/-
جناب ... شملہ	-/۸/-
جناب ملک ... ریٹائرڈ ... شملہ	-/۸/-
بیگم صاحبہ	۱/-/-
جناب محمد اظہار علی خاں ولد جناب چوہدری سردار علی خاں ... شملہ	-/۲/-
" محمد ... علی خاں	-/۲/-
" محمد ... علی خاں	-/۴/-
محمد اظہر علی خاں	-/۲/-
" چوہدری سردار علی خاں صاحب ... شملہ	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ	-/۸/-
جناب محمد مظہر علی خان متعلم جماعت نہم اسلامیہ سکول شملہ	۱/-/-
" محمد جمیل صاحب نقشہ نویس سنٹرل سٹینڈرڈ آفس ریلوے بورڈ شملہ	-/۸/-
" معلوم الاسم صاحب	۱/-/-
محترمہ زبیدہ ... صاحبہ - لاہور	۵/-/-
محترمہ ... صاحبہ معلمہ مدرستہ البنات (قیمت ...)	۱/۵/-
جناب مولوی ... صاحب جالندھر شہر	-/۲/-

جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
" حکیم محمد یار ... صاحب "	-/۲/-
جناب خواجہ غلام صادق صاحب بی۔اے ایل ایل بی لدھیانہ	۲۰/-/-
محترمہ ... صاحبہ سابق معلمہ مدرستہ البنات (موجودہ ...)	۴/-/-
محترمہ ... بیگم صاحبہ بنت عبدالمجید صاحب درجہ ادیب عالم " "	۱/-/-
" محمودہ بیگم صاحبہ جماعت ششم " "	-/۸/-
جناب مولوی حافظ غلام مصطفٰے صاحب ہاشمی قادری ... (بغرض ایصال ثواب بروح والد بزرگوار خود)	۱/۴/-
جناب محمد ایوب ابراہیم صاحبان ٹھیکیداران لکڑی ...	۱۰/-/-
جناب ... افضل حسین صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور	۱۰/-/-
جناب سید رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
جناب ... صاحب " "	-/۲/-
محترمہ ... صاحبہ ...	۵/-/-
جناب ... بنت ... فقیر محمد صاحب متعلمہ درجہ دوم	۲۶/۴/-
جناب کریم بخش صاحب ... صاحب ... ملتان شہر	۱/-/-
محترمہ ... صاحبہ بنت جناب عبدالوحید صاحب قریشی لائل پور	۲/-/-
جناب منشی محمد ... صاحب ... پنشنر جالندھر شہر	۲۰/-/-
محترمہ ... صاحبہ ... شاہ صاحب اسٹیشن پونہ	۲/-/-
جناب بابو برکت علی صاحب جالندھر شہر (قیمت کھال)	-/۱۲/-
" چوہدری فیض محمد صاحب کتب فروش جالندھر شہر	-/۲/-
جناب ... صاحبہ	۲/-/-
جناب ڈاکٹر ... احمد صاحب ایم بی۔ بی۔ ایس۔ لاہور	۱/-/-
جناب مولانا ... علی صاحب بیرسٹرایٹ لا - لاہور	۵/-/-
جناب خان بہادر شیخ محمد نقی صاحب رئیس لاہور	۱/-/-
جناب مولوی عبدالشکور صاحب ہیڈ کلرک ہیڈکوارٹرز آفس لاہور	-/۱/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد اصغر صاحب ... کمشنرز آفس جالندھر شہر	۱۰/-/-
" مولوی ... صاحب جالندھر شہر	۲/-/-
محترمہ مسعودہ صدیق حسن صاحبہ - درجہ مولوی	۲/-/-

جناب خواجہ غلام صادق صاحب بی اے ایل ایل بی لدھیانہ	۲/-/-
محترمہ نور سلطانہ صاحبہ بنت حکیم غلام قادر صاحب جوڈیشل کمشنر کشمیر	۱/-/-
جناب شیخ عبدالسلام صاحب لاہور بتقریب نکاح خوانی برخوردار شیخ فضل کریم صاحب نائب تحصیلدار	۵/-/-
،، محمد ایوب ابراہیم صاحبان ٹھیکیداران لکڑی نابھہ	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب شیخ محمد اسلم صاحب انکم ٹیکس آفیسر	۵/-/-
،، مسز اکرام صاحب ڈپٹی کمشنر	۲/-/-
،، رقیہ بیگم صاحبہ درجہ ششم	۱/-/-
جناب فضل محمد صاحب ولد عمر ارائیں موضع بوٹ (قیمت کھال قربانی)	۱/۱/۹
،، برکت علی صاحب گڈس کلرک موضع کھرا کنگرہ ،،	۶/-/-
،، ایم ایس صاحب ضلع چوبیس پرگنہ (بنگال)	۵/-/-
معلوم الاسم (قیمت کھال قربانی)	۱/-/-
جناب میاں اظہار الحسن صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس جالندھر (قیمت کھال قربانی)	۱/۴/-
عزیزہ رضیہ خانم ماسٹر نیاز محمد جماعت اول ،،	-/۱۲/-
میزان	۱۰۴/۴/۲

بمد زکوٰۃ و صدقات وغیرہ ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء

جناب محمد صدیق صاحب ویدر پوسٹ آفس پونہ	۲/-/-
جناب عبدالعزیز صاحب ایس ڈی او ملتان چھاؤنی	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب شیخ محمد غریب صاحب تحصیلدار نکودر	۵/-/-
جناب مولوی حکیم فضل محمد صاحب جالندھر شہر	۱/-/-
معلوم الاسم	۲/-/-
مولوی عبدالشکور صاحب میڈیکل برانچ لاہور	۱/۱۵/-
جناب میر غلام رسول صاحب نرسز اسلامیہ اسکول اچھرہ لاہور	۵/-/-
میزان	۲۱/۱۵/-

تعمیر فنڈ ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اختر واصفی لاہور	۵/-/-
میزان	۵/-/-

وظائف فنڈ ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء

محترمہ مکرمہ و معظمہ نفیس دلہن صاحبہ بیگم عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر حبیب منزل علیگڈھ	۲۰/-/-

جناب آنریری سیکرٹری صاحب انجمن مسلمانان پنجاب کراچی	۲۹/۱۰/-
محترمہ بیگم صاحبہ عالیجناب خان مشتاق احمد خاں صاحب جعفر منشن حیدرآباد (دکن)	۱۰/-/-
میزان	۵۹/۱۰/-

عطیات ماہ جنوری ۱۹۴۲ء

جناب شیخ [illegible] کلاتھ مرچنٹ جالندھر شہر (قیمت کھال عقیقہ)	[illegible]
،، ڈاکٹر قمرالدین صاحب پنشنر جوالامکھی (قیمت دو کھال)	۱/۶/-
،، فیض محمد خانصاحب کراچی (قیمت کھال قربانی)	۱/۱/-
محترمہ [illegible] درجہ ششم مدرسۃ البنات ،، ،،	-/۱۳/۳
،، رشیدہ بیگم درجہ چہارم ،، ،، ،،	۱/۸/-
،، رشیدہ بیگم درجہ پنجم ،، ،،	۱/-/-
،، روشن اختر متعلمہ درجہ مولوی عالم ،، ،،	-/۲/-
بتوسط شگفتہ خانم درجہ ادیب مدرسۃ البنات	
محترمہ بیگم صاحبہ خانصاحب عبدالشافی خاں صاحب جالندھر چھاؤنی	۲/-/-
،، ،، خان الشان حسین خانصاحب بستی باباخیل	۲/-/-
جناب خان فرزند علی خان صاحب فسرال ہوشیارپور	۱/-/-
،، [illegible] صاحب [illegible] باباخیل	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ [illegible] علی [illegible] صاحبہ ،،	۲/-/-
جناب خان محمد یونس خان صاحب نائب تحصیلدار (بتقریب مولود سعید فرزند ارجمند خود)	۵/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ مرزا معراج الدین صاحب پشاور	۲/-/-
جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کیپٹن پنشنر جالندھر شہر (قیمت کھال قربانی)	۴/-/-
نامعلوم الاسم (،،)	۳/۳/-
جناب خان امیران حسین احمد صاحب ایڈووکیٹ جالندھر شہر ،،	۱/۱/۶
،، بابو عبدالرحمن صاحب گورنمنٹ ہائی سکول ،،	-/۲/-
جناب مولوی عظامی صاحب ،، ،،	-/۲/-
،، حکیم محمد جالینوس صاحب ،،	-/۲/-
محترمہ حسن آرا صاحبہ بنت غلام نبی صاحب لاہور	۲/-/-
،، عزیزہ ماجدہ متعلمہ جماعت پنجم (قیمت کھال قربانی)	۱/-/-
جناب قاضی بشیر حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ جالندھر شہر (،، ،،)	۱/-/-

جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
" چوہدری نور احمد صاحب جالندھر شہر (قیمت کھال قربانی)	-/۸/-
" بابو افتخار احمد صاحب جالندھر شہر	-/۲/-
جناب سید محمد انور علی شاہ صاحب بسی (قیمت کھال قربانی)	۱/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری جمال الدین صاحب کھڑک کنگرہ	۲/-/-
محترمہ والدہ اقبال بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر جان محمد صاحب بذریعہ عزیزہ شمیم اختر جماعت پنجم (نقد قیمت کھال)	-/۱۱/-
جناب مولوی میراں بخش صاحب توسط ماسٹر نیاز علی صاحب جالندھر شہر (قیمت چرم قربانی)	۱۲/۴/۳
جناب مستری عبدالرحیم صاحب انجمن شیڈ۔ جالندھر شہر	-/۲/-
جناب خان بہادر شیخ سراج الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر جالندھر شہر (برائے امداد نادار طالبات)	۲۵/-/-
محترمہ سیدہ خانم صاحبہ بستی بابا خیل (چندہ موعودہ منقبایہ کمیٹی)	۲۰/-/-
جناب ایم لطافت الرحمن صاحب توسط کیپٹن ملک نواب الدین صاحب انبالہ	۱۵/-/-
محترمہ والدہ ظہیر احمد صاحب	۲/-/-
صغریٰ خانم صاحبہ درجہ رابعہ (قیمت کھال قربانی)	۱/-/-
م-ب صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد انعام باری صاحب خانپور (برائے یتیم طالبات)	۲/-/-
بتوسط جناب ڈاکٹر گل اکبر شاہ صاحب حبانیہ۔ عراق	۹/۱۰/-

بتوسط طالبات مدرسۃ البنات :-

بذریعہ آئینہ اختر بنت رحمت اللہ صاحب۔ مدرسۃ البنات	۱/۴/۶
" خورشید محمد رمضان صف ثالثہ "	۵/۱۱/-
" رضیہ سلطانہ بنت محمد اصغر صاحب "	۵/-/-
" رضیہ محمد انور صف رابعہ "	۲/-/-
" اقبال میر محمد درجہ ادیب عالم "	۳/-/-
" ثریا محمد رمضان درجہ ثانیہ "	۳/۵/-
" ممتاز بنت عبدالعزیز "	۱/-/-
" منور بیگم بنت محمد اصغر درجہ سادسہ "	۲۸/-/-
" نورشید بیگم بنت سید محمد ثالثہ "	۴/-/-
" خدیجۃ الکبریٰ درجہ خصوصیہ ثانیہ "	۲/۹/-

بتوسط عزیزہ نجیبہ بیگم درجہ ادیب عالم مدرسۃ البنات	۵/-/-
" " نسیم اختر بنت سردار علی "	-/۸/-
" طالبات مدرسۃ البنات (جنکی فہرستیں موصول نہیں ہوئیں)	۳۰/۱۴/-

بتوسط مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن

جناب محمد یعقوب خانصاحب مشین ڈرائیور لاہور	-/۲/-
جناب ملک محمد بشیر صاحب سب انسپکٹر پولیس قصور	۱/-/-
جناب شیخ محمد سعید صاحب رئیس و ٹھیکیدار بہاولپور	۵/-/-
جناب لفٹننٹ کرنل سید نذیر علی صاحب عسکری بہاولپور	۲/-/-
جناب چوہدری امیر علی صاحب اکونٹنٹ جنرل "	۱/-/-
جناب خواجہ عبدالغفور صاحب چیف انجنیئر محکمہ انہار "	۲/-/-
جناب مسٹر بقا محمد خانصاحب انسپکٹر مدارس "	۵/-/-
جناب خانبہادر شاہزادہ آغا محمد اکرم صاحب کمشنر پولیس "	۲/-/-
جناب سید نذیر ائمہ شاہ صاحب افسر توشہ خانہ "	۲/-/-
جناب سید غلام محمد شاہ صاحب مقیم شاہ تھانہ صادق پور "	-/۱/-
جناب سردار محمد اکبر خان صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل "	۱/-/-
از کمیٹی سرکار والا شان بہاول پور	۳۰/-/-
جناب مولانا محمد یوسف صاحب ایس۔ڈی۔او "	۱/-/-
جناب شیخ محمد احمد صاحب ایگزیکٹو انجنیئر محکمہ انہار "	۱/-/-

وظائف فنڈ ماہ جنوری ۱۹۴۲ء

مکرمت مآب نواب صدر یار جنگ بہادر الحاج مولانا محمد حبیب الرحمن خان شروانی علیگڈھ (محمودہ سکالرشپ) بابت فصل خریف ۱۳۴۶ف	۹۰/-/-
جناب ڈاکٹر چوہدری حق نواز خانصاحب (فاطمہ جان سکالرشپ) ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۴۱ء	۱۰/-/-
" " جنوری ۱۹۴۲ء	۵/-/-
محترمہ مکرمہ نفیس دلہن صاحبہ بیگم عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر۔ علیگڈھ (بابت ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء)	۲۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان محمد عالم خان صاحب سب انسپکٹر پولیس بھوپال۔ بابت ماہ دسمبر و جنوری	۱۰/-/-

بمد زکوٰۃ ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۲ء

جناب عبد الغفار صاحب دھام پور ضلع بجنور	۱/-/-
جناب چودھری عبد الکریم صاحب ضلعدار ڈاکخانہ واربٹن	۱۰/-/-
,, معلوم الاسم از بھوپال	۱۰/-/-
جناب میر غلام رسول صاحب لاہور بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۴۲ء	۱۰/-/-
جناب انعام الحق صاحب ضلعدار نہر بنگلہ روڑالہ	۱۰/-/-
جناب شیخ محمد انصار صاحب اسسٹنٹ انجنیئر محکمہ انہار بہاولپور	۵/-/-

تعمیر فنڈ ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۲ء

جناب پروفیسر غلام محی الدین صاحب خلوت ایم۔اے۔ لائل پور	۲/-/-

اللہ کی مدد کرنے والے (دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء)

محترمہ سعیدہ خانم صاحبہ - ۱ + جناب محمد صادق صاحب ماہم بمبئی - ۱ + جناب شاہ محمد خان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس محبوب نگر (دکن) - ۱ + جناب چودھری فیروز الدین صاحب ایس۔ڈی۔او میانوالی - ۱ + جناب صفدر علی خان صاحب جالندھر شہر - ۲ + جناب چوہدری فضل الدین صاحب ہری پور ہزارہ - ۱ + جناب حبیب اللہ خاں صاحب نئی دہلی - ۱ + محترمہ بیگم صاحبہ جناب عبد الرحمن صاحب مقامی لاہور - ۱ + جناب مرزا نجم صاحب - ۱ + محترمہ تنویر فاطمہ صاحبہ متعلمہ مدرسۃ البنات - ۱ + محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت محمد اسمٰعیل صاحب دہلی ۱ + منشی نور احمد صاحب ڈرافسمین جالندھر ۱

حساب انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر پنجاب بابت ماہ اکتوبر نومبر دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء

نام معطی معہ پتہ	اکتوبر	نومبر	دسمبر
محترمہ حمیرا خانم صاحبہ رئیسہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر از منی آرڈر تا ستمبر	۱۰/-/-	—	۴/-/-
جناب حافظ عبد الرزاق صاحب ریلوے روڈ نئی دہلی	۵/-/-	—	—
عالیجناب نواب فخر یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن از اپریل تا اکتوبر ۱۹۴۱ء	۳۵/-/-	—	۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خانبہادر عبد المجید خان صاحب رئیس بستی بابا خیل	۲/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب خان محمد یوسف خان صاحب ۱۰ البنی روڈ نئی دہلی	۵/-/-	۵/-/-	—
جناب خواجہ غلام محی الدین صاحب شملوی کلرک کوآپریٹو سنٹرل بنک	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب بابو عبد العزیز صاحب کلرک سنٹرل کوآپریٹو بنک	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب شیخ حبیب الٰہی صاحب کلرک آف دی کورٹ سینئر سب جج صاحب	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
جناب بابو فیروز الدین صاحب پوسٹل کلرک جالندھر شہر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب شیخ عبد اللطیف صاحب ریکارڈ کیپر سشن کورٹ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
جناب مرزا فیض اللہ بیگ صاحب ہیڈ ریڈر سشن کورٹ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب چوہدری محمد بشیر صاحب کلرک دفتر انسپکٹر آف سکولز	۱/-/-	۱/-/-	—
جناب بابو غلام محمد صاحب ڈسٹرکٹ ناظر کچہری صدر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب مفتی فخر الدین صاحب ایچ وی سی ڈپٹی کمشنر صاحب	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب خانصاحب شیخ عبد الرحمن صاحب پنشنر محلہ سراج گنج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب بابو عبد الحق صاحب پوسٹل کلرک ,, ,,	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب بابو مستجاب حسین صاحب کلرک دفتر سب رجسٹرار صاحب	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
جناب منشی مولا بخش صاحب ڈرافسمین کچہری صدر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
جناب خان نیاز محمد خانصاحب اکونٹنٹ محکمہ زراعت	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب چوہدری نبی احمد صاحب کیمپ کلرک ,, ,,	۱/-/-	۱/-/-	—
جناب چوہدری محمد علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ دفتر کمشنر صاحب	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی۔ ٹیچر گورنمنٹ سکول	-/۸/- ۳ ماہ	-/۸/-	-/۸/-
جناب مولوی رحمت علی صاحب سینئر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول	-/۴/-	—	—
جناب مولوی محمد امین صاحب عربک ٹیچر ,, ,,	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب منشی محمد شریف صاحب محلہ سراج گنج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
جناب خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر چرم بستی نو	-/۹/-	-/۸/-	-/۸/-
جناب میرزا امان اللہ خانصاحب محلہ سراج گنج	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب خان محمد احمد خانصاحب درانی سٹاکسٹ پوٹرین جالندھر شہر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
جناب حکیم سید محمد شاہنواز شاہ صاحب بیرون دروازہ بیدان جالندھر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب چوہدری غلام احمد صاحب شیر فروش رستہ محلہ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
جناب میاں عبد الکریم عبد اللطیف صاحبان سوداگران چرم ریلوے روڈ جالندھر شہر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
جناب مولوی محمد خلیل صاحب دوکاندار انارکلی بازار ,,	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
محترمہ عائشہ خانم صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد ابراہیم خاں آئی۔ایم۔ایس بستی دانشمنداں	۳/-/- ۳ ماہ	—	—
جناب منشی غلام محمد صاحب وثیقہ نویس کچہری صدر جالندھر شہر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-

نام			
جناب خان محمد عمر خانصاحب بی اے ایل ایل بی وکیل جالندھر شہر	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
، خان محمد اکبر خانصاحب پبلک پراسیکیوٹر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
، ڈاکٹر غلام محمد صاحب کیپٹن پنشنر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، حکیم عبدالرحیم صاحب بازار تیج بہیر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، مولوی محمد یعقوب محمد ابراہیم صاحبان	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، شیخ نذیر احمد صاحب کاغذ فروش بازار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، خانصاحب شیخ غلام حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز	-	-	-
جناب میاں اشفاق علی صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر لینڈ ریونیو	-	-	-
، مستری محمد اسمٰعیل صاحب ٹھیکیدار محلہ باغ شیخ کرم بخش	-	-	-
، چوہدری عبدالکریم صاحب مٹھائی فروش چوک	-	-	-
، خان محمد اسحاق خانصاحب اسسٹنٹ	-	-	-
، خان بشیر احمد خانصاحب ٹکٹ کلکٹر ریلوے سٹیشن	-	-	-
، بابو عبدالرحیم صاحب پارسل کلرک	-/۴/-	-/۴/-	-
، چوہدری شاہ محمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، ڈاکٹر سید محمد رشید صاحب عباسی سب اسسٹنٹ سرجن	-	-	۱/-/-
، میاں محمد عبداللہ صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول	-	-	۱/-/-
، بابو سردار علی صاحب ہیڈ بارڈر انسپکٹر میونسپل کمیٹی	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، خان محمد احمد خان صاحب اکبر مدیر پیام اسلام	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، ابوالحسیب صاحب نیا محل	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
، شیخ محمد شریف صاحب ایڈووکیٹ	دو ماہ ۲/-/-	۱/-/-	۱/-/-
، خان عبیدالحق خانصاحب منیجر مکتبہ علمیہ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
، ڈاکٹر مرزا حمید اللہ بیگ صاحب چھاؤنی جالندھر	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
، ڈاکٹر چوہدری بدرالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
، سید محمد انور علی شاہ صاحب ڈی آئی آف سکولز کوئٹہ (بلوچستان)	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
، مستری محمد حسین صاحب محلہ باغ شیخ کرم بخش	-/۸/-	-/۸/-	-/۸/-
، چوہدری پیر بخش صاحب گرداور قانونگو محلہ سراج گنج	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان فیروز الدین خانصاحب کسٹم کوارٹرز ٹینگا بمبئی ۱۹	۲/-/-	۲/-/-	۲/-/-
جناب رفیق احمد صاحب کسٹم کوارٹرز ٹنگا۔ بمبئی	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-
، مستری نیاز محمد محمد حسین صاحبان محلہ پکا باغ جالندھر شہر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-
، منشی سردار محمد صاحب کاتب دروازہ سیداں	-/۸/-	-	-/۴/-

نام				
جناب ملک عبدالغفور عبدالشکور صاحبان آڑھتیاں لکڑ منڈی جالندھر شہر	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
، ملک محمد امین صاحب	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
، چوہدری نور محمد صاحب کوٹ فضل کریم خاں	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
، منشی فضل محمد صاحب موضع بوٹ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
، حاجی بوٹا علی احمد علی صاحبان جنرل مرچنٹس	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-	۳/-/-
محمد شفیع حسین صاحب سوداگر چوب نیلے روڈ	-/۵/-	-/۵/-	-/۵/-	-/۱۵/-
، ڈاکٹر محمد سعید صاحب انچارج میڈیکل ہال بازار شیخاں	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
ماسٹر نذیر احمد صاحب چوک امام ناصر الدین	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
، مستری عبدالرحیم صاحب انجن شیڈ	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
مولوی شمس الدین صاحب انصاری انصار کتب خانہ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-	۳/-/-
، جناب حکیم رحمت علی صاحب قریشی دروازہ سیداں	-/۸/-	-/۸/-	-	-/۱۶/-
، خان عبداللطیف خاں صاحب رئیس پکا باغ	۱/-/-	۱/-/-	۱/-/-	۳/-/-
، خواجہ محمد امین حاجی گل ۲/۱۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ	-/۵/-	-	-	دو ماہ ۱۰/-/-
، مولوی امان الرحمٰن صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس بستی محلہ	۱/-/-	۱/-/-	-	-
، چوہدری امام الدین صاحب کلاتھ مرچنٹ بازار	-/۴/-	-/۴/-	-/۴/-	-/۱۲/-
، خانبہادر شیخ سراج الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر	۵/-/-	۵/-/-	۵/-/-	۱۵/-/-
، منشی محمد سعید اللہ صاحب مہر دار اقامہ مدرسۃ البنات	-	۱/-/-	-	۱/-/-
، بابو نیاز علی صاحب ہیڈ سگنیلر چھاؤنی جالندھر	-	-/۴/-	-	سہ ماہ -/۱۲/-
، ڈاکٹر چوہدری رحیم بخش صاحب ملتان شہر	-	سہ ماہ ۳/-/-	-	۱/-/-
، بابو محمد اسمٰعیل صاحب تحصیل کسولارائے	-	دو ماہ ۱/-/-	-	-/۸/-
، خانبہادر احمد حسن خانصاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر بستی نو	-	۵/-/-	-	دو ماہ ۱۰/-/-
، مستری اللہ بخش صاحب انجن شیڈ	-	دو ماہ -/۸/-	-	-/۴/-
، سید محمد اصغر علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول ٹانڈہ	-	۱/-/-	-	۱/-/-
، مہر کرم بخش ولد نظام الدین صاحب جی۔ٹی روڈ جالندھر شہر	-	-/۴/-	-	-
، منیجر صاحب جنرل برقی سپلائی ریلوے روڈ	-	-	-	دو ماہ ۲/-/-
، شیخ جان محمد صاحب منیجر ٹریڈنگ کمپنی بینک بازار	-	-	-	-/۸/-
، مولوی بدرالدین صاحب موضع گڑھا	-	-	-	۲/-/-
، معلوم الاسم چندہ نصف ماہ	-	-	-	۱/۸/-
میزان کل	۱۱۸/۴/-	۱۱۰/۵/-		۴۶/۴/-

متفرق آمدنی بماہ اکتوبر، نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء

کرایہ سائبان انجمن بتوسط ماسٹر نذیر احمد صاحب	[illegible]
پیداوار اراضی مدرسہ بابت فصل خریف	[illegible]
قیمت گندم ۱۰ من از اراضی مدرسہ۔ و دو من ۳۲ سیر از اراضی بابو ...	[illegible]
میزان	[illegible]

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر پنجاب بابت ماہ اکتوبر، نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء

نام ماہ	عطیات	صندوقچی	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	فروخت کتب	دار الاقامہ	میزان: پائی	آنے	روپے
اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۶	۵	۲۹۶۳
نومبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	-	۰	۵	۲۶۶۲
دسمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰	۰	۶۳۵
میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۶	۲	۶۲۶۱

گوشوارہ اخراجات انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر پنجاب۔ بابت ماہ اکتوبر، نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق اخراجات مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگس دار الاقامہ معہ متفرق	وظائف مدرسہ	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق خرچ انجمن	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	تعمیر و مرمت	قیمت: پائی	آنے	روپے
اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	۰	۱۶۹۹
نومبر	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳	۱۰	۲۵۰۳
دسمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳	۵	۱۰۳۵
میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۹	۶	۵۲۰۸

گوشوارہ مداخل و مخارج انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر (پنجاب) بابت ماہ اکتوبر، نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء

آمدنی

	پائی	آنے	روپے
آمدنی سہ ماہی سوم	۶	۲	۶۲۶۱
بقایا سہ ماہی دوم	۳½	۱۰	۸۳۴
جمع بمد امانت ماہ اکتوبر	۹	۰	۵۴۲
جمع بمد زر ضمانت ״	۰	۰	۲۲۰
جمع ״ ״ دسمبر	۰	۰	۱۰۰
میزان کل	۶½	۱۵	۸۰۵۷

خرچ

	پائی	آنے	روپے
اخراجات سہ ماہی سوم	۹	۶	۵۲۰۸
واپسی امانات بماہ اکتوبر	۰	۹	۲۸۶
״ زر ضمانت ״ ״	۰	۰	۲۱۰
״ ״ ״ دسمبر	۰	۰	۸۰
بقایا حال	۱½	۱۵	۲۰۶۹
میزان کل	۶½	۱۵	۸۰۵۷

نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر (پنجاب)۔

قرآن مجید

(بچوں کے لئے)

اَزْجَنَابْ عُبَيْدُ الْحَقْ خَانْ صَاحِبْ

اِنَّا	فَتَحْنَا	لَ	كَ	فَتْحًا	مُّبِيْنًا ۵	لِ	يَغْفِرَ	لَ كَ
بیشک ہم نے	فتح دی	تجھ (تیرے دشمنوں)	کو	فتح	بڑی ۵	تاکہ	بخشدے	تجھے
اللّٰهُ	مَا	تَقَدَّمَ	مِنْ	ذَنْبِ	كَ	وَ	مَا	تَاَخَّرَ
اللہ	جو	آگے ہوئیں		غلطیاں	تیری	اور	جو	پیچھے ہوئیں
وَ	يُتِمَّ	نِعْمَتَ	هُ	عَلَىْ	كَ	وَ	يَهْدِيَ	كَ
اور	پورا کردے	فضل وکرم	اپنا	پر	تجھ	اور	راہ دکھلائے	تجھے
صِرَاطًا	مُّسْتَقِيْمًا	۵	وَ	يَنْصُرَ	كَ	اللّٰهُ	نَصْرًا	عَزِيْزًا ۵
راہ	حق کی	۵	اور	کامیاب کرے	تجھے	اللہ	کامیاب	زبردست ۵

مختصر معنی:-

مکہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے، جہاں آپ بڑھے پھولے، جوان ہوئے اور نبوت ملی۔ نبوت ملتے ہی آنحضورؐ لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانے لگے۔ اس راہ میں آنحضورؐ نے بڑی ہمت اور کوشش صرف کی۔ قریش مکہ نے جب آپکو اللہ کے پیغام، اسکے دین اسلام کی وعظ کرتے دیکھا، تو طرح طرح کے لالچ اور قسم قسم کے فریب دے کر خوشامدوں اور چاپلوسیوں سے انھیں اس سے روکنا چاہا۔ مگر آپ اپنے اللہ کے کام میں مصروف رہے۔

جب ان کافر و مشرک قریشیوں نے اپنا یہ جادو چلتا نہ دیکھا تو ظلم وستم پر کمر باندھ لی، آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ازیتیں اور اذیتیں پہنچانے لگے۔ مگر رسول اللہؐ تھے کہ انھیں صبر وشکر سے برداشت کرتے رہے اور اپنے اصحاب کو بھی صبر وشکر کی تلقین فرماتے رہے۔ آخر اللہ نے اپنے نبیؐ کو ہجرت کا حکم دیا۔ آپ نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی، آنحضورؐ کی یہ آرزو تھی کہ وہ مکہ جائیں۔ تو اللہ نے مکہ فتح کرایا اور مکہ والوں پر غلبہ بخشا۔ دین کے دشمنوں کو شکست دے کر اس کا مرتبہ بلند کیا۔ اپنے نبی کی اگلی اور پچھلی تمام غلطیوں کو جن پر ممکن تھا کہ وہ آپ کو سزا دیتا معاف فرمادیا۔

یہی سبب تھا جس سے اسلام پھیلا اور آنحضورؐ نے دشمنوں پر بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

قُلْ	هُوَ	اللّٰهُ	اَحَدٌ ۵	اَللّٰهُ	اَلصَّمَدُ ۵	لَمْ	يَلِدْ	
کہدو (اے نبی)	وہ	اللہ	یکتا ہے ۵	اللہ	سب (مخلوق) کا مقصود ہے ۵	نہ	اس نے جنا	
وَ	لَمْ	يُوْلَدْ ۵	وَ	لَمْ يَكُنْ	لَ	هٗ	كُفُوًا	اَحَدٌ ۵
اور	نہ	وہ جنا گیا ۵	اور	نہ ہوا	اُس	کا	ہمسر	کوئی

مختصر معنی :-

اللہ ایک ہے، وہ تمام عمدہ اور اعلیٰ صفتوں اور کمالوں کا مالک ہے، تمام عیبوں اور خامیوں سے پاک ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اُس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں، اور نہ اُس کی صفتوں سے ملتی جلتی کسی کی کوئی صفت ہے۔ وہی تو ہے جس کا ساری خلقت اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں آسرا لیتی ہے اور وہ خود سب سے بے نیاز ہے، اُس کا نہ کوئی بیٹا ہے، نہ ماں باپ ہیں اور نہ کوئی اسکے جوڑ کا ہے۔

یہ سورت جس طرف رہنمائی کرتی ہے :۔

(۱) اللہ ایک ہے، اسکے سوا جو کچھ ہے سب اسکی مخلوق ہے اور اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

(۲) سب لوگ اللہ کے محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز و بے پرواہ ہے۔

(۳) نہ اللہ کا کوئی بیٹا بیٹی ہے، نہ ماں باپ ہیں اور نہ کوئی اس جیسا ہے۔

تعلیمات قرآن عزیز (مسلسل)

مسلمہ کے لئے

از جناب داعی الی الحق

سُورَۃُ البَقَرَۃ

فصل ۳ :-

یہ کتاب الٰہی ہے۔ اس کے (قانون حق ہونے میں) کوئی شبہ نہیں۔ یہ متقی انسانوں پر (فلاح و سعادت) کی راہ کھولنے والی ہے
اس کتاب کی قبولیت کے لحاظ سے پہلی جماعت ان لوگوں کی ہوگی جو متقی ہیں۔ ان کی پانچ صفات واضح ہیں

متقین کی صفات خمسہ! (۱) ایمان بالغیب (۲) اقامت صلوٰۃ (۳) انفاق فی سبیل اللہ (۴) قرآن عزیز (بحیثیت جامع صداقت) اور پہلے (دستاویز حق) پر ایمان رکھنا : (۵) انجام یعنی آخرت پر ایمان رکھنا۔

ان کا نام ہی اصول فلاح ہے۔ ان پر عمل کرنے کا قدرتی نتیجہ راہ حق کی یافت ہے اور اس پر قیام نجات و سعادت کی روشن دلیل!

کافروں کا انجام دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو صدائے حق سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اس ... دلوں، کانوں اور آنکھوں

((عذابِ عظیم ہے (رکوع -۱- ۲))
کو راہ ہدایت میں بے کار محض بنا لیتے ہیں۔ یہ خدا کے باغی ہیں اور ان کا انجام ہلاکت و
منافقوں کا بیان قبولیت حق کے لحاظ سے تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو اقرار نما انکار کرنے والے نمائشی مسلمان ہیں - یہ
منافقوں کے کرتوت در پردہ اسلام کی بیخ کنی کی فکر میں ہیں۔ رنج و حسد کے آزار میں پہلے ہی سے مبتلا ہیں۔ اسلام کی شوکت کے
آفتاب عالمتاب نے ان کو اور بھی اندھا کر دیا ہے۔ وہ مفسد ہیں اور اپنے آپ کو مصلح سمجھتے ہیں۔ وہ راستبازی کو بے وقوفی اور
نفاق کو دانشمندی سمجھتے ہیں۔ ایمانداروں کا تمسخر ان کا شیوہ ہے۔
ان کی مثال اس طرح کی ہے جو ایمان لے آیا۔ اور ایمان سے اس کا دل منور بھی ہوگیا۔ مگر شامتِ اعمال کی وجہ سے وہ نور
(یہ ناقابل اصلاح ہیں)
بجھ گیا اور ایسا بجھا کہ اس کا روشن ہونا محال ہے
منافقوں کی محرومیوں کی دو مثالیں دوسری مثال قابل اصلاح منافقین کی ہے۔ ان کی حس سمع و بصر فنا نہیں ہوئی۔ "نور" کی
جھلک پڑی تو چل کھڑے ہوئے۔ جہالت و آزمائش کا اندھیرا آیا تو لڑکھڑا گئے۔
سن لو! تمام طاقتوں کا مالک صرف ایک خدائے قدوس ہے۔ اُسی سے لو لگاؤ۔ اور اُسی کو اپنا آقا مان کر راہِ عمل میں قدم
اٹھاؤ (رکوع ۲ - ۲۰) --

فصل ۳ :-

اعتراف حق میں انکار نہ کرو۔ اے لوگو۔ ایک خدا کو مانو۔ قانون حق کے پیامبر پر ایمان لے آؤ۔ اگر انکار پر اصرار ہے۔ تو آؤ!
قرآن کے مقابلہ میں عاجزی شہادت سارے معبودانِ باطل سمیت مقابلہ میں نکلو اور اس قانون پاک کی برابری میں ایک سورت پیش
کرو۔ اگر عاجز آجاؤ تو پھر اعتراف حق میں انکار نہیں ہونا چاہیئے۔ سمجھ لو۔ تمہاری عاجزی ایک
ہے کہ طاقتور قرآن
شہادت ہے کہ یہ طاقتور قرآن انسانی طاقت سے بلند کسی خدائی قوت سے نازل ہو رہا ہے۔
اللہ کی طرف سے ہے
پس اس کی مخالفت چھوڑ دو۔ اور عذابِ الہی سے بچ جاؤ۔ انکار سے باز آکر ایمان لے آنے والے نعمائے الہی کے حقدار ہونگے ——
اور وہ معاند جو عام فہم امثلہ قرآنی کی آڑ لے کر دندانِ حسد تیز کر رہے ہیں خائب و خاسر ہونگے۔
امثلہ کا اثر مومن و کافر جہاں ان مثالوں سے مومنوں کے ایمان منور ہونگے۔ وہاں پوشیدہ عداوت الہی رکھنے والوں کی عداوت آشکا
پر جُدا جدا ہوگا ہوجائیگی۔ اور وہ ایمانی، طبعی اور عقلی قوتیں بیکار کر کے بھٹکتے رہ جائینگے۔
اے معاندین حق! تم قانون حق کا انکار کر کے خدا کی گرفت سے کیسے بچ سکتے ہو۔ یاد رکھو! تمہاری موت و حیات کی باگ اُسی اللہ
کے ہاتھ میں ہے۔ اور اسی محسنِ حقیقی نے تمہارے لئے زمین و آسمان میں سامانِ انتفاع پیدا کیا۔ اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے (رکوع ۳ - ۱)
نیابت فی الارض حضرت انسان کی نیابت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ فرشتوں کو حقیقتِ حال سے باخبر کرنے کے لئے تعلیم الہی —
پُر حکمت انداز کا بیان اسلئے ہے۔ کہ انسان بشری خصائص سے آگاہ ہو جائے۔ فرشتے جب مشیتِ الہی سے باخبر ہوتے ہیں۔ تو خلق

آدم کی حکمت ان کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ وہ فوراً آدم کی امارت و اطاعت کو تسلیم کر لیتے ہیں۔

اس کے بعد امیر منتخب "نیابت فی الارض" کی ٹریننگ کے لئے جنّت میں رکھا جاتا ہے۔ تاکہ اسکو بشری کمزوری کا احساس ہو جائے

لاحزن ولاخوف کا تختِ پُرجلال اور ہر حال میں قانون الٰہی کی تابعداری کو پیش نظر رکھے۔ اخیر میں اعلان کر دیا جاتا ہے "لَاحُزْنٌ وَ لَا خَوْفٌ" کے تختِ پُرجلال پر متمکن وہی ہوگا۔ جو قانون الٰہی کا پابند رہے گا۔ اور راہِ انکار پر گامزن ہوگا اسکے لئے آگ منتظر ہے۔ (ع۔ (۳۰ - ۳۹))۔

فصل ۴:۔

بنی اسرائیل سے خطاب اس فصل میں اہل کتاب بالخصوص بنی اسرائیل کو تذکیر بآلاءِ اللہ سے دعوت الی الکتاب دی جاتی ہے۔ ان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ تَلْبِیْسُ الحَقِّ بِالبَاطِلِ اور کِتْمَانُ الحَقِّ چھوڑ دو۔ قرآن عزیز کی پیروی کرو۔ قانون کی اطاعت میں بدنی اور مالی قربانی سے دریغ نہ کرو۔ تمہارے وہ مشائخ جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ خود بھی نیک بنیں۔ اتباع قرآن عزیز میں مصائب کا خطرہ ہو تو صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے رفع تکلیف کی دعا کرو۔ کیونکہ اللہ پر نظر رکھنے والوں کے لئے کوئی مشکل نہیں! (ع۔ (۴۰ - ۴۶))۔

تذکیر بآلاء اللہ نعمائے الٰہی کا یاد دلانا۔ سلسلۂ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے تَذْکِیْرٌ بِاٰلاءِ اللہ اور تَذْکِیْرٌ بِمَا بَعْدَ المَوْت کے بعد تنبیہ کی جاتی ہے کہ اس دن کے بچاؤ کا فکر کرو۔ جس دن مجرم کی نجات کی چاروں راہیں بند ہونگی۔

اللہ کے ہاں مجرم کا کوئی مددگار نہیں یعنی معاوضہ۔ سفارش۔ فدیہ اور مددگاروں کا زبردستی رہائی دلانا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو یاد دلاتے ہیں۔ کہ انھیں قومی نشو و نما کے بدترین دشمن (فرعون) کو غرق کر کے اس سے رہائی عطا کی گئی۔ ان کی متواتر قانون شکنیوں پر قلم عفو پھیر دیا گیا۔

بنی اسرائیل کے جرائم پھر یہ وہی مجرم ہیں جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں سامری کے طلسم کا شکار ہو کر بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ اور اس پر بھی ان سے درگذر کیا گیا۔

قانونِ حق اور معیارِ حق و باطل اسلئے نازل فرمایا کہ راہِ ہدایت پا سکیں۔ پھر اُن کو اللہ نے اپنی رحمت کے سائبان میں لے لیا۔ لیکن انھوں نے یہاں بھی ظاہری آنکھوں سے خدا کو دیکھنے کا مطالبہ کر کے ہلاکت راہ اختیار کر لی۔

قومی ارتقا میں بدوی زندگی میں (اللہ کے) احسانات کے باوجود ناکام رہے۔ اور عصیانِ امرِ الٰہی سے باز نہ آئے۔ اُن کی طلب پر قصباتی زندگی کی راہ کھول دی گئی۔ لیکن وہاں بھی انھوں نے سرکشی اور تمرد کا شکار ہو کر ظلم کی راہ اختیار کر لی۔ ع۔ (۴۷ - ۴۹)۔

آہ غافل مسلمان!

محترمہ ثریا عندلیب

جب ظلمت شب اپنا دور ختم کر چکتی ہے اور اندھیرا اپنا تسلط جما لیتا ہے۔ دن بھر کا تھکا ماندہ انسان سویا ہوا خاموش فضا میں آرام ختم کر چکتا ہے۔ جب اندھیرے کی کہانیاں دور ہو کر صبح صادق کی نمود ہوتی ہے تو میرے کان ایک سامعہ نواز آواز سنتے ہیں۔ یہ بلند و بالا آواز اس قدر جاذب روح ہوتی ہے کہ میں ہمہ تن اس میں محو ہو جاتی ہوں اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں اس فریب زندگی ... ہرگز ... دنیا سے نکل کر کسی پاکیزہ فضا میں سانس لے رہی ہوں۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر

یہ مؤذن کی بیدار کن آواز جو ہر روز بلا ناغہ دن میں پانچ مرتبہ خالق حقیقی کے نام کو بلند کرتا ہے۔ جو توحید کا نعرہ لگاتا ہے جو پکار پکار کر خلقت کو بلاتا ہے کہ وہ خانۂ خدا میں آکر سجدہ ریز ہو۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے۔ اور اس سے ہدایت و اعانت کی طالب ہو۔

جب وہ صبح کے سہانے وقت پکارتا ہے کہ نماز نیند سے اچھی ہے۔ تو ایک حقیقی بندۂ مومن کی نیند یوں بھاگ جاتی ہے جیسے "لاحول" سے شیطان۔ مگر ایسے لوگ کتنے ہیں؟ افسوس کہ وہ محض انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں مگر یہ نام کے مسلمان، یہ کام کے شیطان۔ یہ خواب غفلت کے متوالے یہ آرام و راحت کے پرستار نیند میں سرشار رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ نورانی وقت ان کی سستی کی نذر ہو جاتا ہے۔ اور آفتاب جہاں تاب باب زندگی کا نیا ورق الٹ دیتا ہے۔ اگر دفتر سے غیر حاضری کی فکر یا گاہک کے نقصان کا اندیشہ غالب نہ ہو تو ان کا دور استراحت سے پھر بھی ختم نہ ہو۔ آہ! اللہ سے غافل انسان! اور باقی دن میں انہیں لہو و لعب سے اتنی فرصت کہاں کہ خدا کی طرف رجوع کریں۔ آہ! غافل قوم کی غفلت!

دانتوں پر اسپرین کے برے اثرات

اگرچہ اسپرین درد سر کا حکمی واحد علاج ہے مگر اس کا اثر دل پر اچھا نہیں پڑتا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ اسکا کثرت استعمال دل کو کمزور کر دیتا ہے۔ چنانچہ یورپ کے ماہرین نے بعد تجربہ کے یہ لکھا ہے کہ اسپرین جسطرح دل کو کمزور کر دیتی ہے۔ اسی طرح اسکا بد اثر دانتوں پر بھی پڑتا ہے۔ یورپ کے حکماء نے اسکو تجربہ سے ثابت کیا ہے۔ انھوں نے قلیل مقدار اسپرین کو پانی میں حل کر کے دانتوں کو اس میں ڈال دیا چنانچہ فوراً ہی اسکے تیزابی مادہ نے دانتوں کا چمکیلا پن دور کر کے انھیں کھردرا کر دیا۔ اس تجربہ سے یہ ثابت ہے کہ اسپرین کا کثرت سے استعمال دانتوں کیلئے نقصان دہ ہے۔ وہ نوجوان جو کہ اسکا کثرت سے فیشن کے طور پر استعمال کرتے رہتے ہیں۔ انکو اپنے دانتوں کی حفاظت کے لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر صدر الدین ڈینٹل سرجن۔ دھرمسالہ ضلع کانگڑہ۔

نرالا خواب

جناب حبیب اللہ صاحب منٹگمری

رات کا وقت تھا۔ آسمان پر سیاہ گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں ہر لحظہ تاریکی پر تاریکی چھا رہی تھی۔ بوندا باندی بھی ہو رہی تھی اور میرا ہمدم میرے پاس ہی سویا ہوا دنیا و مافیہا سے بے خبر خراٹے بھر رہا تھا۔ لیکن میں بدنصیب ناسور کے درد سے کراہ رہا تھا۔ درد کی شدت سے میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ نیند آتی تھی پر نہیں آتی تھی۔ کروٹیں بدلتے بدلتے تمام جسم چور ہو چکا تھا کبھی کبھی بجلی چمکتی تو ڈھارس بندھ جاتی لیکن تاریکی پھر دل کو پریشان کر دیتی۔ اندھیرا، کڑک، بارش، درد، آہ و فغاں۔ اس عالم میں بھی ذرا آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بشر میرے سامنے آموجود ہوا۔ نورانی چہرہ، سفید داڑھی، بلند قد۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اور دیکھتے ہی خوف طاری ہو گیا۔ میں لرزتی ہوئی آواز میں اس سے مخاطب ہوا:۔

"آپ کون ہیں اور کیسے آئے؟"

اس نے جواب دیا۔ "تیرا ہمدرد"

میں نے پوچھا "آپ کا نام؟"

جواب ملا۔ "ملک الموت!"

میں نے کہا "میں ملک الموت ..... اور میرا ہمدرد! یہ کیسے ــــ ہو سکتا ہے!"

ملک الموت "تجھے دنیا کی تکالیف سے نجات دلانے والا میں ہی تیرا سچا ہمدرد ہو سکتا ہوں"

میں نے پوچھا "آپ کیسے نجات دلائیں گے؟"

جواب ملا "میں تیری روح قفس عنصری سے نکال کر جہان بقا میں لے جاؤنگا"

میں نے کہا "یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ تم میری روح نکال سکتے ہو کیونکہ میں دربار الٰہی میں فریادی ہونگا کہ میں ابھی دنیا کے نشیب و فراز سے واقف بھی نہیں ہوا تھا کہ ملک الموت جان لینے کے درپے ہو گیا"

ملک الموت "مجھے تو فرمان الٰہی کی تعمیل کرنی ہے"

میں نے بڑی منت سماجت کی لیکن فرشتہ نے ایک بھی نہ مانی اور میری روح نکال کر ساتوں آسمان عبور کرتا ہوا دربار الٰہی میں لے گیا۔ وہاں منکر کراماً کاتبین کو فرمان ہوا کہ اس شخص کا اعمال نامہ لاؤ! کراماً کاتبین اعمال نامہ لائے تو مجھے کہا گیا "اے بنی نوع انسان! تو نے چھبیس برس کی عمر میں ہزار گناہ اور چند نیکیاں کی ہیں۔ اس لئے تیرا حق دوزخ کی آگ ہے" میں نے دربار الٰہی کا فرمان سنا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور دست بستہ دربار الٰہی میں فریادی ہوا کہ "اب کی بار مجھے معاف کیا جائے آیندہ میں برے کاموں سے توبہ کرونگا۔ اور اپنی زندگی عبادت الٰہی میں گزار دونگا"

جواب ملا۔ کہ تم نے دیدہ دانستہ گناہ کئے ہیں۔ اس لئے کوئی فریاد نہیں سنی جائیگی۔ لے جاؤ! اسے دوزخ کے حوالے کرو۔ دو فرشتے آئے اور مجھے پکڑ کر لے گئے۔ پہلے مجھے جنت کی سیر کرائی گئی اور کہا گیا کہ اگر نیک کام کرتا تو جنت نصیب ہوتی۔

اسکے بعد دوزخ کا رخ کیا ابھی دور ہی تھے کہ دوزخ کے
شعلے اٹھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ تب میں نے فرشتوں سے کہا خدارا
مجھے دوزخ کی نذر نہ کرو۔ فرشتوں نے جواب دیا۔ فرمان الٰہی
کی حکم عدولی نہیں سکتی۔ جونہی فرشتوں نے مجھے دوزخ میں
پھینکنا چاہا تو میری بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

میری اس چیخ سے میرا ہمدرد جو کہ گہری نیند سو رہا تھا۔ چونک پڑا اور بولا کیا ہوا؟ میری آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو پھر اسی دنیا میں پایا۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں خواب دیکھا ہے۔

قیامت کے روز جب گناہگاروں کو دوزخ میں ڈال دینے کا حکم ہوگا تو وہ خوف سے پکاریں گے کہ اے خدا ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج دے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تیری ہی پوجا کرینگے اور نیک عمل کریں گے۔ لیکن خدائے تعالےٰ کہیگا کہ ہم جانتے ہیں کہ تم اپنے وعدے کے پابند نہیں رہوگے اور تم پھر انہی کاموں میں لگ جاؤگے۔ اس کے بعد ان بدنصیبوں کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

اے نہایت رحم والے اللہ! تو نے مجھ پر اتنا بڑا کرم کیا ہے کہ برخلاف دوسرے گنہگاروں کے مجھے دوزخ میں نہیں ڈالا اور مجھے اس وعدے کے نباہنے کا موقع بخش ہی دیا کہ میں دنیا میں جا کر پھر نیک عمل کرونگا۔ اے اللہ! تو کتنا مہربان ہے کہ خواب کے پردے میں تو نے مجھے حقیقتیں دکھادیں۔ اے ارحم الراحمین میں تیری حمد کرتا ہوں اور تیرا بے قیاس شکر ادا کرتا ہوں۔ مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون کہ تو نے موت کے بعد دوبارہ زندگی عطا کی، اور دوزخ کے حکم کے بعد مجھے دوبارہ آزمانے کے لئے ایک نادر مہلت عطا فرمائی۔ میں تیرا پھر شکر بجالاتا ہوں قبول فرما۔

مگر اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں کتنا کمزور ہوں۔ میں اس وعدے کو نباہنے کی طاقت نہیں رکھتا سوائے تیری مدد کے۔ تو میرا دستگیر ہو اور مجھے نیک عملوں کی توفیق عنایت کر۔ ورنہ مجھ سے زیادہ بدبخت کوئی دوزخی نہ ہوگا کہ دوبارہ مہلت پاکر بھی تیرے حکموں پر نہ چل سکا۔ یا اللہ تو میری مدد فرما!

محترم بہنو! میرا یہ خواب جو میرے نزدیک ایک سچا واقعہ ہے، دوسروں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔ اگر میرے اس خواب سے کسی ایک بہن یا ایک بھائی کے بھی دل پر اثر ہو اور وہ اللہ کے خوف سے اپنے اعمال کو نیک بنا سکے تو یہ میری خوش نصیبی کا ایک ذریعہ بن جائیگا۔

امّی جان

جناب رفیق نوری لودیانہ

اب تک کہاں تھے آخر! انتظار کرتے کرتے میری تو آنکھیں بھی تھک گئیں۔ اور اُدھر شافیہ اور راویہ رو رو کر ہلکان ہوگئیں کہ اباجان ابھی تک کیوں نہیں آئے" فریدہ نے اپنی رسیلی اور دلکش آواز میں اپنے خاوند سجاد علی سے پوچھا۔

سجاد علی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے دونوں بچیوں کو پیار کیا۔ پھر نہایت محبت سے فریدہ سے کہا "آج صاحب کو ایک خاص وجہ سے دورے پر جانا پڑا۔ اُن کے ہمراہ میرا جانا بھی ضروری تھا۔ ابھی وہاں سے آرہا ہوں"۔

فریدہ خوبصورت اور نیک سیرت ہونے کے علاوہ عصمت کی دیوی، شرافت کا پیکر اور وفاداری کا مجسمہ۔ آپس میں دونوں کو حقیقی محبت تھی۔ دونوں ایک دوسرے کی خوشی میں خوش تھے خدا نے انکو یکے بعد دیگرے دو خوبصورت معصوم بچیاں بھی عطا کی تھیں جو ان کے لئے سرمایۂ راحت تھیں۔ بڑی لڑکی کی عمر سات سال اور چھوٹی کی عمر پانچ سال تھی۔ جب وہ بچیاں فریدہ کو "امی جان" کہکر پکارتیں تو ماں پھولے نہ سماتی۔ غرض وہ دن رات خوشیوں میں کھیلتے اور مسرتوں کے جھولے میں جھولتے تھے۔

جاڑے کی شب تھی۔ بارش اور سردی کا زور تھا۔ رات کافی جاچکی تھی کہ چھوٹی بچی راویہ نے امی جان کہکر پکارا۔ فریدہ فوراً اٹھی۔

بچی نے کہا "امی جان میری گڑیا کہاں ہے"۔

"تمہارے اباجان کے میز پر رکھی ہوئی ہے"۔

بچی نے کہا "مجھے لاکر دو"۔

"بیٹی! اسوقت باہر پانی برس رہا ہے صبح لے لینا" فریدہ نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔ مگر بچی نے ضد کی اور رونے لگی۔ فریدہ سے اپنی بچی کا رونا نہ دیکھا گیا۔ وہ باہر آئی اور راویہ کو گڑیا لا کر دے دی۔

موسم کی بے پناہ خنکی نے اپنا کام کیا۔ فریدہ کو سردی لگ گئی۔ فوراً زکام نے آدبایا۔ باقی رات بے چینی سے گذاری۔ صبح ہوتے نمونیہ ہوگیا۔ سجاد نے بہتیرا علاج کیا۔ پیسہ پانی کی طرح بہایا۔ "مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"۔ ڈاکٹر اور طبیب مایوس ہوچکے تھے۔ سجاد دیوانوں کی طرح چپ چاپ فریدہ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی موذن نے مغرب کی اذان نہیں دی تھی کہ فریدہ نے آنکھ کھولی۔ وہ بولا "فریدہ مجھ پر رحم کرو۔ مجھ پر نہیں تو اپنی شافیہ اور راویہ پر رحم کرو"۔ بچیاں ماں کی حالت دیکھکر سہمی جاتی تھیں۔ شافیہ نے رو کر کہا "اباجان! امی جان کیا ہم سے روٹھ گئی جو بولتی نہیں۔

"امی جان۔ امی جان"! شافیہ نے پکارا۔

معلوم نہیں امی جان کے لفظ میں کیا تاثیر تھی کہ مریضہ یکدم اٹھ بیٹھی بچیوں کو سینے سے لگا کر پیار کیا۔ اور خاوند سے مخاطب ہوکر کہا "میرے سرتاج! میرے خانۂ دل میں ایک لو جل رہی ہے کبھی ٹمٹماتی ہے اور کبھی تیز ہوجاتی ہے۔ یہ بچیاں میری امانت

میں آپ سے وعدہ کریں کہ ان کو ہمیشہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھیں گے سجاد نے بمشکل تمام اپنے دونوں کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بیوی کا ہاتھ دبایا۔ یہ فریدہ سے وعدہ تھا۔ مریضہ نے کہا میرے سرتاج اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر فریدہ ہمیشہ کیلئے سو گئی۔

دن آتے رہے اور جاتے رہے۔ مگر سجاد اسی طرح فریدہ کی یاد میں بے قرار تھا۔ ابھی فریدہ کو مرے ہوئے دو مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ سجاد کو لوگوں نے نکاح ثانی کیلئے مجبور کیا۔ پہلے پہل تو اس کو نہ ماننا تھا اور نہ مانا۔ وہ ان کو جواب دیتا کہ شادی کر کے میری فریدہ کی امانت کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ قریب خویش و اقارب نے کہا کہ کسی غیر جگہ نہیں بلکہ فریدہ کی حقیقی بہن اور بچیوں کی حقیقی خالہ ریحانہ کے ساتھ نکاح کر لیں تو امانت کی حفاظت بھی کما حقہ ہو جائیگی اور گھر بھی آباد ہو جائے گا۔ سجاد نے ایک منٹ کیلئے سوچا اور نیم رضامندی ظاہر کی۔

اب فریدہ کی حقیقی بہن بچیوں کی حقیقی خالہ سجاد کی چہیتی بیوی تھی۔ ریحانہ جو بہن کی زندگی میں اور اپنی شادی سے پہلے شافیہ اور راویہ پر ہر وقت صدقے اور قربان ہوا کرتی تھی اب وہ ان بچیوں کے لئے خالہ نہیں بلکہ سوتیلی ماں تھی۔ ریحانہ کو اس گھر میں آئے ابھی سال سے کچھ زیادہ ہی عرصہ ہوا تھا کہ سجاد فریدہ' فریدہ کی یاد' اور فریدہ کی امانت سب کو بھول چکا تھا۔ وہ فریدہ کو اس طرح فراموش کر چکا تھا جیسے کہ وہ دنیا میں کبھی آئی ہی نہیں تھی۔

اب اسکی محبت کا مرکز صرف خوبصورت ریحانہ تھی۔ وہ ریحانہ کی ہر جائز و ناجائز خواہش کو پورا کرنا اپنا فرضِ اولیں سمجھتا تھا۔ وہ کوئی ایسی بات اور کوئی ایسا کام نہ کرتا جس سے ریحانہ کے نرم دل کو ٹھیس لگے۔ غرض وہ دنیا اور ما فیہا سے بے خبر ہو کر ہمہ تن ریحانہ کی پوجا میں مشغول تھا۔ اس نے کبھی ایک منٹ کے لئے فریدہ کی امانت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

ریحانہ اپنی سگی بھانجیوں کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک کرتے وقت اس مقدس اور نازک رشتے کو بھول چکی تھی جو قدرت نے قائم کیا تھا اور جسکو بے راہ روی کا معمولی سا جھٹکا توڑ دینے کے لئے کافی تھا۔ اس نے ان معصوم اور حقیقی بھانجیوں پر وہ ظلم کے پہاڑ توڑے کہ قلم اور زبان دونوں اس کے بیان سے تھرتھرا اٹھتے ہیں۔

جاڑے کی شب تھی، سردی اپنے پورے جوبن پر تھی۔ پانی لگاتار برس رہا تھا۔ ریحانہ بھی اب ایک بچے کی ماں بن چکی تھی۔ سجاد ریحانہ اور ان کا بچہ ظہیر کمرے میں آرام کر رہے تھے۔ اور باہر برآمدے میں شافیہ اور راویہ نیچے پرانا ٹاٹ اور اوپر بوسیدہ کمبل اوڑھے کسمپرسی کی حالت میں لیٹی ہوئی تھیں۔

سردی اور بجلی کے خوف سے دونوں سہمی جاتی تھیں۔ اندھیرے کی وجہ سے ننھی راویہ ڈر رہی تھی اور شافیہ ننھی راویہ کو سینے سے لگائے ہوئے تھی۔ یکایک بجلی اس زور سے چمکی کہ بچیاں ڈر گئیں۔ اور "امی جان! امی جان!" کہکر رونے لگیں۔ معصوم بچیوں کا رونا ریحانہ کو ناگوار گزرا غصے سے باہر نکلی۔ لاتوں سے بچیوں کو پیٹا۔ "امی جان۔ امی جان" کی رٹ لگا کر میرے بچے کی نیند خراب کرنا چاہتی ہو۔ ظہیر کے ابا ذرا یہاں آ کر دیکھو نا۔ ان کمبختوں نے کیا ڈھونگ مچا رکھا ہے۔

سجاد جو کبھی فریدہ کی ان معصوم نشانیوں کا بھی محافظ تھا۔ اور جس نے مرنے والی سے اس کے آخری وقت میں اس سے ایک عہد بھی کیا تھا۔ ریحانہ کے ہاتھوں میں کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ باہر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے بچیوں کو بری طرح پیٹنا شروع کر دیا معصوم بچیاں

دوڑ کر خالہ جان خالہ جان کہتی ہوئیں ریحانہ کی طرف آئیں۔ "خاموش مردارو! دور ہو جاؤ! ماں کو کھا کر اب خالہ کو کھانا چاہتی ہو! جب میں مرجاؤں۔ پھر رو رو کر خالہ جان! خالہ جان! کی رٹ لگا لینا۔"

"ریحانہ تمہارے مریں دشمن! نکال دو ان منحوس لڑکیوں کو باہر!" سجاد نے گرجتے ہوئے کہا۔

"امی جان! امی جان! خاموش! وہ سامنے تمہاری امی جان تمہیں بلا رہی ہے۔" ریحانہ نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے دونوں بچیوں کو باہر دھکیلتے ہوئے کہا۔ دروازہ اب بند تھا اور اندر سے ریحانہ اور سجاد کے ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔

سجاد کے گھر سے قبرستان تقریباً دو فرلانگ پر تھا۔ اور شافیہ اکثر باپ کے ہمراہ ماں کی قبر پہ جایا کرتی تھی۔ اب بھی اس بارش اور سردی کے طوفان میں وہ ننھی راویہ کی انگلی تھامے امی جان کی قبر پر جا رہی تھی۔

"آپا! ابا جان اور خالہ جان نے ہمیں کیوں مارا؟ اور کیوں گھر سے نکال دیا؟ ہمارا کیا قصور تھا؟" ننھی راویہ نے پوچھا۔

"ننھی! ہماری امی جان مرگئی! یہی ہمارا بڑا قصور ہے!" شافیہ نے جواب دیا۔

"آپا امی جان کیوں مرگئی؟" ننھی راویہ نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ ہم سے روٹھ کر مرگئی" شافیہ نے کہا۔

"اب تم کہاں جا رہی ہو آپا؟"

"امی جان کو ڈھونڈنے کے لئے میری ننھی۔"

"امی جان کتنی دور ہے آپا!"

ننھی وہ سامنے ہے۔" اب دونوں اپنی روٹھی ہوئی امی جان کی قبر پر تھیں۔

بھیگی ہوئی سرد و سیاہ رات، یہ دو بیکس معصوم و مظلوم روحیں ماں کی تلاش میں جذبات کی کن قیامت خیز بیقراریوں کی بھڑکتی ہوئی آگ سینوں میں لئے ہوئے کھڑی ہیں۔ دو سراکوان جانے! . . .

"امی! امی!" دونوں نے پکارا۔

یکایک بجلی چمکی، اور ننھی راویہ چیخ مار کر اپنی ماں کی قبر پر گر پڑی۔ شافیہ نے کہا "امی جان! امی جان! تم بولتی کیوں نہیں۔ ہمیں خالہ جان نے آپکے پاس بھیج دیا ہے۔ کب تک روٹھی رہو گی امی جان؟ امی جان ہمیں ڈر لگ رہا ہے۔ دیکھو وہ تمہاری ننھی راویہ کو کیا ہو گیا؟ وہ بولتی نہیں۔ وہ ہلتی نہیں۔ ہائے اس نے کئی دن سے کھانا بھی نہیں کھایا! . . امی جان! امی جان!"

سرد اور سفید ننھے ننھے اور سہمے ہوئے لبوں کی اس مدھم سی جنبش میں غیرتِ الٰہی کو جوش میں لانے کا وہ سماوی قوت پنہاں تھی۔ کہ ابھی یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ پوری طرح فضا میں پھیلنے بھی نہ پائے تھے کہ آندھی اور بارش، بادل اور بجلی تمام شدتیں اور قہر ساماں بنا سجاد اور ریحانہ کی خوابگاہِ ناز کو اس طرح تاکنے لگیں جسطرح کئی دنوں کا بھوکا اور بوکھلایا ہوا شیر راستہ بھولی ہوئی اور میاتی بھیڑ کو تاکتا ہے۔ برق کی چمک اور خوابگاہ میں میز پر رکھی ہوئی شمع کے تبسم شرار کے ایک درمیانی لمحہ نے اس ہیبتناک اور بھیانک رات کو کمرے کی دیواریں ہلتی ہوئی دیکھیں، اور ساتھ ہی دو نہیں دلدوز چیخیں سنیں۔

صبح وہاں خاک کا ڈھیر تھا۔ اور قبرستان میں "امی" کی قبر سے لپٹی ہوئیں دو معصوموں کی نعشیں۔

دو سہیلیوں کی مراسلت

مرسلہ جناب داعی الی الخیر - دارالاسلام پٹھانکوٹ

ام کلثوم کے نام

(۲)

پیاری بہن کلثوم !

آپ کی عزیز بہن بخیریت ہیں۔ پچھلے خط میں آپ نے مجھے طنزاً لکھا ہے کہ میں "پردہ" کو جان کا وبال سمجھتی ہوں اور اسلامی احکام کا مضحکہ اڑاتی ہوں۔ نہیں بہن! ایسا نہیں ہے میں تو اپنے دلی جذبات اور متمدن و مہذب سوسائٹی کے خیالات کی ترجمانی بے کم و کاست کر دیتی ہوں۔ ہرگز میرا منشا یہ نہیں ہوتا کہ اسلام کے خلاف کچھ کہوں یا لکھوں۔

اپنا "پردہ" ہی لے لو۔ کون ہے جو آج بیسویں صدی میں پردے کا حامی ہو؟ اور اپنی زندگی کو گھر کی چار دیواری میں قیدیوں کی طرح بسر کر دینے کا خواہشمند ہو۔ نظربندوں کی طرح اپنی صحت اور تندرستی تباہ کر دینے کا متمنی ہو۔ کس کا دل نہیں چاہتا ہے کہ وہ اپنے حقوق حاصل کرے اور دوسروں کی طرح آزاد ہو؟

بہن! آپ کو اس بات سے انکار نہ ہوگا کہ "عورت" انسانی زندگی کی گاڑی کے دو پہیوں میں سے ایک اہم پہیہ ہے۔ یہ انسانی مشینری کا ایک خاص پرزہ ہے۔ اگر اس کو پڑے پڑے زنگ لگ گیا۔ جیسا کہ ہم مسلمان عورتوں کی صحت، قوی اور دماغ کو زنگ لگ رہا ہے تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ترقی ناپید اور عروج معدوم! ہمارے سامنے ترقی یافتہ اقوام کی مثالیں موجود ہیں۔ عورت مرد آزادانہ مل جل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بچے بہادر اور غیور ہوتے ہیں۔ عورتیں عقلمند اور شجاع ہوتی ہیں۔ ایک طرف ہم ہیں کہ کوئیں کے مینڈک کی طرح زرد قیدی۔ حکومت کے باغیوں کی طرح نظر بند۔ بھوت پریت سے ڈرنے والیاں۔ علم کے نام سے جاہل اور اجڈ!

آپ خود سوچیں کیا اس میں کچھ شک ہے بہن!

ع دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں؟

آپ کی پیاری

شیریں اختر

شیریں کے نام

(جواب ۲) الف

شیریں بہن سلمہا!

قربان جاؤں اس اسلام دوستی کے۔ اول سے آخر تک اسلام کے خلاف، پھر بھی مسلمان، پکی مسلمان! یہ کفر کا فتویٰ نہیں۔ بلکہ ہمارے اسلام کا صحیح تجزیہ ہے کہ ہم مہد سے چل کر لحد تک اسلام کی پاک تعلیمات کے خلاف عمل کرتی ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو مومن تصور کرتی ہیں۔

آپ کے خط سے واضح ہوتا ہے کہ پردہ مسلمان کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ عورت کی آزادی میں مانع ہے۔ بچوں میں بزدلی

عورتوں میں توہم پرستی (بھوت، پریت کا خوف وغیرہ) پیدا کرتا ہے میں اپنی طرف سے پردہ کی حمایت نہ کروں گی۔ بلکہ غیروں کی زبانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالوں گی۔ ہٹلر کا مشہور قول ہے

"A woman's job is to stay at home & produce babies."

(ایک عورت کا فرض یہ ہے کہ گھر میں رہے اور بچوں کی ماں بنے) گویا "تجھکو اپنے گھر میں گھر کی رانی ہونا چاہیئے"۔

بہن! یہ ہے یورپ کے ایک فاتح اور ایک آزاد اور مہذب قوم کے سب سے بڑے سردار کا فیصلہ۔ یورپ اول سے آخر تک دینِ فطرت (اسلام) کے خلاف عمل کرتا رہا لیکن آخر کار اس کو بھی اسلام کا لوہا ماننا پڑا۔ آپ تو مرد و عورت کے آزادانہ میل جول کو دوسروں کی ترقی کا راز سمجھتی ہیں لیکن

ہم کو ہمسایوں کا حالِ زار بھی معلوم ہے
مغربی اخلاق کا معیار بھی معلوم ہے — حفیظ

میں نہایت ندامت کے ساتھ ذیل کی چند سطور رکھنے پر مجبور ہو رہی ہوں۔ خدا معاف کرے "نقلِ کفر کفر نہ باشد"۔

(یہاں ام کلثوم صاحبہ نے یورپ اور امریکہ میں عورت کی آزادی کے نتائج اور مغربی ملکوں کا معیارِ اخلاق بیان کرتے ہوئے انھی ملکوں کے فاضلوں اور ڈاکٹروں کی کتابوں سے جو حوالے دئیے ہیں وہ ایک سہیلی کو تو لکھے جا سکتے ہیں اور خاصکر ایک بحث میں تبلیغی طور پر بھی بیان کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم آپ کے "مسلمہ" میں انھیں اسلئے درج کرنے سے قاصر ہیں کہ یہ رسالہ شریف و کمسن بچیوں کی نظر سے بھی گذرتا ہے ورنہ وہ حقیقتیں ضرور اس قابل ہیں کہ سب کے علم میں آجائیں۔ تاہم بعض اقتباسات دینے میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ ادارہ)

لنڈن کا مشہور مصنف مسٹر ٹیلر کرافٹ اپنی کتاب (Clover Hoop) کلوور ہوپ میں لکھتا ہے۔

"خاص شہر لنڈن میں فاحشہ عورتوں کی سرکاری تعداد تیس ہزار ہے ... عورتوں میں ایسے طریقے بے حد رائج ہیں (جو بے حد شرمناک ہونے کی وجہ سے ناقابل تحریر ہیں۔ ادارہ)...."

یہ تو صرف شہر لنڈن کا حال ہے۔ اب امریکہ کی سنئے۔ ڈاکٹر وِلی اور چند دیگر ڈاکٹروں نے امریکہ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے "پرکٹیس آف سیکس" ان کا بیان ہے کہ "امریکہ کی اخلاقی حالت پر اس تخمینہ سے روشنی پڑتی ہے کہ نئی دلھنوں میں صرف ۲۵ فیصدی عفیفہ ہوتی ہیں ...."

آپ اخبارات تو ضرور پڑھتی ہوں گی۔ روزانہ بازاروں، پارکوں، سڑکوں اور سیر گاہوں کے شرمناک واقعات پڑھتے ہی آتے ہیں۔ شرم سے سر نیچا ہو جاتا ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آپ کے نزدیک اخلاق کا بگڑنا، عصمت و عفت سے خالی ہونا۔ شرم و حیا سے دست بردار ہونا، عورت کی آزادی میں شمار ہوتا ہے۔

علم کب کہتا ہے شانِ جلوہ آرائی دکھا
کوچہ و بازار میں آئینہ سیمائی دکھا

بہن! غور تو کرو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس بیبیوں نے پردہ کیا۔ حالانکہ وہ امہات المومنین تھیں۔ پھر ہم تم کس زمرہ میں ہیں۔ اب میں رخصت چاہتی ہوں۔ خط کے بقیہ حصہ کا جواب کل پرسوں تک لکھ بھیجوں گی۔

خدا کرے میری صاف گوئی کو فحش نویسی پر محمول نہ کیا جائے۔ شمیم کو پیار۔

آپکی مخلص، ام کلثوم

شبیریں کے نام

(جواب (۲) ب)

پیاری بہن شبیریں!

آپا جان کا خط ملا۔ شکریہ! الحمد للہ اب صحت بحال ہوگئی ہے۔ اپنے ناتمام خط کا بقیہ پیش کرتی ہوں۔

آپ نے گھر کی چہار دیواری میں رہنے کو قید سے تشبیہ دی تھی اور پردہ نشینوں کو کنویں کے مینڈک کہا تھا۔ گویا پردہ دار کمزور ہوتی ہیں۔ دور کیوں جاؤں، پہلے اپنی اور میری صحت کا مقابلہ کرلو۔ بلکہ اپنی آزاد خیال بھابھی جان سے بھی میرا توازن کرکے دیکھ لو۔

اگر آپ حقائق پر غور کریں تو جہاں پردہ نشین کمزور ہیں وہاں پردہ سے باہر پھرنے والی خواتین بھی طاقتور نہیں۔ عورتوں کا تو ذکر کیا۔ موجودہ دور میں ہمارے جوان بھی کونسے بہادر اور شجاع ہیں۔ کبھی بندوق سنبھالی نہیں۔ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ نہیں رکھا۔ پہلے قرون اولیٰ کے مجاہد مسلمانوں کا اس دور کے مسلمانوں سے مقابلہ کرلو۔ پھر عورتوں کا ذکر کرنا۔ دوسرے یہ بات بھی قابل غور ہے۔ اگر آج عورتیں پردہ نشینی کے باعث کمزور ہیں تو اسلام کے ابتدائی دور میں پردہ نشین مومن عورتیں کیونکر مجاہد اور بہادر تھیں۔ وہ میدان جنگ میں غازیوں کی خوراک کا بندوبست کرتیں۔ تیر اٹھا کر دیتی تھیں۔ بسا اوقات زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔

بہن! ہماری کمزوری اور توہم پرستی کی اصل وجہ اسلام کی حقیقت سے بے خبری ہے۔ آزاد خیال کالج کی تعلیمیافتہ تو پردہ سے یکلخت آزاد ہوگئیں۔ اور دوسری طرف پردہ کی حامی بہنیں پردہ کو حبس دوام سے بدتر بنائے بیٹھی ہیں۔ وہ مر جانا پسند کرینگی مگر سخت ضرورت کے باوجود کسی کو آواز نہ دینگی گھر میں آگ لگ جائے، جان پر آبنے مگر وہ چادر اوڑھ کر باہر قدم نہ رکھیں گی اور جان بچانا بھی جائز نہ سمجھیں گی۔ گھر میں مرد نہ ہو اور مریض کی جان کے لالے پڑ جائیں۔ پھر بھی حکیم ڈاکٹر کے پاس نہ جائینگی۔ چور چکار آجائے۔ اسکا مقابلہ تو کجا کسی کو آواز بھی نہ دے سکینگی۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسی ضرورت کے موقع پر اس قسم کا حجاب اور پردہ روح اسلامی کے خلاف ہے۔ وضاحت کے لئے دو واقعات نقل کرتی ہوں:-

(۱) ایک مرتبہ عید کے موقع پر نبی کریم صلعم کے چند حبشی صحابہ نے مسجد کے صحن میں مشق کے طور پر مصنوعی جنگ کی۔ آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کو کہا: آؤ تمھیں تماشا دکھائیں۔ چنانچہ حضور مکان کی چھت پر دیا کھڑکی کے سامنے چادر تان کر کھڑے ہوگئے۔ اور حضرت عائشہ رضہ اسکی آڑ میں جنگ دیکھتی رہیں۔ کبھی وہ ڈرتیں اور لرزنے لگ جاتیں تو حضور فرماتے "ڈرو نہیں! جنگ ایسے ہی ہوا کرتی ہے۔" (تفسیر ابن کثیر سورۂ نور)

(۲) ایک مرتبہ رات کے وقت جبکہ ہر وقت خاموشی طاری تھی۔ ہر شخص محو خواب تھا۔ نبی اکرم نے حضرت عائشہ رضہ سے فرمایا: چلو میدان میں چلیں۔ وہ ساتھ ہوگئیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا ہمارے ساتھ دوڑوگی؟" انھوں نے کہا: "ضرور"۔

آپ دوڑے اور جان بوجھکر چند قدم پیچھے رہ گئے۔ وہ بولیں: "حضور میں جیت گئی"۔ دوسری بار آپ خود آگے نکل گئے اور فرمایا: "دیکھو! ہم آگے نکل گئے"۔

بہن غور کرو ان واقعات سے کیا نتائج اخذ ہوتے ہیں۔ یہی نا کہ ہم مسلمان عورتیں پردہ میں رہ کر جنگی روح سے خالی نہ ہوجائیں۔ ورزش سے جی نہ چرائیں۔ صحت خراب نہ کریں۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھئے کہ موجودہ فیشن ایبل ترکی، حجازی، اور مصری ناموں: اے برقعے اوڑھکر غازے اور پاؤڈر مل کر۔ سرخی لگا کر۔ زیور پہنے ہوئے سج دھج سے پھرنا۔ برقع اوڑھے ہوئے مگر جیب اٹھائے ہوئے گردش کرنا ہرگز ہرگز پردہ نہیں ہے۔ غالباً ایسے ہی وقت کے لئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا تھا "میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا جب بظاہر پردہ ہوگا مگر حقیقتاً نہ ہوگا"

مخلصانہ سلام کے ساتھ رخصت چاہتی ہوں۔

مخلص

ام کلثوم

ہڑتال (مزاحیہ)

ازجناب نذر رحمن۔ راولپنڈی

مستری پائے خاں نے صبح سات بجے چائے پی اور اپنے کارخانہ کو چلے گئے۔ ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہ گھر کو لوٹ آئے۔ بیوی نے آج اس خلاف معمول تشریف آوری سے حیران ہوکر پوچھا:

"سلیم کے ابا! کیا تم ابھی تک کارخانے نہیں گئے؟"

مستری: "ہم گئے تو تھے۔ مگر آج سے ہم تمام کارندے ہڑتال پر ہیں۔ ہم اپنے حق حقوق حاصل کرنے کے بعد کام پر جائینگے"۔

بیوی: "عجیب بات ہے۔ کام کاج چھوڑکر نکمے گھر آبیٹھے"۔

مستری: "ہم نکمے نہیں۔ ہمیں چار بجے ہڑتالی جلسے میں شامل ہونا ہے"۔

بیوی: "تو اچھا۔ چار بجے تک میرے ساتھ بچوں کے کپڑے ہی دھلوا دو"۔

مستری: "ارے! دماغ تو خراب نہیں ہوگیا؟ پہلے میں کپڑے دھلایا کرتا تھا کیا؟ خود دھولو۔ تمہارا کام ہے یہ!"

بیوی (بیوی مستری صاحب کی دوسری عادتوں سے تو خوش تھی لیکن اسے یہ دیکھکر روحانی تکلیف ہوتی تھی کہ وہ گھر کے کاموں سے سخت بے تعلق سے رہتے ہیں۔ بچوں کو گود میں لیکر بازار جانا بھی گوارا نہیں کرتے۔ گھر کے کام کاج میں کوئی مدد کرنا شاید بے عزتی خیال کرتے ہیں۔ آج اس نے کچھ ٹھان لی۔ اور کہا:۔)

"میں کوئی تمہاری خریدی ہوئی لونڈی تھوڑی ہی ہوں۔ سارا دن کام کروں۔ صبح کو چائے تیار کروں۔ دونو وقت کھانا تیار کروں۔ گھر کو صاف ستھرا رکھوں۔ اولاد کو

سنبھالوں ۔ تم میری مدد کیوں نہیں کرتے ؟ اور آج
بالکل بیکار بھی ہو ۔"

مستری :" میں ایسی ویسی باتیں سننے کے لئے تیار نہیں ۔ اور
نہ ایسا مذاق پسند کرتا ہوں ۔ اپنا کام کرو ۔"

بیوی :" مذاق کے دھوکے میں نہ رہنا ۔ میں بھی بہت باتیں
سننے کے لئے تیار نہیں ۔ آگئے بڑے کہیں کے ۔ اپنا گھر
سنبھالو ۔ آج سے میں بھی ہڑتال پر ہوں ۔ اور جب تک
میرے پورے پورے نہیں ہوتے ۔ گھر میں بھی ہڑتال ہی
رہے گی ۔ سالن پکا ہوا ہے اور روٹیاں ابھی پکانی ہیں ۔
اب تم جانو اور تمہارا کام ۔"

مستری :" اور تم جاؤ گی کہاں ؟"

بیوی :" پڑوسن کے گھر اور وہاں سے اپنے میکے کو ۔"

مستری :" تو پھر چلتی پھرتی نظر آؤ ۔ تم کوئی میری روزی رساں
تو نہیں ہو ۔ ہم بھوکے نہیں مرینگے ۔ فکر نہ کرو ۔"

بیوی نے جب خاوند کے یہ الفاظ سنے تو برقع اوڑھ
ہمسائی کے گھر گھس گئی ۔

پاٹے خاں سخت محنتی اور جفاکش آدمی تھا ۔ یہ گھر کے
معمولی کام کاج کو وہ کب خاطر میں لاتا ۔ اس نے بیوی
کی ہڑتال کی پرواہ نہ کی ۔ بیوی نے کچھ زیادہ ہوشیاری برتی ۔
وہ اپنے ننھے بچے کو پنگھوڑے میں سوتا چھوڑ گئی ۔ مستری
نے اس خیال سے بھی بے پروائی کی کہ ماں کی ماری بچے
کی خاطر گھر کو لوٹ آئیگی ۔ بچے نے دو تین چیخیں ماریں ۔ تو
جناب کے بدن میں تھرتھری آگئی ۔ سمجھے کہ بچہ بھوکا ہے ۔
اسے دودھ چاہئے ۔ دودھ بالکل موجود نہ تھا ۔ چنانچہ
بچے کو لیکر بازار چلے گئے ۔ ربڑ کی چوسنی اور دودھ لے کر
گھر آئے ۔ ننھا بچہ دودھ پی کر سویا ہی تھا کہ دوسرے
لڑکے سکول سے آدھمکے ۔

بڑا لڑکا :" اباجان ! اماں کہاں ہے ؟"

مستری :" بیٹا وہ ایک کام کو باہر گئی ہے ۔"

منجھلا لڑکا :" روٹی کہاں ہے ؟ روٹی لاؤ ! مجھے بھوک
لگ رہی ہے ۔"

مستری جی چولھے کے پاس جا بیٹھے اور لگے روٹیاں پکانے ۔
منجھلے لڑکے نے جو بدوضع اور بے ڈھنگی روٹیاں دسترخوان
پر دیکھیں تو بول اٹھا :" ابا ! ہم یہ خراب روٹیاں نہیں
کھائیں گے ۔ ہمیں عمدہ چاہئیں ۔" مستری جی کچھ تو
چولھے کی تپش سے جل رہے تھے ۔ لڑکے کی باتیں سن کر
اور جل اٹھے اور برخوردار کو ایسا طمانچہ رسید کیا کہ اُسے
بھوک ووک سب بھول گئی ۔ اور لگے بھاگنے ۔ مستری جی
نے بھی شکاری کی طرح اس کا تعاقب کیا ۔ ادھر کتا آ
کر دسترخوان سے سب روٹیاں لے گیا ۔ واپس آ کر
دیکھا تو سب روٹیاں غائب !

شام کے سات بجے تک مستری جی ٹس سے مس نہ ہوئے ۔
شام کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھے کہ ننھے نے
پھر چلانا شروع کر دیا ۔ وہ بہتیرا چپ کراتے ۔ سو سو جتن
کرتے ۔ لیکن بچے نے اگر کچھ چپ بھی سادھی تو محض
عارضی ۔ چند منٹ کے بعد پھر شور و ہنگامہ برپا کر دیا ۔ مستری
صاحب کو اسکی حالت پر بہت رحم آیا ۔ اور یہ یقین بھی ہو

گیا کہ وہ اپنی ماں کے نرم و نازک ہاتھوں کی تلاش میں ہے۔ ناچار بڑے لڑکے کو اپنی طرف سے نمائیدہ بنا کر بیوی کے پاس بھیجا۔ بیوی نے واپس آنے سے انکار کر دیا۔ پڑوسن کی ڈیوڑھی میں پہنچے۔ ننھے کی ماں کو آوازیں دیں۔ وہ نہ آئی۔ آخر پڑوسن کی سفارش سے بصد مشکل سامنے آئی۔ منت سماجت کی۔ ننھے کا واسطہ دیا۔ لیکن اسکے سر پر جوں بھی نہ رینگی۔ آخر یہ مطالبات پیش کئے:۔

۱۔ ہفتہ بھر کے کاروبار سے بیوی تھک کر چور ہو جاتی ہے اسلئے بیوی کو سات دنوں میں ایک دن کی رخصت ملنی چاہیئے۔ اسدن خاوند بچوں کی پرورش کرے۔

۲۔ آجکل کپڑے دھونا شان کے خلاف ہے۔ اسلئے دو روپیہ ماہوار لانڈری الاؤنس مقرر کیا جائے۔

۳۔ اگر شیر خوار بچہ رات کو روئے۔ تو خاوند کا فرض ہوگا کہ اسے لوری دے اور بیوی کو آرام کرنے کا موقع دے۔

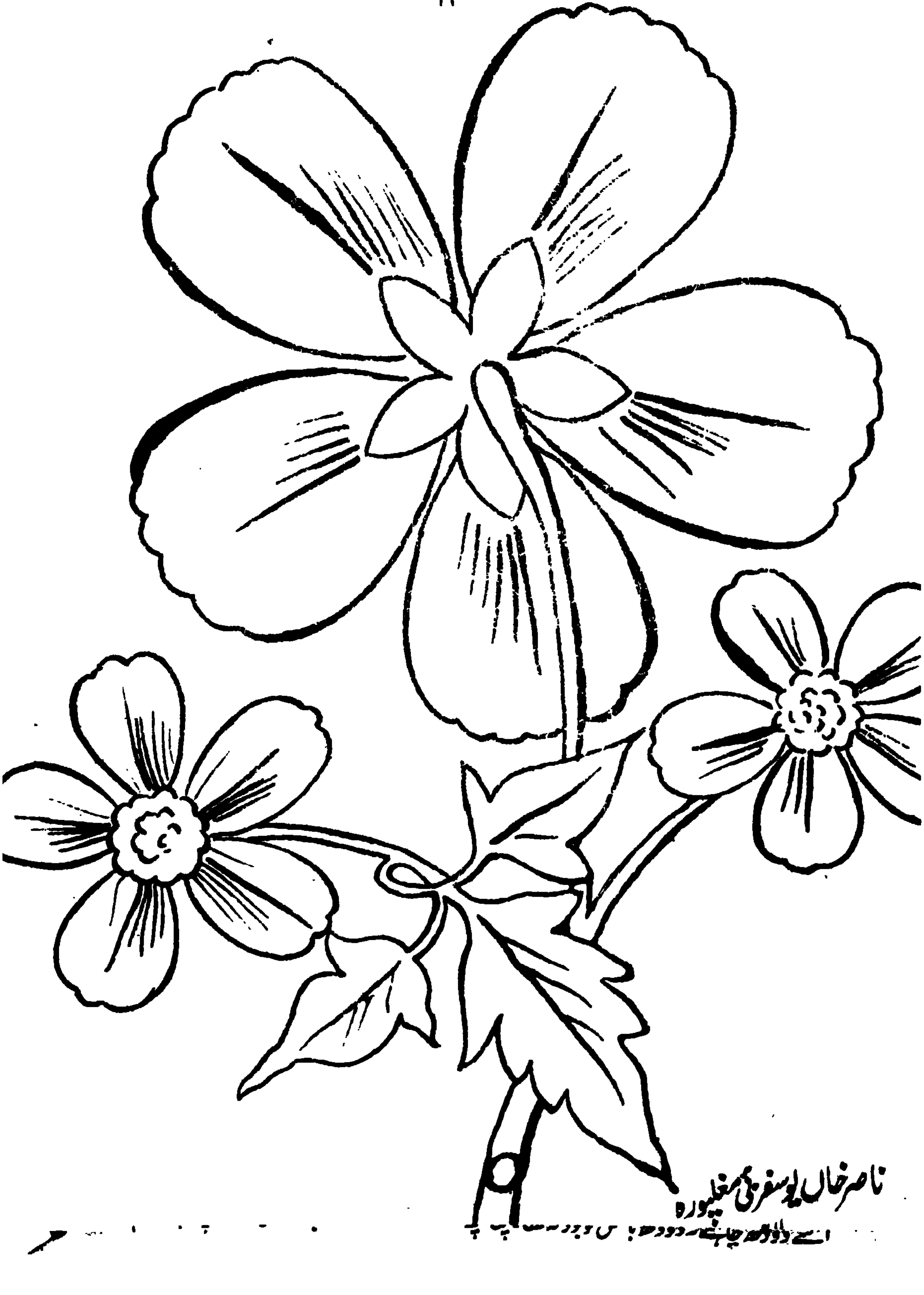
۴۔ گھر کے کام کاج میں بیوی خاوند سے حسب ضرورت مدد حاصل کر سکتی ہے۔

۵۔ آج کی ہڑتال کا معاوضہ اور گھر سے نکالدینے کی بے عزتی اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ کہ سات دن کے اندر ایک بڑھیا قسم کے کپڑے کا سوٹ سلا کر دیا جائے۔

مستری جی نے جب یہ مطالبات سنے تو ہکا بکا رہ گئے۔ دل میں کہا۔ آج لینے کے دینے پڑ گئے۔

وہ جانتے تھے کہ بیوی سخت رنج کی حالت میں ہے۔ ایسے وقت بحث و کرید مناسب نہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بیوی شریف ہے۔ مجھے ناجائز تکلیف میں مبتلا دیکھنا کب تک گوارا کریگی۔ میں تو عہد پورا کرونگا لیکن وہ کبھی مجھے زیادہ نہیں دے گی۔ اس نے اب یہ احساس بھی کر لیا کہ عورت کے کام میں دلچسپی لینا خوش زبانی ہر عورت کے احساس مشقت کو کم کرتا اور اسے خوش کر دیتا ہے۔ مستری صاحب نے ان تمام امور کو نگاہ میں رکھکر کہا:

"ننھے کی اماں! مجھے تمہاری خوشی مطلوب ہے مجھے اپنے دکھ کی پروا نہیں۔ مجھے تمہارے تمام مطالبات منظور ہیں۔ تم خوش رہو اور بال بچوں کو سنبھالو"



ناصر خاں یوسفزئی مغلپورہ

ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کیلئے اور اسکے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کیلئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہانتک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اسکے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے

ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے:

سطر اول میں کلام الٰہی کی آیت دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کرکے لکھا ہے۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے۔ چوتھی سطر میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اسکی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی۔

فی الحال اسکے سات پارے (پہلے پانچ اور آخری دونوں) شائع ہو چکے ہیں آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے تاکہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپکی خدمت میں بھیجے جائیں ہدیہ فی پارہ ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار (چھٹا پارہ زیر طبع ہے)۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ	اَلْ	مَلٰئِكَةِ
اور	جب	ہم نے کہا	سے		فرشتوں

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا :

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا

اُسْجُدُوْا	لِ	اٰدَمَ	فَ	سَجَدُوْا	اِلَّا
سجدہ کرو	کو	آدم	تو	انہوں نے سجدہ کر دیا	چھوڑ کر

آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کر دیا بجز

اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ

اِبْلِيْسَ	اَبٰى	وَ	اِسْتَكْبَرَ	وَ	كَانَ
ابلیس کو	اس نے نہ مانا	اور	اپنی بڑائی چاہی	اور	ہو گیا

ابلیس کے، اس نے سر پھیر دیا اور اپنی بڑائی چاہی اور کافروں

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (۳۴) وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ

مِنْ	اَلْ	كٰفِرِيْنَ	۳۴	وَ	قُلْنَا
میں سے		کافروں	۳۴	اور	ہم نے کہا

میں سے ہو گیا۔ (۳۴) — اور ہم نے کہا: اے آدم

اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ

يَا اٰدَمُ	اُسْكُنْ	اَنْتَ	وَ	زَوْجُ	كَ
اے آدم	بس	تو	اور	جورو	تیری

تو اور تیری جورو (دونوں) رہا کرو

ملنے کا پتہ

مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام۔ جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۰۹

عورتوں اور بچوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ مُسلِمہ

جالندھر شہر

مُدیرہ حُمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

یہ سلسلہ ہر انگریزی مہینے کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے ۔

رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہر ماہ کی آخر تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے ۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہو سکے گی ۔

چندہ سالانہ ایک روپیہ ۔ ممالک غیر سے تین شلنگ ۔ فی پرچہ ۲ ر +

منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا ۔

کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو پانچ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے ۔

خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہو سکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا ۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے ۔ اس لئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مدنظر رکھا جائے ۔

زبان صاف اور سلیس ہونی چاہئے ۔

روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں ۔

مضمون مختصر ہو ۔

مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجیے گا ۔

پورا پتہ لکھیے گا ورنہ مضمون درج نہ ہوسکیگا ۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا ۔

کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے ۔

اجرت بہر حال پیشگی ۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱ | مارچ سنہ ۱۹۴۲ء - صفر سنہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۹-۱۰

انجمن مدرسۃ البنات جالندھر کا سترھواں (۱۷) سالانہ جلسہ

انجمن مدرسۃ البنات کا سترھواں سالانہ جلسہ ۱۲ اور ۱۳ اپریل سنہ رواں کی تاریخوں میں (مطابق ۲۵ و ۲۶ ماہ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ رواں) اتوار اور پیر کے دنوں میں بمقام نیا ئیں متصل تکیہ خانہ بستیات، منعقد ہوگا۔

(۱) عالی منزلت نواب سر محمد شاہنواز خان صاحب نواب ممدوٹ

(۲) عالیجناب خانبہادر کرنل مقبول حسن صاحب وزیر امور داخلہ ریاست بہاولپور۔

(۳) عالی مرتبت میجر شمس الدین صاحب وزیر تعلیمات ریاست بہاولپور

اس وقت تک ان تین سروران قوم نے کرسی صدارت کو قبول فرمایا ہے۔ باقی صدارتوں کیلئے کوششیں جاری ہیں۔

اور اس وقت تک جن فاضل علما، سحر بیان مقررین، اور باکمال شاعروں نے اپنے ارشادات وخطبات اور اپنے پاکیزہ و موثر کلام سے سامعین کو مستفیض کرنا منظور فرمایا ہے انکے اسمائے گرامی یہ ہیں

مولانا محمد یوسف خان صاحب سلیم چشتی، پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور۔ حکیم مرزا عبدالحمید صاحب ایم۔ اے، پروفیسر اشاعت اسلام کالج لاہور، وخطیب جامع آسٹریلیا لاہور۔

مولانا ظفر علی خاں بی، اے، ایم، ایل، اے، زمیندار، لاہور۔

علامہ حافظ محمد امین صاحب، ہارون آباد، بہاولپور۔

مولانا مشتاق احمد خان صاحب، ناظم جماعت المسلمین، لیہ

پروفیسر محمد حسن صاحب اعظمی جنرل سیکرٹری جماعت الاخوۃ الاسلامیہ لاہور۔

سید محمد العربی المراکشی، استاذ اللغت العربیہ، اورینٹل کالج لاہور۔

علامہ حسین میر صاحب کاشمیری الامرتسری، لاہور۔

جناب نفیس خلیلی امرتسری۔

جناب عبدالحکیم نشتر جالندھری، ایڈیٹر اخبار انجمن حمایت اسلام، لاہور۔

حسان الہند جناب فضل جالندھری۔

جناب فیض محمد صاحب فیض لدھیانوی۔

جناب رشید احمد صاحب ممتاز امرتسری۔

جناب علاءالدین صدیقی ایم۔ اے سول سیکرٹریٹ لاہور

خدائے بزرگ و برتر کے فضل وعنایت سے امید ہے کہ یہ تقریب بہت کامیاب ہوگی۔

جن بھائیوں کو تعلیمات مسلمات سے دلچسپی ہے امید ہے کہ وہ نہ صرف خود اس جلسے میں حاضر ہو کر اس کی عزت بڑھائیں گے بلکہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں گے مستورات کیلئے پردے کا علیحدہ [illegible]

مسلمہ کے متعلق :-

"مسلمہ" مصائب کا مقابلہ صرف اسی صورت میں کر سکتا ہے۔ کہ تمام "مسلمہ بہنیں" اور سب خریدار بھائی اس کا سالانہ چندہ ایک روپیہ چار آنے کی بجائے جس قدر زیادہ ممکن ہو لفافوں میں ٹکٹیں ڈال کر یا منی آرڈر کے ذریعے بھیجیں۔ دوسرے "مسلمہ" اگر کچھ عرصہ تک کم صفحوں پر شائع ہو تو خوشی سے اس امر کو برداشت کیا جائے۔ تیسرے خریداروں میں اضافہ کیا جائے۔

وی۔ پی کی واپسی کا نقصان :-

وی۔ پی کی واپسی نے "مسلمہ" کو سب سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اگر "مسلمہ" کی خدمات قبول نہیں۔ تو براہ کرم دفتر کو فوراً اطلاع بخش دی جائے۔ صرف ایک پوسٹ کارڈ بھیجنے میں تکلیف گوارا فرمائی جائے۔ حالانکہ "مسلمہ" کی خدمتگزاری کا ایک ادنیٰ صلہ یہ ہوگا۔ کہ آپ اُسے ہمیشہ پڑھتے رہیں۔

ہمیں مسلمہ بہنوں کی مذہبی محبت سے یہی توقع ہے۔

بقیہ بزم مسلمہ از صفحہ ۱۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انتہائی مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میرے پوتے عزیزی سعید الزمان خان کی شادی کتخدائی ۸ فروری بروز اتوار، عزیزہ بشریٰ خانم فضل الٰہی خان، معلمہ مدرستہ البنات سے بخیر و خوبی انجام پائی ہے۔ مسلمہ عزیزات و طالبات مدرسہ سے استدعا ہے کہ وہ اس مبارک جوڑے کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خداوند کریم انہیں دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

مدیرہ صاحبہ! دس روپے کی حقیر سی رقم طالبات مدرسہ کی شیرینی کیلئے ارسال خدمت ہے۔ قبول فرمائیں۔ زیادہ دعا۔

(دعا گو بی بی جان)

اللہ کو قرضِ حسنہ

جناب چوہدری علی محمد صاحب سینکھے جاگیر ضلع جالندھر	۱۰/-/-
جناب چوہدری سلطان علی صاحب انسپکٹر ٹیلیگراف کراچی (قیمت کھال قربانی)	۲/۲/-
محترمہ رشیدہ خاتون صاحبہ ادیب فاضل سابق معلمہ مدرستہ البنات (موعودہ جلسہ سالانہ نسوانی)	۱۰/-/-
جناب میاں فتح محمد احمد صاحب انبالہ چھاؤنی (برائے ہاجات یتیم طالبات)	۳۲/-/-
محترمہ بنت جناب عبد الرحمٰن خان صاحب چھاؤنی جہلم	۲/۸/-
بتوسط مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن	
جناب مولانا عبد العزیز صاحب جامعہ عباسیہ بہاولپور	۰/۸/۰
جناب مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ عباسیہ "	۱/۰/۰
جناب مولانا نور محمد صاحب محمودی ہیڈ ماسٹر جامعہ عباسیہ بہاولپور بذریعہ زکوٰۃ	۱/۰/۰
" " عبد اللہ صاحب جامعہ عباسیہ بہاولپور	۰/۸/۰
" پروفیسر پیرزادہ عبد الرشید صاحب کالج "	۱/۰/۰
" ایم اے مجید صاحب پرنسپل " "	۲/۰/۰
" پروفیسر صادق علی صاحب " "	۱/۰/۰

جناب مولانا اسرار الحق صاحب جامعہ عباسیہ بہاولپور	۰/۸/۰
" " فاروق احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور	۰/۸/۰
" " قاضی غلام حبیب مدرس صاحب " " "	۰/۴/۰
" " محمد امین صاحب جامعہ عباسیہ بہاولپور	۰/۸/۰
" " عبد العزیز صاحب " " "	۰/۸/۰
" " محمد صادق صاحب " " "	۱/۰/۰
" " احمد علی صاحب " " "	۰/۸/۰
میزان	۱۱/۲/
" پیر غلام دستگیر خان صاحب دھوگڑی (نقد قیمت کھال قربانی)	۱/۰/۰
" حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر	۰/۴/۰
" مولوی عظیمی صاحب "	۰/۲/۰
" بابو عبد الرحمٰن صاحب "	۰/۲/۰
" ایم۔ ایم فاروقی صاحب بمبئی	۲/۱۲/۰
" شیخ صاحب جالندھری (بغرض ایصال ثواب بروح اہلیہ مرحومہ خود)	۱/۰/۰

بتوسط مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن

محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری دسوندھے خانصاحب بہاولپور	۵/۰/۰
جناب خانبہادر لفٹننٹ کرنل مقبول حسن صاحب ہوم منسٹر بہاولپور	۱۰/۰/۰
جناب چوہدری فتح محمد صاحب دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہاولپور	۱/-/۰
جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر	-/۲/۰
جناب چوہدری حبیب اللہ خانصاحب رجسٹرار بہاولپور	۱/۰/۰
محترمہ مہر النساء بیگم صاحبہ اورنگ آباد (دکن)	۵/۰/۰
جناب ایم ایس صاحب حصہ انچارج پارہ (بنگال) (برائے طعام یتیم طالبات)	-/۹/۰
محترمہ والدہ صاحبہ جناب مہدی علی خان صاحب (بتقریب شادی خانہ آبادی خان موصوف)	۵/۰/۰
محترمہ امۃ المجیب صاحبہ پشاوری	۱۰/۰/۰
محترمہ زکیہ فاروق صاحبہ سیالکوٹ شہر	۰/۱۰/۰
" بیگم صاحبہ جناب احمد الدین صاحب پنجاب گورنمنٹ پریس لاہور	۱/۴/۰
" نور بیگم صاحبہ سابقہ متعلمہ کوئٹہ بتوسط محترمہ الطاف بیگم صاحبہ معلمہ مدرستہ البنات	۲/۰/۰
محترمہ والدہ عزیز احمد صاحبہ ہانڈ مارکیٹ امرتسر (برائے امداد یتیم طالبات)	۴/۱۴/۰
" صاحبہ خان عبید الحق خان صاحب مدرستہ البنات	۱۰/۰/۰
" بیگم صاحبہ جناب سردار نجم الدین خانصاحب حراری ردجہان	۰/۱۲/۰
میزان	۱۳۹/۱۱/۰

تعمیر فنڈ ماہ فروری ۱۹۴۲ء

محترمہ روشن اختر صاحبہ متعلمہ درجہ مولوی عالم مدرستہ البنات	۱/۰/۰
عالیجناب نواب سر محمد شاہنواز خان صاحب والئے ممدوٹ لاہور (موعودہ بتقریب سنگ بنیاد مدرستہ البنات)	۵۰۰/۰/۰
میزان	۵۰۱/۰/۰

بمد زکوٰۃ وصدقات ماہ فروری ۱۹۴۲ء

محترمہ بیگم صاحبہ خان قطب احمد خانصاحب بستی غذاں (قیمت کھال)	۱/۰/۰
جناب ایم جمیل صاحب معرفت چوہدری اکبر علی صاحب جہلم (برائے امداد یتیم طالبات)	۵/۰/۰
جناب شیخ محمد یعقوب صاحب ہیڈ ماسٹر پارہ چنار (برائے امداد یتیم طالبات)	۵/۰/۰
میزان	۱۱/۰/۰

وظائف فنڈ ماہ فروری ۱۹۴۲ء

محترمہ مکرمہ ومعظمہ نفیس دلہن صاحبہ بیگم عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر علیگڑھ (وظیفہ ماہ جنوری ۱۹۴۲ء)	۲۰/۰/۰
محترمہ بیگم صاحبہ خان مشتاق احمد خانصاحب حیدر آباد (دکن) وظیفہ یادگار محترمہ بیگم صاحبہ جناب فخر یار جنگ بہادر۔ ماہ جنوری و فروری ۱۹۴۲ء	۱۰/۰/۰
جناب ڈاکٹر چوہدری حق نواز خان صاحب ویٹرنری کالج لاہور (فاطمہ جان سکالرشپ) بابت ماہ فروری و مارچ ۱۹۴۲ء	۱۰/۰/۰
میزان	۴۰/۰/۰

اللہ کی مدد کرنے والے

مندرجہ ذیل اللہ کے محبوں نے گزشتہ مہینہ میں "مسلمہ" کے خریدار مہیا فرما کر اللہ کی مدد کی اور اللہ کی مدد کے مستحق ہو گئے۔

جناب خان محمد اکبر خانصاحب پبلک پراسیکیوٹر جالندھر شہر	۱
محترمہ بیگم رانا بختیار خان صاحب حیدر آباد (سندھ)	۱
محترمہ نور بیگم صاحبہ سابقہ متعلمہ مدرستہ البنات	۱
محترمہ بنت جناب عبد الرحمٰن خانصاحب جہلم چھاؤنی	۱
جناب سر تاج قریشی صاحب جالندھر چھاؤنی	۱
جناب ڈاکٹر چوہدری مشتاق احمد خانصاحب لاہور	۱
محترمہ بشریٰ خانم صاحبہ معلمہ مدرستہ البنات	۱
جناب خانبہادر عبد المجید خانصاحب رئیس اعظم بستی بابا خیل	۱۵

ضروری التماس:- ◯ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ

ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا جسکے زائد اخراجات سے بچنے کیلئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیجئے۔ بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع دی جائے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

"مینیجر"

تیاری سے پہلے عمل و حرکت کی انتہائی منزلوں کو طے کرنا چاہا۔ آپ نے قوم کو "اللہ والا" بنانے سے پہلے معرفت الٰہیہ کے قیام کا خواب دیکھا، راستہ سے پہلے منزل کی نشان دہی کی۔ افراد کو فکر کی اصلاح کئے بغیر کل ہند یا کل دنیا کے پروگراموں کی الجھنوں میں ڈال کر پریشان دماغ کر دیا، مرکزیت پیدا کرنے کے خدائی نظام اور الٰہی مرکز کی بجائے انسانی تجاویز اور اپنے بنائے ہوئے مراکز کو سامنے رکھا۔

وہ ہزاروں اور لاکھوں کے اجتماع جو خدائی قوت کے تحت آج بھی ایک پیسہ خرچ کئے بغیر ہوتے رہتے ہیں آپ نے نظر انداز کر دئے اور لاکھوں روپیہ خرچ کر کے انسانی قوت کے بل پر اپنے اجتماعوں میں قوم کی تربیت کا بیڑا اٹھایا۔ یہ ان ابتدائی لغزشوں کا ہی پھل ہے جسے کھاتے ہوئے اب تلخی محسوس ہوتی ہے۔ ہر اسلامی جماعت میں ایسے افراد موجود ہیں کہ ان کی اکثریت ہے جو قرآن نہ سمجھتے ہوئے مسلمان ہیں، نماز نہ سمجھتے ہوئے نمازی ہیں، خطبہ نہ جانتے ہوئے ان کے نکاح پڑھے جاتے ہیں۔ محض پڑھ لینے پر ان کی نیکیاں اور ثواب کھڑا ہو جاتا ہے۔ حفاظ موجود ہیں، لیکن قرآن مجید کے معانی و مطالب سے ناآشنا، نمازی موجود ہیں لیکن الحمد تک کے معانی سے ناواقف، حاجی بے شمار ہیں لیکن دوسروں کے بتلانے پر دعائیں پڑھ لینے والے۔ مواعظ اور تقاریر اپنے گرد جمع ہو جانے والوں تک محدود ہیں۔ اخبار و رسائل اور کتب و ٹریکٹ تقسیم کر دینے کے بعد سمجھ لیا جاتا ہے کہ سب مسلمان ارادوں اور نیتوں سے واقف ہوگئے حالانکہ یہ سننے اور پڑھنے والے آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔

ایسی حالت میں جب کوئی مخلص رہنما کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ حق پر صرف وہی ہے تو عوام کو کیا پتہ کہ "حق" کیا ہے اور باطل کیا ہے اور حق پر ہے بھی یا نہیں؟

ابتداء میں کچھ لوگ اس کے اخلاص کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں، جماعت کی تشکیل ہوتی ہے۔ نئی چیز ہوتی ہے اس لئے "لذیذ" بھی معلوم ہوتی ہے۔ چند روز کے بعد ایک دوسرا مدعی حق سامنے آتا ہے اور پہلے راہ نما کا پول کھولنے لگتا ہے تو لوگ تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جو ابھی جماعت میں داخل نہیں وہ رُک جاتے ہیں۔

اب راہ نما شاکی ہیں کہ قوم قدردان نہیں، جوہر شناس نہیں۔ حق پرست نہیں، لیکن کیسے ہو؟ کیا انھیں حق و باطل کا علم دیا گیا تھا؟ کیا وہ اسلامی قانون سے واقف ہونے کے بعد میدان عمل میں اترے تھے؟ اگر انھیں قرآن عزیز کا علم ہوتا۔ وہ اس کتاب حکمت کے حکموں سے واقف ہوتے، اسلامی زندگی سے روشناس ہوتے تو آپ کے کہے بغیر باطل جماعتوں کو چھوڑ کر ایک جماعت حق کے ساتھ لگتے۔ اب تو یہ حال ہے کہ انھیں سب جگہ حق اور سب جگہ باطل نظر آ رہا ہے۔ قوم پاگل بن گئی ہے اور راہ نما دیوانے ہو کر قوم کی سرد مہری پر آہیں بھر رہے ہیں۔

ایک شخص قرآن عزیز پیش کرتا ہے، قوم من گھڑت سمجھتی ہے دوسری جگہ من گھڑت پیش ہو رہا ہے، عوام قرآن سمجھ کر قبول کر رہے ہیں۔ الغرض آج مخلص اور غیر مخلص، قرآن کی تعلیم پر چلنے والے اور غرض کے بندے، دانا اور نادان، دوست اور دشمن عالم اور جاہل سب برابر ہو رہے ہیں۔ ہر چیز ٹکے سیر بک رہی ہے نہ اچھے کی شناخت ہے نہ بُرے کی۔ راہ نماؤں نے چاہا تھا کہ نادان

قوم جتنیں کم کرنگی - جلدی قبول کریگی، کام چل پڑیگا۔ لیکن قوم نہ اچھا کو اچھا کہتی ہے نہ بُرے کو بُرا۔ تعریف ہے تو سب کے لئے، مذمت ہے تو سب کے لئے۔ راہ نما بھول گئے کہ ہماری قوم مسلم ہے، جس کے نزدیک صرف اللہ ہی کے ساتھ غیر مشروط وابستگی ہو سکتی ہے۔ وہ اللہ ہی کے گھر میں اپنے نقائص کی اصلاح کر سکتی ہے۔ اس تربیت کا اصل مقام وہی مرکز ہے جسے اللہ کے پیغمبر نے خدائی حکم کے ماتحت تجویز کیا۔

قوم کو انتہائی عروج پر پہنچانے کے لئے اگر کسی جگہ کو اسلامی جماعت کی تشکیل کے لئے مرکز قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اللہ کا گھر ہے اور کوئی طریق کار یا دستور ہماری بگڑی کو بنا سکتا ہے تو وہ دستور محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستور ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسوۂ حسنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

اسلامی جماعت کی تشکیل کی تکمیل اس دن ہو گئی جب محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے آخری اٹل قانون کو پیش کرنے کے بعد، نصرت حق کا اعلان کر دیا۔ اب قیامت تک کسی نئے نام یا نئی جماعت کی ضرورت اس وقت تک نہیں جب تک کہ وہ آفتاب جہانتاب موجود ہے۔ اسی قانون حق کو سامنے رکھ کر اصلاح و تبلیغ اور تجدید و احیاء کا کام ہر زمانہ میں اور ہر جگہ ہو سکتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ ہر مسلمان جماعت اپنے اپنے حلقۂ عمل میں مختلف ادارے قائم کر کے اسلام کی خدمت کر سکتی ہے۔ اس اندھیر نگری میں جب تک اُجالا نہ ہو جائے نہیں کہا جا سکتا کہ کونسا مرکز حق پر ہے اور کونسا غلط کار ہے!

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دستور العمل کو دیکھیں مکے کے مصائب کے بعد جب مدینہ میں تعمیری کام کے لئے فضا سازگار نظر آئی تو آپ نے سب سے پہلے منتشر مسلمانوں کو ایک جماعت میں تبدیل کرنے کا عزم کیا۔ یہی عزم فتح و اقبال کا دیباچہ تھا۔ مدینہ پہنچکر سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ مسجد قباء کی بنیاد رکھ دی۔ یہ مسجد اپنی تکمیل کے ساتھ ہی مدینہ میں مسلمانوں کی تمام ضروریات حیات کا مرکز بن گئی اور مسلمانوں نے ایک ایسے ایوان کے اندر جس کی دیواریں کچی اور ۳ گز سے زیادہ بلند نہ تھیں اور جس کو گھاس پھوس اور کھجور کے پتوں سے زیادہ قیمتی چھت میسر نہ آ سکی تھی، اپنے مقاصد کو از سر نو مرتب کیا اور اپنے منصوبوں کو اس طرح آگے بڑھایا کہ ۲۰ برس بعد شاہان روم و شام کا جاہ و حشم انکے قدموں میں تھا۔ وہ موج حیات جو قبا کے صحن سے اٹھی، اس نے مسلمانوں کے دامن سے ملکی زندگی کے غبار تیرگی کو دھو ڈالا۔ وہ دردناک زمانہ غائب ہو گیا جبکہ مسلمانوں کی میتوں کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں کی طرف کفن سرکایا جاتا تو سر کھل جاتے۔ سرور کونین کی پیشگوئیاں یکے بعد دیگرے پوری ہوئیں۔ مسلمانوں نے نوشیرواں کا سفید محل فتح کیا۔ اس ڈاکوؤں کے ملک میں عورتیں تنہا حج کے لئے جاتیں۔ قبا کا صحن زر و جواہر سے ابر بہاراں تہی دامن کو صلائے عام دے رہا تھا لیکن جھولیاں اور دامن اسقدر سیراب ہو چکے تھے کہ وہ لعل و گوہر کی ادنےٰ نازبرداری کے لئے بھی تیار نظر نہیں آتے تھے۔

احیائے ثانی کا قابلِ عمل پروگرام:

قوم کے لئے کام کرنے

والے سلامت رہیں، راہ نما زندہ رہیں - بڑے بڑے ناموں اور
بڑے بڑے پروگراموں سے اگر مسلمانوں کی بگڑی بن جائے تو ہم
سے زیادہ خوش کون ہوگا - لیکن ایک بات سوچنے کے قابل ہے
کہ کوئی محل تعمیر نہ ہوگا جب تک بنیادیں نہ بھر لی جائیں - منزل
کچھ بھی ہو لیکن راستہ کے کانٹوں اور سنگریزوں کا ہٹانا پہلے ضروری
ہے - ہمارے راہ نما اور ہماری جماعتیں اگر آگے نہیں بڑھ سکے
تو وہ ماضی کی ابتدائی خامیوں کو دور کرنے کے لئے پیچھے بھی نہیں
لوٹ سکتے - اسلئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان جو ملت اسلامیہ کے
احیاء کے لئے ابتدائی مشکلات کو گمنامی میں رہ کر دور کر سکیں
سب سے پہلے میدان میں نکلیں - وہ دردمند جو چھت تک پہنچنے
سے پہلے بنیادوں کے روڑے کوٹنے کے لئے ہاتھوں کو زخمی کر
سکیں سامنے آجائیں اور وہ دردخواہ جو راستہ صاف کرنے کے
لئے آبلہ پائی کے متمنی ہوں قدم اٹھائیں -

اصلاح و تبلیغ کی ایسی بنیادی خدمت سب سے پہلے ضروری
ہے اور یہ اسلئے کہ ہر کام کرنے والی جماعت اور ہر کام کرنے والے
بزرگ کے لئے بہترین ذرائع عمل تیار ہو سکیں، یہی وہ خدمت
ہے جس کا لائحہ عمل پیش کیا جا رہا ہے -

ہمیں ملت کے مخلص راہ نماؤں اور بہی خواہ جماعتوں کی
عنایات، دعاؤں اور مشوروں کی ضرورت ہے - امید ہے اسمیں
وہ بخل سے کام نہ لینگے - آج ملتِ اسلامیہ پر پھر وہی حالت طاری
ہے جو اسلام سے پہلے عالم انسانیت پر طاری تھی - دنیا آج پھر
اسی طرح رشد و ہدایت کی محتاج ہے جیسے قرآن عزیز کے نزول سے
پہلے تھی - اُس وقت قرآن عزیز ایک دستور العمل کی حیثیت میں
محفوظ نہوا تھا تو آج وہ غلافوں میں بند کر کے فراموش کر دیا گیا ہے -
کھلتا بھی ہے تو بطور فیشن - پڑھا جاتا ہے تو صرف پر پڑھنے کی خاطر -

دورِ حاضر کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ قوم کے جسمِ
جامد میں زندگی کی لہریں پیدا ہوں - اب نبی اکرم کی نیابت کا فرض تمام
ملت اسلامیہ کے کندھوں پر ہے - اسلئے بغیر کسی نئے نام یا نئے
بیبل کے قرآن و سنت کی روشنی میں ہر جگہ مسلمان اصلاح و تبلیغ کے
لئے اٹھ کھڑے ہوں - ابتداءً گل ہند یا کل دنیا پروگرام کسی ایک
مرکز سے وابستہ کرنے کی ضرورت نہیں - دورِ حاضر کی کوئی شخصیت
ایسی نہیں جس میں یہ قوت و عظمت موجود ہو کہ وہ اتنے عظیم
پروگرام کے لئے محرک و مرکز بن سکے - یہ شرف صرف قرآن عزیز اور
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے لئے خاص ہے - اب ضرورت
ہے کہ ہر جگہ قرآن و سنت کی مشعل سامنے رکھکر طالبانِ حق آگے
بڑھیں - اس اقدام میں مدنی پروگرام کا ابتدائی دور وہ روشنی کا
مینار ہے جو ہر مظلوم اور عاجز قوم کے لئے حیات انگیز اور حرکت خیز
راہ نمائی کا ذریعہ بن سکتا ہے -

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے پاس صرف ایک مسجد تھی اور
۹ کروڑ مسلمانانِ ہند کے پاس کم از کم ۲ لاکھ مساجد ہیں لیکن پھر
بھی جو نتائج اس ایک مسجد کے مرکز سے پیدا ہوئے ہم ۲ لاکھ مراکز
کے ہوتے ہوئے بھی ان سے محروم ہیں، ہم پر کمی زندگی کی مظلومیت
اور تباہ حالی مسلط ہے - اگر ہم اپنی مساجد کو منظم طور پر مسجد قباء
کے نقشِ قدم پر چلا سکیں اور ایک مسجد ایک پوری ششماہی میں
ایک سچا رضا کار بھی مہیا کر دے تو مسلمانوں کو ایک ہی سال کے اندر
بارہ لاکھ بازوؤں کی قوت حاصل ہو سکتی ہے جو ان کے مصائب
کی عقدہ کشائی کر سکیں - کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جمعیت ارض پاک
سفید محل کی طرح دورِ حاضر کے ہر سفید ہال کو لرزا دینے کیلئے کافی نہ

سیرت محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)

(از جناب مولانا عبد القیوم ندوی جمعیت تبلیغ الاسلام کراچی)

یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن
فاش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ ہی وہ تریاق ہے جو زندگی کے زہر سے مادے کو فنا کر کے انسان کو حیاتِ جاوید بخشتی ہے اور خاک کے پتلے کو وہ مرتبہ عطا فرماتی ہے کہ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ملائکہ مقربین رحمت اور جنت کی بشارت سناتے ہیں اور خود مالک زمان و مکان خالق کائنات ربّ العرش والکرسی اس مژدۂ جانفزا سے نوازتے ہیں۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۔ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (سورہ فجر ع) اے مطمئن نفس تو لوٹ آ اپنے رب کی طرف نہایت ہی خوش خوش، اور میرے بندوں میں داخل ہو، میری جنت میں داخل ہو۔ (قرآن حکیم)

اللہ اللہ! یہ عزت یہ مرتبہ یہ شان اور یہ بزرگی اس خاک کے پتلے کو سنتِ نبوی کے سوا کہاں مل سکتی ہے؟

پھر دنیا میں بھی وہ مرتبہ کہ اس نے خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا "اسنے زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب تمھارے ہی لئے پیدا کیا" (قرآن حکیم)۔ زمین اپنی بے انتہا وسعتوں اور لاتعداد خزانوں اور دفینوں کے ساتھ تمھاری غلام ہے اور جنت ہزار در ہزار بلکہ لاتعداد اور بیشمار نعمتوں کے ساتھ تمھاری محکوم اور خادم ہے۔ جب تم اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پابند اور اس مقدس سیرت کے پورے عامل ہو۔ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ جس نے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کی پس تحقیق کہ بہت ہی بڑی کامیابی پر فائز ہوا۔ اسی برگزیدہ سیرت، اسی مقدس اسوۂ حسنہ اور اسی بلند ترین اخلاق عمل کا آج ایک مختصر مگر جامع نقشہ پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں کہ شاید بہتوں کی نجات کا باعث ہو اور اسی کے طفیل اس ناچیز کا بھی انتظام عفو ہو سکے۔ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ۔

بشارتیں: یوں تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی بشارتیں تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہیں اور تقریباً تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے بشارتیں دی ہیں مگر ہم اسجگہ صرف دو پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ایک انجیل اور دوسری وید۔ وید کا ذکر اگرچہ آسمانی کتابوں میں نہیں ہے تاہم چونکہ ایک بہت بڑی قوم کی مقدس کتاب ہے۔ اسلئے اسکی شہادت بھی ذکر کر دی۔ انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اتاری گئی۔

آپؑ نے فرمایا "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے کہوں پر تم برداشت نہ کر سکو گے۔ لیکن جب سچائی کی روح آئیگی تو تمھیں ساری سچائی کی راہیں بتائیگی کیونکہ وہ اپنی نہ کہیگی بلکہ جو سنیگی وہی کہیگی (یوحنا ۱۶-۱۸)

سورہ نجم میں ہے کہ "وہ نہیں بولتا ہے اپنی طرف سے بلکہ وہ وہ وحی ہوتی ہے جو اسکی طرف کی جاتی ہے" بعینہٖ یہی حضرت موسیٰ نے بھی خصوصیت بتائی تھی۔ چشم بینا کے لئے یہی کافی ہیں۔

اس کے علاوہ اور بہت سی پیشگوئیاں ہیں مگر بنظر اختصار ان کو ترک کیا جاتا ہے۔

ویدکی شہادت: وید کے ایک منتر میں ہے جس کا ترجمہ ہے: "وہ مخلوق سے نہیں ڈریگا اور نہایت ہی عرفان والا ہوگا۔ اس کا نام مہامت ہوگا۔" ایک اور جگہ ہے "ایک شخص پہاڑوں میں مہامت نام پیدا ہوگا کھجوروں کے ملک میں رہیگا اور اسکے ساتھی تہمد اور پگڑی باندھینگے" (وید)

اس سے صاف اور کھلی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے؟ مگر گمراہی کے پردے ہیں جنھوں نے عقلوں کو ڈھانک لیا ہے۔

افسوس! افسوس!!

مختصر سیرت پاک

ظہور قدسی: آپ کی والدہ محترمہ کا نام بی بی آمنہ اور والد ماجد کا اسم گرامی عبداللہ تھا جو آپ کی ولادت سے چند ماہ پیشتر وفات پا گئے تھے۔ حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں: ولادت قدسی سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور مجھ سے نکلا اور تمام عالم میں چھا گیا۔ اور یہ کہ ایام حمل میں حمل کی قطعاً گرانی نہ تھی۔ ۸ اور بعضوں کے نزدیک ۹ اور مشہور روایت جس کو طبری وغیرہ نے بھی پسند کیا بارہ ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ بعد صبح صادق عام الفیل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء۔ یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی کو ظہور قدسی ہوا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ۔

بوقت ولادت بڑے معجزات کا ظہور ہوا۔ عجیب عجیب خوارق عادات چیزیں ظہور میں آئیں۔ دیکھو کتب احادیث باب ولادت النبی صلعم۔

نسب از جانب والد محترم: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن آد بن ادد بن مقوم بن ناحر بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم بن آزر بن ناحور بن شاروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن سالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن استوح بن یارد بن مہلیل بن قینان بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ (سیرت ابن ہشام متوفی سنہ ۲۱۸ھ)۔

نسب از جانب والدہ مکرمہ: آمنہ بنت وہب بن عبد مناف۔ یہاں سے آپ کا سلسلہ حضور کے آبائی سلسلہ سے مل جاتا ہے۔

رضاعت: پیدائش کے وقت آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے گود میں لیا۔ لہٰذا انھی کے حکم سے بی بی حلیمہ سعدیہ آپ کو دودھ پلانے کے لئے اپنے قبیلہ میں لے گئیں۔ راستے میں عجیب عجیب کرامات دیکھیں۔ مثلاً راستہ بھر ابر سایہ کئے رہا۔ وغیرہ۔ جب آپ میں قوت آگئی تو حلیمہ سعدیہ نے آپکو آپکی والدہ کے سپرد کر دیا۔ جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپکی والدہ محترمہ نے مدینہ کے راستے مقام ابواء

میں وفات پائی اور اب دادا کے ظلِ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔ ابھی آپ آٹھ سال دو ماہ دس یوم ہی کے تھے کہ دادا نے بھی وفات پائی اور اب آپ کے چچا ابو طالب نے آپکی کفالت کی ذمہ داری لی (زاد المعاد ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ)۔

حالات قبل از بعثت: اسکے ٹھیک چار سال بعد یعنی جب آپ کا سن شریف بارہ سال دو ماہ دس دن کا ہوا تو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ راستے میں بحیرا راہب ملا۔ اسنے شکل اقدس دیکھی تو اس سے نور نبوت کے آثار ہویدا تھے۔ چچا سے کہا کہ انھیں خدا کے لئے شام نہ لے جائیں۔ وہاں کے یہودی ان کے دشمن ہیں۔ مبادا کہیں گزند نہ پہنچائیں۔ اس پر وہ مکہ لوٹ آئے (تاریخ ابن کبیر یا ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ)۔

جب آپ کا سن مبارک ۲۵ سال کا ہوا تو حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے آپ کی پاکیزگی اخلاق اور عادات شریفہ کو دیکھکر نکاح کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا اور مجمع عظیم کے درمیان جناب ابو طالب نے آپکا نکاح پڑھایا اور ایک زبردست خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنا کے بعد بتایا کہ میرا یہ بھتیجا اگرچہ غریب ہے مگر اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر سب سے بلند ہے اور عنقریب یہ دنیا کی بلند ترین ہستیوں میں شمار ہوگا (ارشاد الباری شرح صحیح بخاری قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ)۔ اسی سال آپ نے دوبارہ سفر شام کیا۔ راستہ میں ایک اور راہب ملا اور اب کی اس نے پہلے سے بھی زیادہ بشارتیں دیں۔ نیز حضرت خدیجہؓ کے مال میں اسقدر ترقی ہوئی جو اس سے پہلے نہ ہوئی تھی (البدایۃ و النہایۃ ج ۲)۔

۳۵ سال کی عمر مبارک میں جبکہ خانہ کعبہ بوسیدہ ہوگیا تھا اسکی پہلی اینٹ رکھنے کا جھگڑا تھا۔ آپ نے اسے اس طرح چکایا کہ اپنے دست مبارک سے ایک چادر میں پتھر رکھدیا اور سب سرداروں کو اسکے کونے پکڑا دئے۔ اس طرح ایک بڑے فتنہ کا حل ہوگیا۔ اور اسدن سے آپکی پاکیزگی اخلاق کے علاوہ امانت اور اصابت رائے بھی قریش میں مسلم ہوگئی (تاریخ مسعودی ۳۴۶ھ)

اعلان نبوت: نبوت سے پہلے آپ غار حرا میں جاکر عبادت و ریاضت کرتے۔ آخر جب سن مبارک چالیس سال ایکدن کا ہوا تو دوشنبہ ۹ ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول ۴۱ھ مطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء کو نبوت کے اس مرتبہ پر فائز ہوئے جس کے بعد پھر کوئی درجہ نہ تھا۔ آپ نے آج پہلی بار حضرت جبرئیل کو اپنی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔ گھر آئے بی بی خدیجہ سے فرمایا: مجھے کمبل اُڑھادو، کمبل اُڑھادو۔ جب ذرا پریشانی کم ہوئی تو سارا ماجرا بیان کیا، تو انھوں نے دلاسا اور تشفی دی کہ آپ غریبوں کی حمایت کرتے ہیں، قرضداروں کا قرض ادا کرتے ہیں، اپنے پرایوں کے کام آتے ہیں، آپ اپنے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز آپکو اکیلا نہ چھوڑیگا"۔ اور خود ایمان لے آئی ہیں (بخاری شریف جلد اول)۔ اعلان نبوت کے ساتھ ہی سب سے پہلے جو ایمان سے مشرف ہوئے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت بی بی خدیجہؓ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ سب سے زیادہ جو آپکے ظاہری و باطنی حالات سے واقف تھے وہ یہی حضرات تھے اور یہی سب سے پہلے فوراً آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے ہیں۔ اس سے بڑھکر پیغمبر اسلام کی

صداقت کی اور کونسی دلیل ہوسکتی ہے؟ اسکے بعد آپ نے عام دعوت و تبلیغ فرمائی تو حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عثمان، حضرت زبیرؓ و طلحہؓ وغیرہم اسلام لائے، تو آپ کی قوم آپ کی دشمن بن گئی اور آپکو اور آپکے ساتھیوں کو طرح طرح کی مصیبت و تکلیف دینے لگی کہ اسکے تذکرہ سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن آپ نے تکالیف و مصیبت کو برداشت کیا اور دعوت اسلام میں کسی حال میں ذرہ برابر کمی نہ فرمائی۔ آپکے ساتھی بھی کفار کی ایذا رسانیوں سے ذرہ برابر نہ ڈگمگائے، اگرچہ انکو گرم ریت پر گھسیٹا گیا، چٹائی میں لپیٹ کر آگ لگائی گئی۔ پتھروں کی مسلسل بارش کی گئی، نیزے اور تلواروں کے وار کئے گئے، کھانا پینا بند کیا گیا سب کچھ ہوا لیکن خدا و رسول کے یہ سچے عاشق اب بھی ایمان کے اسی مقام پر تھے بلکہ عشق حقیقی میں پہلے سے کہیں زیادہ اضافہ تھا۔ (باقی باقی)

خطابات تقریب شادی

(جناب اختر واصفی)

دولھا سے

تجھے تو محکوم پر اب فضل و کرم سے اپنے + دی ہے اللہ نے اک گھر کی ریاست تم کو
کس طرح حاکم و محکوم یہاں رہتے ہیں + آؤ ہم بتلاؤں میں آئینِ حکومت تم کو

ضابطہ شفقت و اُلفت کا یہاں ہے رائج
سب سے پیش آنا ہے با مہر و محبت تم کو

دلھن سے

(۱)

رنج کرنا نہ میکے سے جُدا ہونے کا + سر وہی پھول چڑھیگا جو چمن سے نکلے
گھر میں بیٹھے ہوئے ملتی نہیں عزت ہرگز + جاہ و اقبال ہے اُس کا جو وطن سے نکلے

(۲)

بھول بھی جاؤ بس اب اپنے پرانے گھر کو + لو نیا گھر یہ رہے تم کو سلامت اپنا
عیش و عشرت کی یہ ساعت ہے ہنسو خوش بیٹھو + وقت رونے میں گنواؤ نہ اکارت اپنا
جس کا اقبال بڑھے وہ بھی کوئی روتا ہے + اُٹھو اور تھامو قلمدانِ وزارت اپنا
حاکمِ وقت دل و جاں سے رہے گا شیدا

شیوہ رکھو گی جو تسلیم و اطاعت اپنا

دولہا دلھن دونوں سے

ایک سے دو تو بنے ہو یہ مزا تو یہ ہے + دو سے پھر ایک بنو جیسے کہ شیر اور شکر
عزت و نصرت و اقبال رہیں گے ہمراہ + تم اگر دین حنیف اپنا بنا لو رہبر

دولہا کے والد سے

رونق و زینتِ کاشانہ بہو آئی ہے + اپنی عزت کی طرح اس کو بھی پیارا سمجھو
نہیں اب رہی ماں باپ کی نورِ دیدہ + آج سے اس کو بھی بس اپنی ہی بیٹی سمجھو

دلھن کے والد سے

چھین کر آج لئے جاتا ہے تجھ سے کوئی + تو نے جس بیٹی کو پالا تھا بناز و نعمت
مانتا ہوں کہ یہ ہے تیرے جگر کا ٹکڑا + شاق از بسکہ ترے دل پہ ہے اسکی فرقت
مثلِ یعقوبؑ نہ رو ہنس کے جدا کر اس کو
بات کچھ اور تھی وہ۔ یہ ہے ادائے سنت

ماں کی یاد!

(از محترمہ کلثوم انعام باری خانپوری)

میری زندگی کے وہ دن کتنے تابناک تھے جب تم زندہ تھیں اور میں غم و فکر سے آزاد تھی۔ مگر تمہاری موت سے زبردست انقلاب ہوا کہ میری دنیا بدل گئی چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال، دوسری ذمہ داریوں کا بوجھ، اور ایک ناتجربہ کار کمزور دل لڑکی۔

اس دلخراش واقعہ کو گزرے کئی سال ہو گئے۔ مگر جب کبھی تم خواب میں نظر آجاتی ہو تو عجیب طرح کی روحانی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا منوں بوجھ ہلکا ہو گیا

تمہاری علالت کے آخری ایام میں کبھی فراموش نہیں کر سکتی وہ انتہائی تکلیفیں، وہ ہچکیاں اور وہ اضطراب۔ مرنے سے چند روز پہلے جب کہ چھوٹا بھائی بیمار ہو گیا، اس کا اسقدر فکر کیا اپنی بیماری بھول گئیں۔ ہر وقت یہی دعائیں مانگتیں، خداوند کریم میرے بچے کو آرام دے دے اور اسکے بدلے میں مجھے لے لے۔ شاید قبولیت کی گھڑی تھی۔ جوں جوں اسے آرام ہوتا گیا تمہاری تکلیفیں بڑھتی گئیں اور جاں نثار ماں تم اپنے پیارے بچے پر قربان ہو گئیں۔

مرض نے جب خطرناک صورت اختیار کر لی تو ہم سب بہن بھائی ایک طرف جا کر رونے لگے۔ آواز سنکر سب کو بلایا۔ تسلی آمیز لہجہ میں کس استقلال سے بولیں۔ کیا تم سب مجھ سے

ناامید ہوگئے ہو جو یوں رونا شروع کر دیا ہے۔

سب سے بڑے لڑکے کو پاس بلاکر پیار سے کہا: "اپنا مہرباں کے سینے پر رکھ دو۔ روتے کیوں ہو۔ خدا نے چاہا تو اچھی ہو جاؤنگی۔ اپنے بیٹے کا بیاہ کرونگی، دلھن گھر لاؤنگی"۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اسی رات جب حالت زیادہ نازک ہوگئی مجھے پکار کے کہا: آج مت سوؤ۔ تمھاری زندگی میں نیند بھری کئی راتیں آئینگی مگر ماں کی یہ آخری رات ہے۔ الٰہی! آرزو تھی کہ حمید کو اسکے ابا کے ہمراہ جوان دیکھ لیتی"

خدا خدا کرکے صبح ہوئی۔ اباجان خود ڈاکٹر۔ وہ بھی بالکل ناامید ہوگئے۔ وہ وقت بھی آگیا جس کا ڈر تھا۔ میں ننھی ثریا کو لئے پاس کھڑی تھی۔ دیکھ کے کہتی ہیں: "یہ میری بچی ثریا ہے۔ اسے میرے ساتھ لٹا دو۔ آخری بار پیار کرلوں"۔ پیار کرنے کے بعد بولیں بس اٹھالو اسے۔ نند پاس بیٹھی تھی۔ کہا: "بھابھی یہ کیا کررہی ہو۔ ثریا تو ابھی بہت چھوٹی ہے۔ ان سب کو کون سنبھالیگا"۔ کہا: "ان کا محافظ خدا ہوگا۔ اب میرا خیال ادھر نہ لگاؤ۔ وقتِ اخیر ہے۔ اُدھر کی فکر ہونی چاہیئے"۔ سب سے کہا سنا معاف کرایا۔ حواس اسقدر درست مگر آنکھیں پتھرا رہی ہیں اور اباجان سے کہتی ہیں "آنکھوں کو کیا ہوگیا اندھیرا آتا معلوم ہوتا ہے"۔ انھوں نے کہا: "کلمہ پڑھو"۔ پڑھتے پڑھتے ہی چپ ہوگئیں۔ مشیتِ ایزدی کے آگے سب مجبور کھڑے تک رہے تھے، کہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

جب مجھے وہ وقت یاد آتا ہے تو برف کی مانند ٹھنڈی ہو جاتی ہوں، گھنٹوں طبیعت بحال نہیں ہوتی۔ تمھیں اس جہان سے گزرے برسوں ہوگئے۔ ننھی ثریا جسے تم پاؤں چلتے دیکھنے کی خواہشمند تھیں۔ وہ اب ماشاءاللہ کافی ہوشیار ہوچکی ہے۔ کبھی بھولے پن سے آکر پوچھتی ہے "آپا! اتنا بتادو۔ میری اماں کی شکل کیسی تھی۔ میں انھیں کیسے دیکھوں۔ جب میں مرجاؤں تو مجھے ان کی قبر میں سلا دینا" یہ کہکر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگتی ہے۔ باوجود انتہائی ضبط کے میرے بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ کہتی ہوں "ثریا! وہ بالکل تمھاری ہمشکل تھیں۔ پگلی روتی کیوں ہو۔ ہمکو بھی تو وہیں جانا ہے۔ اصلی گھر تو وہی ہے۔ جو یہاں اچھے کام کرتے ہیں انکو اللہ میاں وہاں بہت خوش رکھتے ہیں۔ تم نماز پڑھکے انکے لئے دعا کیا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ انھیں جنت میں اچھی سی جگہ دیں اور ہم سبکو نیک کاموں کی توفیق۔ تاکہ جب ہم ان سے ملیں تو ہمیں دیکھ کر خوش ہوں۔ اسے تو بہلا لیتی ہوں مگر میری حالت ———

اگر عالم بالا سے تمھارا آنا ممکن ہوتا، تو تم دیکھتیں میں کس قدر بدل چکی ہوں۔ شاید پہلی نظر میں تم مجھے پہچان بھی نہ سکو۔ وہ*

نذرِ تہنیت

از عالیجناب نواب مرزا صمصام الدین احمد خان فیروز آف لوہارو

ریاست لوہارو کا شاہی خاندان ایک علمی خاندان ہے۔ مشہور و معروف۔ اسی خاندان کی ایک بچی بیمار ہوئی ایسی بیمار کہ مایوسیاں چھا گئیں۔ خدا نے شفا بخشی۔ سب نے خوشیاں کیں۔ شاعر و شفیق باپ کے حساس دل میں جو جزرومد ہوا۔ اس کا نقشہ ان اشعار میں آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اور محبت پدری کی پُر لطف کیفیت دیکھئے۔

(ادارہ)

جب خدا کی ہم پہ رحمت ہوگئی + حامدہ بیگم کو صحت ہوگئی
یاد ہے اُس شب کو ملنا تار کا + صبح یعنی جس کی آفت ہوگئی
شملہ و میرٹھ کی راہِ غم فزا + اک عدم کی سی مسافت ہوگئی
حامدہ کو تو شفا خانے میں دیکھ + کیا کہوں کیا میری حالت ہوگئی
ناتوان و زار و زخمی خستہ تن + کیسی وہ چینی کی مورت ہوگئی
کھیلتی تھیں سر پہ یوں مایوسیاں + حامدہ جیسے کہ رخصت ہوگئی
اُس دم اٹھی اک صدائے اندروں + گونج جس کی وجہِ ہمت ہوگئی
تھی صدا امید امید اے امید + محو کیوں دل سے وہ رحمت[1] ہوگئی
اس ڈرامے کا ہوا پھر وہ بدل + محوِ حیرت ایک خلقت ہوگئی
"آپریشن" اور دعائیں ساتھ ساتھ + اک دوا عقل و عقیدت[2] ہوگئی
لاشۂ بے جاں میں دم آنے لگا + زود بصحت وہ علالت ہوگئی
جی بچی۔ آخر کو گو تکلیف کی + زائد از دو سال مدت ہوگئی
اک مسیحا دم[3] نے کچھ ایسا کیا + "قم باذنی" کی شہادت ہوگئی

شکر ہے پھر شکر ہے اللہ کا + حامدہ پھر غنچہ صورت ہوگئی

بیٹی کی صحت پر بیوی کو مبارکباد

پھر خدا کی ہم پہ رحمت ہوگئی + حامدہ بیگم کو صحت ہوگئی
پھر بہار اس گھر پہ آئی اس طرح + پتی پتی گل کی صورت ہوگئی
پھر دلِ "مادر" کی کلیاں کھل گئیں + اسکی دنیا پھر سے جنت ہوگئی
پھر سکوں "قلبِ پدر" کو مل گیا + زندگی لبریزِ راحت ہوگئی
پھر لطیفن کو ملی اپنی مراد + بار آور جس کی خدمت ہوگئی
احمدہ بیگم کو پھر "آپا" ملیں + دھیمی کچھ انکی شرارت ہوگئی
الغرض طاری دلِ ہر فرد پہ + پھر مسرت ہی مسرت ہوگئی
شادماں اے انوری بیگم کہ تو + صاحبِ تقدیر و قسمت ہوگئی
تیرے گھر میں آل اور اولاد میں + پھر "مبارک و سلامت" ہوگئی
تہنیت لکھدی جو یہ فیروز نے + آشکارا اس کی محبت ہوگئی

---

[1] لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ۔

[2] عقل و توکل۔

[3] انگریز کرنل ڈاکٹر۔

سگھڑ سہیلی

خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔اے، ایل-ایل-بی

تندرستی کی دوڑ دھوپ:۔ یہ بار بار کہا جا چکا ہے کہ تندرست رہنے کا ایک گر یہ ہے کہ فکروں سے بچا جائے۔ جب آدمی مالی یا خانگی فکروں میں مبتلا ہو وہ عمدہ کام نہیں کر سکتا۔ خوشی کی زندگی اسے ہی مل سکتی ہے جو مصروف رہتا ہو۔ جو یہ محسوس کرتا ہو کہ وہ اپنے ہی لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی اچھے کام کر رہا ہے۔

جسطرح آدمی دولت حاصل کرنے کے لئے محنت کرتا ہے اسی طرح اسے صحت اور خوشی خرمی کے لئے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ تندرستی کے لئے ورزش ضروری ہے۔ مگر سب سے زیادہ ضروری چیز ہاضمہ ہے۔ اپنی قوت پر خوب غور کرو اور غذا کے متعلق بھی سوچ وچار کرو۔ کھانے کی کوئی چیز راس نہ آئے اسے چھوڑ دو یہ درست نہیں کہ مزے کی خاطر اسے کھا لیا۔ اس کا اثر دور کرنے کے لئے دوا کھا لی۔ پھر وہی چیز کھائی اور دوا اوپر سے اندر پہنچائی اسی طرح یہ سلسلہ جاری رکھا۔ اس میں کچھ عقل کی بات نہیں نظر آتی۔

چلنے پھرنے میں آدمی جھٹکے لیتا ہے تو بھی کافی ورزش ہو جاتی ہے۔ آرام اور نیند کے اوقات کے علاوہ غنودگی آئے اسے چل پھر کے دور کرو ورنہ دماغ سست پڑ جائیگا اور بدن بھی کاہل ہو جائیگا اور اس میں موٹائی آنے لگیگی۔ دولتمند بننے کے لئے صحت ضروری ہے۔ اگر تم جوان پُرجوش تندرست اور پُر آرزو ہو تو بدقسمتی ہی تمہیں دولت کمانے سے روک سکتی ہے۔ اپنا مقصد حاصل کرنے میں اپنی صحت کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو۔ دولت سے آدمی خوش نہیں رہ سکتا۔ تندرستی ہی آدمی کو خوش و خرم رکھ سکتی ہے۔

افواہ اور تحقیق:۔ بری بات سے زیادہ کوئی چیز تیز نہیں چلتی۔ بدنام کرنے والی بات سے زیادہ جلد کوئی چیز نہیں بڑھتی۔ اور دنیا میں کوئی چیز اتنی جلدی اور دکھ دے کے اور ذلیل کر کے نہیں مارتی جتنی وہ بات جو لوگ عموماً بالکل سادگی سے سننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور دوسروں کے سامنے اسے دہرا دیتے ہیں۔ یہ فضول فقرہ "کیا تم نے سنا فلاں نے......" اکثر قتل کی دعوت ہوتی ہے۔ یہ اخلاقی قتل ہوتا ہے جو جسمانی طور سے بیچ بیچ غمناک ماجرا بن جاتا ہے۔

اسی قسم کی فضول بک بک نے پچھلے دنوں ایک نوجوان کی جان لی۔ گاؤں بھر میں رنجدہ باتیں ہوئیں جو اس کی نوجوان بیوی کے متعلق تھیں وہ برداشت نہ کر سکا۔ بیوی نے کہا۔ آہ! ہماری زندگی بڑی ہنسی خوشی گزر رہی تھی۔ کمبخت لوگوں کی بری زبان نے مجھے وقت سے پہلے تباہ کر دیا۔

اس زہریلی بات چیت کا شکار شاذونادر ہی جوابی حملہ کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ وہ لڑے کیسے۔ اس سے پہلے ہی اس کی قوت سلب ہو چکی ہے۔ اور یہ لڑائی کس سے ہو۔ نادیدہ نامعلوم دشمن سے جو ہر جگہ چپکے چپکے کانا پھوسی کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ

ڈراؤنا اور ناامید کرنے والا کوئی معاملہ نہیں ہو سکتا جتنا یہ کہ معلوم ہونے لگے کہ کوئی شخص تمہاری پیٹھ پیچھے ہر طرف خود تمہارے دروازے پر تمہاری برائی کر رہا ہے۔ اسکی باتیں ایک منہ سے دوسرے منہ تک چل جا رہی ہیں۔ تمہارے پرزے اڑ رہے ہیں۔ یہی نادیدہ دشمن ہے ! حق سے انکار خوفناک تر دید بے رحم بری زبانوں کے مقابلہ میں سب بے فائدہ اور بے کار تیر ہے۔

کیا عمدہ مقدمہ ہے اپنی بات کو جانچ تول کے منہ سے نکالو جو سنو چھان بین کر کے اس پر یقین کرو۔ شبہ ہو فوراً اسے چھوڑ دو اگر اس پر عمل ہونے لگے تو دنیا میں ہنسی ہی ہنسی نظر آنے لگے۔ اگر ہر شخص اس فضول بات کو نہ سنے جس کا کوئی ثبوت نہ ہو اور ہر ایسی رائے یا افواہ کو اپنی زبان سے نہ دہرائے جس پر یقین نہ آتا ہو یا جس کا اثر دوسرے کی نیکنامی یا خوشی پر ہو تو یقین جانئے کہ بری باتیں بد لوگوں کی زبانوں پر ہی جل کے راکھ ہو جائینگی۔

بچہ کی بیماریاں :-

بچپن کی دو مصیبتیں برے دانت اور کمزور ٹانگیں ہیں۔ بہت سی مائیں ان سے متعلق وہموں میں پڑ جاتی ہیں اور گنڈوں اور تعویذوں میں پیسے خراب کرتی پھرا کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں برائیاں غفلت اور غلط خوراک کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اگر بچہ کو غذا مناسب دی جائے اور اسکی پوری طرح دیکھ بھال رکھی جائے تو بچہ کے دانت خراب کبھی نہ نکلیں اور نہ ٹانگیں سوکھ کے ٹیڑھی پڑیں۔ ٹانگیں مڑنے اور کمان بننے لگیں اور بچہ فدا سا رہ جائے اور کھانسی زکام کا شکار رہنے لگے اسے سوکھا جاؤ کا مرض سمجھنا چاہئے۔ ایسا بچہ جیسے ہی ٹانگوں پر کھڑے ہونے کی کوشش میں لگتا ہے اسکے بوجھ سے ٹانگیں مڑنے لگتی ہیں جب بچہ آہستہ آہستہ چلے اور ٹانگیں اسکا بوجھ سنبھالتی نظر نہ آئیں اسکی عام غذا کی طرف فوراً دھیان دینا چاہئے۔ ایسے بچہ کو مچھلی کے تیل اور کثرت سے سنگترے کا عرق زیادہ دودھ اور انڈے اور زیادہ تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔ دن میں تین مرتبہ اسکی ٹانگوں کو مالش کیجئے۔ اور بچہ کو تازہ ہوا اور دھوپ میں ٹانگیں چلانے کا موقع دینا چاہئے۔ دانتوں کی تکلیف بھی غلط غذا سے شروع ہوتی ہے۔ بچہ بڑھتا پھولتا نہیں جیسے اسے چاہئے۔ اور اسے کھانسی زکام اور دیگر بیماریاں ستاتی رہتی ہیں۔ ۹۰ فیصدی ایسے بچوں کے خراب دانت نکلتے ہیں۔ ڈاکٹر سے ایسے بچوں کے پوچھ گچھ کرنی چاہئے۔ جس بچہ کے دانت خراب نکلیں اور ان کی چینی بھی خراب ہو ان کے دوسرے دانت بھی خراب نکلینگے۔ خراب چینی ظاہر کرتی ہے کہ خون کمزور ہے۔ ایسٹ کی غذائیں اور مچھلی کا تیل دینا چاہئے کیمیائی غذا ایسے بچوں کے لئے بہت مفید ہے۔ کثرت سے سنگترے مکھن اور دودھ ان کے لئے ضروری ہیں۔ بے چھنے آٹے کی روٹی ان کے لئے اچھی ہے۔

چھالے: اکثر ہاری آنکھ کے ایک پوٹے پر دانہ کی شکل میں نکل کے تکلیف دیا کرتی ہے۔ سرخی ہو جاتی ہے۔ کھولتے پانی میں بورک ایسڈ کا کپڑا Boracic Lint نکال کے اور نچوڑ کے سینک کریں۔ ہر دو گھنٹے کے بعد کپڑا بدل دیں۔ عام علاج یہ ہے کہ معدہ صاف رکھیں اور تازہ ہوا میں پھریں۔ تازہ میوہ اور سبزیاں کھائیں۔

دھات پر رنگ کے دھبے آ جائیں تو کارک پرافین (Paraffin) میں ڈبو کے رگڑیں۔ چولہے کی روغنی اینٹوں پر کھانے کے دھبے بھی اسیطرح دور ہو سکتے ہیں۔

چوبی سامان پر جلا دیتے وقت پالش میں ذرا سا سرکہ ملائیں اس سے سطح بہت چمکدار ہو جائے گی۔

ڈاک کے ٹکٹ اور گوند لگے ہوئے کاغذ آپس میں چپک جائیں تو ایک کاغذ ان پر رکھکر گرم گرم استری کر دیں۔ الگ ہو جائینگے۔

شکرپارے

(از خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔اے، ایل ایل بی)

ٹوٹنے والے تارے: دہلی کے ریڈیو گھر کے جو انجنیر ہیں انہوں نے عرصہ تک ٹوٹنے والے تاروں کی آواز سننے کی مشق کی ہے۔ جب وہ زمین کے کرۂ ہوا سے زمین سے تقریباً ۶۰ میل بلندی پر ٹکراتے ہیں تو ان سے آواز نکلتی ہے۔ یہ آواز کچھ عجیب ہوتی ہے۔ پہلے زور کی آواز ہوتی ہے پھر وہ سیٹی کی سی آواز بن جاتی ہے حتےٰ کہ غائب ہو جاتی ہے آواز کا زور رفتار پر منحصر ہے۔ جس تیزی سے تارا زمین کی طرف اتر رہا ہو اتنی ہی آواز اونچی ہوگی۔ آواز اس لئے کم ہوتی جاتی ہے کہ زمین کے کرۂ ہوا کی رگڑ سے رفتار میں کمی آتی جاتی ہے۔ جب تارا رگڑ سے راکھ ہو جاتا ہے تو آواز بھی بند ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ آواز بھی بند ہو جاتی ہے۔ اسوقت تارا پھٹ جاتا ہے۔ ناپ تول سے پتہ چلا ہے کہ صبح کے وقت ٹوٹنے والے تارے زمین کے کرہ ہوا سے چالیس میل فی سکنڈ یعنی ۱۴۴۰۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ٹکراتے ہیں۔ یہ رفتار رائفل بندوق کی رفتار سے ۶۰ گنی زیادہ ہے۔

قزاق کشمیر میں: ریاست کشمیر میں ایک گروہ باہر سے داخل ہوا ہے۔ جن کا مذہب اسلام ہے اور وہ بحر خزر کے کنارے کے صوبہ قزاق کے باشندے ہیں مگر اپنے حاکموں کی تاب نہ لا کے انگریزی علاقہ میں چلے آئے کہ یہاں مذہب میں مداخلت نہیں کی جاتی اور ہر شخص اپنی نیند سوتا ہے۔ ان کا ایک سردار ہے اور اسکے گروہ میں تین ہزار آدمی ہیں۔ بوڑھے بہت کم ہیں۔ بچے بہت زیادہ ہیں۔ ان کے ساتھ اونٹ، بھیڑ، یاک وغیرہ ہیں۔ عورتیں خوبصورت ہیں۔ مردوں کے نہ داڑھی اگتی ہے نہ مونچھ۔ سب غریب ہیں مگر ان میں اس حالت میں بھی درجوں کا فرق ہے۔ کوئی ذرا اچھے حال میں ہے کوئی بالکل خستہ ہے۔ ان کے جانور پانچ سال سے جنگلوں جنگلوں اپنے آقاؤں اور ان کے سامان کو لئے لئے پھرنے سے بالکل چور ہو گئے ہیں۔ وہ سب امن پسند ہیں۔ ریاست کشمیر کے قانون کی اسقدر پابندی کرتے ہیں کہ گائیں ان کے ساتھ ہیں مگر وہاں کے قانون کی پابندی کی وجہ سے انھیں بھی اپنے لئے نہیں کاٹتے۔ وہ نمک بالکل نہیں کھاتے۔ گڑ، مصری کے بہت شائق ہیں۔ پھٹے پرانے خیموں میں رہتے ہیں۔ مضبوط جسم کے محنتی لوگ ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی ترکی بولتے ہیں۔

لوہا کھاؤ: نو اسکوشیا کے ایک مقام پر ایک تماشا گر نے اپنے آپ کو عجیب و غریب شخص مشہور کرکے ایک تماشہ کیا جسمیں اس نے ایک استرے کا پھل بجلی کے لمپ

کی گول مینی کھالی۔ گھنٹہ بھر بعد وہ زمین پر گر پڑا۔ شفاخانہ میں اُسے پہنچا دیا گیا جہاں اسکا علاج ہوا۔

دنیا میں ایسے بہت سے آدمی دیکھے گئے ہیں جو ایسے کھانے کھا جانے کے وعدے کرتے ہیں جن سے اوسط درجہ کا آدمی فوراً مر جائے۔ گلاسگو کے جیلخانہ کے ایک قیدی نے ایک انگوٹھی نگل لی جسکی وجہ سے اسے قیدخانہ میں بند ہونا پڑا تھا۔ پھر اس کے بعد بالکمانی کے نیچے کا پہیہ ایک تصویر کھینچنے کا شیشہ اور ٹھاتو کے ٹکڑے سٹک لئے۔ آخر میں اس نے اپنی کوٹھڑی کی سلاخیں کاٹ کے کھانی چاہیں مگر کامیاب نہ ہوسکا۔

آئرستان کے ایک باشندہ نے دارجلینگ میں چند سال ہوئے ۱۵۰ چار انچی کیلیں، سات سو باجہ کی سوئیاں اسٹرول کے پھل کھلنئے اور زندہ رہا۔ ایک جرمن کے متعلق اس سے بھی حیران کرنے والا معاملہ سنا گیا ہے۔ اس نے ۱۵۰ کیلیں ۱۰۲ اپنیں کی پنیں، ۱۵ دندانہ دار کنجی کے ٹکڑے۔ سات گھوڑے کے نعل چھ سے تین لگام کے بکسوئے ایک شیشہ کی بڑی سی ڈلی اور بیس دیگر مختلف چیزیں کھالیں اور اسے کچھ نقصان نہ پہنچا۔

اور بعض آدمی محض سنگترہ کا ایک بیج کھا جانے سے ہی مر گئے ہیں۔

گواہی کا عجیب رواج:۔ کینیا میں ایک قوم کا یہ رواج ہے کہ جب اس کا کوئی آدمی عدالت میں گواہی دینے جاتا ہے تو ساتھ ہی ایک زندہ کتا لے جاتا ہے۔ گواہی دینے سے پہلے وہ غریب جانور کی کھال کا ٹکڑا دانتوں سے نوچ لیتا ہے اور فوراً کہتا ہے جیسے میں نے اس کتے کو کاٹا ہے اسی طرح اگر میں جھوٹ بولوں تو کاٹ لیا جاؤں۔ ملایا کے باشندے چھپکلی یا مینڈک کی ٹانگ وغیرہ اکھاڑ دیتے ہیں۔ جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اگر وہ سچ نہ بولتے ہوں تو اسی طرح ان کے اعضا نوچ لئے جائیں۔ چینی پرچ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے کہ جھوٹ بولنے کی صورت میں وہ اسی طرح پاش پاش ہو جائے۔

پھوڑے اور کنگے:۔ نیویارک کے ایک حلوائی نے رنگین مصری کی پیالیاں پرچ اور رکابیاں بنائی ہیں۔ جب لوگ کھا پی چکتے ہیں تو پھر ان برتنوں کو کھا جاتے ہیں۔ اس طرح میز خود بخود صاف ہو جاتی ہے

اوڈیسہ میں ایک شخص کو ایک مگرمچھ نے پکڑ کے اسکی بانہہ میں ہڈی تک دانت گاڑ دئیے۔ آدمی نے اپنے خود میں قائم رکھتے ہوئے اپنا انگوٹھا اسکی ایک آنکھ میں گاڑ دیا اور اسکا ایک پنجہ اپنے منہ میں پکڑ کے دانتوں میں اسقدر دبایا کہ وہ الگ ہوگیا۔ تکلیف سے بے قرار ہو کے مگرمچھ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ شخص ڈنگی سے نکل آیا۔ زخمی تو بری طرح ہوا مگر زندہ رہ گیا۔

انگلستان میں ایک ۷۶ سال کی عمر میں نگردادی ہوگئی ہے اسکی بیٹی کی عمر ۵۲ سال ہے جو اب پردادی ہے۔ اسکی بیٹی ۳۳ سال کی ہے اور اب وہ دادی ہوگئی ہے۔ اسکی بیٹی ۱۷ سال کی ہے جسکے ایک لڑکی ہوئی ہے جس سے ان سب کے درجے بڑھ گئے۔

ایک انگریز درخت کھودنے والا بڑا خوش نصیب ہے کہ وہ ایک درخت سے سات فٹ کی بلندی سے گرا اور چوٹ نہ آئی۔ دو دفعہ ایک لاری جسمیں وہ سوار تھا۔ الٹی اور وہ بچ گیا۔ ایک دفعہ بھک سے اڑنے والا پوڈر بھڑک اٹھا اور اسکی صرف انگلیاں ہی جلیں۔ ایک مرتبہ اسکے گھر میں آگ لگی وہ اور اسکی بیوی بچے کھڑکی

انگریزی زبان میں ۵ ہزار الفاظ ہیں۔ ایک دیہاتی مزدور صرف تین سو لفظ استعمال کرتا ہے معمولی تعلیم یافتہ تین چار ہزار اور ایک بڑا فصیح ۱۰ ہزار الفاظ کام میں لاتا ہے۔ انجیل کے پرانے عہدنامے میں ۵۶۴۲ مختلف الفاظ ہیں۔ شیکسپیئر کی کتابوں میں تقریباً ۱۵ ہزار اور ملٹن کی کتابوں میں تقریباً ۸ ہزار الفاظ ہیں۔

ایک سائنسدان نے ۲۵ ہزار بچوں کا معائنہ کیا۔ اس نے نتیجہ قائم کیا کہ گیارہ یا ۱۲ برس کی عمر تک بچے اس طرح بڑھتے ہیں کہ لڑکے اسی عمر کی لڑکیوں کی نسبت زیادہ لمبے اور بھاری ہوتے ہیں لیکن اس عمر پر آکے لڑکیاں جلد جلد بڑھتی ہیں اور ۱۱ سال تک لڑکوں کے مقابلہ میں اونچائی اور وزن میں زیادہ ہوتی ہیں۔

انگلستان میں جنگ برطانیہ ایک کتاب کی اب تک ۴ لاکھ جلدیں بک چکی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ مصنف نے کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا۔

کیلی فورنیا کے چڑیا گھر کے ایک ملازم عمر ۵۳ سال نے اپنی بہادری دکھانے کے لئے اپنی بانہہ ایک شیر ببر کے منہ میں دیدی۔ اس نے اسے کاٹ کے الگ کر دیا۔

بمبئی

(از جناب میر تاج۔ موجد "تاج امرت" لاہور)

باقی ہیں قومیں تجارت سے عروج + بس یہی ایک لئے معراج ہے
ہے تجارت واقعی اک سلطنت + زور یورپ کو اسی کا آج ہے
لفظ تاجر خود ہے اک اکبر ثبوت + دیکھ لو تاجر کے سر پر تاج ہے

سورت کے علاقہ میں تو شاہجہان ہی کے عہد سے جو شہنشاہ موصوف نے اپنی پیاری بیٹی کے علاج میں ڈاکٹر بارٹن کو انعام میں دیا تھا انگریزوں کا عمل دخل چلا آیا ہے۔ بلکہ ۱۶۱۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی پہلی بستی کی طرح بھی اس مقام پر ڈال دی تھی۔ لیکن بمبئی ابھی کل کی بات ہے کہ شاہ پرتگال نے اپنی لڑکی کے جہیز میں برطانیہ کو دیا ہے۔ جو ترقی و عروج اسے تجارت اور بیوپار کی وجہ سے اس تھوڑے سے عرصہ میں ہوا ہے واقعی حیرت انگیز ہے۔ یہ برطانوی ہندوستان کا اول درجہ کا تجارتی اور صنعتی شہر اور عمدہ بندرگاہ ہے۔ خوبصورتی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس کی سر بفلک عمارتوں، دلفریب نظاروں۔ وسعت و شوکت اور تمدن نے اسے چار چاند لگا کر ہندوستان کا لندن بنا دیا ہے۔ ریلیں اسے تمام بڑے بڑے شہروں سے ملاتی ہے۔ اور اندرون ملک کی پیداوار۔ بیج۔ غلہ۔ روئی۔ افیون اور لکڑی بہت بڑی تعداد میں یہاں سے غیر ممالک کو جاتی ہے۔ اطراف و اکناف کے ممالک لنکا۔ برما۔ ایران اور عراق کے تاجر تجارت کے سلسلہ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ سب اوج اور اسکے سر سہرا تجارت کی وجہ سے ہے

بمبئی کے گرد و نواح میں ہر پانچ منٹ کے وقفے کے بعد ریل گاڑی مسافروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے واسطے شب و روز گردش میں رہتی ہے اسکے علاوہ ٹرام وے (بجلی سے چلتی ہے) ہے کہ چند پیسوں میں بمبئی بھر گھوم لیجئے۔ اس کی سواری حقیقی مساوات کا سماں پیش کرتی ہے۔ ایک بڑا سیٹھ اور

جہاز کا ادنےٰ خلاصی - ایک لکھ پتی اور معمولی بیڑی بیچنے والا - ایک گورا صاحب بہادر اور کالا غریب سٹیشن قلی دوش بدوش بیٹھے - اول - دوم - ڈیوڑھا - سوم کچھ نہیں - سب کے لئے صرف ایک ہی درجہ ہے - پھر بسیں ریپٹرول سے چلتی ہیں ہیں - یہ ٹرام گاڑیوں سے بھی زیادہ نفیس - کشادہ - آرام دہ اور تیز رفتاری کے علاوہ سواری کی شان ہیں -

موسم سال بھر تقریباً یکساں خوشگوار رہتا ہے - نہ زیادہ سردی نہ زیادہ گرمی - آب وہوا مرطوب ہے - وقت میں پنجاب سے پون گھنٹہ کا فرق ہے - اگر بمبئی ٹائم ۱۲ ہے تو سٹینڈرڈ ٹائم پونا ایک ہوگا -

صفائی ایسی کہ گرد وغبار یا خس وخاشاک کا کہیں نام نہیں - شہر بھر میں فلش سسٹم ہے - ہر مکان کے ساتھ تہ خاک بدررو کا تعلق ہے جس میں ٹٹی اور مستعمل پانی بہ کر سمندر میں مل جاتا ہے - نہ بھنگی سے واسطہ، نہ مہتر سے تعلق - بکری، گدھا، گائے یا ڈھنگر ڈھور کہیں ڈھونڈے سے نہ ملیگا - تارکول کی کشادہ سڑکوں پر سراب سی چمک میں موٹریں جاتی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے پانی میں تیر رہی ہیں -

مکانات اکثر پنج منزلہ ہیں - اس سے زیادہ بعض کئی منزل تک چلے گئے ہیں - مکان کی ہر منزل کو مالا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - مالے میں کئی کمرے ہوتے ہیں جیسے یہاں کی اصطلاح میں کھولی کہتے ہیں - پانچویں مالے تک کوئی سو سیڑھیاں عبور کرنا ہوتی ہیں - تقریباً ہر سرکاری اور غیر سرکاری عمارت میں لفٹ (Lift) لگے ہیں - ہر بڑی عمارت میں سینکڑوں گھرانے آباد ہیں اور اپنے اپنے کام میں کچھ اس درجہ منہمک کہ ایک کا دوسرے کو علم نہیں ہوتا کہ تیسرے مالا کی پانچویں کھولی میں کون شخص آباد ہے (باقی باقی)

عہدِ حاضر

سینۂ دہر میں ہے روحِ تمدن لرزاں
اور دم توڑنے والی ہے یہ تہذیبِ نوی
سحر باطل ہوا جاتا ہے مذاہب کا طلسم
وہی معبود ہے اب جس کا کہ بازو ہے قوی

(۲)

قوتیں مشرق ومغرب کی ہیں آمادۂ جنگ
جیسے دو دیو جو اک دوسرے سے ٹکرائیں
اُن کے بندے تو ہیں میداں میں صف آرا یارب
تیرے بندے کہاں اب خود کو بچانے جائیں

سیدہ نجیبہ خاتون عرف غدر اجمال - نئی دہلی -

بزمِ مسلمہ

جوابات:-

مسلمہ میں کسی بہن نے پیشاب کی شکایت دور ہونے کا نسخہ دریافت فرمایا ہے۔ جواب میں عرض ہے کہ پانچ تولہ سیاہ تل باریک کوٹ چھان کر اس کی نصف کچی شکر ملائیں اور ایک پیسہ کی مصطگی رومی بھی پیس کر شامل کریں۔ اور اسکے بعد آٹھ پڑیاں بنا کر رکھ لیں ہر صبح نہار منہ ایک پڑیہ استعمال کریں۔ حلق سے اترنے میں ذرا مشکل ہوگی۔ اس لئے تھوڑے پانی کے گھونٹ سے اتار لیں۔ انشاء اللہ پیشاب کی شکایت دور ہو جائے گی۔ (ایک خریدار مسلمہ)

مسلمہ بہن سے التماس ہے کہ پیشاب کی کثرت مثانہ کی کمزوری سے ہوتی ہے۔ اس کیلئے مونگ کے لڈو مفید ہیں۔ سالم مونگ ایک سیر بورا سفید دیسی ایک سیر۔ گھی آدھ سیر۔ مونگ کو بھاڑ میں مثل چنے کے بھون کر چکی میں باریک پیس لیں۔ پھر اس آٹے کو گھی میں بھون لیں بورا ملا کر ۲½ تولہ کا لڈو بنا لیں۔ ہر روز صبح شام کھلائیں۔ کئی ماہ برابر کھلائیں۔ زیادہ گرمی میں چھوڑ دیں خیال رہے کہ مونگ زیادہ تیز نہ بھنیں

کبھی مثانہ کی خرابی سے بھی پیشاب زیادہ آتا ہے۔ اسکے لئے خربوزہ کی فصل میں صبح نہار منہ خربوزہ کھلا کر اوپر سے تھوڑا سا دیسی بورا کا شربت پلائیں مفید ہے۔ یہ دونوں نسخے آزمودہ ہیں۔ (بیگم سید محمد صالح الدین صاحب بڑوت)

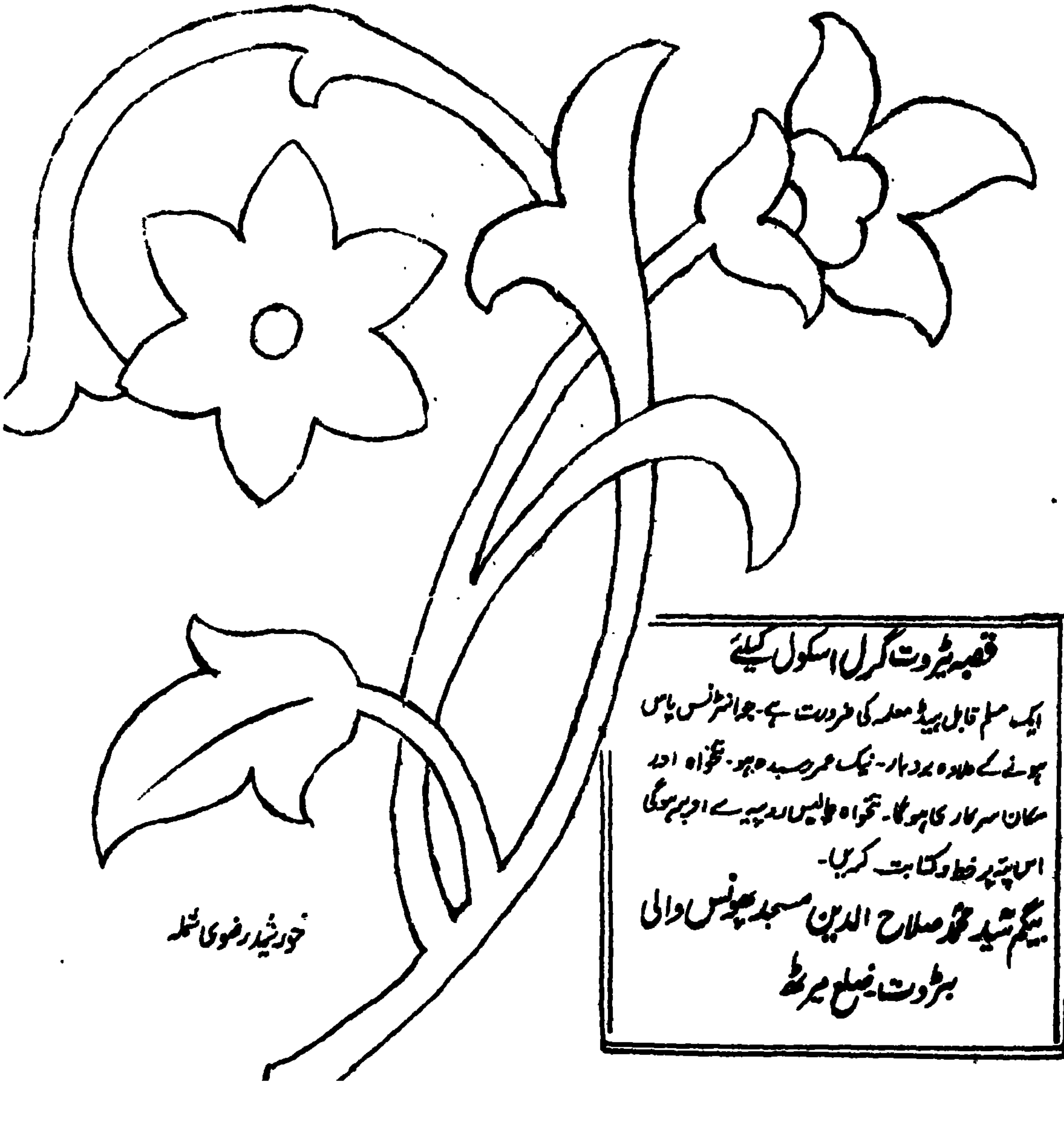
ماہ جنوری کی "بزم مسلمہ" میں محترمہ بلقیس جہاں کوئٹہ نے اپنی کسی عزیزہ کیلئے سوتے میں پیشاب کر دینے کیلئے نسخہ دریافت کیا تھا جواباً التماس ہے کہ ان دھلے تل بھون کر کوٹ لیں۔ اس میں شکر سفید اور ناریل کوٹ کر ملا لیں اور اپنی عزیزہ کو دن میں دو تین مرتبہ کھلا دیا کریں۔ یہ نسخہ میرا آزمودہ ہے اور حکیم سید محمد کا بتایا ہوا ہے۔ میری بہن شکیلہ خاتون کو عمر گیارہ سال سے یہ عارضہ ہو گیا تھا۔ یہ دوائی کھلائی گئی اب پیشاب نہیں کرتی۔ آرام ہونے پر بذریعہ مسلمہ اطلاع دیں۔ دوم عرض ہے کہ مجھے اشعار تکیہ کی ضرورت ہے۔ کوئی بہن مسلمہ میں لکھکر ممنون فرمائیں فقط۔ (راقمہ ذ۔ب دھام پور)

اکثر بہنیں اچھے تیلوں کے متعلق دریافت کیا کرتی ہیں میں اپنا تجربہ لکھتی ہوں کہ بچپن سے میرا دماغ کمزور تھا بہت علاج کئے کوئی فائدہ نہ ہوا آٹھ مہینے سے سید محمود الحسن صاحب کا تیار کردہ تیل استعمال کر رہی ہوں اس سے انتہائی فائدہ حاصل ہوا۔ اس سے پیشتر میں سوئی میں تاگہ نہیں ڈال سکتی تھی اب بلا تامل سی پرو لیتی ہوں میری نگاہ تیز ہو گئی۔ کنگھی کرنے سے سر میں درد ہوتا تھا اب الجھے ہوئے بال تیزی سے سلجھا لیتی ہوں کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے ہر مہینہ سر میں درد ہوتا تھا وہ قریب قریب بالکل جاتا رہا جنکو دماغی شکایتیں ہوں ان بہنوں سے سفارش ہے کہ ضرور اس تیل کو منگا کر فائدہ اٹھائیں اور مجھے دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ (بنت محمد سلیم صاحب) تیل منگانے کا پتہ یہ ہے: سید محمود الحسن صاحب رائے بریلی تکیہ کلاں۔ دائرہ شاہ علیم اللہ صاحب۔

استفسارات:-

میری لڑکی عمر ۷ سال کے سر میں کئی جگہ داد کی قسم سے خشکی سی ہو گئی ہے تیل لگانے پر وہ جگہ صاف ہو جاتی ہے اور سرخ نشان سے رہ جاتے ہیں اور پھر اسی جگہ پر کھرنڈ جم جاتے ہیں مجھے خیال ہے کہ کہیں یہ سارے سر میں پھیل جائے براہ مہربانی کوئی بہن یا بھائی کسی آزمودہ دوا سے جلد بذریعہ مسلمہ مطلع کریں بیحد ممنون ہونگی مگر دوا کا بازار سے ملنا ضروری ہے۔ (خریداری نمبر ۴۹۷)

سالِ نو کی خوشی میں مسلمہ بہنوں کیلئے خاص الخاص رعایتی اعلان



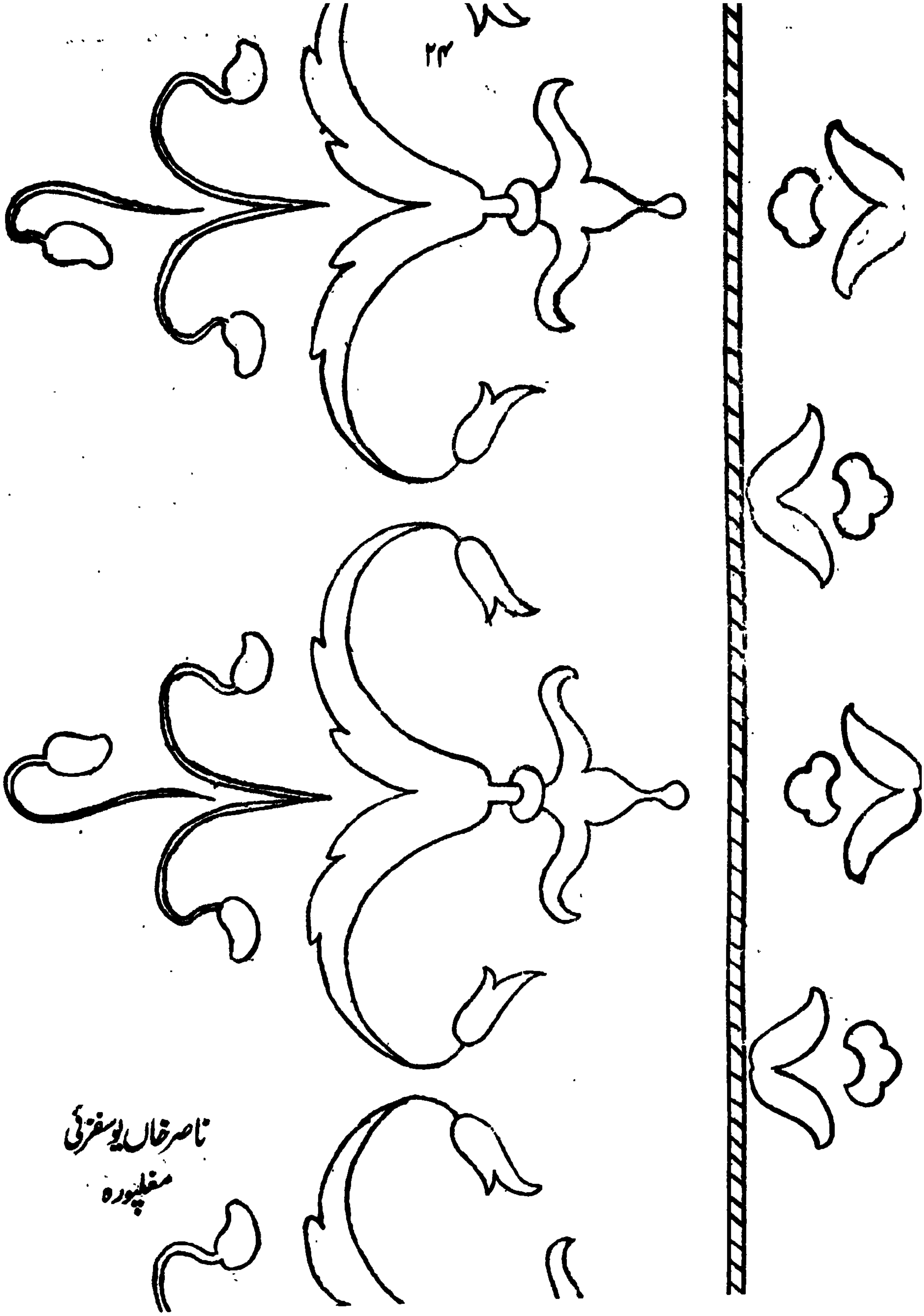
قصبہ بڑوت گرلز اسکول کیلئے

ایک مسلم قابل ہیڈ معلمہ کی ضرورت ہے۔ جو انٹرنس پاس ہونے کے علاوہ بردبار۔ نیک عمر رسیدہ ہو۔ تنخواہ اور مکان سرکاری ہوگا۔ تنخواہ چالیس روپیہ سے اوپر ہوگی

اس پتہ پر خط وکتابت کریں۔

بیگم شید محمد صلاح الدین مسجد یونس والی
بڑوت ضلع میرٹھ

خورشید رضوی شملہ


ناصرخاں یوسفزئی
مغلپورہ

ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کیلئے اور اسکے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کیلئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہانتک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اسکے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے

ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے: سطر اول میں کلام الٰہی کی آیت دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کرکے لکھا ہے۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے۔ چوتھی سطر میں با محاورہ اردو ترجمہ ہے۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اسکی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی۔

فی الحال اسکے سات پارے (پہلے پانچ اور آخری دونوں) شائع ہو چکے ہیں آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے تاکہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپکی خدمت میں بھیجے جائیں قیمت فی پارہ ۸؍ محصول ڈاک بذمہ خریدار (چھٹا پارہ زیر طبع ہے)۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

وَ	إِذْ	قُلْنَا	لِ	اَلْ	مَلٰئِكَةِ
اور	جب	ہم نے کہا	سے		فرشتوں

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا:

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا

اُسْجُدُوْا	لِ	اٰدَمَ	فَ	سَجَدُوْا	إِلَّا
سجدہ کرو	کو	آدم	تو	(انہوں نے) سجدہ کر دیا	چھوڑ کر

آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کر دیا بجز

إِبْلِيْسَ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ

إِبْلِيْسَ	أَبٰى	وَ	اِسْتَكْبَرَ	وَ	كَانَ
ابلیس کو	اس نے نہ مانا	اور	اپنی بڑائی چاہی	اور	ہو گیا

ابلیس کے اس نے سر پھیر دیا اور اپنی بڑائی چاہی اور کافروں

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (۳۴) وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ

مِنَ	اَلْ	كٰفِرِيْنَ	۳۴	وَ	قُلْنَا
میں سے		کافروں	۳۴	اور	ہم نے کہا

میں سے ہو گیا (۳۴) اور ہم نے کہا: اے آدم

اُسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ

يَا اٰدَمُ	اُسْكُنْ	أَنْتَ	وَ	زَوْجُ	كَ
اے آدم	بس	تو	اور	جوڑو	تیری

تو اور تیری جوڑو (دونوں) رہا کرو

ملنے کا پتہ

منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام۔ جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۰۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی علمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مدیرہ : حمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱۔ "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے ۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۲۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے ۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہوسکیگی ۔
۳۔ چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ) ۔ ممالک غیر سے چار شلنگ ۔ فی پرچہ ۲ ر
۴۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھیئے گا ۔
۵۔ کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے ۔
۶۔ خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہوسکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا ۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱۔ یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے ۔ اسلیئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مد نظر رکھا جائے ۔
۲۔ زبان صاف اور سلیس ہونی چاہیئے ۔
۳ روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں ۔
۴ مضمون مختصر ہو ۔
۵۔ مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجیئے گا ۔
۶۔ پورا پتہ لکھیئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہوسکیگا ۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱۔ کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا ۔
۲۔ کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے ۔
۳۔ اُجرت بہر حال پیشگی ۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۰ اپریل ۱۹۴۲ء - ربیع الاول ۱۳۶۱ھ نمبر ۱

چند گزارشیں

سالانہ مردانہ اجلاس :-

"مسلمہ" کی مارچ کی اشاعت میں یہ اطلاع شائع ہو چکی ہے کہ انجمن مدرستہ البنات جالندھر کا سترھواں سالانہ مردانہ جلسہ ۱۲ اور ۱۳ اپریل ۱۹۴۲ء کو یعنی ماہ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ کی ۲۵ اور ۲۶ تاریخوں میں اتوار اور پیر کے دن بکہ خانہ بستیات کے نزدیک کی "نیائیں" میں بفضلِ خدا منعقد ہوگا۔ اور اُس اعلان کے شائع ہونے تک جن علماء و مقررین اور جن شعرائے باکمال نے اپنے ارشادات سے حاضرین جلسہ کو فیضیاب و شادکام فرمانے کا وعدہ کر لیا تھا ان کے اسمائے گرامی بھی درج اشاعت کر دیئے گئے تھے۔

"مسلمہ" کا یہ نمبر مقررہ تاریخ کے مطابق ۱۵ اپریل کو شائع ہوگا۔ اور جلسہ اس سے دو دن پہلے ختم ہو چکا ہوگا۔ رسالہ بھی اس وقت تک چھپ چکا ہوگا۔ ان وجوہ سے جلسے کی روئداد مئی کے "مسلمہ" میں شائع ہو سکیگی۔

ہم بمسرت اعلان کرتے ہیں کہ خان بہادر سید امیر حسین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر و رئیس تھیڑی ضلع مظفر نگر اور شہزادہ سلطان فغفور خاں بہادر لدھیانہ نے بھی صدارت کی پیشکش کو عزت قبول بخشی ہے۔

مخدرات و خواتین کے لئے حسب سابق پردے کا علیحدہ انتظام ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے بزرگوں اور بھائیوں کے ساتھ ہماری "مسلمہ بہنیں" بھی پورے شوق سے اپنی اُس درسگاہ کی اس مبارک تقریب میں شامل ہونے کی انتہائی سعی فرمائینگی۔ کہ آپ بہنوں کا شامل جلسہ ہونا ہی اس کی کامیابی کا ضامن ہو سکتا ہے۔

چکانے اور فیصلہ کرنے کیلئے قیام عدل و مساوات کی جگہ بھی اب ویران ہو کر رہ گیا ہے۔

قومی زندگی کے صدہا میدان اُجڑ گئے لیکن جس بوسیدہ شاہراہ پر عوام چل رہے ہیں، اس پر مرد میدان بن کر راستہ روک کر رُخ بدلنے والا کوئی نہیں۔ یہی وہ مشکل مقام ہے۔ جہاں آج مسجد و امامت کا تخیل بدلنے کیلئے کھڑا ہونا دور حاضر کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ ہر جگہ ایسے پاکباز انسان اُٹھ کھڑے ہوں۔ جو اپنے زور عمل اور تدبر سے اسلامی مراکز کے احیاء اور اصلاح کیلئے سرگرم ہو جائیں۔ مسجد و امامت کے ہر جاہلی تخیل کو اسلامی تخیل سے بدل دیں۔ نمونہ کا قابل عمل پروگرام یوں تجویز کیا جا سکتا ہے۔

اصلاحِ حال کے تین مدارج

۱۔ اصول:۔ (تحریک دائرۃ السلام) تمام مسلمانوں کو بالخصوص اور تمام بنی نوع انسان کو بالعموم ایک جماعت تصور کر کے اسلامی اصولوں کی اشاعت کی جائے۔ ہر جگہ اور ہر حلقہ میں اپنے اپنے حالات کے مطابق نظام پیدا کیا جائے۔ قرآن عزیز کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ اس تعلیم و تدریس میں انسانوں کے ذہنی مدارج کا خیال رکھا جائے۔ اس وقت جتنی جماعتیں مختلف ناموں سے وجود عمل میں آ چکی ہیں اُن میں اسلامی اصولوں کی اشاعت کی جائے۔ قرآن عزیز کا صحیح علم لوگوں کو دیا جائے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اس حکمت والی کتاب کا صحیح علم اوہام و ظنون کا خاتمہ کر دے گا۔ موجودہ حالات میں جن خوش نما جاہلی تصورات نے عوام کے اذہان و قلوب پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ان کو قرآن عزیز کی حکیمانہ تعلیم سے اسلامی تصورات کے سانچہ میں ڈھالا جائے۔ ہر گھر میں، ہر قصبہ میں ہر شہر اور ہر ملک میں جہاں بھی غیر اسلامی اصولوں پر عمل ہو رہا ہے۔ انکو تبلیغ و تعلیم کے زور سے اسلامی اصولوں سے بدل دیا جائے۔ ہر دائرۃ الکفر اور دار النفاق کو دار الاسلام میں تبدیل کرنے کی پوری کوشش کرنا ضروری ہے۔

لوگوں میں صحیح علم کے ذریعہ اتنی بصیرت پیدا کر دی جائے کہ وہ کسی کے فریب میں نہ آ سکیں۔ حق کا ساتھ دے سکیں۔ باطل سے منہ موڑ سکیں۔ حق والوں کو ان سے سرد مہری کی شکایت نہ رہے اور اہل باطل کو اُن سے امید اعانت نہ رہ سکے۔ تحریک دار السلام کسی شخصیت، کسی مقام یا کسی انسانی نظام سے وابستہ نہیں۔ یہ تو اسلامی اصولوں کا احیاء جو ہر جگہ ہر نظام میں اپنے اپنے حالات کے مطابق قرآن عزیز کی روشنی میں ہو سکتا ہے۔ اور ہر مخلص اور نکوکار انسان اس کے لئے کام کر سکتا ہے۔ اس تحریک کا مقصد یہ ہے۔ کہ کشمکش حیات میں ہر جگہ اسلام کے مخلص خادم پیدا ہوں۔ نام اور کام میں خط امتیاز کھینچ جائے، کوئی شخص محض نام یا باتوں سے لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکے۔ عوام کی راہ نمائی کے مُدعی اگر خود حق پر نہیں تو اُن میں باوجود ادعا کے کوئی کشش نہ رہے۔ رُوحانیت اور اصلاح کے علمبرداروں کی پرکھ ہو سکے۔

غرضکہ قرآن عزیز کی تعلیم اتنی عام ہو جائے کہ اس آفتاب حق کی تیز روشنی میں ہر قسم کے جراثیم مر جائیں۔ ہر مخلص خادم قرآن عزیز تحریک دار الاسلام کا رکن ہے۔ خواہ آپس میں تعارف ہو یا نہ ہو۔ لیکن قدرتی نظام کو انسانی جماعت بندیوں

کی احتیاج نہیں۔

۲- لائحۂ عمل:- (ادارہ اصلاح و تبلیغ) اسلامی اصولوں کے احیاء کیلئے ہر جگہ اپنے اپنے حالات کے مطابق ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے۔ جو زندگی کے مختلف شعبوں میں جماعتی اور قومی کاموں کو سرانجام دیں۔ نام کچھ ہو لیکن اصلاح اور تبلیغ دو بنیادی امور ہر حال میں انکے پیش نظر رہیں۔ زندگی اور طاقت کیلئے تین باتیں ضروری ہیں۔ اولاً ملت کے سامنے ایک جماعتی نصب العین ہو۔ ثانیاً ملت کے تمام افراد اس نصب العین سے عشق رکھتے ہوں۔ یہاں تک کہ اُن کا بچہ بچہ اس کیلئے سر کٹانے پر تیار ہو۔ ثالثاً اس نصب العین کے حصول کیلئے ایک عملی پروگرام موجود ہو۔

ہر جگہ ایسے اداروں کے قیام کی ضرورت ہے۔ جو ان تین باتوں کو اپنے ملقۂ اثر میں ذہن نشین کرا دیں۔

اصلاح کے ماتحت ہر مسلمان یہ سمجھ لے کہ ملت اسلامیہ کا نصب العین وہی ہے۔ جو خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ یعنی دنیا سے ہر قسم کا ظلم و فساد مٹا کر خدا کی زمین میں خدائی قانون کو نافذ کیا جائے۔ تمام نوع انسانی غیر خدا سے کٹ کر اللہ کی بارگاہ میں جُھک جائے۔ اس نصب العین کا اس قوت اور شدت سے احساس پیدا کرنا ضروری ہے۔ کہ ہر جگہ نیک انسانوں کی سوئی ہوئی فوج بیدار ہو جائے اور ہر مسلمان سمجھ لے کہ جب تک میں اپنے دل و دماغ سے ہر قسم کی آلودگی دُور کر کے اس واحد نصب العین پر ایمان اور یقین نہیں پیدا کر لیتا میں سچا مسلمان نہیں ہو سکتا۔

تبلیغ کے ماتحت ہر مسلمان خود اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد مسلمانوں کی تمام اندرونی لڑائیوں کو ختم کرانے کا بیڑا اٹھالے۔ باہمی سر پھٹول۔ شخصی لڑائی اور لفظی بحثیں یکقلم ختم ہو جائیں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے اصولوں کو چھوڑ کر امت مُسلمہ کا رُخ قرآنی اصولوں کی اطاعت اور رسول برحق کے نمونہ عمل کی پیروی کی طرف پلٹ دیا جائے۔ ہر جگہ مخلص مُبلغین اسلام پیدا ہوں۔ جو اللہ کے لئے اپنا آرام و راحت ترک کر دیں۔ عیش و عشرت سے مُنہ موڑ لیں۔ اور دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

کسی خاص نام اور کسی خاص وردی کی ضرورت نہیں۔ ہر مسلمان اللہ کا سپاہی ہے۔ ہر جگہ نوجوانوں میں ورزش کا شوق پیدا کیا جائے۔ جسموں کو مضبوط اور خوبصورت بنایا جائے۔ دلوں کو پاک رکھنے کی کوشش ہو۔ فیشن کی غلامی اور زنانہ بناؤ سنگار سے ہٹ کر سادگی، جفاکشی، اور سخت جانی کی ایسی شان پیدا کی جائے کہ ہر مسلمان اسلام کیلئے بھوک، پیاس، فاقہ، گرمی، سردی، نیند اور سفر کی محنتیں برداشت کرنے کے قابل ہو جائے۔

ہر راہ نما ان صفات میں اپنے پیرووں کے سامنے نمونہ پیش کرے۔ تاکہ غزوۂ خندق کے پتھروں والی سنت پر عمل ہو سکے۔

(۳) عملی اقدام (مرکزیت مساجد) اصلاح و تبلیغ کے اداروں کے قیام کیلئے طبعی طور پر پہلا قدم مساجد سے اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ موجودہ حالات میں مذہبی گروہ بندیوں اور مساجد کی غلط دلچسپیوں نے کروڑوں مسلمانوں

کو مساجد سے ہٹا دیا ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری مسجدیں عامتہ المسلمین کے اعتقاد و احترام کا مرکز، انکے اجتماع کا محل اور تقریبات شادی و غم کی وابستگی کا ذریعہ ہیں۔ اگر اُن میں ایک خاص نظم و تدبیر پیدا ہو جائے۔ تو مسلمانوں کی اصلاح کیلئے زندہ مراکز بن سکتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ مساجد کو مسجد نبوی کی اقتداء میں مسلمانوں کی دینی اور دنیوی زندگی کی ضروریات کا مرکز بنا دیا جائے۔

حرکت و عمل کا پہلا قدم:۔ (تبلیغ انفرادی) ہر جگہ کوئی نہ کوئی مسجد ضرور موجود ہے۔ اس وقت بالعموم وہ صرف مذہبی رسوم کا مردہ مرکز ہو گی۔ لہذا سب سے پہلے ہر جگہ وہاں کے ذمہ دار، سمجھدار اور مخلص افراد مت پرائیویٹ مشورہ سے کچھ آدمی تیار کریں۔ جو مسجد کی مرکزیت اور افادی حیثیت لوگوں کے ذہن نشین کرنے کا بیڑہ اٹھائیں۔ اگر اس کی تحریک ائمہ مساجد کی طرف سے ہو تو بہت عمدہ ہے۔ ورنہ کوئی ذی فہم مسلمان اس کام کو سرانجام دے۔ باہمی مشورہ سے سب سے پہلے ہر ایک مسجد کا ایک حلقہ (وارڈ) متعین کیا جائے۔ محلہ کی مسجد کا علاقہ کے لحاظ سے اور جامع مسجد کا خیالات کے رشتہ کے لحاظ سے وارڈ مقرر کرنا زیادہ موزوں ہو گا۔ اس حلقہ کے روشن خیال، مخلص اور صاحب اثر اصحاب باہمی مشورہ اور تائید سے اپنی مسجد کو اصلاحی اور تنظیمی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیں۔

حرکت و عمل کا دوسرا قدم:۔ (نظام) سب سے پہلے جمعہ کا اجتماع کامیاب کرنے کی کوشش کیجائے۔ وہ لوگ جو ایک ادارہ کی ابتدائی تشکیل کر چکے ہیں۔ پوری کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمعہ میں شامل ہوں۔ ہر جمعہ میں اپنے حلقہ کے مسلمانوں کو موجودہ مصائب کا احساس دلایا جائے۔ جماعتی تنظیم، اس کی ضرورت، نظام کے مقاصد اور ضروری پروگرام ان کے ذہن نشین کرایا جائے لوگوں کو مسجد کے اجتماع میں زندگی کی لہریں نظر آئیں۔ ان کی بیگانگی دور ہو، وہ سمجھیں کہ محض اجتماع مقصد نہیں۔ بلکہ یہ تو صرف نصب العین کے حصول کا ذریعہ ہے۔

جوں جوں لوگوں کی ذہنیت بدلتی جائے۔ ان کو ایک جماعت میں تبدیل کیا جائے۔ یاد رہے کہ جماعت کا قیام بغیر کسی پابندی کے ممکن نہیں۔ اسلئے مسجد میں جتنے نیک نیت، مخلص، صاحب اثر، صلح کل، فیاض اور مستعد آدمی مل سکیں ان کو ایک ادارہ کی شکل میں متحد کر دیا جائے۔ یہی جماعت تبلیغی اور اصلاحی پروگرام کی مجلس عمل ہو گی۔ جو صاحب اس جماعت کیلئے از خود اپنا نام پیش کریں۔ ان سے عہدنامہ پر دستخط کرائے جائیں۔ نظام اور قواعد و ضوابط سمجھا دیے جائیں۔ نمونہ کا عہدنامہ اس دستور العمل کے آخیر میں دیا گیا ہے۔ حالات کے مطابق اس میں رد و بدل کیا جا سکتا ہے۔

حرکت و عمل کا تیسرا قدم:۔ (مجلس عمل) جماعت میں سے مستقل مزاج، جفاکش، اور ایثار پیشہ افراد کو خاص ٹریننگ دیجائے۔ انہیں خدمت خلق اور تبلیغی و اصلاحی پروگرام کیلئے خصوصیت کے ساتھ تیار کیا جائے۔ ان فداکاروں کا دفتر میں ریکارڈ موجود ہے تاکہ ہر فوری ضرورت کیلئے ان کو بلایا جا سکے گویا کہ یہ مختصر جماعت اللہ کے

تبلیغ اسلام کیسے ہو؟

(از جناب داعی الی الحق)

امامت کا اسلامی تخیل :-

کون نہیں جانتا کہ امام بننے کی طلب انسانی سعادت کا وہ بلند مرتبہ ہے۔ جو ہر زمانہ میں اللہ کے پاکباز بندوں کے پیش نظر رہا۔ یہ وہ شرف وعظمت ہے۔ جو صرف نیک سیرت اور پاک فطرت انسانوں کیلئے خاص ہے اسلامی نظام کی تشکیل کے وقت یہ فیصلہ بھی ہو گیا تھا کہ امام جماعت کا دماغ۔ جماعتی زندگی کا سہارا اور جماعت کا صحیح راہ نما ہونا چاہئے۔

آدم علیہ السلام اور ابراہیمؑ سے لیکر سرور کونینؐ تک خود انبیاء اپنی اپنی جماعتوں کے امام رہے۔ اب جب نبوت کی تکمیل ہو چکی اور سرور کونینؐ اللہ کے پیارے ہو گئے۔ تو اس منصب کو صدیقؓ نے سنبھالا پھر فاروق اعظمؓ۔ عثمان غنیؓ اور حیدرؓ کرار امام بنتے رہے۔ غرض کہ جب تک اسلامی روح موجود رہی اس منصب کیلئے بہترین انسان منتخب ہوتے رہے اور امامت ــــ وجاہت۔ حکومت اور بزرگی کا نشانِ امتیاز قرار دی گئی۔

امامت کا جاہلی تخیل :-

خلفائے راشدین کے بعد ملوکیت کا دور دورہ ہوا۔ صاحب اقتدار لوگ اور ان کے متوسلین آہستہ آہستہ مساجد سے دور ہوتے چلے گئے۔ اور دنیا کو دین سے الگ کرتے گئے۔ اللہ کے قانون کو چھوڑ کر انسانی دساتیر کے غلام ہوتے گئے۔ مرکزیت مسجد اور شرف امامت کا نبوی تخیل بھی گم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد مسجد اور مرکزیت دو متضاد باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

آج مسجد نام ہے محض عمارت کا جہاں بے کار اور ناکارہ لوگوں کا اجتماع ہو۔ جہاں زیادہ تر وہ لوگ جمع رہیں۔ جن پر ذلت اور بے کسی مسلط ہے۔ وہ افسردگی کے ساتھ مذہبی اعمال کا اعادہ کرتے ہیں۔ اور انکی پوری زندگی بے حسی اور غفلت کا ایک زندہ نمونہ نظر آتی ہے۔ مسجد میں ایک بھیڑ ضرور ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مدعا بے مقصد اجتماع کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ کی رضا۔ تو بڑی بات ہے۔ خود اُن نمازیوں کے اپنے دل بھی مطمئن نہیں ہوتے۔ اللہ کے خوف سے دلوں کا دہل جانا تو کہاں باہمی شرم وحیاء کی بناء پر بُرائی سے رُکنا بھی انکے پروگرام سے متعلق نہیں۔ مساجد سے جُوتیاں چُرائی جاتی ہیں۔ یہاں گپیں ہانکی جاتی ہیں۔ بے مقصد تقریریں۔ بحث اور لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اللہ کے گھر مذہب کے نام پر اچھے بھلے اکھاڑے بنے ہوئے ہیں

افسوس اسلام کا وہ مرکز جو نبوت کا فخر ہدایت تھا۔ وہ مقام جو اسلام کا بہترین فوجی کیمپ اور باہمی جھگڑوں کے

سر محمد شاہنواز خاں مرحوم :

ہم یہ خبر نہایت رنج واندوہ کے عالم میں سپردِ قلم کر رہے ہیں کہ نواب سر محمد شاہنواز خان والیٔ ممدوٹ نے دل کی حرکت بند ہوجانے کے عارضے سے بتاریخ   اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم نے چند سال پیشتر تک ریاست حیدرآباد میں محکمہ پولیس کے ایک افسر اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ سابق والیٔ ممدوٹ کی وفات پر ان کے جانشین قرار پائے۔ ملازمت چھوڑ کر ریاست سنبھالی۔ لیکن ساتھ ہی خلق کی خدمت، اسلام کی ہمدردی، وطن کی آزادی، اور دوسرے بہترین جوہر جو ملازمت کی پابندیوں اور دوسری مجبوریوں سے دبے ہوئے تھے یکایک چمک اٹھے۔ اور وہ بہت ہی قلیل عرصے میں پنجاب کے ایک معزز و محبوب رہنما بن گئے۔ جن لوگوں کو ان سے براہ راست واسطہ پڑا ہے وہ جانتے ہیں کہ ان میں امیری کا غرور، اور رئیسی کی خود پسندی اور تکلف قطعاً نہ تھا۔ اور جنھیں ان کے زیادہ حالات کا علم ہے وہ جانتے ہیں کہ کتنے طالب علم اور کتنی بیکس و بے زر ہستیاں ہیں جن کی وہ چپ چاپ مدد کرتے تھے۔

جہاں تک انجمن مدرسۃ البنات کو ان کی سرپرستی سے معاملہ رہا انجمن نے بعض صفات میں یکتا و بے مثل دیکھا۔ جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے مرحوم ہونے والے جلسے کی صدارت کے لئے تشریف لا رہے تھے لیکن خدا کو منظور یہ تھا کہ اب انھیں جنت کی محفلوں میں لے جائے۔ مدرسۃ البنات آپ کی سرپرستی سے محرومی کو بری طرح محسوس کر رہا ہے اور ان کے لئے مغفرت و رحمت کا طالب ہے۔

کاش "مسلمہ" کے صفحات میں گنجائش ہوتی اور ہم اس نیک ذات اور کریم الطبع مخدوم قوم کے اوصاف بیان کر سکتے۔ مسلمانان پنجاب انھیں رو رہے ہیں اور انکی جدائی سے بیتاب ہوئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ بخشے۔ ملت کو ان کا نعم البدل دے اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نواب افتخار حسین خاں زندہ باد :

مرحوم کی گدی ان کے صاحبزادہ بلند اقبال نواب افتخار حسین خاں کو ملی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان میں باپ کی تمام خوبیاں موجود ہیں بلکہ بعض اوصاف میں تو یہ خاص ہیں۔ نواب محمد شاہنواز خاں مرحوم پنجاب کی پراونشل مسلم لیگ کے صدر تھے۔ مسلم لیگ نے ان کی خالی جگہ کے لئے انھیں منتخب کیا ہے۔ خداوند کریم بیٹے کو باپ کی خوبیوں کا وارث بنائے اور اس نازک دَور میں ان کا معاون و ناصر ہو۔

مناجات بہ بارگاہ قاضی الحاجات

(محترمہ اہلیہ مولانا سید ابو الخیر صاحب لکھنوی)

یہ مناجات "مسلمہ" میں ۱۹۳۰ء میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ راقم الحروف کو جسکے واجبات میں "مسلمہ" کے مضامین نظم و نثر کی اصلاح و ترتیب بھی ہے ۱۹۳۰ء میں انجمن کے سالانہ جلسے کے سلسلے میں یکایک سفر اختیار کرنا پڑا اور "مسلمہ" کے مسودات خوشنویس کے حوالے کرنے کے لئے اپنے ایک بزرگ کو دے گیا۔ واپسی پر یہ معلوم کر کے بیحد افسوس ہوا کہ انکا قلم اصلاح جو چلا ہے تو بعض صحیح اشعار کو غلط کر گیا۔ مزید افسوس یہ کہ وہ ایک قابل شاعر بھی ہیں تلافی مافات کے طور پر یہ نظم پھر پیش خدمت ہے۔ (محمد احمد خان ڈاکٹر معاون)

کب سے کھڑی ہوں یا رب امید کے سہارے ✢ یہ دن تجانے میں نے کس طرح سے گذارے
بے چین و مضطرب دل جا کر کسے پکارے ✢ وہ کون ہے جو حالت بگڑی ہوئی سنوارے

ہے باب یہ کرم کا خالی نہ پھیر یا رب
دینا اگر تجھے ہے پھر کیوں ہے دیر یا رب

کنج قفس سے بدتر ہے اپنا آشیانا ✢ اس قید بیکسی میں گذرا ہے اک زمانا
مغموم دل پہ یا رب لازم ہے رحم کھانا ✢ کرتی ہوں میں شکایت تجھ سے یہ عاجزانا

بار الم ہے دل پر طاقت نہیں ہے دل میں
کیونکر ہو صبر مجھکو ہمت نہیں ہے دل میں

فکروں سے تنگ آکر آئی ہوں تیرے در پر ✢ اللہ رحم کر اب سن لے دعائے مضطر
کب تک پڑی رہوں گی کچھ حد بھی ہے مقرر ✢ یا یونہی لوٹ جاؤں باب کرم پہ آکر

ہے تو کریم ایسا دیتا ہے خود بلا کے
مجھکو بھی کر نہ محروم اپنا یہ در دکھا کے

محروم رہ نہ جاؤں دست دعا اٹھا کر ✢ مشکل نہیں تجھے کچھ جو چاہے تو عطا کر
اے رحمت دو عالم وعدہ[1] تو اب وفا کر ✢ مانگا ہے میں نے تجھ سے کس طرح گڑگڑا کر

[1] وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي الآیہ (ترجمہ جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو اے نبی کہدو کہ میں تمہارے قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے میں اسکی پکار کو پہنچتا ہوں تو چاہئے کہ

کب سے لئے کھڑی ہوں میں کاسۂ گدائی
اب تک ملا نہ مجکو اور شام ہونے آئی

دولت کی کیا کمی ہے معمور ہے خزانہ + بھر دے ہمارا دامن ہے عرض عاجزانہ
گذرے خوشی میں ساعت اور عیش میں زمانہ + کہتی ہوں تجھ سے رو کر اے بے کسی شہانہ

دنیا و دیں کی حاصل ہو جائے اب امارت
جتنی بھی خوبیاں ہیں کر ہمکو سب عنایت

اللہ تیرے در پہ یہ سر جھکا ہوا ہے + اور ہاتھ آسماں کی جانب اُٹھا ہوا ہے
نظریں جھکی ہوئی ہیں اور دل بھرا ہوا ہے + خاموش کیوں ہے رحمت در تو کھلا ہوا ہے

ہے عام تیری بخشش بھر بھر کے دے رہا ہے
ہر فرد اپنا دامن پھیلا کے لے رہا ہے

ہم منتظر ہیں کب سے ابر کرم نہ آیا + ہاں مدتوں سے دل پر اک رنج سا ہے چھایا
جب انتہا سے زائد بیکل ہوئی خدایا + اس درد سے پکارا آخر کہ دل بھر آیا

ہو تاب ضبط کیونکر اور انتظار کب تک
یہ ناتوان دل ہے صبر و قرار کب تک

خوش قسمتی کا باعث تکلیف کو بنا دے + تسنیم کو الٰہی دونوں جہاں جزا دے
تقدیر کو جگا دے تدبیر کو ہنسا دے + ذرّے کو آب تو یا رب رشک قمر بنا دے

بندہ نواز میری محنت کی لاج رکھ لے
میری نہیں تو اپنی رحمت کی لاج رکھ لے آمین!

ضروری التماس :-

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا۔ جسکے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع کر دیجائے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

منیجر

سپاہیوں کا مقدمۃ الجیش اس جماعت کی وساطت سے ہر حلقہ (وارڈ) میں ائمہ مساجد یا اس حلقہ کے اہل الرائے حضرات ان امور کا انتظام کریں۔

ابتدائی کام کے مختلف شعبے :-

۱۔ حفظانِ صحت :- حلقہ مسجد میں جو حکیم اور ڈاکٹر شامل ہوں وہ کبھی کبھی صحت کے عام اصولوں کی تشریح کریں۔ خوراک اور لباس کے متعلق ہدایات دیں، ہو سکے تو نقشوں اور چارٹوں کے ذریعہ عوام کو خوردنی اشیاء کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جائیں دفتر میں ایسے چارٹ آویزاں رہیں۔ جن میں خوردنی اشیاء کے فوائد۔ خواص، منافع، نقصانات، بدل، مقدار، طریق استعمال اور پکانے کا طریقہ وغیرہ درج ہو۔ اسی طرح موسم کے لحاظ سے لباس کے متعلق ہدایات ہوں۔ جو ممبران یکجا سیر کر سکیں۔ وہ سیر کو جائیں۔

ورزش کا انتظام لازمی ہو۔ علمی کام کرنے والے اگر روزانہ مالش اور معمولی ورزش یا سیر کر لیں تو کافی ہے۔ نوجوان اور مضبوط آدمیوں کیلئے لازمی طور پر ایک اکھاڑہ ہو اور ایک کھیل کا میدان جہاں مردانہ ورزشوں کیلئے اجتماع ہوں۔ بچوں کو نماز کیلئے ساتھ لایا جائے اور پھر رغبت دلائی جائے کہ وہ کھیلیں اور ورزش کریں۔ اس مشق کو ایسی خوبی سے زیر عمل رکھا جائے کہ کلب جانے کی ضرورت نہ رہے۔ آوارگی کے سارے راستے بند ہو جائیں۔ نوجوانوں کو ایسی سخت ورزش کی عادت ڈالی جائے کہ وہ تھک کر اپنے تمام خیالات فاسدہ سے بلند تر رہ سکیں۔ ان کی جسمانی ساخت۔ لباس اور خوراک و ورزش اُن کو پابند رکھنے کا ذریعہ ہو۔

۲۔ چلن کی درستی اور اقتصادی بدحالی کا علاج

ہر وارڈ میں مجلس عمل کے کارکنوں سے ابتدا کرتے ہوئے امانت، دیانت، محنت، مشقت اور کفایت شعاری کی عادتیں پیدا کی جائیں۔ حلقہ کے بے کار آدمیوں کی فہرست دفتر میں موجود ہو۔ جماعت کے ذمہ دار ارکان امام کی نگرانی میں جائزہ لیتے رہیں کہ کون کون سے لوگ اپنے فرائض عمل میں کوتاہی کرتے ہیں۔ ابتداءً انہیں تبلیغ کے ذریعہ پھر رائے عامہ کے دباؤ سے اور انجام کار احتساب سے ان کو درست کیا جائے۔

ہر حلقہ میں اخلاقی جرائم کا پوری طرح انسداد کیا جائے مثلاً سڑکوں پر آوارہ پھرنے والے بازاروں میں بے مقصد گپیں ہانکنے والے، محلوں میں شرارتیں کرنے والے، جھوٹی گواہیاں دینے والے اور گالیاں بکنے والے حقیقی مجرم گردانے جائیں۔ ظواہر کی بجائے عمل اور معاملات کی صفائی کو کریکٹر کی عمدگی کا معیار قرار دیا جائے۔

۳۔ رفاہ عام کے کام :- (۱) ہر حلقہ ذاتی ضروریات کی طرح قومی اور جماعتی کاموں کو ضروری سمجھے۔ سب سے پہلے ایک لائبریری اور ریڈنگ روم کا قیام ضروری ہے۔ لائبریری میں اخلاق، صحت، سیرت اور اسلامی سیرت کی کتابیں جمع کر دی جائیں۔ عمدہ اخبارات اور رسائل موجود رہیں۔ کارکنوں کے خاص حلقہ میں سے ہر ہفتہ کوئی کارکن

ہفتہ وار ڈائری تیار کرے اور اجتماع جمعہ میں ضروری واقعات پر مختصر تقریر کرے۔

(ب) حلقہ کی صفائی اور روشنی کے انتظام کی نگرانی کیجائے۔ باہمی جھگڑوں کا نپٹانا۔ لاوارث مریضوں کا علاج اور لاوارث میتوں کا کفن دفن۔ اور نکاح بیوگان کا انتظام وہ ابتدائی امور ہیں جو زیر عمل رکھے جاسکتے ہیں۔

(ج) معاملات میں ہمسائیوں سے اچھا سلوک کیا جائے اور ایک خاص نظم کے ماتحت خون سے زیادہ خیالات وعقائد کے رشتہ کی نگرانی کی جائے۔ ہر قسم کے غمی اور خوشی کے اجتماعات مسجد کے قریب ہی ملحقہ میدان میں ہوں۔ پارٹیاں ہوں۔ الوداعی جلسے ہوں۔ تمام باراتیں اسی جگہ ٹھہریں (خواہ ان کے لئے خیمے نصب کرنے جائیں) حلقہ کا ہفتہ وار یا ماہانہ میلا ہو۔ تفریح کی پارک ہو، کبھی کبھی ربط وضبط کیلئے جلسہ ہو جس میں غیر مسلم بھی مدعو کیے جائیں۔

بعض اوقات حلقہ کے احباب بیرون شہر کا تفریحی پروگرام مرتب کریں۔ سیر و سیاحت کی ترغیب دی جائے۔

اقتدار اور ووٹ (رائے دہندگی) کا صحیح استعمال ہو حلقہ کا کوئی آدمی انفرادی حیثیت سے ووٹ نہ دے۔ موجودہ حالات میں جب کہ امام کی وہ قانونی حیثیت اور اقتدار مسلّم نہیں جو اسلام اسے عطا کرتا ہے۔ صاحب اقتدار اور نمائندگان قوم کو بطور نائب امام ٹریننگ دی جائے۔ تاکہ وہ نمائندہ مجالس میں اسلام کی نمائندگی کے اہل بن سکیں۔

حلقہ کے دفتر میں پیدائش، عقیقہ، ختنہ، شادی، موت اور ووٹرز کا رجسٹر موجود رہے۔

کوشش کیجائے کہ امام حلقہ کا بہترین آدمی ہو اور قوم کا ہر نمائندہ خواہ وہ وزیر اعظم ہو معنوی حیثیت میں امام کے محاسبہ میں آجائے۔ جماعت کے افراد کو مذہبی ، اجتماعی اور سوشل معاملات میں حکماً عمل کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ تاکہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی اصل روح منظم صورت میں پیدا ہو سکے۔

نظام کے وسیع ہو جانے پر ہر مسجد کے ساتھ مہمان خانے ہوٹل وغیرہ قائم ہوں۔ ریسرچ کرنے کیلئے علمی کتب خانے اور سائنس کی تحقیقات کیلئے عمل گاہیں (لیبارٹریز) قائم کی جائیں۔ جہاں مسلمان سائنسدان کام کریں۔ مختلف کارخانے قائم کئے جائیں۔ غرضکہ تمام ذاتی، جماعتی اور قومی کاموں کا مرکز اللہ کا گھر بن جائے۔ تاکہ اللہ کی پناہ میں مسلمانوں کی بگڑی بننے کا سامان پیدا ہو۔

عہد نامہ

۱۔ میں مسجد کو تمام جماعتی ضروریات کا مرکز سمجھتا ہوں یہاں جو بات بھی باہمی مشورہ سے طے ہوگی میں اس پر عمل کرونگا۔

۲۔ میں مذہبی اور ذاتی جھگڑوں کو حتی الوسع ختم کردونگا۔ اور جمعہ کے اجتماع میں سوائے کسی خاص مجبوری کے ہمیشہ حاضر ہوتا رہوں گا۔

۳۔ میں مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کیلئے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ آج کے بعد ضروریات زندگی مسلمان دکانداروں سے خریدوں گا۔ ساہوکار کے

کے قرض اور بیاج سے بچوں گا۔ لباس اور معاملات میں ہر مسرفانہ عمل سے بچوں گا۔

۴۔ میں مسجد کے امدادی فنڈ میں اپنی خیرات و صدقات کا خاص حصہ ...... ماہوار عطیہ اور خوشی و غمی کے موقعوں پر حسب توفیق کچھ رقم جمع کراتا رہوں گا۔

۵۔ اصلاح معاشرت اولاد کی تربیت، صحت کے قیام اور اسلامی خدمات کیلئے نظام کا پابند رہوں گا۔ مسلمانوں کی جہالت کو دور کرنے کیلئے ہر اس پروگرام کو زیر عمل رکھوں گا جو جماعت تجویز کرے۔ اور جماعت کے آرگن ...... کا باقاعدہ خریدار بنوں گا۔

نام:۔

مفصل پتہ:۔

سیرت محمدی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) (مسلسل)

(از حضرت مولانا عبد القیوم ندوی کراچی)

ہجرت حبشہ: آخر جب مصیبت حد سے تجاوز کر گئی تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کے ساتھیوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔ اولاً گیارہ حضرات جن میں حضرت خدیجہ، حضرت عثمان، حضرت مصعب عمیر، حضرت ابن مسعود وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں نے ہجرت کی۔

یہ رجب ۵ھ نبوی کا واقعہ تھا (فتح الباری شرح صحیح بخاری علامہ ابن حجر متوفی سنہ ۸۵۲ھ) اس کے بعد حضرت جعفر طیار بھی ہجرت کر گئے۔ اور آہستہ آہستہ بہت سے مسلمان وہاں پہنچ گئے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مہاجرین کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی۔ (ابن کثیر) کفار مکہ نے اگرچہ ہر طرح روکنے کی کوشش کی اور حبشہ کو اپنی سفارت بھیج کر شاہ نجاشی شاہ حبش کو بھی اکسانے کی کوشش کی مگر انکی ایک تدبیر بھی نہ چلی۔ بلکہ شاہ موصوف نے مسلمانوں کے ساتھ نہایت عمدہ اور برادرانہ برتاؤ کیا اور آخر میں مسلمان ہو گیا۔ ان میں بعض حضرات چند برسوں کے بعد واپس آ گئے مگر زیادہ تر سنہ ۶ھ میں جب صلح حدیبیہ ہوئی تو سنہ ۷ھ میں مدینہ منورہ واپس آئے۔ اور نجاشی کے روانہ کئے ہوئے تحائف بھی ساتھ لائے۔ ۱۴-۱۵ سال کے بعد حضور کے یہ جانثار رفقاء ملے تھے مسلمانوں میں بعید خوشی ہوئی اور حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ حضرت جعفر طیار کو سینہ سے لگا لیا اور پیشانی کا بوسہ لیلیا۔

شعب ابی طالب: عام مسلمان تو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ مگر حضور اور آپکے بعض ساتھی مکہ ہی میں دعوت و تبلیغ کیلئے حکم خداوندی سے روکے گئے تھے۔ کفار نے ان پر اپنے

مظالم کی حد کر دی۔ آخر جب اس پر بھی حضورؐ تبلیغ سے باز نہ آئے تو آپکے چچا ابو طالب کے پاس وفد لے گئے۔ کہ اگر محمد (صلعم) شادی چاہتے ہیں تو اپنے میں سے حسین ترین لڑکی دینگے اگر عزت چاہتے ہیں تو ہم انکو اپنا بادشاہ تسلیم کرینگے اگر مال چاہتے ہیں تو ہم انکو زر و جواہر سے مالامال کر دینگے مگر ہمارے معبودوں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں۔ جب حضور آئے۔ تو ابو طالب نے ان کا پیام سنایا آپ نے ارشاد فرمایا، خدا کی قسم اگر وہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لاکر رکھدیں تب بھی میں اپنی تبلیغ سے باز آنے والا نہیں۔ اس جواب سے وہ سب مایوس ہوگئے۔ اور آخر نبوت کے ساتویں سال آپکو اور اپنے کل ساتھیوں کو شعب ابی طالب جو ایک گھاٹی تھی اس میں قید کر دیا۔ اور ہر قسم کے تعلقات الگ کر لئے۔ یہ زمانہ بڑا ہی تکلیف دہ تھا۔ تین تین دن صحابہ کرامؓ کو کھانا نہ ملتا۔ کبھی جوتے کا چمڑہ آگ پہ بھون کر کھاتے جس سے انکے منہ پک گئے تھے (طبقات ابن سعد جلد اول ابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ) آخر تین سال کے بعد یہ معاہدہ بڑی مشکلوں سے ختم ہوا۔ اس سال آپکے شفیق چچا ابو طالب نے وفات پائی۔ یہ آپکے لئے شدید الم انگیز واقعہ تھا اور ابھی یہ زخم مندمل نہ ہوا تھا کہ چند ہی دنوں کے بعد جبکہ آپ کا سن مبارک ۴۹ سال آٹھ ماہ گیارہ دن کا تھا تو آپکی محسن و محبوب بیوی حضرت خدیجہؓ نے بھی وفات پائی۔ یہ غم پر غم اور صدمہ پر صدمہ تھا۔ اس لئے اس سال کا "عام الحزن" نام پڑ گیا (طبری و ابن جلد سوم)۔

جنوں کا قبول اسلام اور معراج :

پچاس برس تین ماہ کا جب سن مبارک ہوا تو نصیبین کے جن آپکے ہاتھ پہ اسلام لے آئے۔ قرآن کریم میں اس کا تذکرہ ہے۔ اور منیٰ جاتے ہوئے مسجد جن ابھی تک بنی ہوئی ہے۔ جہاں پہ یہ واقعہ ہوا تھا۔ اکیاون برس نو ماہ کی عمر میں چاہ زمزم اور مقام ابراہیم اور بعضوں کے نزدیک حطیم اور مقام ابراہیم کے درمیان سے بیت المقدس کی طرف اور معراج کی طرف لے جایا گیا۔ جہاں آپ نے تمام انبیاء کرام کی امامت فرمائی۔ اور امام الانبیاء والرسل کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ جنت و دوزخ دکھائی گئی۔ اور آخر میں رب العزت کے دربار میں حضوری کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس قدر تقرب حاصل ہوا جو کسی کو بھی حاصل نہ ہوا (البحر العمیق قرشی ۸۵۴ھ) اسی میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی یہ ستائیس رجب کا واقعہ تھا۔ واپسی پر کفار نے سخت مذاق اڑایا۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے فوراً تصدیق کی۔ اور رب العزت نے آپکا لقب صدیق رکھا۔ (اسد الغابہ فی تذکرۃ الصحابہ)۔

مکہ کے آخری ایام :

جب آپ مکہ والوں کو تبلیغ کرتے کرتے تھک گئے۔ اور ایک حد تک مایوس ہوگئے تو طائف کی طرف گئے۔ مگر وہاں اس سے زیادہ ناکامی ہوئی۔ اور ان نابکاروں نے اس قدر ستایا کہ آپ تنگ آگئے۔ اگر لڑکوں سے پتھروں کی بارش کرائی تو سر مبارک سے خون بہا اور سارا بدن

لہولہان ہوگیا حتیٰ کہ جوتے خون سے بھر گئے۔ مگر آپ نے پھر بھی بددعا نہ کی بلکہ دعا پڑھی۔ اب آپ نے موسم حج میں دعوت کرنی شروع کی۔ سب سے پہلے مدینہ کے چھ انصاریوں نے دعوت قبول کی دوسرے سال انہیں کے پانچ سات انکے علاوہ بارہ آدمی آئے اور بیعت کی اس بار انکی خواہش پر آپ نے مصعب بن عمر اور ابن مکتوم صحابی کو احکام دین اور تعلیم قرآن کیلئے ساتھ کردیا انہوں نے خوب تبلیغ کی یہاں تک کہ مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جس میں اسلام کا چرچا نہ ہوگیا ہو۔ دوسرے سال تہتر (۷۳) انصاری آئے اور اسلام قبول کیا۔ رفتہ رفتہ مدینہ میں اسلام کی نشر و اشاعت ہوتی گئی اور چند ہی دنوں میں بہت سے خاندان مشرف باسلام تھے۔ اب حکم ہجرت ہوا پہلے آپ نے صحابہ کرام کو ہجرت کرنے کا حکم دیا اور آخر میں آپکو بھی ہجرت کا حکم ہوا۔ (تاریخ مسعودی)۔

ہجرت مدینہ: ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی بروز دوشنبہ بعمر ۵۳ سال آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ عبداللہ بن اریقط اللیثی دلیل راہ تھے۔ اور مالک بن فہیرو حضرت ابوبکرؓ کے غلام بھی ساتھ تھے۔ راستے میں بوقت ہجرت کئی معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ مگر طوالت بیان کرنے سے مانع ہے۔ جب یہ مختصر سا مبارک قافلہ مدینہ پہنچا۔ تو سارا مدینہ فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ حتیٰ کہ پردہ دار عورتیں بالاخانوں پر چڑھ گئیں۔ اور مریض بستروں سے اٹھ پڑے۔ اور اللہ اکبر کی قدسی صداؤں سے مدینہ گونج اٹھا۔ یہ صدائے عام تھی

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعٰی

اس کے آٹھ ماہ بعد مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ کرایا۔ اور اسکے پانچ ماہ بائیس دن کے بعد حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت علیؓ سے فرمایا (سیرت ابن ہشام)۔ پھر ہجرت کے ایک سال دو ماہ دس دن کے بعد آپکو جنگ کی ضرورت ہوئی۔ اس پر آیت جہاد اتری۔

غزوات: حضور کے تمام غزوات کی تعداد ۲۱ ہے۔ جن کا اجمالی خاکہ ترتیب وار پیش ہے۔ یہ تمام غزوات مدافعانہ تھے جیسا کہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں (۱) غزوۂ ودان ہجرت کے ایک سال دو ماہ دس دن کے بعد ہوا۔ اور یہ سب سے پہلا غزوہ ہے (بخاری جلد دوم) (۲) غزوہ غیر معمولی چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ (۳) غزوۂ بدر ۲ھ ۱۷ رمضان کو ہوا۔ قرآن میں اسکی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس میں ملائکہ شریک جہاد تھے۔ ۳۱۳ مسلمان اور ایک ہزار کفار تھے۔ قرآن نے اسے یوم الفرقان بتایا یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا معرکہ۔ مسلمان حیرت انگیز طور پر کامیاب ہوئے (۴) اس سال غزوہ بنی قینقاع اور (۵) ابوسفیان کی تلاش میں غزوہ سویق بھی ہوا۔ نیز (۶) مقام کدیہ میں بنو سلیم اور (۷) غطفان میں کفار سے چھوٹے چھوٹے غزوات ہوئے۔ (۸) شوال ۳ھ میں غزوۂ احد ہوا۔ یہ بڑا غزوہ تھا۔ (۹) پھر اسی سال چند ماہ کے بعد یہود بنی نضیر سے غزوہ ہوا۔ (۱۰) اسکے دو ماہ ۲۰ دن بعد غزوہ ذات الرقاع ہوا۔ (۱۱) دو ماہ ۴ یوم کے بعد غزوہ دومۃ الجندل ہوا۔ جس میں حضورؐ نے صلوٰۃ الخوف ادا فرمائی (۱۲) اسکے

پانچ ماہ بعد غزوہ بنی مصطلق ہوا جس میں کئی معجزات کا ظہور ہوا (تاریخ طبری جلد ۲) - (۱۳) سنہ ۵ھ میں غزوۂ خندق واقع ہوا جس میں مسلمانوں کو فتح عظیم ہوئی - اسے غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں جس کے نام پر پوری سورت نازل ہوئی (۱۴) اس کے انیسویں دن یہود قریظہ جو فساد میں حد کو پہنچ چکے تھے جنگ ہوئی - (۱۵) اور اسکے تین ماہ بعد بنو لحیان کو شکست دی گئی (۱۶) سنہ ۶ھ میں غزوۃ الغابہ ہوا اور اسی سال حدیبیہ کی مشہور صلح ہوئی جسکو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں جس کے بعد اسلام کو پھیلنے کا پورا پورا موقع مل گیا - اسی سال آپ نے بادشاہوں کے نام خطوط اور وفود روانہ کئے جن میں اسلام کی دعوت دی گئی - ایک نے قبول کیا اور باقیوں نے قبول نہ کیا اور ہلاک و ذلیل ہوئے - (۱۷) سنہ ۷ھ میں غزوۂ خیبر ہوا اور فتح عظیم ملی جس سے مسلمانوں کے قبضہ میں بہت سی زرخیز زمینیں اور املاک آگئیں اور انکی مالی حالت درست ہونے لگی (۱۸) سنہ ۸ھ میں ہجرت کے پورے سات سال آٹھ ماہ گیارہ دن کے بعد مکہ فتح ہوا جس کا تذکرہ دیگر آسمانی کتب میں بھی ہے اور تمام مکہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا - اسکے ایک دن بعد غزوۂ حنین واقعہ ہوا - (۲۰) پھر اسی سال غزوۂ طائف ہوا - (۲۱) ہجرت کے آٹھ سال چھ ماہ پانچ دن بعد یعنی سنہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک ہوا اور اسی سال آپ نے حضرت ابو بکرؓ و علیؓ کے ذریعہ مکہ میں عام اعلان کر دیا کہ کوئی مشرک حج نہ کر سکیگا - اور اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور تمام قوتوں پر اسلام کو غالب کر دیا -

حجۃ الوداع اور وفات: سنہ ۱۰ھ میں آپ نے آخری حج فرمایا - اس موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام آپکے اردگرد مقام عرفات میں موجود تھے - اسی دن جمعہ کے روز ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو یہ آیت اتری: "آج کے دن ہم نے تمھارا دین مکمل کر دیا ....." - حضورؐ نے زبردست خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو اہم وصیتیں کیں اور سب سے رخصتی سلام کیا اور مدینہ منورہ آئے - صفر آخری چہار شنبہ کو بیمار پڑے اور دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو ہجرت کے ٹھیک دس سال دو ماہ بعد اپنے رفیق الاعلیٰ سے جا ملے - **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّم** - (خلاصہ بخاری و مسلم و جامع ترمذی و طبری) -

اخلاق و عادات: حضرت علیؓ اور حضرت عایشہ رضؓ کا متفقہ بیان ہے جو آپکی سیرت کا خلاصہ ہے: "جو پہلی بار دیکھتا دبدبہ نبوی سے سہم جاتا مگر آہستہ آہستہ اسقدر محبت کرنے لگتا کہ جان فدا کرنا اپنا فخر جانتا - آپ کا اخلاق سراپا قرآن تھا" - آپ بہت ہی متواضع تھے بہت ہی نرم دل تھے - ہر ایک کی خدمت کرتے - حضرت انس نے دس سال خدمت کی مگر بیان کرتے کہ کبھی مجھے اُف تک نہ کہا - مدینہ کی لونڈیاں جب اور جتنی دیر تک چاہتیں باتیں کر سکتی تھیں - آپ اسقدر عبادت کرتے کہ قدم ورم کر جاتے - روزے اسقدر رکھتے کہ دائم الصوم ہونے کا خوف ہوتا - کبھی پیٹ بھر روٹی نہ کھائی، کبھی نیند بھر کر نہ سوئے، پیوند دار کرتہ و تہمد آپ کا لباس، جو کی روٹی اور کھجور آپکی غذا اور چٹائی آپ کا بستر تھا - اپنا کام آپ کرتے نہ شرماتے - کبھی کسی کو آپنے لعنت نہیں فرمائی اور نہ کسی کو برا بھلا کہا سوائے دینی معاملہ کے کبھی غصہ نہ فرمایا - کسی سائل کو کبھی خالی نہ جانے دیا - کبھی زور سے نہ ہنستے*

* ہر وقت ذکر الٰہی زبان سے جاری رہتا - ہر وقت ملکوت سماوی کی طرف لو لگا رہتا تھا - نہایت ہی صابر نہایت ہی محسن تھے۔"

قرآن مجید

(بچوں کے لئے)

(از جناب عبید الحق خانصاحب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۵ اِذْ قَالَ لِ اَبِيْ هِ وَ قَوْمِ هٖ
اور پڑھو سناؤ ان کو قصہ ابراہیم کا جسوقت اسنے کہا کو باپ اپنے اور قوم کو اپنی

مَا تَعْبُدُوْنَ ۵ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَ نَظَلُّ لَ هَا عٰكِفِيْنَ ۵
کس کو تم پوجتے ہو انھوں نے کہا ہم پوجتے ہیں پتھر سے بنی ہوئی مورتوں کو پس ہم ہمیشہ رہے ہیں کے ان عادی

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَ كُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۵ اَوْ يَنْفَعُوْنَ كُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۵
(ابراہیم نے) کہا کیا وہ سنتے ہیں تم کو جسوقت تم بلاتے ہو یا فائدہ دیتے ہیں تمھیں یا نقصان پہنچاتے ہیں

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَاءَ نَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۵ قَالَ اَ فَ رَاَيْتُمْ
انھوں نے کہا بلکہ ہم نے پایا باپ دادا کو اپنے اسی طرح وہ کرتے (ابراہیم نے) کہا کیا پھر تم نے دیکھا

مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۵ اَنْتُمْ وَ اٰبَاؤُكُمُ الْ اَقْدَمُوْنَ ۵ فَ اِنَّ
جسکو تم تھے پوجتے تم اور باپ دادا تمھارے اگلے پس یقیناً

هُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبَّ الْ عٰلَمِيْنَ ۵ اَلَّذِيْ خَلَقَ نِيْ فَ هُوَ
وہ سب دشمن ہیں میرے سوائے پالنے والے جہانوں کے وہ جسنے پیدا کیا مجھے پھر وہی

يَهْدِيْ نِ وَ الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُ نِيْ وَ يَسْقِيْ نِ ۵ وَ الَّذِيْ
راہ دکھاتا ہے مجھے اور وہی ہے جو کھلاتا ہے مجھے اور پلاتا ہے مجھے۔ اور وہ جو

يُمِيْتُ نِيْ ثُمَّ يُحْيِيْ نِ ۵ وَ الَّذِيْ اَطْمَعُ اَنْ يَغْفِرَ لِيْ
مارے گا مجھے پھر زندہ کریگا مجھے اور وہ جس سے مجھے امید ہے کہ بخش دیگا مجھے

خَطِيْٓـَٔتِ يْ يَوْمَ ال دِّيْنِ ۵ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْ نِيْ
گناہ میرا روز قیامت کے اے پروردگار عطا کر مجھکو دانش و حکمت اور شامل کردے مجھے

بِ ال صّٰلِحِيْنَ ۵ وَ اجْعَلْ لِيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي ال اٰخِرِيْنَ ۵
ساتھ ان لوگوں کے جو گناہ سے بری ہیں۔ اور رکھ میرا ذکر خیر (پاکیزہ شہرت) میں پیچھے آنے والوں

وَ اجْعَلْ نِيْ مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ ال نَّعِيْمِ ۵ وَ اغْفِرْ لِ اَبِ يْ اِنَّهٗ
اور کر دے مجھ کو سے وارثوں میں جنت کے نعمتوں والی - اور بخشدے کو باپ میرے کیونکہ وہ

كَانَ مِنَ ال ضَّآلِّيْنَ ۵ وَ لَا تُخْزِ نِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۵ يَوْمَ لَا
تھا سے (اُن) خطاکاروں میں جو حق کی راہ سے دُور جاپڑے ہیں - اور نہ رسوا کیجیئے مجھے دن جی اٹھنے کے - جسدن نہ

يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ۵ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِ قَلْبٍ سَلِيْمٍ ۵
کام آئیگا مال اور نہ اولاد مگر جو آیا اللہ کے پاس ساتھ دل کے (کفر و نفاق سے) پاک

مختصر معانی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے اسلام نہ لانے پر اس طرح غمگین و حزیں تھے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کی ناکامی پر۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو پہلے رسولوں اور انکی قوموں کے مابین جو کچھ ظاہر ہوا بتایا، تاکہ آپ کا غم دور ہو اور اپنی قوم کی سختیوں پر اسی طرح صبر کریں جیسا کہ ان پیغمبروں نے کر دکھایا۔

محمدؐ! ذرا اپنی قوم کو ابراہیمؑ کا اسوقت کا قصہ تو سناؤ جب اس نے اپنے باپ اور قوم کو پتھر پوجتے دیکھا جنھیں وہ اپنے ہاتھوں گھڑتے، تو اس نے انھیں سمجھایا کہ جو عبادت اور فروتنی کا سزاوار ہے وہ تو وہی ہو سکتا ہے کہ انسان جب اس کو پکارے وہ اسکی فریاد سنے، جب وہ اسکی عبادت کرے تو نفع پہنچائے اور جب چھوڑ دے تو تکلیف دے، اور یہ پتھر تو ایسا نہیں کرسکتے۔ انھوں نے کہا: خواہ کچھ بھی ہو ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے (ہم بھی انکی لکیر کے فقیر ہیں)۔

ابراہیمؑ نے انھیں کہا: جانتے بھی ہو کہ تم اور تمھارے اگلے باپ دادا جن کو پوجتے تھے وہ تو سب میرے دشمن ہیں، کیونکہ یہ سراسر تکلیف کا باعث ہیں اور ذرہ بھر مفید نہیں، رہا وہ جو نفع دے تو وہ اللہ ہی ہے۔ تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا جس نے مجھے پیدا کیا اور راہِ راست پر چلاتا ہے، وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے، جب بیمار ہو جاتا ہوں تو شفا بخشتا ہے، وہ مجھے موت دیگا، پھر جی اٹھنے کے دن مجھے زندہ کریگا اور وہی ہے کہ جس سے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف فرمائیگا۔

پھر ابراہیمؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ انکو علم و عمل میں کمال بخشے جس سے وہ لوگوں کے درمیان عادلانہ فیصلے کرسکیں؛ ان کے بعد جو امتیں آنے والی ہیں اُن میں ان کا ذکرِ خیر قائم رکھے، اور انھیں انکے نیک عملوں کے سبب جنت نعیم کے حقداروں میں سے کر دے۔

اور ان کے باپ کو ایمان کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اور قیامت کے دن انھیں رسوا نہ کرے کیونکہ وہ ایسا سخت دن ہے کہ اس میں لوگوں کو نہ مال فائدہ دے سکتا ہے نہ اولاد، اگر کوئی چیز فائدہ دیگی تو وہ بھلے کام اور گناہوں اور خطاؤں سے پاک و صاف دل ہیں۔

"مسلم" آپ کا نیک مشیر ہے۔ اس کو آپ بھی نہ بھلائیں۔

* ہر وقت ذکر الٰہی زبان سے جاری رکھنا۔ ہر وقت [illegible]

ازدواجی زندگی پر ایک نظر

(از محترمہ بیگم صاحبہ سید ابوالخیر لکھنوی)

۱۹۳۹ء کے رسالہ مسلم میں میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان "ازدواجی زندگی پر ایک نظر" تھا۔ جس میں زیادہ تر مردوں کی برائی کی تھی۔ اب میں اُسی عنوان پر عورتوں کے عیوب جتا کر اپنے مضمون کو انصاف کے دائرہ میں کرنا چاہتی ہوں۔ مری بہنیں بُرا نہ مانیں۔ کیونکہ میں ان سے بری نہیں ہو سکتی۔ میں بھی عورت ہوں۔ مجھ میں بھی ہزارہا برائیاں ہونگی جن سے میں کما حقہٗ واقف نہیں، دوسرے بتا سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور صالحات میں ہمارا شمار ہو۔ آمین!

میں نے گذشتہ مضمون میں میاں بیوی کی رنجش کا سبب اتباع نفس بتایا تھا، اور اب بھی میں اسکو تمام برائیوں کا بانی سمجھتی ہوں۔ یہی چیز ایسی ہے کہ انسان کو وحشت و بربریت کی طرف پہنچا دیتی ہے اور وہ مطلق العنان ہو کے لوگوں کی پروا نہیں کرتا۔ اس مرض میں مرد و عورت دونوں گرفتار ہیں۔ مرد عورت پر حکومت کرنا چاہتا ہے اور عورت اس حکومت سے دست بردار ہو کر آزادی کے دامن میں اپنی زندگی کے دن گذارنا چاہتی ہے۔ مرد کو ہمیشہ اسکی خواہش رہتی ہے کہ بیوی ہمارے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرے اور تیور پر بل نہ آئیں۔ عورت چاہتی ہے کہ میرے خلاف مرضی مرد ایک بات نہ کہے۔ اب بتائیے کام کیونکر چلے۔ نہ شوہر کو بیوی کے آرام کی فکر نہ بیوی کو مرد کے حقوق کی خبر اور نہ دونوں کی اپنے اپنے عیبوں پر نظر ہے۔ انھی وجوہات سے جب نا اتفاقیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو کبھی اس پر غور بھی نہیں کرتے کہ یہ ناچاقیاں کیوں ہیں؟ ان کا اصلی سبب کیا ہے؟ اور دور کیسے ہو سکتی ہیں۔ غرض وہ ایک کشمکش کی زندگی میں الجھ کے رہ جاتے ہیں اور کوئی انھیں سلجھانے والا نہیں ہوتا حتیٰ کہ موت اگر ان کا فیصلہ کر دیتی ہے، وہ اُسی کے سہارے اس دشوار گذار رستہ سے گذر جاتے ہیں اور اپنا درد بھرا افسانہ دوسروں کی عبرت کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی کسی کی آنکھ نہیں کھلتی۔ عورت کو اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ وہ حاکم نہیں ہے۔ مرد اس کا حاکم ہے وہ محکوم ہے۔ اسکو محکومیت کے دائرہ ہی میں رہنا چاہئے اور بد مزاجی، بد زبانی، بد خلقی، کاہلی وغیرہ وغیرہ چھوڑ کر شوہر کا مطیع و فرمانبردار ہونا اس کا فرض اولین ہے اور دین و دنیا کی بھلائی بھی اسی میں ہے۔ جو عورت یہ چاہے کہ شوہر ہمارا ہم خیال و ہم زبان ہو جائے تو اسکو لازم ہے کہ پہلے وہ شوہر کی اطاعت میں تن من سے مصروف ہو، اپنی خوشی پر اسکی خوشی کو اپنی تکلیف پر اسکی تکلیف کو مقدم رکھے اور اسکی طاعت سرگرمی و تندہی سے انجام دے۔ پھر لا محالہ شوہر اسکی پرستش کرنے لگیگا۔ اور اگر یہ چاہے کہ ہم اپنے تیز مزاجی

سے رعب بٹھا کر دل کو اپنا کرلیں!

این خیال است و محال است و جنوں۔

ایسی ہی عورتیں اپنی زندگی خراب کر دیتی ہیں۔ نیز اپنے ماں باپ کو اور سسرال والوں کو بھی اپنی خرابیٔ طبیعت سے پریشان رکھتی ہیں۔ میں نے بارہا ایسی زندگیوں پر نظر غائر ڈالی ہے۔ نتیجہ یہی نکلا کہ اسمیں زیادہ تر عورتوں کی برائی ہے۔ اگر وہ ہوشیاری اور سمجھ سے کام لیں تو کبھی پریشان نہیں ہوسکتیں۔ بہت عورتیں ایسی ہیں کہ ظالم اور جفاجو مرد سے بخوبی نباہ کرکے اپنا نام روشن کرتی ہیں۔ اور بہت عورتیں ایسی بھی کہ نیک فطرت مردوں سے بھی نباہ نہیں کرسکتیں۔ مرد کا دل ہاتھ میں لے لینا کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ مگر جب سرکش نفس اسکی اجازت دے، تو۔

مرد کو خدا نے عورت پر فضیلت دی ہے: وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (آیت)۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (آیت)۔ حدیث شریف میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ خدا کے سوا اگر کسی کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اسکے علاوہ حدیث شریف میں کئی جگہ شوہروں کے حقوق بتائے گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ میں اکثر کو اُن سے ناواقف پاتی ہوں یہی وجہ ہے کہ وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی ہیں مگر سنبھلنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ اگر ہر عورت دو چار باتوں کا التزام کرلے تو بہت ممکن ہے کہ سنبھلتے سنبھلتے پورے طور سے اپنے کو سنبھال لے۔ مثال کے طور پر کچھ باتیں لکھتی ہوں، مری بہنوں کو گراں نہ گزریں۔

اول یہ کہ شوہر کو پریشانی اور فکروں کے ہجوم میں تسلی دینا اور خوش کن باتیں کرنا عورت کا فرض ہے۔ چاہئے یہ کہ اسکی طبیعت کو بہلائے۔ تھکا ماندہ ہو تو اسکی تکان دور کرے۔ افلاس ہو تو کفایت شعاری کے ساتھ انتظام کرے اور فرمائشیں کرکے اپنی احتیاج بتا کے اسکے دل کو نہ دکھائے۔ اسکی ہمدردی و غمخواری و دلدہی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے۔ اپنا ہر کام اسکی خوشی سے کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بیوی کی مٹھی میں ہوگا، اور وہ اس سے خوش رہیگا۔ اور جب وہ خوش ہوگا تو خدا بھی راضی ہوگا اور دنیا والے بھی۔ اور اگر اسکے برعکس ہوا تو اسکا نتیجہ معلوم ہے۔ عورت چاہے تو اپنی زندگی کو باغ ارم بنادے یا دوزخ کا نمونہ۔ یہ اُسی کے اختیار میں ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ افلاس کی حالت میں بیویوں نے شوہروں کی زندگی تلخ کر دی ہے خود بھی پریشان ہوئیں اور انکو بھی پریشان رکھا۔ غرض دونوں کی زندگی روتے کٹی۔ ایسے بیسیوں واقعات ہیں جنکا دہرانا طول

جالندھر کا کلاک ٹاور (گھنٹہ گھر)

(جناب محمد شفیع صاحب عارضی انجنیئرنگ ڈیپارٹمنٹ میونسپل کمیٹی جالندھر شہر)

مدرسۃ البنات اپنی تعلیمی و معنوی حیثیت سے ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ اسکی اپنی زیر تعمیر عمارت ایک خاص عمارت ہو گی۔ سردست ناظرینِ "مسلمہ" کو جالندھر کی سب سے مشہور و خوبصورت عمارت سے متعارف کرایا جاتا ہے۔

۱۔ درگاہ حضرت امام ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ جالندھر شہر خاص اہمیت و شہرت رکھتی ہے۔ شہر کے وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے یہاں پر ہر وقت بھیڑ لگی رہتی ہے۔ اور متبرک جگہ ہونے کی حیثیت سے دور و نزدیک کے زائرین کا ہر وقت جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ ایسی جگہ گھنٹہ گھر تعمیر ہونے سے اسکی رونق اور بھی دوبالا ہو گئی ہے۔

۲۔ یہ ٹاور درگاہ کی دو منزلہ ڈیوڑھی کے اوپر بنایا گیا ہے جسکے کلاک کا وقت شہر کے ہر اونچے مکان سے بخوبی نظر آتا ہے اور اسکی سریلی آواز شہر کے ہر گوشے سے سنائی دیتی ہے۔ ڈیوڑھی کچھ عجیب خوبصورتی سے بنائی گئی ہے۔ اسکے کٹہرے کے چھوٹے چھوٹے مینار جو چینی کی رنگا رنگ ٹائلوں سے مزین کئے ہوئے ہیں، ٹاور کی خوبصورتی کے حق میں سونے پر سہاگے کا کام کر رہے ہیں۔ ڈیوڑھی کے اندرونی اور بیرونی جانب کے دونوں دروازوں کی محرابوں میں رنگدار پتھروں اور آبدار شیشوں سے پچی کاری کی ہوئی ہے۔ جس میں رات کے وقت برقی روشنی کی شعاعیں اپنا عکس ڈالکر عجیب منظر پیدا کرتی ہیں۔ دروازوں کے گرداگرد آیاتِ قرآنی اور دوسرے نقش و نگار نے ڈیوڑھی کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ اس ڈیوڑھی میں چھوٹے بڑے کئی کمرے ہیں جو سالانہ عرس کے موقع پر درویشوں اور عقیدتمندوں کے آرام کرنے کے کام آتے ہیں۔ اس ڈیوڑھی کے اندرونی جانب دونوں گوشوں پر دو بڑے بڑے خوبصورت مینار ہیں جنکی بلندی ۸۲ فٹ ہے۔ ہر مینار میں ۸۷ عدد سیڑھیاں ہیں۔ یہ مینار ہشت پہلو ہیں اور ہر پہلو پر سیاہ و سفید منقش دھاریاں لہرا رہی ہیں سیمنٹ کی ایک جالیدار گیلری میناروں کے گرداگرد ڈیوڑھی کی چھت پر بنائی ہوئی ہے اور ایک ایک جالیدار گیلری میناروں پر سیڑھیوں کے اختتام پر بھی بنی ہوئی ہے اور اس گیلری کے اوپر میناروں کے گنبد ہیں۔ یہ گنبد باہر کی جانب سے چینی کے ٹکڑوں سے مزین ہیں۔ درگاہ کے صحن سے ان میناروں اور کلاک ٹاور کا منظر عجیب و دلکش معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ ۱۹۳۵ء میں جب درگاہ کے صدر دروازے اور ڈیوڑھی کی تعمیر کا سوال پیدا ہوا تو جالندھر شہر کے معزز اکابر نے اسکو ایک لاثانی یادگار بنانے کی تجویز کی۔ چنانچہ ماہرین فن نے حالات و ضروریات کا جائزہ لیکر اسکا نقشہ تیار کیا اور اس کی تعمیر شروع کر دی گئی جس میں شہر کے اعلیٰ کاریگروں۔ بڑے بڑے خوشنویسوں اور بہترین نقاشوں نے نہایت دلچسپی سے

حصہ لیا اور تجربہ کار انجنئروں اور عقیدتمندوں نے بڑے شوق سے اسکی نگرانی کی۔ دوران تکمیل میں میونسپل کمیٹی جالندھر شہر نے اس عمارت کی خوبصورتی پائیداری اور جگہ کی موزونیت کو بھانپ کر اسی عمارت کے اوپر کلاک ٹاور تعمیر کرنے کی تجویز کی اور اپنی تجویز کو عملی جامہ پہناتے ہوئے یکم فروری ۱۹۴۲ء کو درگاہ کی دو منزلہ ڈیوڑھی پر ٹاور تعمیر کروا کر اس میں کلاک نصب کرا دیا۔

۴ - یہ ٹاور چہار پہلو ہے اور اسکی بلندی سطح زمین سے ۸۸ فٹ ہے۔ اس کا گنبد جس میں لٹکایا گیا ہے باہر کی جانب سے رنگدار چینی کے ٹکڑوں سے مزین ہے۔ گنبد سے نیچے دس فٹ کے فاصلہ پر کلاک کی مشینری ہے اور اس مشینری سے ۲۵ فٹ نیچے ڈیوڑھی کی چھت ہے۔ اور جگہ مشینری کے "ویٹ" کو نیچے اوپر آنے جانے کیلئے خالی چھوڑ رکھی ہے۔

۵ - یہ کلاک "دی سودیشی الیکٹرک کلاک مینوفیکچرنگ کمپنی بمبئی" کا بنایا ہوا ہے۔ قیمت تقریباً آٹھ ہزار روپیہ ہے اور مجموعی وزن پچاس من ہے۔ اس کے چار ڈائیل (چہرے) ہیں۔ ہر ڈائیل کا قطر چھ فٹ ہے۔ اسکو آٹھ روز کے بعد چابی دی جاتی ہے۔ فی الحال چابی ہاتھ سے دی جاتی ہے۔ بجلی کی فٹنگ کے بعد برقی طاقت سے چابی دی جائیگی۔ اس کلاک کی گارنٹی پانچ سال ہے۔ اور یہ ویٹ کے ذریعہ سے چلتا ہے۔ وقت کی مشینری چلانے والے ویٹ کا وزن چار من ہے اور آواز کی مشین چلانے والے ویٹ کا وزن آٹھ من ہے۔ در گھڑیال جو کہ پانچ دھاتوں کا بنا ہوا ہے اس کا وزن سات من ہے۔

۶ - اس عمارت پر مجموعی طور پر (۳۱۶۰۰/-) اکتیس ہزار چھ سو روپیہ صرف ہوا جس میں سے دس ہزار روپیہ میونسپل کمیٹی نے کلاک خرید کرنے اور ٹاور مکمل کرنے پر صرف کیا۔ باقی رقم متولیان درگاہ نے خرچ کی اور چوہدری عبدالشکور صاحب نے بھی اسکی نگرانی اور اخراجات میں کافی حصہ لیا۔ منشی سردار محمد صاحب خوشنویس (کاتب مسلمہ) نے بلا معاوضہ کتبے اور آیات قرآنی تحریر کیں اور شہر کے تمام بہترین معماران نے عمارت کا بیشتر حصہ بلا معاوضہ تعمیر کیا۔

درگاہ امام ناصر الدین کی یہ ڈیوڑھی شہر کی سب سے مشہور پبلک عمارت ہے۔

والدۂ مرحومہ سے

جناب اختر واصفی

(۱)

اے نخلِ محبت! ہے کہاں اب وہ زمانہ؟ ... تھا راحت و آرام تری چھاؤں کے نیچے
جب سے تری آغوش چھٹی چین نہیں ہے ... ہر وقت دبا رہتا ہوں ایذاؤں کے نیچے
اب بہرِ خدا مجھ کو بھی قدموں میں بلالے
سنتا ہوں کہ جنت ہے ترے پاؤں کے نیچے

(۲)

تجھے مجھ سے چھین کے لے گیا ہے نہ جانے کون؟ کدھر؟ کہاں؟
تری جستجو کو چلا تو ہوں، نہیں جانتا یہ مگر، کہاں
نہ کچھ اپنے دل کی کہے گی تو نہ ہمارے دل کی سُنے گی تُو
تجھے موت آئے گی اس طرح، مجھے تھی یہ ہائے خبر کہاں
مجھے یوں تو نعمتیں دہر کی مرے حق نے بخشی ہیں سب مگر
تری گود میں جو نصیب تھا وہ سکونِ قلب و جگر کہاں
ترا ملنا اب تو محال ہے، یہ جنوں ہے خام خیال ہے
تجھے ڈھونڈتی ہے اِدھر اُدھر مری سادہ لوح نظر کہاں
تجھے نیند سے جو جگا سکے تجھے قبر سے جو اٹھا سکے
تجھے پھر عدم سے جو لا سکے میرے رونے میں وہ اثر کہاں

(بقیہ بزم مسلم)

مجھے یہ اطلاع دیتے ہوئے کمال خوشی حاصل ہو رہی ہے کہ پاک پروردگار نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے بھائی عطا فرمایا ہے۔ ننھے میاں کا نام امجد حسین خان رکھا گیا ہے۔ مسلم بہنوں اور بھائیوں سے التجا ہے کہ دعا کریں خداوند کریم نومولو کو نیک بنائے اور وہ عمر دراز ہو۔ آمین

(س۔ پ۔ بنت ڈاکٹر خادم حسین خانصاحب۔ راہوں)

بزمِ مسلمہ

جواب محترمہ زیب صاحبہ دہلوی نے جو اشعار تکیہ کی فرمائش کی ہے۔ جواباً عرض ہے۔ کہ میری ایسی ہی استدعا پر میرے والد بزرگوار منشی نور محمد صاحب مقبول نے تکیہ پر کشیدہ کاڑھنے کے لئے ایک رباعی موزوں کی تھی ممکن ہے محترمہ ممدوحہ کو پسند آجائے۔

زیبا ہو ہمیشہ تجھ کو اے اللہ رے تکیہ ؛ مقصد خواب راحت ہو بہتر خوش تر تکیہ
تجھے گر خواب غفلت نے جو بدبختی سے آگھیرا ؛ تو بہتر ہے کہ خشت سنگ کا ہو زیر بستر تکیہ

نوٹ۔ اگر آپ نام "زیبا" کا ہم وزن نہ ہو تو اسکی جگہ "اے مسلم" لکھا جا سکتا ہے۔

(راقمہ ام خالدہ کمالیہ)

غم کی خبر ۔ آہ! میں کس دل کے ساتھ تحریر کروں۔ کہ میری والدہ محترمہ ہم دو بہنوں اور تین بھائیوں کو جنہیں چھوٹے کی عمر ابھی صرف پانچ سال کچھ ماہ کی ہے چھوڑ کر بتاریخ ۱ دسمبر ۱۹۴۱ء دل کی حرکت بند ہو جانے سے پونے آٹھ بجے صبح اس جہان فانی سے راہی عالم جاودانی ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ معزز ناظرین و ناظرات مسلمہ سے التماس ہے کہ وہ درگاہ ایزدی میں حضور قلب کے ساتھ دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم صدقہ اپنے حبیب پاک صلعم (روحی فداہ) مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ہم پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے۔ میں نہایت ممنون ہونگی۔ اگر کوئی بہن یا بھائی قطعہ وفات لکھکر بذریعہ مسلمہ عنایت فرمائینگے۔ مرحومہ کا نام رابعہ بیگم تھا۔ دو روپے کی حقیر رقم روانہ کر رہی ہوں مدرسۃ البنات کے کسی کار خیر میں صرف فرما کر مرحومہ کی روح کو ثواب بخشیں۔ اور اگر ہو سکے تو کم از کم ایک ایک پارہ ہر ایک بہن پڑھکر انکی روح کو بخشیں۔ (غمزدہ مرود سلطانہ بنت سید حاکم شاہ پونا شہر)

طلب دعا۔ میری چھوٹی بھانجی نسرین نوشی پچھلے پانچ ماہ سے بعارضہ اپینڈیسائٹس Appendicitis بیمار رہی ہے۔ اب خدا کے فضل سے چلتی پھرتی ہے۔ مگر دوبارہ ڈاکٹری معائنے کے بعد مکمل صحت کیلئے اپریشن تجویز ہوا ہے۔ جو ۲۳ مارچ کو ہوگا۔ پہلے بھی مسلمہ بہنوں سے اسکی صحت کیلئے دعا فرمانے کیلئے التجا کی تھی۔ اب پھر کرتی ہوں۔ نیز آپ خود بھی اسکے لئے بہت ہی زیادہ دعا کریں۔ اور معصوم نیز یتیم بچیوں سے بھی اسکی صحت کامل کیلئے دعا کروائیں۔ خدا ان معصوم بچیوں کی التجا سنکر اسے زندگی اور صحت بخشے۔ یہ پانچ روپے کی حقیر رقم ارسال خدمت ہے۔ اسے کسی نیک کام میں صرف کرائیں۔

(اختر فردوس بنت خان بہادر روشن دین لاہور)

بقیہ بزم بر صفحہ

۲۳

کشیدہ کاری







ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کے لئے اور اس کے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کے لئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اس کے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے۔ ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے:-

سطر اول میں کلام الٰہی کی آیت۔ دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے۔ چوتھی سطر میں بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسکی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا						
وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ	اَلْ	مَلٰٓئِكَةِ	اُسْجُدُوْا
اور	جب	ہم نے کہا	کو		فرشتوں	سجدہ کرو
اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا: سجدہ کرو						

فی الحال اس کے سات پارے (پہلے پانچ اور آخری دونوں) شائع ہو چکے ہیں۔ آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے۔ تاکہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپ کی خدمت میں بھیجے جائیں۔

ہدیہ فی پارہ ۸ر۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ (چھٹا پارہ زیر طبع ہے)۔

ملنے کا پتہ

منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام۔ جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مدیرہ حمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱- "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے -

۲- رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۳۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئے ۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہو سکیگی -

۳- چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ) ممالک غیر سے چار شلنگ - فی پرچہ ۲ر

۴- منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا -

۵- کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہئے -

۶- خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہو سکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا -

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱- یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے ۔ اسلئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مدنظر رکھا جائے -

۲- زبان صاف اور سلیس ہونی چاہئے -

۳ روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں -

۴ مضمون مختصر ہو -

۵- مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا -

۶- پورا پتہ لکھئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہو سکیگا -

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱- کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا -

۲- کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے -

۳- اُجرت بہر حال پیشگی -

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دارالقرآن سے شائع ہوا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلم جالندھر شہر

جلد ۱۵	مئی ۱۹۴۲ء ۔ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ	نمبر ۱۱

چند گزارشیں

(از ادارہ)

سالانہ جلسہ :

انجمن مدرسۃ البنات کا سترھواں سالانہ مردانہ اجلاس بفضل خدا خیر و خوبی سے گزر گیا۔ اگرچہ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۳ اپریل کا دن شدت گرمی کے اثر سے محفوظ نہ تھا اور راتیں "بلیک آوٹ" کے حکم کی بنا پر سیاہ پوش تھیں۔ بے رونقی کا پورا اندیشہ تھا۔ لیکن تاریخوں میں مزید التوا سخت گرمی کے خطرے سے نہ ہو سکتا تھا۔ اللہ کا نام لیکر انھی تاریخوں میں اجلاس منعقد ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ مجموعی حیثیت سے کامیاب رہا۔

رفیع الشان، افتخار الملک، خان بہادر، کرنل، شیخ مقبول حسن صاحب ایم۔اے، ایل ایل بی ہوم منسٹر ریاست بہاولپور۔

خان بہادر خان عبدالمجید خان سابق رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز ریاست کشمیر، و رئیس اعظم بستی باباخیل۔ جالندھر۔

شہزادہ سلطان فغفور (منغز افاغنۂ ہند) لدھیانوی

ڈاکٹر منیرالدین صاحب سول سرجن ریٹائرڈ، کپورتھلہ۔

چوہدری عبدالشکور صاحب تاجر و کمیشن ایجنٹ جالندھر (چوہدری صاحب موصوف نے حضرت بانیٔ مدرسۃ البنات مولانا عبدالحق عباس مدظلہ کو باصرار کرسی صدارت پیش فرمادی)۔

مولانا علاءالدین صدیقی ایم۔اے، ایل ایل بی، سول سکرٹری ایٹ لاہور۔

مندرجہ بالا معززین قوم نے جلسہ کو صدارتوں کی عزت بخشی۔ جن معززین کرام اور شاعرانِ باکمال نے اپنے کلام فیض التیام سے سامعین کو بہرہ مند فرمایا ان کے نامہائے نامی یہ ہیں :۔

مرزا عبدالحمید مرزا ایم۔اے، پروفیسر اشاعت اسلام کالج لاہور و خطیب جامع آسٹریلیا، لاہور۔

مولانا محمد حسن الاعظمی، ناظم جماعت الاخوۃ الاسلامیہ - لاہور

مولانا علاء الدین صدیقی، ایم۔ اے، سول سکرٹریٹ، لاہور -

میاں مستنصر باللہ ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جالندھر -

مولانا محمد یوسف خاں سلیم چشتی بی۔ اے پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور -

علامہ حسین میر کاشمیری، نائب مدیر "شہباز" لاہور -

مولانا قاری سید محمد حسین صاحب مبلغ اسلام دہلی - سید شبیر محمد صاحب ترمذی ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز

استاد سخن جناب نشتر جالندھری - حسان الہند جناب فضل جالندھری -

پروفیسر سید فضی جالندھری ایم۔ اے، ایم۔ او۔ ایل - سید اصغر علی صاحب احسن جالندھری، بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔

جناب اسحق سپیچونڈوی - خواجہ فیض لودھیانوی -

جناب نفیس خلیلی امرتسری -

چندہ :-

چندے کی مفصل فہرست اگلی اشاعت میں درج ہوگی -

کاش صفحات میں اتنی گنجائش ہوتی کہ ہم یہاں جلسے کی مفصل روئداد پیش کر سکتے اور عطیات کے متعلق تفصیلات اپنی گزارشات کے ساتھ درج کر سکتے -

جنگ کے بُرے اثرات سے دنیا کا کوئی گوشہ اور زندگی کا کوئی شعبہ محفوظ نہیں رہا - پھر یہ اجلاس کیونکر ان اثرات سے بچ سکتا - چنانچہ انجمن کے بعض خصوصی معاون جن کا موقع مسلم ہے جنگ کی مصروفیتوں کی وجہ سے شامل تقریب نہ ہو سکے اور ان کی برکات و توجہات سے جلسہ محروم رہا -

قوم سے التماس :-

قوموں نے انسانی پیدایش کا جو مقصد سمجھا ہے اور زندگی کا جو لائحہ عمل اپنے لئے تجویز کر رکھا ہے یہ دنیا کی سب سے ہولناک جنگ ان کی غلط اندیشی اور حقیقت ناشناسی کا تازہ مہلک مظاہرہ ہے - خدا ہی جانتا ہے کہ اللہ کی مخلوق کس حد تک زندہ بچ سکیگی اور جو بچیگی وہ کب تک اس کاری زخم سے سنبھل سکے گی - آج پہلے سے انتہائی زیادہ ضرورت ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کے اس پیغام کی حقیقت کو سمجھیں کہ جس کے سوا کوئی بہتر پیغام زندگی انسانیت کو ملا ہے اور نہ ملیگا - اس لئے مدرستہ البنات آج آپ کی توجہات اور امداد کا پہلے سے بہت زیادہ مستحق ہے - خدا کرے ملت کے افراد اس بھید کو سینوں

ہیں محفوظ کریں۔ اور ترقی اسلام و بہبود انسانیت کے لئے اس قوادارے سے کامل تعاون کریں۔

کرنل مقبول حسن زندہ باد:

جو چیز اس سالانہ اجلاس میں امتیاز پیدا کرگئی۔ وہ عالیجناب کرنل مقبول حسن صاحب ہوم منسٹر ریاست بہاولپور کی وہ شاہانہ کرم تھی جس کا اظہار اس اعلان سے ہوا کہ کرنل صاحب موصوف تعلیمات مسلمات کی سرپرستی فرماتے ہوئے مدرسۃ البنات کو عمر بھر پانچسو روپے سالانہ کی امداد فرماتے رہینگے۔ بلاشبہ تمام قوم کے دل سے یہ دعا نکلیگی

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اللہ تعالیٰ کرنل صاحب کو استطاعت قلبی میں مزید وسعت بخشے اور اپنی رحمت کو ان کے سر پر سایہ گستر رکھے جزاہ اللہ

خان بہادر عبدالمجید خاں

انجمن مدرسۃ البنات جن محترم افراد ملت کی خاکم بدہن احسان ہے۔ خان بہادر عبدالمجید خاں رئیس اعظم بستی باباخیل ان میں سے ایک ہیں۔ خان صاحب موصوف کی مسلسل عنایات و نوازشات سے انجمن عہدہ برا نہیں ہو سکتی، اللہ ہی انھیں جزا بخشے گا۔ انجمن ان کی بیگم صاحب کی سرپرستی کو بھی خاص شکرگزاری کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور ان کی پیہم گرانقدر توجہات کی ممنون ہے

مضامین: "مسلمہ" کی سال میں دو اشاعتیں "جلسہ نمبر" ہوتی ہیں۔ یہ اشاعت بھی جلسہ نمبر ہے۔ اس لئے دوسرے مضامین آیندہ نمبر میں شائع ہونگے۔

(سر معلمہ مدرسۃ البنات)

مدرسۃ البنات ماہ اپریل میں

مارچ کا پُرمشقت مہینہ طالبات کے افکار و جذبات کو امید و خوف کے پلڑوں میں تولتا گزر گیا ۲۰ اور ۲۱ اپریل کی تاریخیں سالانہ جلسے کے لئے مقرر ہوگئیں تو جلسے کے موقع پر معائنہ مدرسہ کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ یہ دن اگرچہ تعلیم سے فراغت کے تھے۔ لیکن طالبات کے ذہنوں پر نتائج کے انتظار کا مسلط رہنا قدرتی بات تھی۔ سالانہ جلسہ اور سالانہ امتحان دونوں طے ہوچکے تو امتحان کے نتائج کا بھی اعلان ہوگیا۔ جس کی مختصر کیفیت درج ذیل ہے:-

نتائج امتحانات سنویہ (سالانہ) مدرسۃ البنات جالندھر شہر ۱۹۴۲ء

صف	کل تعداد	شامل امتحان	کامیاب	ناکامیاب
صف اول ادنیٰ	۱۳۲	۱۰۶	۹۷	۹
" اول اعلیٰ	۷۰	۶۵	۶۵	۰
" ثانی	۷۵	۷۴	۷۰	۴
" ثالث	۹۰	۸۵	۷۶	۹
" رابع	۶۲	۵۷	۵۰	۷
" خامس	۳۲	۳۰	۱۹	۱۱
" سادس	۳۰	۲۰	۲۰	۰
" سابع	۱۱	۱۰	۱۰	۰
" ثامن	۱۱	۱۱	۱۱	۰
" مولوی عالم	۵	۵	۵	۰
" خصوصیہ اولیٰ	۸	۵	۳	۲
" خصوصیہ ثانیہ	۸	۸	۶	۲
" ادیب عالم	۲۰	۱۴	۱۲	۲
لیلیات یعنی بورڈرز	۹۰	۸۲	۸۱	۱

(نوٹ جماعت عاشرہ کی طالبات جو میٹرک کے امتحان میں شامل ہوچکی ہیں نتیجہ یونیورسٹی پنجاب کے برآمد ہونے پر انشاء اللہ العزیز شائع کیا جائیگا)

مدرسہ کا نتیجہ ۹۱ فیصدی رہا۔

دارالاقامہ کے نتائج: خاص طور پر قابل ذکر ہیں یعنی تمام بورڈنگ میں صرف ایک بورڈر (لیلیہ) لڑکی فیل ہوئی ہے۔ لیلیات کی تعلیمی نگرانی سے خصوص میں ۹۹ فیصدی نتیجہ انجمن مدرسۃ البنات کیلئے مسرت و اطمینان کا موجب ہے +

مڈل کے نتائج: مدرسۃ البنات کی چھٹی جماعت کی طالبات نے حسب معمول اس مرتبہ بھی مدرسہ کی معرفت پنجاب یونیورسٹی کے مڈل کے امتحانات میں شرکت کی۔ ۲۲ لڑکیاں امتحان میں شامل ہوئیں۔ ۱۰ کامیاب ہوئیں اور ۱۲ کمپارٹمنٹ میں آئیں اور قریباً سب کی سب "تاریخ و جغرافیہ" کے مضمون میں کمپارٹمنٹ میں آئی ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس کی حیثیت ایک حادثے سے زیادہ نہیں +

اصلاحِ معاشرت

(از حضرت مولانا عبدالقیوم ندوی جمعیت تبلیغ الاسلام۔ کراچی)

اسلام نے مسلمانوں کے لئے اس قدر بہترین اور ایسے پاکیزہ تمدنی اصول معاشرت چھوڑے ہیں کہ ان پر عمل کرنے کے بعد یہ پاپ بھری دنیا بھی جنت کا نمونہ اور فردوس کا مرقع نظر آنے لگتی ہے مگر افسوس کہ آجکل کے بہت سے مسلمانوں نے انکی طرف سے نہ صرف آنکھیں بند کرلی ہیں بلکہ اس کو برا بھی جانتے ہیں۔ منجملہ انہی چیزوں کے ایک "عقد بیوگان" بھی ہے جو مسلمانوں میں معیوب خیال کیا جانے لگا ہے۔ گو اس موضوع پر بہت سے مضامین اور رسالے شائع ہوچکے ہیں مگر جب تک مسلمانوں میں غفلت و بے حسی باقی ہے ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ کتابیں اور مضامین شائع کرائے جائیں اور مسلمانوں کو عمل کی ترغیب دی جائے۔

ان مسلمانوں کی بدعقیدگی کی حد اس سے زائد شاید اور کوئی نہ ہو جنہوں نے ان چیزوں کو برا جاننا شروع کردیا ہے جنھیں قرآن نے کرنے کو کہا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور آپ نے حکم دیا ہو، آپ کے صحابہؓ و تابعینؒ نے کیا ہو بزرگوں اور اولیاء اللہ و صالحین و علماء ربانیین اور مومنین کاملین کا عمل رہا ہو۔ قرآن حکیم نے فرمایا: وَانْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ۔ اور نکاح کردیا کرو اپنی بیواؤں کا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ تم پر کوئی حرج نہیں اگر وہ (بے شوہر والی عورتیں) جو کریں اپنے معاملہ میں نیک اور مشہور طریقہ پر (یعنی شادی بیاہ کریں مطابق شرع) (سورۃ بقرہ)

اس آیت سے بظاہر صرف جواز معلوم ہوتا ہے۔ مگر اہل علم کو خوب معلوم ہے کہ قرآن کا طرز عبارت ہے اس نے اسی لفظ لاجناح (کوئی حرج نہیں) کے ساتھ سعی صفا و مروہ کو بھی ادا کیا۔ مگر جمہور علماء اسے واجب کہتے ہیں۔ اسی طرح نماز قصر کو بھی اسی لفظ لاجناح (کوئی حرج نہیں) کے ساتھ ادا کیا ہے جس کو احناف واجب کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیواؤں کا عقد نہ صرف جائز ہے بلکہ خاص حالات میں ضروری اور مؤکد بھی ہے۔ پھر اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دیکھیں تو وہ ہم کو اس سے بھی زائد اور مؤکد طریقہ پر ملتے ہیں۔ حضورؐ کا عمل یہ رہا ہے کہ آپ کی ساری ازواج مطہراتؓ میں صرف حضرت عائشہؓ کنواری تھیں اور باقی سب کی سب بیوہ تھیں۔ اگر واقعی بیوہ سے عقد کرنا اور بیوہ کا عقد کرنا برا ہوتا تو حضور صلعم کبھی نہ کرتے نہ کہتے، نہ قرآن اجازت دیتا، نہ صحابہ کرامؓ کرتے۔ یہ کس قدر گستاخی ہے کہ قرآن تو کہے کہ "کوئی حرج نہیں اگر بے شوہر والی عورتیں اپنے معاملہ میں شرعی طور پر کچھ کریں"۔ اور مسلمان کہیں کہ "حرج ہے، ناک کٹے گی، رسوائی ہوگی، اپنے پرائے ہنسیں گے، آبرو چلی جائیگی وغیرہ وغیرہ" کیا یہ خدا سے

جنگ کرنا نہیں؟ کیا یہ اس سے مقابلہ کرنا نہیں؟ اور خدا سے مقابلہ کرنیوالوں کا انجام معلوم خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○

حیا وہ ہے جسکو قرآن اور حضور صلعم حیا فرمائیں۔ اور شرع وہ ہے جسکو شریعت نے قرار دیا ہو۔ شریعت کے حکم میں حیا اور حضور صلعم کے فعل و قول کو موجب شرم خیال کرنا عین بیحیائی اور بے غیرتی ہے۔ عین الحاد ہے اور شیطنت ہے۔ ... جنوں جنوں کا خرد ... فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

حضرت ام کلثومؓ شیر خدا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لخت جگر اور نور نظر ہیں۔ انکے شوہر رخصت ہوتے گئے اور دوبارہ شادیاں کرتی گئیں یہاں تک کہ چار نکاح کئے۔ یہ ان کا ذکر ہے جنکی نظیر بعد میں اور خواتین میں نہ مل سکی ایسی صالحہ اور تقدس کروڑوں بلکہ اربوں میں ایک رہیں۔ انکے متعلق کیا فتوی صادر ہوگا؟ تاریخ اسلام میں اس قسم کی بیشمار مثالیں ملتی ہیں کہ بڑی بڑی اللہ والیوں نے بیوہ ہونیکے بعد کئی کئی نکاح کئے اور ذرہ برابر بھی شرم محسوس نہ کی۔ پھر کیا آجکل کی "پاکباز بیبیاں" جو شرعی حکم و اجازت کے خلاف تو شرم کریں اور یوں نامعلوم انکی شرم کی حالت کیا ہو۔ کیا معاذ اللہ حضرت ام کلثومؓ یا اور دیگر اکابر خواتین اسلام سے بڑھ گئی ہیں؟ غور کرو کس قدر گستاخی اور کس قدر بیہودگی ہے۔ افسوس کہ دیگر قومیں تو حکومت کے ذریعہ "عقد بیوگان" کا حق مانگیں اور خود مسلمان اپنے حق سے شرم کریں۔ افسوس صد ہزار افسوس۔

ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

ضروری التماس :-

○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا جسکے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیجئے۔ بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع کر دی جائے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

"مینیجر"

ایک خوفناک واقعہ (اداریہ)

ایسوشی ایٹڈ پریس کا ایک تار اخبارات میں شائع ہوا ہے جسکا لب لباب یہ ہے کہ کوئی شریف عورت لاہور میں امپرس روڈ اور نکلسن روڈ کے چوراہے کے پاس سے جا رہی تھی کہ چند گورے فوجی سپاہی اسے ہوٹل میں اٹھا لے گئے۔ اسکی چیخ پکار سے راہ گیر فوراً ہوٹل کی طرف لپکے اور دھینگا مشتی کے بعد عورت کی عزت بچا لی گئی۔ گورے بھاگ نکلے لیکن پانچوں بھاگنے والوں کو پبلک نے پکڑ لیا اور اب وہ تمام ہسپتال میں ہیں۔

اس واقعہ کو ملک بھر میں انتہائی غصے اور بے حد رنج کے ساتھ سنا گیا۔ لاہور کے طلبہ نے جلوس نکالا اور اس شرمناک واقعہ کے خلاف آواز اٹھائی۔ پبلک اور اخبارات میں سخت بے چینی رونما ہوگئی۔ یہ واقعہ اس لحاظ سے حد درجے خطرناک ہوگیا ہے کہ ملزم اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو اہل ملک کی جانوں اور عزتوں کی پاسبان ہے۔

ہم اس واقعہ پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کے اعادہ کو روکنے میں اپنی پوری عقل و ہمت سے کام لے کہ عورت کی عزت پر ایسے حملوں کی برداشت کی حد مقرر کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہے۔

یہ امر اطمینان کا موجب ہے کہ ۷ مئی کو پنجاب گورنمنٹ نے ایک سرکاری اعلان میں اس واقعہ کے علم پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور یہ ہدایت کی ہے کہ چونکہ معاملہ زیر تفتیش ہے اس لئے اس پر کسی قسم کے تفصیلی تبصرے سے احتراز کرنا چاہئے مگر اس اعلان میں پبلک کو یہ یقین دلایا ہے کہ مکمل تحقیقات کی جائیگی اور جو مجرم ثابت ہوگا۔ اسکے خلاف سخت کارروائی کیجائیگی اور اسے اپنے کئے کی سزا ملیگی۔

اس شرمناک واقعہ کے بعد بعض غیر مسلم رہنماؤں نے خواتین کو بعض مشورے دیتے اور ہدایتیں کرتے ہوئے کہا ہے کہ خواتین کو بے ضرورت باہر گھومنا اور بن سنور کر گھر سے نکلنا نہ چاہئے۔ اس حفاظت کی وضاحت یہ کی گئی ہے کہ عورت کے ساتھ انکے اپنے رشتہ دار ہوں یا کم سے کم ان کی کمر میں تلوار لٹک رہی ہو۔

یہ ان نصیحتوں میں سے ہیں جو اسلام کے رہنما ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں اور انھی طریقوں سے کسی خاتون کی عصمت و حرمت کی حفاظت ہوسکتی ہے۔ افسوس کہ مغربی تعلیم نے ہندوستانی تمدن پر جو ناپاک اثر ڈالے ہیں انھوں نے عرب کے عہد جاہلیت کی عورت کی اس زیب و زینت کو پھر تازہ کر دیا ہے جو وہ گھر سے نکلتے وقت کرتی تھی۔ جس کے نتائج دیکھکر انسانی غیرت منہ چھپانے کو اہل غیرت کا دامن ڈھونڈتی پھرتی تھی۔

ہم اپنی بے پردہ بہنوں سے بہت ادب اور نہایت دلسوزی سے التماس کرینگے کہ وہ رسمی پردے کو نہیں اسلامی پردے کو نہایت غور سے سمجھیں، پردے کے متعلق قرآن کے احکام کو دل سے سنیں۔ انکے پاکیزہ اثرات پر فکر کریں وہ یقیناً محسوس کرینگی کہ قرآن کے احکام پر عمل ہی انکی آبرو کی ضمانت دے سکتا ہے اور اس عمل کی نہ صرف اس خوفناک وقت میں ضرورت ہے بلکہ امن کی حالت میں بھی +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ صدارت

عالی مراتب لفٹیننٹ کرنل خانبہادر حاجی مقبول حسن صاحب قریشی ہوم منسٹر بہاولپور گورنمنٹ

جو انہوں نے بموقع جلسہ سالانہ مدرستہ البنات جالندھر شہر منعقدہ ۱۲-۱۳ اپریل ۱۹۴۲ء ارشاد فرمایا

معزز بہنو اور محترم بھائیو!

ہمیشہ کسی جلسہ کی صدارت کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کیا جاتا ہے جس کی بلند شخصیت اور عالمگیر شہرت جلسہ کے اغراض و مقاصد کی کامیابی کے لئے کفیل ہو سکے۔ اسی اصول کے پیش نظر مدرستہ البنات کی صدارت کے لئے میرا دوسری دفعہ انتخاب اتنا ہی تعجب خیز ہے۔ جیسے پہلی مرتبہ کا انتخاب تھا۔ لیکن جو جذبہ خلوص و خدمت اُس وقت قبول صدارت کے لئے محرک تھا وہی جذبہ اس وقت بھی کار فرما ہے میں اس تاجدار عباسی فرمانروائے ریاست بہاولپور کا ادنیٰ خادم ہوں جس کی ذات گرامی صفات علوم و فنون کی سرپرست علم پرور علم نواز ہے۔ بلکہ بزم دنیا کی علمی بہجت اور گلستانِ علوم و فنون کی یہ روح پرور نکہت اس کے اولوالعزم اسلاف کے مساعی جمیلہ کا غیر فانی نتیجہ ہے۔ پس اس لحاظ سے میرا اس علمی خدمت کے لئے مستعد ہو جانا ایک قدرتی امر ہے۔ تاہم میں اپنے حضرات کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض تصور کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ آپ حضرات کو اس مقصد و حسنِ ظن کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور میرے لئے اس شرکت کو زادِ آخرت بنا دے۔

حضرات!

قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کے اقبال اور ارجمندی کی درخشندہ روایت کوئی سربستہ داستان نہیں۔ جس کی نقاب کشائی کے لئے زبان و قلم کی جنبش ضروری ہو۔ دور حاضرہ کے مسلمانوں کے ادبار و نامرادی کی زہرہ گداز تصویر بھی کسی تشریح و بیان کی محتاج نہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ایک ہی قوم کے یہ دو متضاد سوانح حیات کیوں نہیں۔ اور اس تفاوت حالات کے علل و اسباب کیا ہیں۔ یہ عقدہ آج مفکرین و مصلحین کی توجہات کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مصلحین ملت نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق اسباب کی تعین اور علاج تجویز کئے ہیں اور ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مجالس اور ادارے قائم کئے ہیں۔ مگر ان تمام مصلحانہ مساعی کے باوجود چودھویں صدی کے مسلمان کا تنزل روز افزوں ہے۔ نہ بزم دنیا میں اس کی سروری ہے۔ نہ علوم و فنون میں اس کو برتری حاصل ہے۔ نہ بحر و بر پر اس کی سیادت ہے۔ نہ ایجادات و اختراعات میں اس کی قیادت۔ جہاں فلکیات کی تحقیق سے محروم ہے وہاں طبیعات میں اس کی بے بسی مسلّم ہے۔ اگر روحانیات

کے جواہر سے وہ تہی دامن ہے تو مادیات میں اس کی کوتاہ آستینی سے کس کو انکار ہے۔ آہ! نہ اس میں اخلاقی بلندی ہے نہ روحانی ترقی۔ نہ ابوذرؓ کا توکل ہے نہ فاروق اعظمؓ کا عدل۔ نہ عثمانؓ غنا ہے نہ حیدرؓ کی فقر ہے۔ نہ قاضی ابویوسفؒ کی درایت ہے نہ بخاریؒ کی روایت نہ ابن سینا کا حکمت ودانش ہے۔ نہ غزالیؒ و رازیؒ کی ہمہ دانی ہے۔ ان مشاہدات کے بعد بلا تامل کہا جا سکتا ہے۔ کہ مصلحین نے نہ تو اسباب کی تشخیص صحیح کی ہے۔ اور نہ علاج ٹھیک تجویز کیا۔ ورنہ قوم میں زندگی کے آثار ضرور پیدا ہوتے۔ اور امروز سے فردا بہتر ہوتی۔ مگر اسکے برعکس ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

میں قوم کے ایک ادنیٰ خادم اور سپاہی ہونے کے لحاظ سے غور و فکر کے بعد تنزل کے جو اسباب اور مرض کا جو صحیح علاج سمجھ سکا ہوں عرض کرتا ہوں :-

امام مالکؒ سے اصلاح امت کا صحیح علاج دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ : لَنْ يَصْلِحَ اٰخِرُ هٰذِهِ الامة اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا. یعنی امت کے آخری دور کی خرابیوں کی اصلاح انھی ذرائع سے ہوگی جن سے امت کے دور اوّل کی اصلاح ہوئی تھی اور وہ چیز صرف قرآن حکیم ہی ہے اس مختصر اور جامع بیان میں امام مالکؒ نے قرونِ اُولیٰ کی ترقی اور بعد کے مسلمانوں کے تنزل کے اسباب اور علاج پر پورا تبصرہ فرما دیا ہے۔ قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی ترقی کا اصلی سرچشمہ قرآن حکیم کی تعلیمات کا اتباع ہے۔ اور بعد کے مسلمانوں کی ذلت و نکبت کا واحد سبب ان تعلیمات سے مجرمانہ اعراض ہے۔ جب تک مسلمانوں کو قرآن حکیم کی تعلیمات سے والہانہ محبت اور سرفروشانہ الفت نہ ہو۔ پھر اس راستہ میں ایثار جان و مال کا جذبہ پیدا نہ ہو۔ وہ گم گشتہ سعادت اور سیادت واپس نہیں مل سکتی۔ امام مالکؒ کی زرین رائے پر ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔ فرمایا : تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّتِيْ ۔

حضرات! انسان پر اللہ تعالیٰ کی بیشمار برکتیں اور غیر محدود بخششیں ہیں۔ مگر ان تمام نعمتوں میں سے اعلیٰ ترین نعمت علم ہے۔ علم ہی کی بدولت انسان مسجود ملائکہ بنا۔ اور تکریم و تعظیم کی خلعت عطا ہوئی۔ خلافت ارضی کا شرف حاصل ہوا۔ سورج اور چاند، سمندر اور پہاڑ۔ نباتات و جمادات غرضیکہ ساری کائنات ارضی اسی پروردہ نعمت کی راحت کا ساز و سامان ہے۔ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔

اگرچہ ہر ایک قوم نے علم کے فضائل اور اسکی ضرورت کو نمایاں جگہ دی ہے۔ لیکن اسلام نے جو محامد و مناقب بیان کئے ہیں۔ وہ اسی دین الٰہی کا ممتاز حصہ ہے۔ اسلام کی مقدس تعلیم نے پہلے انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرکے عالم کو بصیر اور جاہل کو اعمیٰ کے نام سے تعبیر کیا۔ اور پھر عالم کو خشیت الٰہی سے مخصوص کرکے اسکے تقرب و خصوصیت کا اظہار فرمایا فرزندانِ توحید کے ہر فرد، زن و مرد۔ غلام آقا۔ عربی۔ عجمی رومی حبشی کے لئے یکساں طور پر حصول علم ضروری قرار دیا۔ تعلیم و تعلم

لیے فضائل۔ علماء کملا کے محامد، طلب علم میں سفر اختیار کرنے اور طالبانِ علم پر انفاق کا اجر، یہ سب امور احادیث نبویہ میں نہایت وضاحت سے موجود ہیں۔ ان ارشاداتِ گرامی کی تعمیل میں فرزندانِ اسلام نے علوم شرعیہ کے علاوہ علوم اولین و آخرین کو اس خوبی سے اپنایا کہ قلیل عرصہ میں وہ خالص اسلامی علوم شمار ہونے لگے۔

علوم کے حصول اور نشر و اشاعت میں بلند پایہ اور فاضل عورتوں نے بھی بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں علم حدیث کے ایک امام حافظ ابن عساکر کے اساتذہ کی فہرست میں ۸۰ (اسی) عورتیں شامل ہیں۔ حفید طبیب کی ہمشیرہ اور بھانجی ماہرین اطبا میں شمار ہوتی ہیں۔ خلیفہ منصور عباسی کے محلات کی تمام طبی خدمات ان کے سپرد تھیں۔ مشہور محدث یزید بن ہارون جب نابینا ہو گئے تو ان کی ایک ادنیٰ لونڈی تعلیم حدیث میں ان کی مدد کیا کرتی تھی۔ رابعہ بصریہ۔ معاذہ عدویہ۔ عابدہ قرشیہ وغیرہ خواتین اسلام کی صولت علم تاریخ دان حضرات سے مخفی نہیں ہے۔

حضرات! تعلیم نسواں کا مسئلہ بہت حد تک شکوک شبہات کے موانعات سے گذر کر اب قبولیت عامہ حاصل کر رہا ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات صلعم نے مرد و عورت دونوں کے لئے حصولِ علم فرض فرمایا۔ عقائد و اعمال و عبادات و معاملات، حقوق اللہ و حقوق العباد کی نگہداشت کے لئے احکام و مسائل کی معرفت دونوں کے لئے ضروری ہے۔ تدبیرِ منزل کی مشکلات حل کرنے میں تعلیمیافتہ بیوی بہترین رفیق ہے۔ تعلیم و تربیتِ اطفال کے لئے باعلم والدہ کی گود رحمتِ الٰہی ہے۔

علم ایک شمعِ ہدایت ہے۔ جس کی بدولت نیکی و بدی میں تمیز، مہلکات و منجیات کا فرق، حقوق اللہ و حقوق العباد کی نگہداشت ہوتی ہے۔ ذہنی ارتقا، خیالات کی پاکیزگی اور دارین کی سعادت کا ذریعہ صرف علم و عمل ہی تو ہے۔ پھر کس قدر ظلم اور نا انصافی ہے کہ مردوں کے لئے تو اس علم کو پیغامِ حیات سمجھا جائے، لیکن عورتوں کیلئے اسکو شجر ممنوع قرار دیا جائے۔ اور جن حضرات نے تعلیم نسواں کے خلاف محض مفاسد کو دیکھکر ایک خاص جہاد شروع کر رکھا ہے۔ انہوں نے غور نہیں فرمایا۔ مفاسد اور خرابیوں کا وجود مسلم۔ لیکن ان کا سبب نفس علم نہیں ہے۔ مخصوص طریقہ تعلیم اور بالخصوص مغربی طرزِ معاشرت اور اسکے اثرات ہی ان خرابیوں کی جڑ ہیں۔ گلاب کے پھول کو محض اسلئے ہدف ملامت بنانا کہ وہ کانٹوں میں گھرا ہوا ہے کہاں کی دانشمندی ہے۔ دانشمندی یہ ہے کہ پھول کی بوئے پرور خوشبو سے اسی طرح لطف اندوز ہوں کہ کانٹوں کے زہریلے اثرات متاثر نہ کر سکیں۔

عرصہ سے ہندوستان میں تعلیم نسواں کے لئے مدارس و مکاتب قائم ہو رہے ہیں۔ مگر بالعموم ان کا نظم و نسق اور طرز تعلیم و نصاب موجودہ زمانہ کے طرز تعلیم کے ماتحت ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں کوئی ایسا مدرسہ نہیں تھا جس میں دختران اسلام کو عربی زبان میں شرعیات ادبیات عقلیات کی تعلیم دی جاتی۔ منتظر آنکھیں اٹھتی تھیں مگر ناکام ہو کر جھک جاتی تھیں۔ سعید دلوں کی یہ تمنا سرد آہ کی صورت میں بدل جاتی

تھی۔ خدائے قدوس کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اس نے اپنے ایک بندے کو قوم کی ایک اہم ضرورت کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ سعادت مولنا عبدالحق عباس کے حصہ میں آچکی تھی۔ انھوں نے بے سروسامانی کی حالت میں آغاز کیا۔ ان کی بے لوث خدمات بار آور ہوئیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کوشش ایک قابل قدر تعلیمگاہ کی شکل میں آپ حضرات کے سامنے ہے۔ مومن کا اخلاص ان مشکلات پر حاوی ہو جاتا ہے، جن کو سیم وزر کے ڈھیر بھی حل نہیں کر سکتے۔ مولنا موصوف نے ایک ایسی عظیم الشان درسگاہ کا سنگِ بنیاد رکھا ہے جس کی دینی اور دنیاوی برکات سے ملک کا گوشہ گوشہ فیضیاب ہو رہا ہے۔

مدرسۃ البنات کے مقاصد عالیہ میں تدبیر منزل اور سیاسیات مروجہ کے علاوہ معارف اسلامیہ اور آداب عربیہ سے مستفید کرنا، اسلامی تہذیب و تمدن سے آشنا و خوگر بنانا، اصول اسلام کے مطابق پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے طریق سکھانا، اصلاح امت، امور خانہ داری کے مقدس فرائض کی انجام دہی کے قابل بنانا وغیرہ شامل ہیں۔ طالبات اور معلمات کے لئے اسلامی پردہ اور سادہ طرز لباس، ارکان اسلامی اور آداب دینی کی پابندی ضروری ہے۔ نصاب تعلیم نہایت مکمل و جامع ہے۔ مدرسۃ البنات نے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہو کر تعلیم نسواں کے ایک مفید دور کی تجدید کی ہے۔

مولوی صاحب موصوف کی مساعی جمیلہ سے مدرسۃ البنات کی طالبات جس کامیابی سے فائز المرام ہو رہی ہیں۔ وہ امتحانات کے نتائج سے واضح ہے۔ پس یہ مکتب مسلمانوں کی ایک عزیز ترین متاع ہے جس کی ترقی و بقا کے لئے ساعی رہنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ اس مدرسہ کی طالبات اپنے تقویٰ، طہارت میں، اخلاق و عبادات میں تعلیم و تبلیغ میں۔ تدبیر منزل میں قرون اُولیٰ کی قابلِ فخر پاک بیبیوں کی یاد تازہ کریں۔ اور ان کی صحیح جانشین اور قابل عزت بیٹیاں ثابت ہوں

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

میں پھر ایک دفعہ آپ حضرات کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ارادوں میں برکت دے۔ آپ کی مساعی بار آور ہوں۔ میری مخلصانہ خدمات ہر وقت آپ کے ساتھ شامل ہوں گی +

تقریر صدارت

عالیجناب شہزادہ سلطان فغفور سدوزئی صاحب
صدر جلسہ انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر۔
منعقدہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

برادرانِ ملت!

مدرسۃ البنات جو اسلامی ہند کے بلند ترین مفکرین اور ماہرینِ تعلیم سے اپنے حسنِ انتظام، بلند پایہ علمی معیار اور خالصتہً اسلامی اندازِ تعلیم کی وجہ سے اچھے الفاظ میں خراجِ تحسین حاصل کر چکا ہے اور جس کے سالانہ جلسوں کی روئداد، اسلامی فکر اور دانش کی شاندار سرگذشت پیش کر رہی ہے۔ ایسے عظیم الشان اسلامی تعلیمی ادارے کے سالانہ اجلاس کی ایک نشست کی صدارت کیلئے آپ نے مجھے منتخب کرکے میری انتہائی عزت افزائی کی ہے، جس کے لئے میں صمیمِ قلب سے آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس جلسہ کی مسندِ صدارت میرے لئے باعثِ افتخار ہے، مگر مجھے اس امر کے اعتراف میں کوئی حجاب نہیں کہ مجھ سے اس مسند کے وقار میں کچھ اضافہ نہیں ہوا۔ یہ جگہ قوم کے بزرگوں اور مصلحین کے لئے ہے۔ مجھ سے پہلے اس جگہ پر ملتِ اسلامیہ ہند کے بہترین دل و دماغ اپنے قیمتی اور فاضلانہ خیالات بیان کر چکے ہیں اور انھی کا حق تھا کہ وہ اس مسند پر بیٹھ کر اہم ملی اور تعلیمی مسائل کے بارے اپنے علم و تجربہ کی روشنی میں، ملت کی ترقی اور فلاح کے لئے نئی نئی راہیں تجویز کریں۔ میں اس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنے کو یکسر معذور پاتا ہوں۔ نہ معلوم مولانا عبدالحق عباس صاحب کی نگرِ انتخاب اس ضعف اور ناتوان جسم پر کیوں پڑی، جو کہ با اعتبار علم و فضل، تقویٰ و پرہیزگاری، ثروت و شخصیت ان بزرگان اور قائدینِ قوم سے کہیں دُور ہے جو اس سے پہلے مسندِ صدارت کو زینت بخش چکے ہیں۔ شاید انھیں کہیں میرے کسی گوشۂ زندگی میں ذوقِ خدمتِ قوم کی کوئی چنگاری خاکستر میں سلگتی دکھائی دی، اور ان کی نظر نے مجھے وہاں سے اٹھا کر یہاں لا بٹھایا۔ اس جلسے میں شرکت میرے لئے باعثِ ثواب ہے، اس لئے کہ یہ ایک صحیح اور سچے اسلامی تعلیمی ادارے کے اہتمام میں منعقد ہو رہا ہے، اس قوم کے مستقبل کے متعلق کون مایوس ہو سکتا ہے جس قوم میں مولانا عبدالحق صاحب عباس سے مخلص، نیک نفس اور باہمت بزرگ موجود ہوں، جن کی تمام زندگی کا عکس، مدرسۃ البنات کے در و دیوار پر آج ظاہر ہو رہا ہے۔

اس موقعہ پر، صدرِ جلسہ سے کسی فاضلانہ تقریر یا خطبہ کی توقع نادرست نہیں، مگر شاید میں کوئی ایسا خطبہ یا تقریر نہ پیش کر سکوں، جس میں علم و عرفان کے حقائق موجود ہوں، یا جس میں اسلامی حکمت اور فلسفہ یا اسلامی تاریخ اور تہذیب

کے سانچے میں ڈھلے ہوئے نظریات ہوں، میری علمی بے بضاعتی کو قبول فرمائیے۔ میں آپ سے صرف چند موٹی موٹی باتیں بچیوں کی تعلیم کے متعلق بیان کرونگا اور وہ بھی ایک ماہر تعلیم کی حیثیت سے نہیں، بلکہ تعلیم نسواں اور عام تعلیم کے جو نتائج میری آنکھوں کے سامنے ہیں، ان سے جو اثرات میں نے قبول کئے ہیں، ان کو میں اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی سعی کرونگا تاکہ شاید ان میں کوئی ایسی مفید بات نکل آئے جو ان بزرگوں کی توجہ حاصل کر سکے جو تعلیمی مسائل میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ بس یہی ایک طریق ہے جس سے میں اپنا حق شرکت ادا کر سکتا ہوں!

کس کو یہ معلوم نہیں، کہ علم کا حاصل کرنا، ہر ایک مرد اور عورت پر فرض ہے اور کس نے یہ نہیں سنا کہ مہد سے لحد تک علم حاصل کرو۔ کس کے کان میں یہ آواز نہیں پڑی کہ علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو، اور کس کو معلوم نہیں کہ حضرت آدم کو جو تمام ملائکہ پر برتری ہوئی وہ علم ہی کی بدولت ہوئی، اور کون نہیں جانتا کہ دنیا میں زندگی کا بہترین سہارا علم ہے مگر اسقدر علم رکھتے ہوئے اور ہر سمت سے بار بار یہ صدائیں سنتے ہوئے بھی، دنیا ابھی تک "علم" کی منزل سے بہت دور ہے۔ "علم" وہ نہیں جو دنیا میں درندگی اور وحشت پھیلائے "علم" وہ ہے جو دنیا کو انسانوں کی عبادت گاہ بنا دے جس "علم" نے "دماغ" کو شیطان کا کارخانہ بنا دیا۔ وہ "علم" بے دینی ہے۔ وہ "علم" نور نہیں بلکہ نار ہے۔ دل کا حرم شمع علم کی ضیا کے انتظار میں ہے! دنیا میں یہ اندھیر۔ یہ تاریکی جو آپ آج دیکھ رہے ہیں، وہ بجلی کے قمقموں کی روشنی کے باوجود ہے۔ بجلی کے قمقمے ہر ہر قدم پر روشن ہیں۔ مگر اینٹ اور پتھروں کے سوا ان کی روشنی اور کہیں نہیں۔ دنیا اینٹ اور پتھروں کے مجموعہ کا نام نہیں۔ دلوں کی بستیوں سے دنیا مرتب ہوتی ہے۔ جذبات اور حسیات کی پاکیزگی اور لطافت کا نام دنیا ہے۔ انسانی دلوں میں تاریکی بدستور ہے۔ خیالات فاسدہ کی حکمرانی عام ہے۔ الحاد اور گمراہی کی تاریک بدلیاں ہر طرف چھائی ہوئی ہیں۔ اور یہ "نئی روشنی" کی شمع ان محفلوں میں سیاہ پوش ہے! انسانی فکر اور ذہن پر ضعف اور اضمحلال کے آثار ہویدا ہیں۔ یہ کیوں؟ کیا علوم و فنون کی آج کمی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!! انسان آج کیوں بھیڑیا بنا ہوا ہے! اور یہ دنیا کیوں مقتل بنی ہوئی ہے؟ حقائق اشیا کا غلط علم اور اس غلط علم کا غلط اور فاسد استعمال! غلط انداز فکر غلط عمل کا باعث ہوتا ہے! غلط بنیاد پر صحیح تعمیر کی توقع بے سود ہے! سراب پانی نہیں بن سکتا! آسمان کے ستارے صحرا کے ذرات سے ہم کنار نہیں ہو سکتے!!

پانی کی موجیں، ساحل نہیں بن سکتی ہیں! حرم دل کی بےحرمتی کی یہی سزا ہے! "دماغ" کی قوتوں پر بھروسہ کا یہی انجام ہے اس غلط علم کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ ہماری آنکھیں کھلی ہیں مگر دیکھتی نہیں۔ ہمارے کان بند نہیں مگر سنتے نہیں۔ ہمارے ہاتھ اور پاؤں میں خون ہے مگر ان میں حرکت نہیں اور اگر کہیں ہماری آنکھیں، ہمارے کان، ہمارے دل اور دماغ اور ہمارے ہاتھ اور پاؤں ملکر کچھ کام کرتے ہیں تو اس کام کا نتیجہ یہ ہے کہ سرسبز کھیتیاں لمحوں میں نذر آتش ہوتی نظر آتی ہیں، عالیشان محلات، کھنڈر بنی جاتے ہیں اور

ہر ہر قدم پر لاشوں کے انبار لگ جاتے ہیں۔ کیا یہی وہ "علم" ہے جس کے جلووں کی تلاش میں یہ دنیا سرگرداں رہی ہے، اور کیا اسی "علم" کے ان جلووں کے تعاقب میں بنی نوعِ انسان اپنی عافیت اور سلامتی تلاش کر رہا ہے! نہیں، ہرگز نہیں! ماضی کی تاریخ کے ورق، حال کی خونچکاں داستان اور تاریک دھندلکوں میں چھپا ہوا مستقبل، ہماری رہنمائی کسی اور "علم" کی طرف کر رہا ہے! کیا یہ وہی خیر کثیر ہے جس کی طرف قرآن حکیم نے ہمیں دعوت دی: نہیں! ہرگز نہیں!! وہ علم اشیاء اور ہے اور اس کی طرف جو راہیں جاتی ہیں وہ اور ہیں۔ جس "علم" نے موجودہ تہذیب و تمدن پیدا کیا، جس فکرِ گستاخ نے فطرت کو عریاں کیا وہ آج اپنی موت آپ مر رہا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے متعدد مقامات پر اس علم، اس مکتب کی ہلاکتوں سے ہمیں آگاہ کیا ہے!

نوا از سینۂ مرغِ چمن بُرد
ز خونِ لالہ آں سوزِ کہن بُرد
بایں مکتب بایں دانش چہ نازی
کہ ناں در کف نداد و جاں ز تن بُرد

مجکو معلوم ہیں، پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعوے نظر لاف و گزاف
اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علمِ حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

علم را بر تن زنی مارے بود + علم را بر دل زنی یارے بود

ہمیں اس علم کی ضرورت نہیں، اور یہ علم بھی علم نہیں! ہمیں اس علم کی تلاش ہے۔ جو ہمیں اپنی حقیقت سے آگاہ کرے، جو خطۂ ارضی کو ساکنانِ زمین کے لئے امن اور سلامتی کا گہوارہ بنادے، جو ہمیں سرکشی اور عُدوان کی جگہ اطاعت حق کا سبق دے۔ جو باہمی فساد اور سر پھٹول کی جگہ ہم میں ربط و ضبط، محبت اور سلوک پیدا کرے جو ہمیں انسانیت کے بلند مقام سے نیچے نہ گرنے دے ..... وہ "علم" قرآن حکیم کے اوراق میں ہے اور ان درس گاہوں میں ہے جہاں قرآن حکیم کو تدبر او تفکر کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ ان درسگاہوں میں ایک ممتاز ترین درسگاہ مدرسۃ البنات ہے جہاں ملت کی آنے والی نسلوں کی مائیں تربیت پا رہی ہیں۔ وہ شمع علم اس درسگاہ میں جلتی ہوئی نظر آتی ہے، اس اندھیرے میں بس یہی ایک روشنی کا مینار ہے، جو گمراہ انسانیت کو صراطِ مستقیم کی طرف پھر بلا رہا ہے۔

اس ملک کے مجبور اور بے بس مسلمانوں کی تعلیم کے نصاب اور نظام کی باگ ڈور صرف اس حد تک اور ان شرائط کے تابع ان کے ہاتھ میں ہے، جس حد تک کہ قانونِ وقت نے انھیں اجازت دی ہے۔ اس محدود دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنے ذوق اور اپنی منشا کے مطابق مختلف تعلیمی تحریکیں مختلف وقتوں میں شروع ہوئیں اور ان میں سے بعض تحریکیں ابھی تک جاری ہیں اور مفید کام کر رہی ہیں۔ سرسید علیہ الرحمۃ مرحوم کی تحریک علی گڑھ، دیوبند اور ندوۃ العلماء احیاءِ ملت کی تحریک کی تین منزلیں ہیں۔ مقامِ شکر ہے کہ آج الحمد للہ کہ مقام پر مسلمان لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا بہترین

انتظام موجود ہے، جہاں پر کئی سالوں سے مسلمان لڑکیاں صحیح اسلامی روایات کے چشموں سے فیضیاب ہو رہی ہیں۔ قومیں تعلیمی درسگاہوں میں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ ملکوں کے مستقبل کے سانچے انھی تعلیمی اداروں میں تیار ہوتے ہیں۔ ملت کی پیشانیٔ تقدیر کے ستارے اسی افق سے اٹھتے ہیں۔ اسلئے آج ان درسگاہوں کی اہمیت سے انکار، اور ان کے انتظام اور دیکھ بھال سے اغماض اور گریز قوم کی ہلاکت اور موت کے مترادف ہے۔ اس بحث کا اب یہ زمانہ نہیں رہا کہ لڑکیوں کو تعلیم دی جائے یا نہیں یہ منزل بہت پہلے طے ہو چکی ہے۔ اب تو دیکھنا یہ ہے کہ ان بچیوں کو کیا تعلیم دی جائے۔ ان کے لئے جو تعلیم مفید ہے وہ کہاں انھیں مل سکتی ہے۔ ہم پسند کریں یا نہ کریں مسلمان والدین اپنی لڑکیوں کو تعلیم کیلئے مدرسوں اور کالجوں میں بھیج رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے سبقت لیجا رہے ہیں۔

ایسی حالت میں ہمیں صرف انھیں یہ کہنا چاہیئے کہ ہمیں سب سے اول اپنی لڑکیوں کو سچی مسلمان لڑکیاں بنانا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ قوم کی ترقی کیلئے یہ لازم ہے کہ مرد اور عورت دونوں یکساں طور پر اپنی اپنی ذمہ داریوں اور اپنے فرائض کا پورا احساس رکھتے ہوں۔ اور یہ احساس فرض اور احساس خودی اس وقت ہی مرد اور عورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب وہ دونوں زیور علم سے آراستہ ہوں۔ ملک کی مختلف تعلیمی تحریکوں کے نتائج نے یہ بات ظاہر کر دی ہے کہ جو تعلیم مرد کے لئے ضروری ہے وہ تعلیم عورت کیلئے مفید نہیں۔ زندگی کے میدان میں مرد کی جگہ اور ہے اور عورت کی جگہ اور ہے۔ دونوں کو اپنی اپنی خاص جگہوں کے لئے اپنے آپ کو مسلح اور تیار کرنا ہے۔ عورت کا صحیح مقام گھر کی چار دیواری ہے اور مرد کا صحیح مقام دنیا کا ہر گوشہ۔ عورت کو اس علم کی ضرورت ہے جو اسکے گھر کو اسکے لئے، اسکے شوہر کیلئے اور اس کے بچوں کے لئے بہشت بنا دے۔ اور مرد کو اس علم کی ضرورت ہے جو دنیا کے ہر گوشہ کو امن اور سلامتی کی جگہ بنا دے۔ پس اپنی بچیوں کیلئے وہ تعلیم مفید ہے جو اس کو گھر کی اچھی ملکہ بنا سکے۔ مسلمان عورتیں اس باب میں خوش نصیب ہیں کہ انکے سامنے اپنی تاریخ میں ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں کہ جب عورتوں نے اپنی قوموں کی تقدیروں کو پلٹ دیا، ان عورتوں کی گود میں اولو العزم مسلمان، فاتح مسلمان، جرنیل مسلمان، مدبر اور حکیم اور فلسفی پیدا ہوئے۔ تاریخ اسلام کے خالد و طارق، احمد شاہ ابدالی۔ محمد بن قاسم ان سب کی عظمتیں اور شوکتیں ماں کی آغوش سے طلوع ہوئیں۔ آغوش مادر آغوش ملت ہے۔ خزف ریزوں سے بھر کر اس گود کی توہین نہ کیجئے۔ ہمیں اپنی بچیوں کیلئے آج اس تعلیم کی ضرورت نہیں جو ہماری لڑکیوں کو مغربی تہذیب کے مندر کی پجارن بنا دیں۔ اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری لڑکیاں سینماؤں اور بازاروں میں کھلے منہ پھریں اور طفل نو کو اپنی گود سے ایک بوجھ سمجھ کر پھینک دیں۔ اسکے برعکس ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ علم وہ حاصل کریں جس میں علمی اور مذہبی روح موجود ہو۔ بے معنی اور بے مصرف تعلیم زہر کا پیالہ ہے اس زہر سے ان کو بچایئے۔

مجھے یہ بات دیکھکر بیحد مسرت ہوئی کہ اس مدرسہ میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام ہر لحاظ سے احسن طریق پر ہو رہا ہے اور انھیں وہ تعلیم دی جا رہی ہے جسکا مطلب انکو صحیح مسلمان خواتین بنانا ہے۔ کتنا پاک اور نیک مقصد ہے۔ قوم وہی زندہ رہتی ہے جس قوم کی مائیں اچھی ہوتی ہیں اچھی ماؤں کی گود سے اچھی قومیں پیدا ہوتی ہیں اور بُری ماؤں کی گود سے بُری قومیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہر بڑے آدمی کی کامیابی اور عظمت کی وجہ ماں کی گود تھی۔ نپولین کا قول ہے کہ میری ماں نے بچپن ہی سے مجھے بہادری اور دلیری کے سبق دیئے میری عزت اور وقار کا راز میری ماں کی برگزیدہ ہستی ہے۔ یونانی حکیم ارسطاطالیس نے کہا کہ اسکی ماں بچپن میں یونانی مشاہیر کے قصے اسے سنایا کرتی تھی۔ ہر ملک اور ہر قوم نے ہر زمانہ میں ہر بڑے آدمی کا مستقبل اس کی ماں کی گود میں تعمیر ہوا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال بھی آغوش مادر کی یاد میں تا زیست سوگوار رہا ہے۔ پس جس درسگاہ میں بننے والی ماؤں کی تعلیم و تربیت ہو رہی ہو وہ درسگاہ کسقدر ہماری توجہ کی مستحق ہے۔

تعمیر مستقبل کی شرط اول، ملت کے مکتب اول کی حفاظت اور تربیت ہے۔ اور ملت کا مکتب اول ماں کی گود ہے اور اس آغوش مادر میں پرورش کرنے اور تربیت دینے کی صحیح صلاحیت اسی صورت میں آسکتی ہے کہ وہ دین حق اور شرع اسلام کے سانچے میں ڈھل چکی ہو۔ اسلامیان ہند کو مژدہ ہو کہ مدرسۃ البنات اسی آغوش کی تعمیر و آراستگی میں پورا حصہ لے رہا ہے۔

ملت اسلامیہ کو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتے ...

آدمی

آدمیت احترامِ آدمی + باخبر شو از مقامِ آدمی (اقبال)

(از جناب خواجہ فیض لودھیانوی - لاہور)

یہ نظم انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر کے سترھویں سالانہ مردانہ اجلاس میں پڑھی گئی۔

جس قدر دُنیا میں مخلوقات ہے + سب سے اشرف آدمی کی ذات ہے
اِس کی پیدائش میں ہے اُلفت کا راز + اِس کی ہستی پر ہے خود خالق کو ناز
اِس کی خاطر کُل جہاں پیدا ہوا + یہ زمیں یہ آسماں پیدا ہوا
عقل کا جوہر اِسے بخشا گیا + عِلم کا زیور اِسے بخشا گیا
اِس کے سر میں ہے نہاں ایسا دماغ + جس میں روشن ہے لیاقت کا چراغ
سوچ کر ہر کام کر سکتا ہے یہ + شیر کو بھی رام کر سکتا ہے یہ
یہ صفائی سے چٹانیں توڑ دے + اپنی دانائی سے دریا موڑ دے
مَن چلا ہے اس کی ہمت ہے بلند + ڈال سکتا ہے ستاروں پر کمند
اِس کو خطروں کی نہیں پروا ذرا + آگ میں کودا یہ سُولی پر چڑھا
اِس کے ہر انداز میں اعجاز ہے + عرش تک اِس نُور کی پرواز ہے
اِس کی باتوں میں عجب تاثیر ہے + خاک کا پُتلا نہیں اکسیر ہے
یہ اگر نیکی کے زینے پر چڑھے + ایک دن سارے فرشتوں سے بڑھے
اور اگر عِصیاں کی دلدل میں پھنسے + اِس کا درجہ کم ہو حیوانات سے
یہ کبھی رُوئی سے بڑھکر نرم ہے + یہ کبھی سُورج سے بڑھکر گرم ہے
ایک حالت پر نہیں اِس کا مزاج + ہر زمانے میں بدلتا ہے رواج
اَور تھا پہلے یہ اب کچھ اَور ہے + آئے دن اِس کا نرالا طور ہے
اِس نے بیحد رُوپ بدلے آج تک + اس کی تدبیروں سے حیراں ہے فلک
ڈاکٹر، تاجر، پروفیسر، وکیل + اِن کا ہونا ہے ترقی کی دلیل
اِس کے پہلو میں وہ دل موجود ہے + جو بھڑکنے میں نِرا بارود ہے
رِیل گاڑی، ریڈیو، موٹر، جہاز + اس کی ایجادوں کا قصہ ہے دراز

دستکاری میں بڑا مشاق ہے + جدّتوں کا ہر گھڑی مُشتاق ہے
کھول آنکھیں، جنگ کی رفتار دیکھ + دیکھ اِس کے خوفناک اوزار دیکھ
یہ کہیں حاکم، کہیں محکوم ہے + یہ کہیں ظالم، کہیں مظلوم ہے
آدمی جب غیر کے آگے جُھکا + آدمیت سے بھٹکتا ہی گیا
آدمی مِلنا بہت دُشوار ہے + خود خُدا کو آدمی درکار ہے
"آدمی" ہو آدمی بن کر رہو + ہر کسی کے ساتھ ہمدردی کرو
سچ اگر پوچھو تو بس وہ مرد ہے + جس کے دل میں دوسروں کا درد ہے

فیض پہنچاتا نہیں جو آدمی
اُس کو اپنی ذات سے ہے دشمنی

جالندھر کا فخر

(اَزجَناب اَبُونعِیم نِشتَرؔ جالَندھری)

یہ نظم استادِ سخن جناب نشترؔ جالندھری نے سالانہ جلسے کی تقریب پر ارشاد فرمائی۔

اللہ اللہ عجب خطۂ جالندھر ہے + خالقِ عِلم ہے، تہذیب کا پیغمبر ہے
یہ عمل گہ وہ ہے، ڈھلتے ہیں عناصر جسمیں + یہ وہ گہوارہ ہے پلتے ہیں اکابر جسمیں
قالِ رازیؒ ہے کہیں، حالِ ابوذرؓ ہے کہیں + شانِ سُقراط کہیں، اَوجِ سکندر ہے کہیں
ادب و شعر کے فردوس مہکتے ہیں یہاں + قدس کے زمزمہ پرداز چہکتے ہیں یہاں
گرم اس شان سے ہنگامۂ موسیقی ہے + رات دن گنبدِ آفاق میں گونج اس کی ہے
گوے و چوگاں کے کھلاڑی ہوئے ایسے پیدا + جن کی شہرت کا بجا سارے جہاں میں ڈنکا
رشک انگیز ہے اس خاک کی مردم خیزی + حیرت افزائے جہاں فہم و ذکا کی تیزی
یہ کمالات مسلّم ہیں زمانہ بھر میں + ایک چیز اَور بھی ہے خطۂ جالندھر میں
ہاں اُسی چیز سے ہمدوشِ فلک ہے یہ زمیں + صوبہ کیا، ملک میں بھی اسکی نظیر آج نہیں
فخر اُس چیز پہ جتنا بھی کرے یہ کم ہے + تیغِ مغرب کی جراحت کا وہی مرہم ہے
اپنے جوہر کے سبب شہرۂ آفاق ہے وہ + نئی تہذیب اگر زہر ہے، تریاق ہے وہ

کیا ہے وہ چیز؟ یہی مکتبِ تعلیمِ بنات + جس کے دامن سے ہے وابستہ مسلماں کی حیات
مشعلیں دینِ براہیمؑ کی روشن ہیں یہاں + بلبلیں باغِ محمدؐ کی نوا زن ہیں یہاں
عہدِ حاضر ہی کی تعلیم کہاں ہے اسمیں + کوثرِ علمِ الٰہی بھی رواں ہے اس میں
بچیاں جلوۂ توحید کی تصویریں ہیں + قوم کے مصحفِ تقدیر کی تفسیریں ہیں
کفر کے میکدے میں ساقیِ اسلام ہے یہ + صنم آباد میں اللہ کا پیغام ہے یہ
نور افشاں ہے یہاں صبحِ کتاب و سنّت + جس سے کافور ہو الحاد کی شامِ ظلمت
زمزم و کوثرِ دارین یہاں بہتے ہیں + ادبا مجمعِ بحرین اسے کہتے ہیں
بچیاں آج ہیں جو، کل یہی مائیں ہونگی + ان کی باتیں کبھی ملّت کی صدائیں ہونگی
اسی گہوارے میں تہذیب پڑی سوتی ہے + قوم اسی گود میں پل پل کے جواں ہوتی ہے
اَوجِ پر کوکبِ تقدیر اسی مکتب سے + قوم و ملّت کی ہے تعمیر اسی مکتب سے
گُل فشاں آج یہ گلزار ہے کسکے دم سے؟ + موجزن قلزمِ زخّار ہے کس کے دم سے؟
نخل بند اس کا بس اک پیرِ جواں ہمّت ہے + صاحبِ ضربِ کلیم ایک مَلک فطرت ہے
عرف عبّاس ہے جن کا، وہی عبدالحق ہیں + مجلسِ علمی و دینی کی یہی رونق ہیں
قوم پروانہ ہے اس کی، تو یہ پروانۂ قوم + لاکھ فرزانوں کا فرزانہ یہ دیوانۂ قوم
خشتِ بنیاد بھی، مزدور بھی، معمار بھی آپ + قصرِ مکتب کے ہیں بام و در و دیوار بھی آپ
لیلیِ قوم کا مجنوں بھی، حنابند بھی ہے + اللہ اللہ یہ بندہ بھی، خداوند بھی ہے
خدمتِ مدرسہ ہے خدمتِ ملّت گویا + عظمتِ مدرسہ ہے عظمتِ ملّت گویا

آبِ زر نصرتِ ملّت میں بہا دو اٹھو
فائدہ موقعِ زرّیں سے اٹھا لو اٹھو

اشارات

یہ رباعیات جناب پروفیسر شیتی ایم اے ایم او ایل نے سالانہ جلسے پر پڑھیں اور خاص و عام سب سے دادِ سخن حاصل کی (ادارہ)

تہذیب نئی اور تمدن بھی نیا
ہر بات میں عورت کا طریقہ ہے نیا
بے پردگیٔ زن ہو مبارک، لیکن
با پردہ حیا اچھی کہ بے پردہ حیا

نسوانیتِ زن کا ترقی، منظور!
اللہ کرے ان جذبوں سے سینے معمور
اتنا تو کہے مجھ سے کوئی رمز شناس
بدلے بھی ہیں قدرت کے قدیمی دستور

بازار میں ہوتی ہے وہی جنس گراں
گاہک کی نظر سے جو ذرا دُور رہے
ظلمات کے پردوں میں ہے جب آبِ بقا
عورت کو روا نہیں کہ مستور رہے؟

ہیں شرم وحیا آج روایاتِ قدیم
ہونے کو ہے آئینِ کہن میں ترمیم
کیا چاہتا ہے مرد کی غیرت کا مزاج
معصوم جہالت کہ گنہ کی تعلیم؟

جبتک رہے پردے میں نہالانِ چمن
در پردہ بہارِ حسن دکھلا بھی گئے
افسوس زمانے کی ہوا کے ہاتھوں
بے پردہ ہوئے پھول تو مرجھا بھی گئے

گلہائے عقیدت

(از حسان الہند جناب فضل جالندھری، مصنف "معجزات رسول" کی طرف سے مدرسۃ البنات جالندھر کے سترھویں سالانہ جلسے کی تقریب پر ۱۲ر اپریل ۱۹۴۲ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ کو عالی مرتبت خان بہادر کرنل مقبول حسن صاحب ہوم منسٹر بہاولپور صدر اجلاس کی خدمتِ گرامی میں کتاب "معجزات رسول" کی پیشکش کے ساتھ پیش کئے گئے۔)

جس بزم میں مقبولؔ کے جلووں کا سماں ہو
وہ خاک نشیں بزم نہ کیوں عرش مکاں ہو
ہر سینے میں اک لہر مسرت کی رواں ہے
اجلاس کا صدر آج سرافرازِ جہاں ہے
فریاد رس و چارہ گر و مونس و غم خوار
بے یاروں کا یار اور غریبوں کا مددگار
مظلوم کی کیفیتِ غم جاننے والا
بینائیٔ دل آنکھ سے پہچاننے والا

اے فخرِ قریش! ابرِ کرم، خلقِ مجسم!
اے کانِ سخا، جانِ وفا، محسنِ اعظم
اس گلشنِ مکتب میں مبارک تیرا آنا
عباس کا دل پھول کی مانند کھلانا

...مور تیرے نبیض سے گنجینۂ ہستی
...شن تیرے دیدار سے آئینۂ ہستی
...ندہ ہے تری ذات سے نام اہلِ کرم کا
... بندہ مقبول شہنشاہِ اُمم کا

...ریز تب و تاب سے ہیں تیری صلاتیں
...وتے ہوئے سجدوں میں گزر جاتی ہیں راتیں
...تی ہیں تمنائیں تیری خونِ جگر سے
...تا ہے سکوں قلب تیرا آہِ سحر سے
...شہور جہاں میں تیرا وصفِ ہمہ گیری
...للہ رے اس شانِ وزارت میں فقیری
...نازِ قریش اور نکو فکر نکو کار
...نصارِ مدینہ کا ہیں فرزند وفادار

لایا ہوں تیرے واسطے اک تحفۂ رنگیں
جو عشق کے متوالوں کو ہے موجب تسکیں
وہ تحفہ جو ہے آئینۂ رازِ محمدؐ
یہ پیش ہے گلدستۂ اعجازِ محمدؐ

سگھڑ سہیلی

(از جناب صاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

دنیاداری کا برتاؤ:- دنیا میں رہتے ہوئے سب سے بڑا سوال یہ پیدا ہوا کرتا ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ ہمیں رہنا سہنا پڑتا ہے۔ کام کاج کرنا پڑتا ہے اُنسے کس طرح برتاؤ کیا جائے کہ اُنسے نبھ بھی جائے اور ہم بھی اپنی شخصیت نہ بدلیں۔ ایسے لوگ مختلف مزاجوں اور طریقوں کے ہوتے ہیں۔ ان سے بہت سی باتیں ہماری نہیں ملتیں اور جب ہمارا جی ان سے ملنے کو نہ چاہے تو ان سے دوستانہ برتاؤ بیحد مشکل نظر آیا کرتا ہے۔ ایسا طریقہ ہونا چاہئے کہ دوسرے ہمارے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ ہم اپنے آپ کو ان سے بالاتر سمجھتے ہیں اور ہماری بات بھی رہ جائے کہ ہمارے خیالات بھی قائم رہ جائیں اور ہماری رائیں بھی بدلنے نہ پائیں۔ اپنے پاس والوں پر اعتراض کرنا بہت آسان ہے لیکن ہمیں ان کے خیالات سے کیسی ہی نفرت ہو انھیں انکے رکھنے کا اسی قدر حق ہے جسقدر ہمیں اپنے خیالات رکھنے کا ہے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمارے خیالات اور رائیں ہماری ذاتی چیز ہے۔ کوئی انھیں ہم سے ہماری اجازت کے بغیر لیجا نھیں سکتا۔ کوئی ہمیں انکے برعکس خیالات اور رائیں رکھنے کیلئے مجبور نہیں کر سکتا۔ ہم خود بدل لیں تو یہ اور بات ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ کوئی کمزوری کو دوستی کے معنوں میں نہ لے۔ کوئی شخص جس میں ذرا بھی خودداری ہو محض اپنے ہم پیشہ لوگوں سے نباہنے کیلئے اپنے خیالات بدلنا نہیں چاہتا۔ گو ایسے بھی ہیں جو بدل لیتے ہیں مگر وہ تھالی کے بینگن ہیں۔ ان میں ذہنی اور روحانی بینیدہ نھیں جو انسان کے لئے ضروری چیز ہے۔ ان میں یہ اہلیت ہی نھیں کہ وہ دوسروں کے حالات برداشت کرتے ہوئے مسکراتے رہیں اور یہ خیال کئے بغیر کہ دوسرے انکے متعلق کیا کہتے ہیں اپنے رستہ پر چلے جاتے ہیں ہم نے کمزور یا ڈھلمل یقین لوگوں کو کسی کے دل میں وقعت حاصل کرتے نہیں دیکھا۔ وقعت ہمیشہ اسکی ہوتی ہے جو آزاد رو ہو، اپنے دل کی کیفیت سے واقف ہو، خیالات رکھتا ہو ان پر جمے رہنے کی ہمت رکھتا ہو جسکے پاس ضمیر ہو۔ ہم نے دیکھا کہ جو لوگ شراب پینے جوا کھیلنے لگے جو ایک حد تک آجکل ایک دستور ہو گیا ہے۔ شروع میں انکا مذاق اڑا۔ انکے یاروں نے انھیں اپنے پاس بیٹھنے کے قابل نھیں سمجھا مگر آخر انھی لوگوں کی عزت انکے دلوں میں قائم ہوئی۔ انہوں نے اپنے دوستوں کو انکے طریقہ سے نہیں روکا۔ کیونکہ اسے اپنا متعلقہ کام نہیں سمجھا البتہ اپنے رویہ پر قائم رہے۔ اسی لئے وہ ریاکار نھیں کہلائے یہی طریقہ ہمیں اپنے ہر معاملہ میں برتنا چاہئے۔ جس فضا کو کوئی اپنے موافق نہ پائے اسے اسی طرح اپنے ساتھ والوں سے برتاؤ کرنا چاہئے۔ وہ اپنے طریقہ پر قائم رہیں اس طرح بھی وہ انکے دلوں میں اپنی وقعت قائم رکھ سکتے ہیں۔ اگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوں تو خود انکا کیا بگڑتا ہے۔ یہی نا کہ ایسوں کی دوستی ہاتھ سے جاتی رہتی ہے مگر ایسی دوستی بیکار ہے۔ اس کا جاتا رہنا ہی اچھا ہے کیونکہ اسکا دار و مدار عزت و آبرو پر نھیں۔ بہت سے آدمی اپنی زندگی میں ناکام رہتے ہیں کیونکہ وہ ہر ایک کی جس سے انھیں ملنے جلنے کا اتفاق ہو اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ وہ انکو اپنا ہم خیال

ود ہم ملائے بنانا چاہتے ہیں اور یہ ناممکن بات ہے زندگی کو ہموار گذارنے کیلئے حوصلہ مندانہ برداشت پیدا کرنیکی ضرورت ہے کیونکہ ہمیں یقین کرلینا چاہیئے کہ اگر ہم اپنے ملنے والوں کی بعض عادات پر اعتراض کرینگے تو وہ اپنی باری سے ہماری ان باتوں پر اعتراض کرینگے جو انھیں ناپسند ہیں۔

شادی کی تربیت:- کیلی فورنیہ امریکہ میں ایک کالج قائم ہے جہاں لڑکیوں کو شادی کی زندگی کی تعلیم دی جاتی۔ اسی سے خانگی زندگی کا بوجھ اٹھانیکی قابلیت حاصل ہوتی ہے۔ اس مدرسہ کی صدر معلمہ نے کامیاب شادی کی زندگی کے چند اصول بتائے ہیں:-

ذاتی صفائی:- یہ اصلی چیز ہے۔ اسکے بغیر اچھی زندگی بسر نہیں ہو سکتی۔

صورت شکل:- اچھے اور عمدہ کپڑوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صاف ستھری شکل صورت بیشقیمت چیز ہے اور اسی کی ضرورت ہے۔ دلہن کو ہر وقت اچھی نظر آنے کا طریقہ آنا چاہیئے۔ یہ بات کم آمدنی میں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

کام کا جوش:- دلہن کو اپنا کام کرنیکے نئے اور بہتر طریقے سوچنے اور ان پر عمل کرنیکی آرزو ہونی چاہیئے جسطرح بنے وقت گذارو کے طریقے سے اسے تسلی نہ ہوتی ہو۔

امنگ:- اسکے دل میں ترقی کی امنگ موجود ہونی چاہیئے کس مرحلہ سے یہ ترقی شروع کیجائے اسکی پروا نہ ہونی چاہیئے۔

شخصیت:- اسے ایسا مزاج پیدا کرنا چاہیئے جس سے سب خوش ہو جائیں۔ اسکے لئے اسے اچھا طرز نشست و برخاست، ارادہ اور رویّہ کی مضبوطی، دوسروں کے ساتھ نباہنے کی قابلیت حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔

دیانتداری:- وہ قابل اعتبار اور بات کی پوری ہونی چاہیئے اس مدرسہ میں سینا اور پکانا ہی نہیں سکھایا جاتا اسکے اور مضمون یہ ہیں:- خاندانی تعلقات۔ بچہ کی مزاجداری خرچ و استعمال کے مسئلے خانہ داری۔ غذا اور پرورش۔ کپڑے گھر بنائے رکھنا۔

بات چیت کا طریقہ:- بات کرنے کا ڈھنگ آنا ہو تو جہاں بیٹھنے کا اتفاق ہو پاس والیاں آنکھوں پر بٹھائیں۔ اگر بات کرنی نہ آتی ہو تو جنھیں کچھ محبت اور لحاظ بھی ہوتا ہے وہ بھی بگڑ جاتی ہیں۔ اسلئے پچھلوں نے کہا ہے کہ بات کرنے سے آدمی کے عیب و ہنر ظاہر ہو جاتے ہیں مجلس میں ایسی خاموشی بھی بُری کہ سب یکلخت چپ ہو گئے۔ اب کوئی مضمون نہیں سوجھتا۔ ایسی بک بک بھی بری کہ لوگ سنتے سنتے اکتا جائیں باتیں کرنے کا موقعہ دوسروں کو بھی دینا چاہیئے۔ اور خود جب دیکھے کہ گفتگو بگڑی اس میں ایسے لقمے دیدیئے کہ اس میں جان پڑ گئی اور سب کی توجہ اس بات کی طرف ہو گئی۔ ہر ایک سننے کی بجائے ایسی بات چیت میں خود لگ جائے گا۔ دوسروں کو بات کرنے دینا چاہیئے بات کاٹنی بہت بری ہے۔ اپنے ذاتی حالات کی بھرمار مجلس کو پریشان کردیگی شیخی کی گفتگو سب سے زیادہ بُری ہے۔

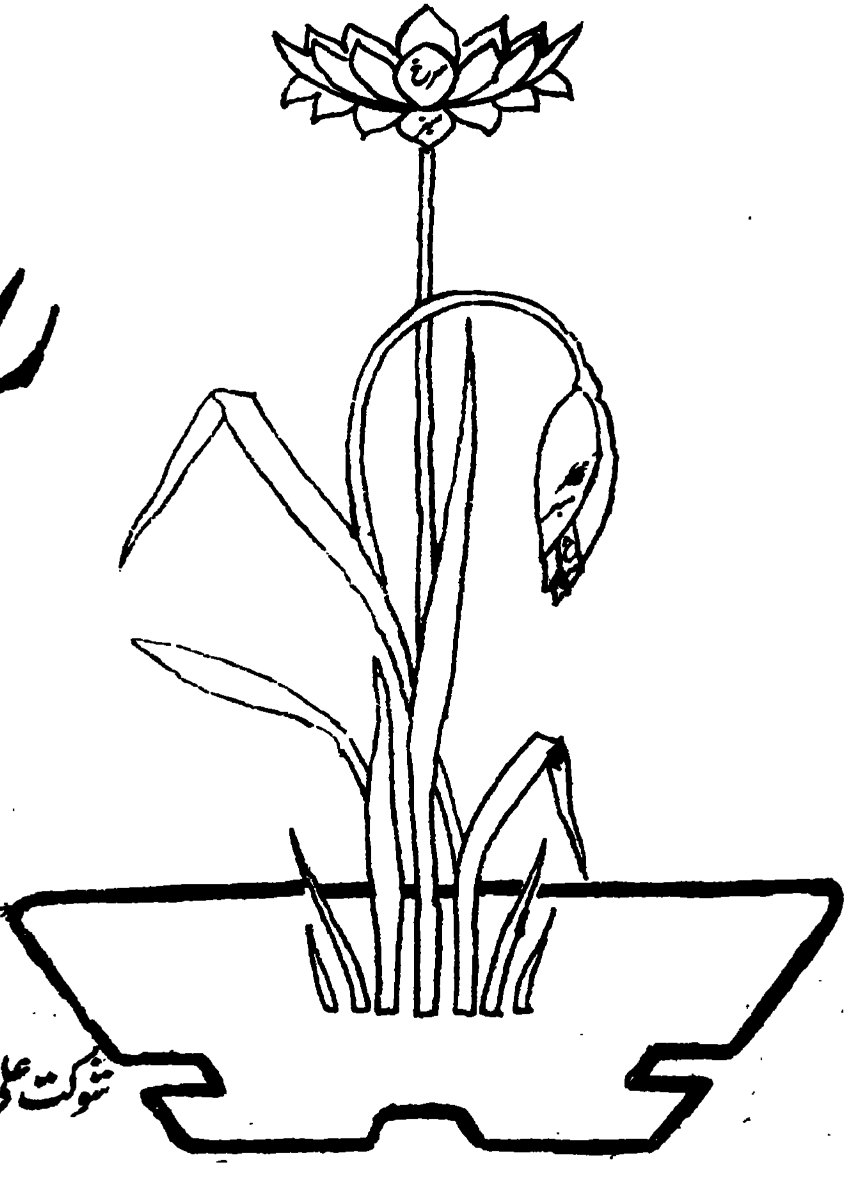
چٹکلے:- تازہ دودھ کی ایک بوتل میں چار رتی سوڈا بائیکارب ملا لیں اور کاک لگا دیں کئی روز تک دودھ خراب نہ ہوگا۔

چونہ (سفیدی) نصف اونس۔ انڈے کی زردی ایک اونس سب کو آپس میں ملا کر کانچ پر لگا کر جوڑیں۔ ٹوٹا ہوا جڑ جائے گا۔ (دو اونس برابر ہے ایک چھٹانک کے)

ہنڈیا میں نمک زیادہ ہو گیا ہو تو سر کنڈے کا گودا شوربہ میں ڈالدیں وہ نمک چوس لیگا۔ یا کیکر کا کوئلہ یا جنڈ کا کوئلہ ڈالدیں وہ بھی جذب کرلیگا خود کڑوا ہو جائیگا۔ کوئلہ زمین میں دبا دیں کیونکہ وہ زہریلا ہو جاتا ہے اسکو پھینک دینا چاہیئے

کشیدہ کاری





شوکت علی سینٹیری انسپکٹر مکیریاں

جلد ۸ نمبر

مستورات اور بچوں کا ... تعلیمی اور اصلاحی

[illegible]

مُدیرہ حُمَیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱۔ "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۳۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئیے۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہوسکیگی۔
۳۔ چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ/) - ممالک غیر سے چار شلنگ - فی پرچہ ۲ز
۴۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا۔
۵۔ کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہئیے۔
۶۔ خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہوسکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱۔ یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے۔ اسلئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مد نظر رکھا جائے۔
۲۔ زبان صاف اور سلیس ہونی چاہئیے۔
۳ روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں۔
۴ مضمون مختصر ہو۔
۵۔ مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا۔
۶۔ پورا پتہ لکھئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہوسکیگا۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱۔ کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا۔
۲۔ کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے۔
۳۔ اُجرت بہرحال پیشگی۔

جمال برقی پریس بیرون [illegible] روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۱	جون سنہ ۱۹۴۲ء - جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۱ھ	نمبر ۱۲

لائل پور کی طرف

(از محترم جناب نور الدین بٹ جنرل سیکرٹری انجمن مدرستہ البنات)

حضرت المکرم خان بہادر مولوی فتح الدین صاحب او۔ بی۔ ای، پرنسپل زراعتی کالج لائلپور، انجمن مدرسہ کے رکنِ رکین اور مدرستہ البنات کے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سرپرستوں میں سے ہیں۔ امسال ناسازیٔ طبع اور اطباء کی ممانعت وغیرہ عوائق کی وجہ سے مدرسہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر تشریف نہ لاسکے، یکصد روپیہ بمد اعانت مدرسہ ارسال فرمادیا تھا لیکن یہ احساس فرماتے ہوئے کہ اس درسگاہ کے قیام و بقا کی ضروریات، جو دخترانِ اسلام کی شائستہ و بائستہ تعلیم کے لئے ایک نمونہ کی درسگاہ ہے اور جس کا بجز توکل علی اللہ کے کوئی سرو سرمایہ نہیں۔ اس دورِ فتن میں صالحین امت کے دستِ کرم اور نگاہِ لطف کی باضطراب و اضطرار نیازمند ہیں، آنجناب نے مدیر مدرستہ البنات (حضرت عبد الحق عباسی) کو لائلپور آنے کی دعوت دی۔ جناب مدیر نے علی الفور اس دعوت الی الخیر پر لبیک کہی اور مرض سے ذرا افاقہ ہونے پر راقم الحروف کو معیت میں لیکر روانہ ہوئے۔ لائلپور کے سٹیشن پر خان بہادر جناب مولوی صاحب ممدوح کے فرزند ارجمند مولوی فخر الدین صاحب بی۔ اے، تشریف لائے ہوئے تھے۔ چار روز آنجناب کی کوٹھی پر نہایت پُر آسائش قیام رہا۔ عالیجناب خان بہادر شیخ نور محمد صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لائلپور اور جناب خان شیخ عبد المجید صاحب سشن جج لائلپور نے وسیع پُر تکلف ضیافتوں سے کریمانہ مہمان نوازی فرمائی۔

جلسہ: دوسرے دن شبانہ جلسہ اور مولوی عبد الحق عباسی صاحب کی تقریر کا اعلان ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت کو ممدوح الصدر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے شرفِ قبول بخشا تھا، جلسہ کا اہتمام نہایت شاندار تھا، لوڈ سپیکر کا انتظام تھا، حضار باوقار کی تعداد ہزاروں کی تھی۔ جناب صدر عالیقدر نے نہایت شرح و بسط سے حضرت مولانا عبد الحق صاحب کا تعارف کرایا اور ان کے کام کی نہایت بلیغ تعریف فرمائی۔ مولوی صاحب تقریر کے لئے کھڑے تو ہوئے لیکن غیر معمولی ضعف نے طاری ہو کر عذر ناتوانی کے اظہار کی بھی

...ازت نہ دی۔

جناب محترم مولوی عبدالباری صاحب بی۔اے شمولِ وفد کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ آنجناب نے مدرسۃ البنات جالندھر کے مقاصد عالیہ پر ایک دلپذیر و مبسوط تقریر فرمائی۔

اس کے بعد

جناب صدر معظم

نے تقریر فرمائی۔ تقریر کیا تھی، سراپا تاثیر، سلاست و فصاحت کا دلچسپ نمونہ اور معانی بلیغہ کی منہ بولتی تصویر۔ مدرسۃ البنات کے اغراض صالحہ اور مقاصد عالیہ کی تشریح، نصاب تعلیم و مناہج تدریس کی تفصیل، ثمرات و نتائج کی تفسیر اس خوبی سے کی گئی کہ مدرسۃ البنات سامعین کرام کے سامنے عین بین متشکل ہوگیا۔ اثنائے تقریر میں زندہ دلان لائلپور کے سامنے ایسی مفید اور ایثار آموز تجویز پیش فرمائی، کہ اگر اسی ایک زریں تجویز کے مطابق ہندوستان کے مسلمان ایسی ایثار پیشگی کے لئے آمادہ ہو جائیں تو ان کا کوئی ملی کام رُکا نہ رہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگ متواتر و مسلسل بہت چندے دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں۔ میں آپ سے الحال کسی نقد عطیہ کی درخواست نہیں کرونگا۔ بلکہ التماس کرونگا کہ آپ روزانہ استعمال کی اشیاء میں سے کسی ایک شے کو مدرسۃ البنات کے لئے دو ماہ تک متروک رکھیں اور اس ایثار اور تیاگ سے جو رقم آپ محفوظ کر سکیں وہ مدرسۃ البنات کو عطا فرمائیں۔ اور ہم دو ماہ کے بعد دیکھینگے کہ آپ نے اس درسگاہ کے قیام و بقا کے لئے فی سبیل اللہ کتنا ایثار کیا ہے جس کا مسلمانوں کے گھروں کو انوارِ عرفان و قرآن سے منور رکھنے کے لئے قائم رہنا ضروری ہے

یہ ملخص ہے اس تجویز کا جسکو جناب صدر معظم نے اپنے مخصوص دلپذیر انداز میں بیان فرمایا۔

مگر سبقت کرنے والے نیکی میں تعویق کہاں برداشت کرسکتے ہیں۔ جناب مولوی عبدالباری صاحب نے اپنی جانب سے یکصد روپے کا اعلان یہ کہکر کر دیا کہ یہ حقیر رقم پیش کرتا ہوں ورنہ اس مدرسے کے لئے تو ساری جائیداد فروخت کرکے دے دینا بھی کم ہے

پچاس روپیہ کا اعلان حضرت الحاج میاں فتح اللہ صاحب رئیس اعظم عبداللہ پور نے فرمایا۔

میاں منورالدین صاحب صدیقی نے پانچ روپے مرحمت فرمائے

جناب صدر معظم نے فرمایا کہ میری ثروت تو مولوی عبدالباری صاحب کے برابر نہیں ہے مگر یکصد روپیہ میں بھی (ماہ جون ۴۳ء میں) ادا کردونگا۔

عالیجناب خان بہادر شیخ نور محمد صاحب ایک محبوب القلوب ڈپٹی کمشنر ہیں۔ خدائے پاک نے ذات گرامی میں وہ حسن تدبر، حسن سیاست، اور حسن اخلاق ودیعت فرمایا ہے کہ لائلپور کی جمہور آپکو اپنے حق میں آیۂ رحمت خداوندی اور سایۂ رأفت الٰہی سمجھتی ہے، اور ہر کہ ومہ کے دل میں آپکی محبت و عقیدت جاگزیں ہے اور یہ وہ سعادت ہے جو بہت کم حکام کو نصیب ہوتی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آنجناب مدرسۃ البنات کے بہت قدیم قدرشناسوں اور کرمفرماؤں میں سے ہیں۔ اور ہم خدائے پاک سے ان کی ترقی درجات اور طول حیات کے خواستگار ہیں۔

جلسہ کے بعد اسی سلسلے میں جو رقوم وصول ہوئیں ان

تفصیل حسب ذیل ہے :-

جناب میاں مولا بخش صاحب آڑھتی . . . ۳۰/-/- روپے

جناب چودھری صاحبدین صاحب میونسپل کمشنر ۲۰/-/-

جناب خواجہ غلام حسین صاحب ایگزیکٹو آفیسر ۱۰/-/-

چنیوٹ

۱۸ مئی ۱۹۴۲ء پیر کی شام کو ایک وفد چنیوٹ کو روانہ ہوا۔ ارکان وفد حسب ذیل تھے :-

(۱) خانبہادر مولوی فتح الدین صاحب او بی ای پرنسپل لائلپور زراعتی کالج۔

(۲) میاں صلاح الدین خانصاحب حنیف ای۔ اے۔ سی۔

(۳) مولانا عبدالحق عباس صاحب۔

وفد مذکور جناب الحاج چودھری طفیل محمد صاحب سب جج چنیوٹ کی کوٹھی پر فروکش ہوا۔ لیکن سوء اتفاق سے خواجگان چنیوٹ ایک عزیز کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے، اسلئے کسی دوسرے روز کی حاضری پر ارادے کو ملتوی کرکے واپس آنا پڑا + زندہ باد جناب شیخ محمد امین صاحب رئیس اعظم چنیوٹ!

وفد کی واپسی کے تیسرے روز شیخ صاحب موصوف خود لائلپور تشریف لے آئے اور آنجناب نے مبلغ دو سو روپیہ نقد ارکان وفد کو پیش کیا۔ شیخ صاحب موصوف چند روز بیشتر جناب الحاج چودھری طفیل محمد صاحب سب جج کی وساطت سے مبلغ پچاس روپیہ مدرسۃ البنات کو عطا فرما چکے تھے۔

جناب شیخ میاں محمد صاحب رئیس اعظم لائلپور:

غالباً ۱۷ تاریخ کو شیخ صاحب موصوف کے دفتر میں حاضر ہوئے، آپکے دل میں اسلام اور مسلمانوں کی بہبود کا صادق جذبہ موجود ہے۔ آپ نے کچھ رقم بھیجنے کا وعدہ فرمایا اور یکصد روپیہ ارسال فرما دیا۔

جناب کے اے رحمٰن صاحب پروفیسر زراعتی کالج لائلپور

آنجناب نے مبلغ دو صد روپیہ کالج کے محترم سٹاف سے فراہم کرکے عطا فرمایا ہے۔ جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ہم جناب پروفیسر صاحب موصوف کی اس عنایت اور محترم سٹاف کے ان عطیات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سیریلیسٹ سیکشن ۴/-/- روپے + تیل سیکشن ۱۰/-/- روپے

چودھری عبدالاحد صاحب ۵/-/- + فروٹ سیکشن ۱۰/-/-

امدادی فنڈ ۲۵/-/- + کاٹن ریسرچ سیکشن ۱۵/-/-

مائیکالوجی سیکشن ۱۱/-/- + مکینیکل سیکشن ۲۵/-/-

آنٹومالوجی سیکشن ۵۰/-/- + زراعت سیکشن ۲۶/-/-

جناب ڈاکٹر ایچ نکے بھٹی صاحب ۵/-/- + لائلپور زراعتی فارم ۶/-/-

مسٹر ایس ایم ناصر صاحب ۲/-/- + جناب ملک غلام محمد صاحب ۲/-/-

مسٹر منور الدین صاحب ۲/-/- + میزان کل = ۲۰۰/-/-

محترمہ حمیدہ سلطانہ صاحبہ بنت خان بہادر مولوی فتح الدین صاحب اطال اللہ بقاءہا :

آپ مدرسۃ البنات کی سابقات و رشیدات تلمیذات میں سے ہیں۔ ہمیشہ اپنے مدرسہ کی ہر ممکن امداد میں کوشاں رہتی ہیں۔ آپنے اعانت مدرسہ کے لئے حسب ذیل رقومات فراہم کرکے عطا فرمائیں۔

محترمہ حمیدہ سلطانہ صاحبہ ۱۰/-/-

محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ بنت مولوی نظام الدین صاحب (مرحوم) ڈپٹی کلکٹر نہر ۱/-/- انہار

محترمہ سیدہ سلطانہ صاحبہ بنت مولوی نظام الدین صاحب (مرحوم) ڈپٹی کلکٹر انبالہ -/-/۱
محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر مولوی فتح الدین صاحب : -/-/۱۲
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری سلطان علی صاحب پروفیسر زراعتی کالج -/-/۱
محترمہ بیگم صاحبہ جناب عبد الستار صاحب " " " -/-/۵
محترمہ بیگم صاحبہ جناب ظفر عالم صاحب " " " -/-/۲
محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد حامد خان صاحب " " " -/-/۵
محترمہ بیگم صاحبہ جناب امانت علی خان صاحب " " " -/-/۵
محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر شیخ نور محمد صاحب ڈپٹی کمشنر -/-/۵
محترمہ بیگم صاحبہ جناب فیروز الدین قریشی صاحب سینئر سب جج -/-/۱
محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ پروفیسر گرلز انٹرمیڈیٹ کالج -/-/۱
محترمہ بیگم صاحبہ خواجہ غلام حسین صاحب ایگزیکٹو آفیسر -/-/۵
جناب ڈاکٹر خان محمد صاحب موضع پور تحصیل گوجرہ شنکر -/-/۱

میزان -/-/۵۵

جناب چوہدری فیض محمد صاحب جاگیردار و ذیلدار ٹوبہ ٹیک سنگھ -/-/۲۵
جناب شیخ محمد حسین صاحب رئیس چنیوٹ ضلع جھنگ -/-/۱۰۰

آخر میں ہم بغایت ممنونیت جناب المحترم میاں صلاح الدین صاحب حنیف ای اے سی، جناب المکرم الحاج چوہدری طفیل محمد صاحب سب جج اور جناب محترم شیخ غلام محی الدین ایم اے پروفیسر اور جمیع معاونین کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدائے پاک ان کو دنیا و آخرت میں بہترین جزا مرحمت فرمائے آمین ثم آمین +

ہمارا مدرسۃ البنات

(از عزیزہ شہناز ملک سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات)

آج علی الصباح میں بیدار ہوئی تو میرا دل تاثرات سے پُر تھا۔ میں نہیں جانتی کیوں۔ ہاں البتہ اتنا ضرور خیال تھا کہ میری عنقریب سکول کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔ سکول نے میری سال بھر خدمت کی لیکن میں نے سکول کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دی۔

چونکہ سالانہ امتحان ہونے والا ہے۔ موجودہ جنگ نے اپنے خوفناک اثرات سے زمانے بھر کو مکدر کر رکھا ہے۔ اسلئے حالات ناگفتہ بہ ہو رہے ہیں۔ میں نہیں جانتی کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔ ہمارا مستقبل درخشندہ ہے یا تاریک۔ ہاں اگر کوئی چیز تسلی دلا سکتی ہے تو وہ ہماری قابل صد افتخار معلمات کی جانسوز سعی اور پیہم نوازش ہے

باڈہ نکودر کے شمال مغربی کونے میں ایک زرنگار نامی کوٹھی ہے جسکے دروازے پر مدرسۃ البنات کا سائن بورڈ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ جب عمارت کی گرد و پیش حالت کو دیکھا جائے۔ یعنی کھیل کے میدان۔ درس کے کمرے اور دیگر لوازمات وغیرہ تو انسان ایک گہری فکر میں ڈوب جاتا ہے کہ کیا یہ ایک غریب قوم کی نوجوان بچیوں کی درسگاہ ہے جو ایک سادہ نیلے لباس میں ملبوس تہذیب حاضر کے حیا سوز تاثرات سے محفوظ نہایت سرگرمی سے دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں انسان ان کی اس سادگی اور شرافت کو دیکھکر یہ نہ خیال کرے کہ ان کا مستقبل تاریک ہوگا۔ نہیں بلکہ دیگر اقوام کی خواتین سے بڑھکر آئندہ زمانہ میں اوج ثریا سے ہمدوش ہونگی۔ کیونکہ یہ سیلاب فرنگ کی رو سے بچی ہوئی ہیں۔

زرنگار کو مدرسۃ البنات کی عمارت کہتے ہیں۔ نہ وہاں فیشن پرستی ہے نہ دقیانوسیت ہے۔ اور نہ وہاں امارت سے مغلوب کرنے والے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں اگر کوئی چیز

نظر آتی ہے۔ تو اسلامی تہذیب و تمدن اور لڑکیوں میں اسلامی مساوات و حریت اور خودداری کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش اور بس۔

میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ ہم سے ہمارے فخر روزگار پرستار اسلام بانی مبانی مدرسۃ البنات کو کیا فائدہ ہوا؟ ہاں ہمیں جو کچھ فائدہ ہوا۔ میں بلاکم و کاست بیان کر دیتی ہوں۔ انکی مخلصانہ مساعی سے ہماری مسلم نوجوان بہنوں کی عزت و عفت کی حفاظت کا سامان مہیا ہو گیا۔ ہمیں ڈانس اور عریانی کے دوزخی عذاب سے نجات ملی سب سے بڑا احسان قوم پر یہ کیا کہ وہ مقدس آسمانی صحیفہ جو ریشمی غلاف میں لپٹا ہوا مدت سے گلدستۂ طاقِ نسیان ہو چکا تھا اب اسکو دوبارہ ہمارے ہاتھ میں دیا۔ نیز بتایا گیا کہ یہ ہے رہبر راہ حیات اور یہی ہے صحیح رہنمائے زندگی، اسکی ہدایتوں پر عمل کرو۔ اور نماز کو قائم کرو کیونکہ اسکے بغیر تم مسلمان نہیں کہلا سکتیں۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن + نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

پھر ہمیں قرآن کی زبان، رسولِ خدا کی زبان یعنی عربی سکھانے کا آسان و مفید نصاب تیار کر دیا کہ اسکے بغیر نہ قرآن فہمی کا صحیح ملکہ پیدا ہو سکتا ہے اور نہ عالمگیر اخوت اسلامی کی بنیاد قائم ہو سکتی ہے۔ سوچئے اور کہئے کہ اس سے بڑھ کر اس وقت ہم پر اور کیا احسان ہو سکتا ہے۔

انکی عنایات پر ہم انکو کیا صلہ دیتے ہیں۔ صرف ایک ہلکی سی مسکراہٹ۔ مدرسۃ البنات سولہ برس سے اپنے مشن کو پورا کر رہا ہے۔ اللہ انھیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات بھی تقسیم ہوتے ہیں۔ دستکاری کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ لڑکیوں کو سوسائٹی میں مفید و قابل قدر بنانے کیلئے تقاریر کی مشق کرائی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ یہ تمام علمی کوششیں، یہ تمام ذہنی کاوشیں جہاں ہمارے فرشتہ سیرت، نیک دل ہمدرد "آقا" (عبد الحق عباس) مدظلہ العالی کے دل و دماغ کی پر اسرار قوتوں کی عملی نمائشیں ہیں وہاں ہماری معزز معلمات کی مخلصانہ مساعی اور مشقت کوشی کا مظہر ہیں۔ جن کا یہ تو عمل دختران اسلام کے دل و دماغ کو منور کر کے انھیں زندگی کی شاہراہ پر عمل پیرا کر رہا ہے

لمحہ بہ لمحہ یہ تعلیمی مشن طالبات کو زندگی کے دشوار گزار راستوں سے بلاخوف و خطر گزر رہا ہے۔ سینوں میں بلند مقاصد اور پاکیزہ عزائم لئے فطرت کے پوشیدہ اسرار کی جستجو میں یہ معصوم قافلہ اللہ کی رحمت کے سائے تلے چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالے اسے ہمیشہ رواں دواں رکھے اور اسکا محافظ ہو۔

یہ نہیں کہ مسلم خواتین کے لئے کوئی اسلامیہ سکول یا کالج نہیں بلکہ لڑکیوں کے سکول اور کالج بکثرت بڑھ رہے ہیں لیکن یونیورسٹی کی بے مصرف بلکہ تباہ کن تعلیم نے جو برے اثرات قوم پر کئے ہیں ان سے بچیوں کو محفوظ رکھنے اور اسلامی طریقہ پر انکی نشو و نما کرنے میں جو حصہ مدرسۃ البنات نے ادا کیا ہے وہ اسے بہت مشرف و فائق کر گیا ہے۔

اگر مسلم بھائی اپنی پوری توجہ مدرسۃ البنات کی طرف مبذول فرمائیں تو یقیناً یہ درسگاہ مسلمات کی بہت زیادہ خدمت ادا کرے ہر مسلم اور مسلمہ سے میری استدعا ہے کہ وہ ہمارے دستگیر بنیں خدا کرے کہ مدرسۃ البنات علی شان کے اعتبار سے جامعہ ازہر کا نمونہ ہندوستان میں پیش کر سکے۔

ضروری اطلاع: "مسلمہ" کے پرانے خریداری نمبر تمام تبدیل کر دئے گئے ہیں۔ خریدار صاحبان نئے خریداری نمبر نوٹ فرما لیں۔ خط و کتابت میں ان نئے نمبروں کا حوالہ ضروری ہے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف + "منیجر"

ضروری التماس :-

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے آئندہ رسالہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع کر دی جائے۔ نئے خریداری کا حوالہ دینا ضروری ہے

منیجر

ہمارے نبی کریمؐ

از محترمہ انور جہاں بیگم - بہادر گڈھ

یہ چیز کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں افضل و اعلیٰ ہیں قرآن مجید و احادیث نبویؐ سے تو ظاہر ہی ہے لیکن اگر ہم اس بات کا عقلی ثبوت چاہیں تو بڑی آسانی سے مل جاتا ہے۔ دنیا میں جس قدر بھی کائنات ہے۔ اسے فلاسفروں نے تین اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ اول جمادات جن سے مراد پتھر کنکر وغیرہ ہیں۔ دوسرے نباتات جس میں درخت پودے وغیرہ شامل ہیں۔ تیسرے حیوانات جن میں تمام جاندار شامل ہیں۔ مرتبہ کے لحاظ سے نباتات جمادات سے اعلیٰ ہیں کیونکہ نباتات میں بعض ایسی خصوصیات موجود ہیں جو جمادات میں نہیں ہیں۔ مثلاً پتھر ہل جل نہیں سکتا۔ یونہی کا یونہی ایک جگہ بے بس پڑا رہتا ہے۔ مگر درخت و پودے اپنی جگہ کھڑے کھڑے نشو و نما پاتے ہیں۔ اسی طرح حیوانات نباتات سے بھی اعلیٰ و ارفع ہیں۔ کیونکہ حیوانات اپنی مرضی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ اپنی مرضی سے کھاتے پیتے ہیں۔ خود حیوانات میں مختلف مراتب کے جاندار ہیں۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ انسان تمام حیوانات میں اعلیٰ و ارفع ہے لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان افضل المخلوقات ہے۔ انسان نہ صرف مکمل طریقہ سے اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے بلکہ اس میں ایک ایسا جوہر موجود ہے جو دیگر حیوانات میں نہیں پایا جاتا۔ اس جوہر کا نام عقل ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ جملہ انسانوں میں اعلیٰ و ارفع ہونے کا کیا معیار ہے۔ کسی چیز کی کمی یا بیشی کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں انسان اعلیٰ و ارفع ہے۔ ظاہر ہے کہ انسانیت ہی انسان کے اعلیٰ و ارذل ہونے کا معیار ہو سکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ دولت اور حاصل کئے ہوئے خطابات کبھی بھی انسان کے اعلیٰ و ارفع ہونے کا معیار نہیں ہو سکتے۔ انسانیت سے کیا مراد ہے۔ اس کے معلوم کرنے کے لئے ہم کو خود لفظ انسان پر غور کرنا چاہئے۔ یہ ایک عربی لفظ ہے جو انس سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں محبت۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کے اعلیٰ و ادنےٰ معلوم کرنے کی کسوٹی اس کی وہ محبت ہے جو دوسرے انسانوں کے واسطے رکھتا ہے۔ جس طرح انسان مختلف مزاج رکھتے ہیں۔ کوئی زیادہ غصیل ہے کوئی کم۔ اسی طرح ہر ایک انسان میں اس محبت کی مختلف مقدار ہے۔ ایک شخص ہے جو اپنے عزیز و اقارب وغیرہ سے محبت رکھتا ہے۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔ ان کی بھلائی میں کوشاں رہتا ہے۔ دوسرا شخص ہے کہ جس کی محبت کا دائرہ پہلے شخص سے وسیع تر ہے۔ وہ نہ صرف اپنے عزیز و اقارب سے محبت رکھتا ہے بلکہ اس کے دل میں اپنے شہر کے تمام لوگوں کے واسطے

محبت ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ اس کے سارے شہری بھائی راحت کی زندگی بسر کریں۔ ایک تیسرا شخص ہے جو نہ صرف اپنے عزیز و اقارب اور شہر والوں سے محبت رکھتا ہے بلکہ اس کے دل میں اپنے ملک کے تمام افراد کے واسطے محبت اور تڑپ ہے۔ ایک چوتھا شخص ہے جس کی محبت کا دائرہ اس سے بھی وسیع تر ہے۔ وہ دنیا بھر کے جملہ انسانوں سے محبت کرتا ہے۔ اس کی خواہش یہ نہیں ہوتی کہ میری فلاں چیز سے صرف میرے عزیز و اقارب یا شہری بھائیوں کو فائدہ پہنچے بلکہ اس کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ دنیا بھر کے انسانوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ ظاہر ہے کہ جو مرتبہ دوسرے شخص کا ہو سکتا ہے وہ پہلے کا نہیں ہو سکتا اور جو تیسرے کا ہو سکتا ہے وہ پہلے کا نہیں ہو سکتا اور چوتھے شخص کا مرتبہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

حضورؐ کی تعلیم قرآن مجید اور احادیث نبوی اور خود حضورؐ کی سوانح حیات میں موجود ہے۔ اگر ہم سرسری نگاہ سے بھی ان کا مطالعہ کریں تو ہمیں صاف ظاہر ہو جائیگا کہ صرف ہمارے نبی کریم ہی ایک ایسے شخص تھے کہ جن کے دل میں انسانیت کی زیادہ سے زیادہ مقدار موجود تھی۔ جو دنیا بھر کے نہ صرف تمام انسانوں سے حقیقی اور مخلصانہ محبت و اُلفت رکھتے تھے بلکہ انسانوں سے علاوہ جانوروں سے بھی ہمدردی رکھتے تھے۔ صرف آپ ہی وہ واحد شخص ہیں جنھوں دنیا والوں کے لئے ایک ایسا بہترین دستور پیش کیا ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے زیادہ سے زیادہ انسانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

آپ کو پتہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے سے پیشتر غریب۔ کمزور۔ نادار انسانوں کی کیا حالت تھی۔ بچارے غلامی کے پھندوں میں جکڑے جاتے تھے۔ ان بچاروں کو اپنی ملکیت میں کر کے ان پر طرح طرح کی سختیاں کی جاتی تھیں۔ ان سے محنت مشقت لی جاتی تھی۔ پیٹ بھر کر روٹی انھیں نصیب نہیں ہوتی تھی۔ صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ غلامی اپنی پوری بھیانک صورت میں تمام دنیا پر مسلط تھی۔ حضورؐ نے ہوش سنبھالتے ہی اسکی طرف توجہ کی۔ لوگوں کے خیالات بدلنے شروع کئے۔ آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں میں اپنے ماتحتوں کی عزت اور وقعت پیدا کرنی شروع کی۔ غلاموں کو آزاد کرنے کی رغبت دلائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غلام آزاد ہوگئے۔ ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہونے لگا۔ پھر دیکھنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگرچہ عملی طور پر اسلام نے غلامی کا بالکل خاتمہ کر دیا تھا مگر غلام رکھنے کو حرام نہیں قرار دیا۔ کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا وقت آئے کہ انسانوں کی تعداد اس قدر بڑھ جائے کہ تمام انسانوں کو کسب مالی کے مواقع نہ میسر آسکیں بیکاری بڑھ جائے۔ ایسی صورت میں اگر کچھ لوگ کسی متموّل آدمی کے ماتحت ہو کر رہیں تو اس میں کچھ ہرج نہیں ہے بلکہ اس قسم کی بیکاری دُور کرنے کا بہترین اور اعلیٰ حل ہے۔ کیونکہ اسلام نے غلاموں کے ساتھ جو سلوک مقرر کیا ہے وہ آزاد انسانوں کے ہم پلّہ ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ دنیا میں عورتوں کی کیا حالت رہی ہے عرب میں تو زندہ لڑکیوں ہی کو دفن کر دیا جاتا تھا۔ ایک ایک شخص دس دس بیس بیس عورتوں کو گھر میں ڈالے رکھتا تھا۔ ان کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا جاتا تھا۔ یورپ میں عورتوں

کی کوئی حقیقت ہی نہیں تھی وہ مرد کی ایک ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ باپ کی جائیداد میں اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ بعض ملکوں میں تو باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی اپنے سب سے بڑے لڑکے کی وراثت میں آ جاتی تھی۔ خود ہندوستان میں بچاریوں کی بری گت تھی۔ یہاں بھی اسے مرد کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ اسے ایک بری چیز قرار دیا جاتا تھا۔ خاوند کے مرنے کے بعد بچاری عورت کو اپنے آپ کو آگ میں بھسم کر دینا ہوتا تھا۔ اسے کوئی حق نہیں تھا کہ خاوند کے مرنے کے بعد وہ دوسری شادی کرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہی اسکی طرف توجہ کی۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنے کو بند کیا اور اسے بہت بڑا جرم قرار دیا۔ دس دس بیس بیس عورتوں کو گھروں میں رکھنے سے منع کیا۔ انکے حقوق مقرر کئے۔ ان کا ورثہ مقرر کیا۔ صاف کہا گیا کہ عورت مردوں کے مساوی درجہ رکھتی ہے یہ اسکی ملکیت نہیں ہے۔ عورت کو طلاق لینے کا حق دیا گیا۔ اسے خاوند کے مرنے کے بعد دوبارہ سہ بارہ شادی کا حق دیا گیا۔

پھر ذرا اور گہرا مطالعہ کریں تو یہاں بھی ہم کو صاف یہ چیز نظر آتی ہے کہ اسلام نے تمام باتوں میں اس چیز کو مدنظر رکھا ہے کہ جہانتک ہو ایسے قوانین بنائے جائیں جن سے زیادہ سے زیادہ انسانوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ بہت ممکن ہے کہ ایک وقت ایسا آئے کہ کسی ملک میں عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے۔ ایسی صورت میں بیک وقت دو عورتوں سے شادی کو منع کر دیا جاتا تو بداخلاقی پھیلنے کا کافی امکان تھا۔ اگر بداخلاقی نہ بھی پھیلتی تو بہت سی عورتوں کی زندگیاں تباہ ہوتیں اسلام نے اجازت دی کہ بیک وقت ایک آدمی چار بیویاں کر سکتا ہے مگر صاف فرما دیا کہ عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے

آج دنیا میں قومیت یعنی نیشنلزم کا شور مچا ہوا ہے۔ جرمن جرمن باشندوں کی فلاح و بہبود کے ساتھ دوسروں کی تخریب کی سوچتا رہتا ہے۔ اسی طرح اٹلی۔ امریکہ غرض سب اپنے اپنے ملک کے مفاد کی فکر کرنے کے ساتھ دوسروں کا برا چاہتے ہیں۔ اسلام اس کے خلاف ہے۔ اسلام ایک بین الاقوامی مذہب ہے۔ یہاں نہ رنگ کی قید ہے۔ نہ قوم کی نہ ملک کی۔ انسان جملہ انسانوں کو انسان سمجھتا ہے۔ انھیں پوری پوری آزادی دیتا ہے اسلام کا مشن ہے کہ تمام دنیا کے باشندوں کو ایک برادری میں منسلک کر دیا جائے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس برادری سے جو لوگ باہر اسلام ان کے ساتھ بھی انسانوں کا سا سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔

احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضور اکرمؐ کو جانوروں کے ساتھ کس قدر ہمدردی تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ قیامت کے روز ایک طائفہ محض اس بنا پر بخش دی جائیگی کہ اس نے ایک کتے کو پانی پلایا تھا۔ ہرنی کا واقعہ مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے اس کے گلے میں سے رسی کھولدی کہ اپنے بچوں کے پاس چلی جائے۔

غرض ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرمؐ میں انسانیت کی زیادہ سے زیادہ مقدار تھی۔ لہذا اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں اعلیٰ و ارفع ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ جیسا انسان اب تک نہیں پیدا ہوا اور ہمارا ایمان ہے کہ نہ آیندہ پیدا ہوگا +

اقبال کی شاعری

محترمہ ثریا عندلیب منشی فاضل ادیب فاضل

اس قول کی صداقت میں کوئی مبالغہ نہیں پایا جاتا کہ علامہ اقبالؒ نے اپنی روح پرور شاعری کے ذریعے جس قدر مسلمانوں کی خدمت کی ہے۔ آجتک ہندوستان میں کوئی دوسرا شاعر نہیں کرسکا۔ وہ ظاہرًا ایک شاعر تھے۔ مگر درحقیقت انھوں نے شعریت کے رنگ میں حکیم امت بن کر دکھایا اور ڈوبتی ہوئی قوم کا ایک سنگین سہارا بن گئے ان کی شاعری "فن برائے تفنن" کی حامل نہیں بلکہ انھوں نے اس لطافت میں ایسی ایسی بیش بہا باتوں کا انکشاف کیا سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کرنے اور عامل بنانے کے لئے ایسے ایسے رموز و اسرار بیان کئے کہ ان کی تعریف کرنا لفظوں میں ممکن نہیں۔ ان کا نام اقبال تھا اور وہ درحقیقت تمام مسلمانوں کے لئے بمنزلہ اقبال کے تھے۔ اگرچہ ہمارا یہ اقبال ہم سے جلد رخصت ہوگیا۔ مگر وہ ہمارے لئے ایک ایسا مستقل خزانہ چھوڑ گیا ہے کہ اگر ہم مسلمان آج بھی اس خزانہ یعنی ان کے کلام کو جو فی الواقع کلام پاک کی تفسیر ہے اپنے سینوں سے لگا رکھیں یعنی ہر لحاظ سے اسے مشعلِ راہ بنائیں اور ان کی قلبی خواہش کے مطابق صبغۃ اللہ میں رنگے جائیں تو ہماری ڈوبتی ہوئی ناؤ آن واحد میں پار ہو سکتی ہے۔

علامہ مرحوم کا صرف یہ ایک شعر ہے

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

اور یہ ایسا شعر ہے کہ اس پر ہزاروں دیوان قربان کئے جا سکتے ہیں۔

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ نظم اپنے اندر جو اثر و تاثیر رکھتی ہے نثر اس سے بیگانہ ہے ایک معمولی بات کو جس کی بظاہر کچھ حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ اگر دردِ دل کے نظم کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو خود بخود دل پر اس کا اثر ہو جاتا ہے۔

یوں تو ہماری قوم میں ایسے سینکڑوں بزرگ و رہبر گزرے ہیں جنھوں نے قرآن عزیز کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے لئے بہترین لائحہ عمل تیار کئے اور انھیں بام عروج تک پہنچانے کے لئے اپنی عزیز جانیں وقف کردیں۔ چنانچہ علامہ مرحوم بھی اگر چاہتے تو اس قومی خدمت کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرسکتے تھے۔ مگر ان کی چشم حقیقت نے بھانپ لیا تھا کہ اب قوم نثر کا اثر قبول کرنے قابل نہیں اور جب انھوں نے مسلمانوں کی دکھتی ہوئی رگ کو پکڑا تو انھیں فوراً معلوم ہوگیا کہ اس کی درستگی کے لئے شاعری سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں چنانچہ انھوں نے اس میدان میں قدم رکھا اور اسلامی عقائد کو اس طرح فلسفیانہ دلائل سے ثابت کیا کہ دیکھنے اور سننے والوں کی

آنکھیں کھل گئیں۔ کوئی ایک ایسا موضوع ملنا مشکل ہے جسے مرحوم نے تشنہ چھوڑا ہو۔ آزادیٔ فکر۔ توحید و رسالت شریعت و طریقت۔ تہذیب و تمدن۔ مذہب و فلسفہ۔ قومیت و وطنیت۔ سلطنت و اشتراکیت۔ سرمایہ و محنت تسلیم و رضا۔ جبر و اختیار۔ فقر و تصوف۔ عیش و محبت۔ روزہ و نماز۔ حج و زکوٰۃ اطاعت و صبر غرضکہ مذہبی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ معاشرتی اور سیاسی مسائل کے تمام پہلوؤں پر اس قدر لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک موضوع پر مستقل کتابیں تالیف کی جاسکتی ہیں۔

"پیام مشرق" کے مقدمہ میں وہ اپنے کلام کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:-

"فطرت کا یہ اٹل قانون جسکو قرآن نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ زندگی کے انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور میں نے اپنے کلام میں اسی صداقت کو مدنظر رکھنے کی کوشش کی ہے"۔

چونکہ اقبال کی شاعری کی بنیاد نہایت عظیم الشان تھی اور اس کا حقیقی مقصد ایک مردہ قوم میں زندگی کا خون دوڑانا تھا اسلئے اسقدر مشکل اور دقیق مضامین ادا کرنے میں یہ ہو سکتا تھا کہ ان کی شاعری فن کے لحاظ سے اپنی خصوصیات کھو بیٹھتی یا ردیف و قافیہ میں کم پایہ رہ جاتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا اس سلسلے میں بھی کوئی شاعر ان کا ہم پلہ نہیں ہوا۔ رفعتِ تخیل حسنِ ادا۔ جوش بیان۔ سوز و گداز۔ موسیقیت و ترنم اور فلسفیانہ انداز ان کے کلام کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

اس شاعر کی عظمت کا سکہ تو تبھی دلوں پر بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ انھوں نے بائیس سال کی عمر میں ایسا پاکیزہ شعر کہدیا تھا

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

اگر اردو میں کسی کی شاعری کی بابت کہا جاسکتا ہے کہ وہ "جزویست از پیغمبری" تو وہ اقبال کی شاعری ہے جو ہمارے لئے بہترین مشعلِ ہدایت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اردو کے علمبردار غالب۔ حالی۔ آزاد اور اکبر تھے مگر اردو کی صبح کا سورج مہر نیمروز ہو کر تبھی چمکا جب اقبال جیسے جلیل القدر شاعر اور بالغ نظر فلسفی نے اسمیں روح پھونکی۔ اقبال کا ایک ایک شعر اپنے اندر ایسی تاثیر رکھتا ہے کہ کوئی سا شعر پڑھ ڈالو دل و دماغ پر ایک عالم وجد طاری ہو جائیگا۔ اور روح آسمانی بلندیوں پر پرواز کرنے لگیگی۔

یہ دیکھکر کسی حد تک اطمینان ہوتا ہے کہ اقبالؒ کے کلام نے مسلمانوں کی کثیر جماعت پر بہت کافی اثر ڈالا ہے اور بہت سے نوجوان اس کی ترویج و اشاعت میں کوشاں ہیں تاہم حقیقی مقصد کا ابھی عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ اور یہ دراصل اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس بہترین کلام کو مسلمان طلبہ و طالبات کے کورس میں ایک علیحدہ ضروری مضمون کے لحاظ سے شائع کیا جائے۔ یہ توقع صرف اسلامی مدارس پر ہی کی جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ بھی کچھ محسوس کریں۔ ورنہ محض باتوں کی کثرت سے تو کچھ نہ ہو سکیگا۔ ایک صاحبدل کے لئے یہی مثال قابل سبق ہو سکتی ہے کہ ہندوستان سے بہت دور اٹلی والوں نے اپنی یونیورسٹی میں اقبال کی تالیف "رموز بے خودی" کا ترجمہ کرواکر

کورس میں شامل کر لی ہے۔ اس کی شاعری کی عظمت کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا مثال ہوگی کہ غیر قومیں اس سے مستفید ہو رہی ہیں اور یہاں اپنوں کا جو حال ہے وہ حد درجہ قابل افسوس ہے۔ السنہ شرقیہ کے امتحانوں یعنی ادیب فاضل ومنشی فاضل وغیرہ میں تو بغیر کسی رکاوٹ اور اعتراض کے اقبال کا کلام شامل کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں ہر ممکن طریقہ سے یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ پنجاب یونیورسٹی کے اصحاب اقتدار ہماری اس نہایت ضروری خواہش کی طرف توجہ کریں اور اپنی پہلی فرصت میں یہ گذارش پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔

منشی فاضل کے کورس میں فرخی اور قاآنی وغیرہ کے جو قصائد شامل ہیں ان میں بادشاہ وقت کی تعریف میں اسقدر مبالغہ کیا گیا ہے کہ بادشاہ کے الفاظ کو (نعوذ باللہ) قرآن پاک سے برتر بنا دیا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ایسی کتابیں کم از کم مسلمانوں کے لئے کہانتک سود مند ہو سکتی ہیں، بجز اسکے کہ ایسی باتیں پڑھنے سے خواہ مخواہ کا گنہگار بننا پڑتا ہے۔ درحقیقت اس قسم کی بیہودہ اور خوشامد بھری کتابوں نے ہی قوم پر یہ جمود و تعطل طاری کر دیا ہے۔ میرے نزدیک تو ایسی کتابیں نذرِ آتش کرنے کے قابل ہیں۔ اگر ان کی جگہ اقبال کے کلام کو دی جائے تو آپ دیکھینگے کہ نوجوان طلبہ وطالبات پر ان کا کیسا اثر ہوگا۔ اقبالؒ نے نوجوان طبقہ کو خطاب کیا ہے کہ قوم کی امیدیں اسی طبقہ سے وابستہ ہوتی ہیں تو جب تک اس کے کلام سے آگاہی نہ ہوگی۔ عمل پیرا کیسے ہوا جائیگا۔ غرضکہ اگر ایسا ہو جائے۔ تو یہ ایک بڑا احسان ہوگا۔

میرے اس مضمون لکھنے کا حقیقی مدعا یہی ہے جو میں نے مندرجہ بالا سطور میں ظاہر کیا۔ میرے نزدیک قوم کے سدھرنے کا علاج اسی طریقے میں پنہاں ہے۔ خدا کرے میری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔ یوں تو اقبالؒ کا سارا کلام ہی مکمل انتخاب ہے مگر میں یہاں چند ایک اپنے بہترین پسندیدہ اشعار درج کرتی ہوں :-

(۱) اٹھ اے مسلم لگا دے آگ کفرستان عالم میں
کہ ابتک راکھ میں تیری ہیں کچھ چنگاریاں باقی

(۲) بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

(۳) بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

(۴) تقدیر کے پابند نباتات وجمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

(۵) خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

(۶) ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

(۷) نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
آنکھ جنکی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

(۸) محیطِ کائنات تو دل ہے قرآں
نظر کی آخری منزل ہے قرآں

(۹) مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

(عورت کی تعریف

سلمہ

(۱۰) اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد

(۱۱) حرم پاک بھی، اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

اقبال کے ایسے دل و روح میں اتر جانے والے اور جذبۂ عمل پیدا کرنے والے اشعار تو بے شمار ہیں مگر میں مضمون کی طوالت کے خوف سے انھیں پر اکتفا کرتی ہوں +

شرف النساء

از پروفیسر غلام محی الدین صاحب خلوت ایم۔اے

عالمِ ارواح میں علامہ اقبال مرحوم کی ملاقات مولانا روم سے ہوتی ہے۔ جنت الفردوس کا مقام ہے۔ اور ایک عالیشان محل سامنے ہے۔ اقبال مرحوم مولانا روم سے پوچھتے ہیں۔ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملتا ہے یہ روضۂ شرف النساء ہے۔ اس واقعہ کو علامہ مبرور نے فارسی میں نظم کیا ہے جس کا ایک ناتمام چربہ اردو میں بالفاظ ذیل اتارا گیا ہے:۔

عرض کی میں نے کہ یہ کاشانۂ گردوں جناب ✢ دیکھ کر جس کی درخشانی خجل ہے آفتاب
یہ مکاں، یہ مقبرہ یہ منزلِ جنت نشاں ✢ چومتی ہیں جھک کے حوریں جس کا سنگِ آستاں
جب شہیدِ جستجو ہے آپ نے مجھ کو کیا ✢ کون ہے اس کا مکیں یہ بھی ذرا دیجے بتا
یوں ہوا ارشاد یہ ہے روضۂ شرف النساء ✢ ہیں طیورِ بام جسکے قدسیوں سے ہم نوا
اپنے گلشن میں کھلی اب تک نہ اک ایسی کلی ✢ دختر اس جیسی نہیں آغوشِ مادر میں پلی
خاکِ لاہور اس کی تربت سے بنی چرخِ بریں ✢ آشنائے رازِ اس کا کوئی دنیا میں نہیں
سرخوشِ صہبائے ذوق و پیکرِ درد و اثر ✢ حاکمِ پنجاب کی لختِ جگر نورِ نظر
وہ کہ ہے اک گوہرِ تابندۂ عبد الصمد ✢ جس کا نقشِ فقر باقی ہے جہاں میں تا ابد
مثلِ پروانہ تھی حسنِ شمعِ قرآں پر فدا ✢ اس لئے کرتی تلاوت روز و شب صبح و مسا
تیغ تھی اس کی کمر میں ہاتھ میں قرآن تھا ✢ جسم و جاں، ہوش و رواں سب ہو گئے مستِ خدا
اُس کے ہمدم خلوت و شمشیر و قرآن و نماز ✢ اے خوشا وہ زندگانی جو رہی وقفِ نیاز
جب چراغِ زندگانی اس کا بجھنے کو ہوا ✢ شوق سے رُخ ماں کی جانب پھیر کر اُس نے کہا

گر مرے رازِ دروں سے آپ کو ہے آگہی + نکتہ شمشیر و قرآں سے نہ ہوں غافل کبھی
ہیں یہ دونوں قوتیں اک دوسرے کی پاسباں + ان سے سرگرم سفر ہے زندگی کا کارواں
اس جہانِ رنگ و بو میں ہے جہاں مرگِ دوام + آپ کی بیٹی رہی ان قوتوں سے شاد کام
جاں بلب ہوں اور میری آپ سے ہے التجا + بعد مرنے کے نہ کر دینا انھیں مجھ سے جدا
تیغ اور قرآن ہی سے مومنوں کی شان ہے + میری تربت کے لئے کافی یہی سامان ہے
سالہا سال اسی تلے اس گنبدِ رخشندہ کے + تیغ و قرآں دونوں اس کی قبر پر رکھے رہے
اس کا مرقد اس جہاں میں جو ہے از بس بے ثبات + اہلِ حق کو مدتوں دیتا رہا درسِ حیات
مردِ حق پر چھا گیا جب خوف غیر اللہ کا + شانِ ایزدی رو بہی کرنے لگا شیرِ خدا
اُس کے سینے سے وہ سیمابی تڑپ جاتی رہی + ہے تجھے معلوم جو پنجاب کے سر پر پڑی

خالصہ نے دولتِ شمشیر و قرآں لوٹ لی
خاک میں پنجاب کی مدفون مسلمانی ہوئی

ذات پات کی تفریق

(محترمہ حمیدہ صوفی بنت خان بہادر آغا محمد علی صوفی)

ذاتوں کی تفریق کے جھگڑے اکثر سننے میں آتے رہتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ موجودہ زمانے کے لوگ تعلیم سے بہرہ ور ہو کر بھی اس تفریق میں الجھے ہوئے ہیں۔ آجکل ہی شیخ برادری کی ایک لڑکی راعین برادری میں بیاہی گئی۔ تو شیخ برادری نے خود ہی قسم قسم کی باتیں بنائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا جبکہ مسلمان یکساں ہیں اور وہ بموجب قرآن بھائی بھائی ہیں تو پھر یہ تفریق کیسی؟ راعین تو زمیندار شاہی قوم ہے۔ آپ کو معلوم ہو اسی قوم نے سب سے زیادہ ترقی کی ہے فخر پنجاب و فخر قوم میاں محمد شفیع مرحوم اور ان کی قابل دختر مفخر نسواں جہاں آرا بیگم شاہنواز اسی برادری کے افراد ہیں اسی طرح اور بڑے بڑے لوگ بھی ہیں۔ جن کی مثال دیگر کسی قوم میں نہیں ہے۔

اسلام نے تو سید۔ راعین۔ شیخ۔ پٹھان کشمیری وغیرہ کسی ذات کو بھی دوسروں سے ممتاز نہیں ٹھہرایا۔ خدائے تعالےٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ "خدا کے نزدیک تم میں سے مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"۔ اب سوال یہ ہے کہ ذات کا تمیز انسان خدا کے ہاں سے تو لیکر نہیں آتے۔ سب مسلمان ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ذاتوں کی تفریق مذہب اسلام نے نہیں کی بہ بگ . ا خ . ک، سے ـ جو.. لوگوں نے جو جو پیشہ اختیار کیا بس اسی پیشے سے پکارے گئے۔ ورنہ ذات پات کوئی چیز نہیں ہے۔ پیغمبر دنیا میں سب انسانوں سے زیادہ معزز ہوتے ہیں لیکن پیغمبروں نے مختلف پیشے اختیار کئے۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوپار کیا۔ بکریاں بھی چرائیں۔ کوئی ہے جو ان رسولوں کی شان کو محض ان کے پیشوں کی وجہ سے کم سمجھے؟ اگر ہر پیشے کے انسان اپنے اپنے موجودہ پیشے اختیار نہ کرتے۔ تو خیال کیجئے کہ لوگوں کو خود ہی کتنی تکلیف ہوتی۔ مثلاً لوہار۔ ترکھان۔ موچی۔ جلاہے۔ نائی۔ سقے وغیرہ کو ہی لیجئے اگر یہ نہ ہوتے، تو لوگوں کو کس قدر تکلیف ہوتی؟ لیکن لوگ ان کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ امیر غریب بھی ہر قوم میں موجود ہیں۔ جس نے جو کام اختیار کیا وہی اس کا پیشہ بن کر رہ گیا۔

لاہور اور دیگر شہروں میں تو عموماً ایسی شادیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن جالندھر میں معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو متحیر کرنے کے لئے یہ پہلی شادی ہوئی ہے جس سے لوگ اس قدر برہم ہو رہے ہیں۔

اگر مسلمانوں نے بھی یہ تفریق قائم رکھی تو مذہبی اتحاد ختم ہو کر رہ جائیگا۔ ہنود اور مسلمانوں کی تفریق تو خیر مذہبی ہے پھر بھی دیکھئے ہنود اپنی قوم کی اس طرح مدد کرتے ہیں کہ کسی کو

تک نہیں ہوتی۔ اگرچہ مسلمانوں سے انکو بھی ضد ہے۔ برعکس اس کے جو مسلمان اعلیٰ عہدوں پر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے غریب بھائیوں کی مدد نہیں کرتے۔ اگر کوئی اچھی پوسٹ نکلے۔ تو دو سرا مسلمان بھی کوشش کرتا ہے کہ کہیں اسجگہ پر ہو کر میرے برابر نہ ہو جائے۔ بس یہ حسد بھی مسلمانوں کو فنا کر رہا ہے۔ خدا اہل اسلام کو متحد رہنے کی توفیق دے۔ عراق میں مسلمانوں میں ذاتوں کا فرق بالکل نہیں ہے۔ سب مسلمان یکساں خوش و خرم رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں کبھی ذاتی تفریق پر جھگڑا نہیں ہوا۔ اور نہ کسی شادی پر کبھی کسی نے بیجا کلمات استعمال کئے ہیں۔ اہل عراق حقیقت میں مذہبی احکام کے بہت پابند ہیں۔

آجکل کے معزز اور روشن خیال گھرانے تو اس بات کی پروا نہیں کرتے۔ لیکن قدامت پسند گھرانوں کی خواتین عموماً یہ قصے اور جھگڑے لیکر بیٹھی رہتی ہیں۔ یہ ایک خاص غلط فہمی ہے۔ قرآن مجید نے تو کہیں ان ذاتوں کا ذکر نہیں کیا۔ مردوں کی نسبت عورتیں ذاتی تفریق کی زیادہ پابند ہیں۔

جنگ کے بھیانک بادل ہندوستان پر چھا چکے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اہل اسلام متحد ہو کر اپنی قوم۔ گھروں۔ عورتوں اور بچوں کی حفاظت کریں اور ذات پات کی لعنت دور کر کے زیادہ سے زیادہ متحد ہونے کی کوشش کریں +

شکر پارے

(خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی)

ردی کی اون: کمروں اور دفتروں میں عموماً کاغذات کے ڈھیر لگ جاتے ہیں اور انھیں ردی کے طور پر بیچنے یا پھاڑ کے پھینک دینے کا موقع نہیں آتا۔ اب ایک کل ایجاد ہوئی ہے جو بجلی کے ذریعہ چلائی جاتی ہے۔ اسمیں کاغذات ڈال دئے جاتے ہیں۔ ان کو یہ بالکل باؤ ریت کی طرح کر دیتی ہے۔ ہاتھ کو یہ ذرتوں کا ڈھیر اون جیسا معلوم ہوتا ہے۔ تاروں کی سلائی وغیرہ سے اس کل کے دانتوں کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ انھیں یہ نکال کے الگ پھینک دیتی ہے۔ کاغذ کی آٹھ تہیں بیک وقت یہ کاٹ دیتی ہے۔ اس ریت سے دوبارہ کاغذ بنایا جا سکتا ہے یا اسے پارسلوں میں بھرائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ماں کے دودھ کا فائدہ: بچوں کو ڈبوں سے دودھ پلانے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ عورتوں میں آجکل فیشن بڑھ جانے سے انھیں خود دودھ پلانا ناگوار گزرتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ ماں ہی درست طور سے خود دودھ پلا سکتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ڈاکٹروں نے اس امر کی چھان بین کی کہ دودھ پلانے کے طریقہ کا بچہ کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ ایسے بچوں کا مقابلہ کیا گیا۔ جنھیں ماں نے خود اپنا دودھ پلایا یا جنھیں ماں نے

سلہ

پنا اور کچھ بات کا دودھ پلایا اور جنھیں ۔۔۔ دودھی سے
دی گئی ۔ ان کے حالات کی جانچ پڑتال کی گئی اور پایا
کہ وہ بچے جو ماں کے دودھ پر پلتے ہیں، سب سے اچھے
ہتے ہیں۔ ان پر چھوت چھات کی بیماریوں کا اثر بہت کم ہوتا
۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ ایسی بیماریوں سے بالکل بچے
ہتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ایسے بچے بیماریوں کا بخوبی مقابلہ کر
پاتے ہیں اور دودھی سے پلا ہوا بچہ کم مقابلہ کر سکتا ہے ۔
چند سال گزرے ایک شخص نے

مُردہ بدست زندہ ایک سینما میں ایک تصویر دیکھی ۔
جس میں چار حبشی ہاتھوں میں کلہاڑے لئے قطار باندھے
ایک لکڑ کے پاس پہنچے ۔ ایک حکم کی آواز پر وہ لکڑ کے
طرف بڑھے اور فوجیوں کی سی تربیت کے ساتھ اس لکڑ کے
پاس آئے اور اسے پھاڑ کر جلنے کے قابل لکڑیاں بنا ڈالیں
کہنے کو یہ تصویر بالکل معمولی چیز تھی مگر وہ شخص جانتا
تھا کہ دیکھنے میں تصویر معمولی تھی مگر حیرت کی بات تھی کہ وہ
چاروں حبشی مُردہ تھے، زندہ نہ تھے ۔ اب اس بات پر یقین
آئے یا نہ آئے ۔ یہی اچنبھے کی بات تھی ۔ مگر یہ کوئی افسانہ نہ تھا ۔
دیکھنے ہی چاروں مُردے نظر آتے تھے ۔ لاش جس کسی نے
دیکھی ہے وہ فوراً بتا دیگا کہ یہ حبشی زندہ لاشیں تھے ۔ اصل یہ
ہے کہ جزیرہ ہٹی میں مغربی افریقہ کے کچھ غلام آباد کئے گئے ۔
مغربی افریقہ میں ووڈو کا طلسم پھیلا ہوا ہے ۔ یہی بادووہ
غلام اپنے ساتھ اس جزیرہ میں لیتے گئے ۔ وہ ایک نئی ترقی یافتہ
شکل میں یہ عمل پھیل گیا ۔ اس جزیرہ میں ایسی لاشوں کو زومبی کہا
جاتا ہے ۔ اس لفظ کے معنے ہیں بھوت ۔ یہ لفظ ان لوگوں کے

لیے استعمال کیا جاتا ہے جو ہوتے تو انسان ہیں مگر ان کی ہر
ذہنی حس جاتی رہتی ہے ۔ نہ وہ بول سکتا ہے ۔ نہ اسکی یاد قائم ہوتی
ہے نہ وہ بات کر سکتا ہے، نہ سوچ سکتا ہے ۔ وہ ایک
۔۔ کی قسم کا آدمی ہوتا ہے جس کا کام بس یہی ہے کہ وہ اپنے
۔۔ کا حکم بجا لائے ۔ مغربی افریقہ والوں کے سحر و طلسم کے متعلق
اب تک یورپ کی سائنس دم بخود ہے ۔ یورپ کا خیال ہے
کہ وہ لوگ ہپناٹزم (وہ علم جس کی بدولت دوسرا بے حس
کر کے غلام بنا لیا جاتا ہے) اور خیالات کو ایک شخص سے
دوسرے شخص کو منتقل کرنا جانتے تھے ۔ ان لوگوں کو بہت سی
بوٹیوں کا خاص علم ہے جن کا یورپ والوں کو مطلق پتہ نہیں
زہروں کے اقسام ان کو خوب معلوم ہیں اور ان میں سے بعض
زہر اب تک یورپ والے معلوم نہ کر سکے ۔ زومبی پر یا تو ہپناٹزم
کا یا کسی زہر کا اثر ڈالا جاتا ہے ۔ کچھ بھی ہو مظلوم پر ایسی حالت
طاری ہو جاتی ہے جسے بہترین طبیب موت ہی تجویز کرتا ہے ۔
چنانچہ وہ شخص دفن کر دیا جاتا ہے ۔ لیکن اگر لاش چار دن کے
اندر نکال لی جائے تو جادوگر اسے دوبارہ زندہ کر لیتا ہے ۔
وہ زندگی صرف بدن کے ہلنے جلنے اور کام کرنے کے ہم معنی ہوتی
ہے ۔ مگر ذہن بالکل مردہ ہوتا ہے ۔ اصلی مردوں میں یہ جادوگر
بھی جان نہیں ڈال سکتے ۔ ہٹی میں ایک جرنیل نے اپنے ایک
ملازم کو بُری طرح مارا ۔ اُس نے راستہ میں اسے سلام نہ کیا تھا ۔
ملازم بڑبڑایا ۔ اچھا بچہ ۔ تو دن میں تو اس کا مزہ چکھ لیگا ۔ نو
دن کے بعد جرنیل مر گیا اور دفن کر دیا گیا ۔ دوسرے دن اسکی
بیوہ قبر پر گئی ۔ اس نے دیکھا قبر کھدی ہوئی ہے اور لاش
غائب ہے ۔ اسی روز ڈاک کے ہرکارہ نے پہاڑوں میں کچھ

لوگوں کو دیکھا کہ ایک قیدی کو لئے جا رہے ہیں جو سفید چادر میں لپٹا ہوا ہے۔ ہرکارہ نے گولی چلائی۔ لوگ بھاگ گئے اور اپنے قیدی کو چھوڑ گئے۔ قیدی مدہوش حالت میں تھا نہ بات کر سکتا تھا اور کچھ سمجھ سکتا تھا۔ ہرکارہ اُسے شہر لے گیا جہاں اُسے حوالات میں ڈال دیا گیا۔ وہاں اسے پہچان لیا گیا۔ لاکھ کوشش کی مگر اُسے ہوش نہ آیا۔ نہ اس کی حالت درست ہوئی۔ ہیٹی میں اس طرح کسی شخص کو بوٹی دے کے بیہوش کر دے تو وہ اقدام قتل کا سزایاب ہوگا۔ اگر ایسا شخص دفن کر دیا جائے تو وہ پورے قتل کا مجرم ہوگا۔ اس قانون سے یہ خیال قوی ہو جاتا ہے کہ وہاں ایسا طریقہ جاری ہے

بھورے اور کنگے

گھڑیال منہ کھول دیتا ہے اور ایک پرندہ اسکے دانتوں میں سے اسکی غذا کے ریزے اور ریشے نکال دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گھڑیال کا بس یہی ایک دوست ہے۔

دائیں کان سے آدمی بائیں کان کے مقابلہ میں زیادہ سنتا ہے کیونکہ اسکی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

دنیا میں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ روزی کمانے کے کم از کم ۲۵ ہزار طریقے ہیں۔

ایک چیز لکڑی اور کوئلہ سے شیشہ کی طرح صاف شفاف بنائی گئی ہے جو لکڑی کی طرح کاٹی، چیری کھودی اور دندانہ دار بنائی جا سکتی ہے۔

دنیا کا ۱۸ فیصدی حصہ یعنی ایک کروڑ مربع میل ابھی پوری طرح نہیں دیکھا گیا۔

انگلستان میں سب سے پہلے ملکہ الزبتھ نے اپنے محل کے فرش پر دری بچھوائی۔ ۱۲۵۵ء میں یورپ میں سب سے پہلے ایک سپانوی پادری نے اپنے مکان کے کمروں میں دریاں بچھوائیں۔

اپنے کتے کی محبت کا اندازہ لگانے کا طریقہ یہ ہے۔ آپ اسکے سامنے نوالہ چبائیں اور پھر اسکے سامنے ڈال دیں۔ اگر وہ اسے نہ کھائے وہ کبھی آپ سے خاص لگاؤ نہ رکھیگا۔ اگر وہ کھالے تو وہ دل و جان سے آپ کی وفاداری کرے گا۔

کنواری اور شادی شدہ عورتوں کے پچاس برس کی عمر کے بعد بیواؤں کے مقابلہ میں زیادہ جینے کا امکان ہے

جنوبی فرانس میں ایک گھر میں ڈیڑھ سو برس تک برابر جتنے بچے ہوئے سب گنجے رہے اور جب تک زندہ رہے گنجے ہی رہے۔

یگوسلاویہ میں ایک میاں بی بی نے اپنی شادی کی سو سالہ سالگرہ ساتھ منائی۔ دونوں ایک ہی گاؤں میں ساتھ رہتے رہے اور ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوئے۔

لوئی سی آنا ریاست ہائے متحدہ میں ایک مقام پر کنواں بنایا گیا۔ پینے کے پانی کی بجائے نمکین پانی اور گیس نکلی خطرہ دور کرنے کیلئے گیس میں آگ لگا دی گئی۔ اب ایک ہی مقام سے آگ اور پانی نکل رہا ہے۔ ناممکن ممکن ہو گیا ہے

بزمِ مسلمہ:

محترمہ ہیڈ مسٹریس صاحبہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض آنکہ یہ چار جوڑہ کپڑے میری لڑکی مرحومہ فرخندہ ممتاز کے ہیں۔ جو گذشتہ ماہ کی تیرہ تاریخ کو انتقال کر گئی ہے۔ اسکی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر یتیم بچیوں کے لئے بھیج رہی ہوں۔ مجھے عرصہ سے اُسکے مدرسی تعلیم کا بہت شوق تھا۔ جب خدا نے یہ بیٹی کی عطا کی تو میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ دن رات یہی خیال رہتا کہ کب یہ ... برس کی ہو اور میں اسے مدرسۃ البنات جالندھر میں لیکر جاؤں۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ابھی چار برس تین ماہ ہی کی ہوئی تھی کہ ٹائیفائیڈ کے حملے نے آن گھیرا۔ اور تیرہ دن کے اندر اندر قدرت کے زبردست ہاتھوں نے ہم سے ہمیشہ کیلئے اسکو چھین لیا اور میری امیدیں دل ہی دل میں رہ گئیں۔ میری دوسری بچی ابھی ڈیڑھ برس کی ہے۔ دعا کریں خدا اسے عمر دراز عطا کرے اور میری دلی تمنائیں بر آئیں۔

ناچیز والدہ فرخندہ ممتاز از مظفر گڑھ

"مسلمہ": ہمیں اس صدمہ میں محترمہ والدہ ممتاز سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور والدہ ممتاز کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دو روپے کی حقیر رقم مرحومہ فرخندہ ممتاز کی غمزدہ خالہ ارسال کر رہی ہے۔ نادار بچیوں پر خرچ کریں تاکہ مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچے۔

ناچیز ریاض ہاجی

میں اپنے بھائی جان کی شادی خانہ آبادی کی خوشی میں یہ حقیر رقم (مبلغ ۵ روپے) پیش کرتی ہوں۔

سعیدہ حسن معرفت میاں محمود حسن صاحب پی۔ ای۔ ایس۔ کرنال

"مسلمہ": عزیزہ سعیدہ حسن کو اپنے بھائی جان کی شادی مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور خوشیاں نصیب کرے

کاغذ نہیں ملتا:

کاغذ کی گرانی کا رونا مدت سے رویا جا رہا تھا کہ آج کاغذ کی کمیابی بلکہ نایابی کا دور آگیا ہے۔ بڑی دقت اور بہت تلاش اور بجد مصیبت سے کاغذ کا منہ دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی جستجو میں بعض اوقات رسالہ کی اشاعت میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ جب تھوڑا سا کاغذ ملتا ہے تو لازماً حجم بھی کم کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ بعض مضامین حتیٰ کہ ادارت کے شذرات، بزم مسلمہ اور کشیدہ کاری کے صفحات بھی رہ جاتے ہیں۔ اس مصیبت پر ہم یقین رکھتے ہیں کہ مسلمہ بہنیں تمام قسم کی کوتاہیوں، فروگذاشتوں اور مجبوریوں کو نظر انداز فرمائینگی۔ اور اچھے دنوں کے انتظار میں یہ سب کچھ برداشت کرینگی۔

(ادارہ مسلمہ)

انصار جیسا ایثار

ایک حافظ قاری سند یافتہ مدرسہ "فرقانیہ" لکھنؤ، خوش الحان، خوش بیان، جوان، شکیل، ہاں نابینا ضرور ہیں۔ متقی، پرہیزگار، پندرہ روپیہ ماہانہ کے ملازم ہیں۔ ایک رفیقۂ حیات مجسمۂ عصمت و عفت کے متلاشی ہیں۔ کیا کوئی مسلمان انصار جیسا ایثار کر سکتا ہے؟ اگر کر سکے تو ذیل کے پتہ پر اطلاع دے کر ممنون فرمایا جائے۔

راجہ محمد صادق خاں
بمقام لشندوٹ براستہ سب آفس ساگری ضلع راولپنڈی

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ مارچ ۱۹۴۲ء

محترمہ بیگم صاحبہ مولوی عبدالعزیز صاحب شرقی جالندھر ۱/-/-
〃 〃 جناب محمد شاہ زمان خان صاحب عالم پور ۵/-/-
محترمہ الف خاتون صاحبہ جہان آباد ۱/۱۴/-
بابو عبدالرحمن صاحب اکونٹنٹ گورنمنٹ سکول جالندھر -/۲/-
جناب مولوی عظامی صاحب ٹیچر 〃 〃 -/۲/-
جناب محمد جالینوس صاحب کچہری صدر جالندھر -/۲/-
جناب میاں محمود الحسن صاحب بتقریب شادی
میاں مسعود الحسن صاحب بذریعہ مولوی
برکت علی صاحب میونسپل کمشنر ۲۱/-/-
محترمہ بی بی جان صاحبہ ۱۰/-/-
جناب چودھری سلطان علی صاحب انسپکٹر
ٹیلیگراف کراچی ۱۰/-/-
جناب احمد صاحب گاڑی کھاتہ 〃 ۱/-/-
〃 عبدالکریم صاحب 〃 〃 〃 -/۴/-
〃 حاجی کرم الٰہی صاحب جنرل پوسٹ آفس 〃 -/۸/-
〃 سکندر میر صاحب 〃 〃 〃 -/۸/-
〃 ماسٹر عبدالسبحان صاحب ٹیلر ماسٹر 〃 -/۴/-
〃 محمد یوسف صاحب لائن مین ٹیلیگراف 〃 -/۸/-
〃 حکیم داد صاحب 〃 〃 〃 ۱/-/-
〃 محمد خاں 〃 〃 〃 〃 ۱/-/-
〃 منشی فرمان علی 〃 〃 〃 〃 ۱/-/-
〃 ساقی 〃 〃 〃 〃 -/۸/-
〃 مسٹر الٰہی بخش صاحب ہیڈ مکینیٹر
ٹیلیگراف ۔ کراچی ۱/-/-
〃 موسیٰ خاں لائن مین 〃 〃 ۱/-/-
〃 محمد موسیٰ 〃 〃 〃 -/۴/-
〃 محمد صدیق صاحب دفتر سب ڈویژنل آفیسر 〃 -/۴/-

جناب عبدی خاں سب انسپکٹر ٹیلیگراف جھکناہی ۱/-/-
〃 ابوالحسن صاحب چپراسی ڈائرکٹر آفس -/۸/-
〃 مسٹر عبدالشکور صاحب جمعدار 〃 〃 -/۴/-
〃 مسٹر عبدالوحید صاحب گورنمنٹ ٹیلیگراف کراچی -/۴/-
〃 محمد رفیق بٹ این ڈبلیو آر کراچی ۱/-/-
〃 خادم کعبہ عین الدین 〃 ۱/-/-
〃 حبیب اللہ خاں کلرک این ڈبلیو آر 〃 ۱/-/-
〃 ضیاء الدین چودھری C/O محمد دین اینڈ سنز کراچی ۱/-/-
〃 مولوی عبدالحمید صاحب 〃 ہاشم خان باغیچہ ۲/-/-
〃 مسٹر غلام قادر خاں صاحب بلوچ 〃 ۱/-/-
〃 〃 حبیب خاں 〃 - 〃 ۱/-/-
〃 امیر علی صاحب قوریشن 〃 ۱/-/-
〃 بابو برکت علی صاحب اورسیر ایم ای ایس 〃 ۱/-/-
〃 شیخ منظور حسین صاحب کسٹم آفیسر کیماڑی 〃 ۲/-/-
محترمہ اکمل سبحانی صاحبہ ٹنڈو جام سندھ ۱/-/-
جناب حاجی اسحاق محمد صاحب - کراچی ۲/-/-
〃 مولوی عبداللہ جان محمد 〃 قریشی کمارو شریف ۲/-/-
〃 ڈاکٹر اے۔ بی شیخ صاحب - کراچی ۱/-/-
〃 صوبیدار خراسان خان صاحب انسپکٹر پولیس
ملیر کراچی - از جون تا مارچ ۱۹۴۲ء ایک روپیہ ماہوار ۱۰/-/-
〃 شیخ محمد یعقوب صاحب ملیر - کراچی ۱/-/-
〃 مسٹر محمد اشرف 〃 〃 -/۱۰/-
〃 چوہدری عبدالحق خاں صاحب 〃 -/۱۲/-
〃 مفتی محمد عارف صاحب انسپکٹر پولیس 〃 ۱/-/-
〃 چوہدری غلام محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ
کنٹرولرز آفس - 〃 ۲/-/-
〃 سردار خاں ملک صاحب 〃 ۱/-/-
〃 ایم۔ اے مفتی صاحب 〃 ۱/-/-

جناب نظر محمد صاحب کراچی ۱/-/-
〃 ایم احسان الٰہی 〃 〃 ۱/-/-
〃 عبدالستار 〃 〃 ۱/-/-
〃 مسٹر محمد نعیم صاحب بی۔ ایس سی کلرک کراچی ۱/-/-
〃 ایم۔ واثق رضا صاحب - کراچی ۱/-/-
〃 مسٹر خادم محی الدین 〃 〃 ۱/-/-
〃 〃 غلام صدیق 〃 - 〃 -/۸/-
〃 〃 منظور احمد 〃 〃 -/۸/-
〃 عبدالشکور میمن 〃 〃 -/۸/-
〃 مسٹر محمد اسماعیل صاحب 〃 -/۸/-
〃 سید کرامت علی شاہ 〃 〃 ۱/-/-
〃 مسٹر محمد یعقوب صاحب - 〃 ۱/-/-
〃 غلام عباس شاہ 〃 - 〃 -/۴/-
〃 مولوی فیروز الدین 〃 ۱/-/-
〃 مسٹر دلبر الدین سپرنٹنڈنٹ کنٹرولرز آفس ۲/-/-
〃 〃 امان اللہ متعلم سندھ مدرسۃ السلام 〃 -/۲/-

〃 سید رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر -/۲/-
〃 منشی غلام سرور صاحب ٹیلیگراف کراچی ۱/-/-
محترمہ نعیم اقبال صاحبہ سنٹرل ماڈل سکول لاہور ۱/-/-
میاں عبدالکریم عبداللطیف صاحبان سوداگران
چرم جالندھر شہر (بابت آڑھت قربانی کھالہائے
قیمت ۵۴ کھال میشہ و گوکہ بتقریب
عید اضحیٰ بعد وضع آڑھت ۲/۱۲/- ۴/۱۲/-
محترمہ خاتون فاطمہ صاحبہ ہیڈ مسٹرس
ڈیرہ اسماعیل خاں ۲/-/-
جناب حاجی عبدالعزیز صاحب بی اے ایل ایل بی
لدھیانہ - انعام حسب ہدایت منشی ۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد عبداللہ صاحب انجنیئر بھونی -/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر روشن دین صاحب لاہور ۱۰/-/-
محترمہ والدہ نسرین صاحبہ 〃 ۵/-/-

جناب حکیم نیر واسطی صاحب لاہور بتقریب شادی محمود ۱۰/-/-

وظائف فنڈ ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء

محترمہ بیگم صاحبہ خان محمد عالم خانصاحب
سب انسپکٹر پولیس دوراہہ ۵/-/-
مکرمہ معظمہ جناب نفیس دلہن صاحبہ علیگڑھ ۱۰/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر برکت علی صاحب دہلی ۲/-/-

تعمیر فنڈ ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء

معلوم الاسم بتوسط جناب غلام محمد خانصاحب رسالپور ۱۳/-/-

زکوٰۃ و صدقات ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء

محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب چونیاں ۲/-/-
چوہدری محمد اشرف صاحب جھنگ ۱۰/-/-
جناب حاجی عبدالعزیز صاحب بی اے ایل ایل بی لدھیانہ ۴/-/-

عطیات ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

محترمہ بیگم صاحبہ جناب ایس ایم خان صاحب
سپرنٹنڈنٹ پولیس محبوب نگر ۱۰/-/-
جناب چوہدری محمد یعقوب صاحب عثمان آباد
(برائے امداد یتیم طالبات) ۵/-/-
جناب مولوی عظامی صاحب جالندھر شہر -/۲/-
〃 بابو عبدالرحمٰن 〃 〃 -/۲/-
〃 سید محمد رفیق شاہ 〃 〃 -/۲/-
〃 حکیم محمد جالینوس 〃 〃 -/۲/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب حاجی عبدالعزیز صاحب
ٹھسکہ میرانجی ۷/-/-
... نسیم اختر صاحبہ معرفت بابو انوار الحق
صاحب - لاہور چھاؤنی ۱/-/-
بتوسط جناب مولانا عبدالحق عباسی صاحب بابت نکاح موالی ۱/-/-
مستری نور الدین صاحب انجمن شید جالندھر شہر -/۲/-

محترمہ صاحبہ جان صاحبہ معلمہ مدرسہ فاطمہ بستی شیخ ۱/-/-
محترمہ استانی صاحبہ -/۲/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب منصور العزیز صاحب پروفیسر جھنگ ۵/-/-
جناب خواجہ عبدالرحیم صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ ۱۴/-/-
بتوسط مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن
جناب مسٹر محمد صدیق صاحب زمین پر پرنٹنگ
حیدرآباد سندھ ۲۰/-/-
〃 آغا محمد ایرانی 〃 〃 ۱/۵/۴
〃 حاجی عبدالرسول 〃 〃 ۳/-/-
〃 شاہ نواز خان 〃 〃 -/۸/-
〃 ملا سید رسول 〃 〃 -/۸/-
〃 مسٹر عبدالرحیم 〃 〃 -/۸/-
〃 خان بہادر بابو جلال الدین خانصاحب آرگنائزنگ ٹیکنیکل 〃 ۱۰/-/-
〃 محمد اسمٰعیل خانصاحب سپرنٹنڈنٹ آبکاری 〃 ۱۰/-/-
〃 ڈاکٹر جمیل احمد خانصاحب بروالہ گوجرانوالہ ضلع سیالکوٹ ۱۰/-/-
〃 نور محمد صاحب 〃 〃 ۱/-/-
〃 رئیس حسین بخش صاحب 〃 〃 ۵/-/-

زکوٰۃ و صدقات ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

جناب میر غلام رسول صاحب لاہور (مارچ و اپریل) ۱۰/-/-
بتوسط جناب مسٹر غلام سرور شمس صاحب
از ممبران جمعیت المسلمین بریڈ فورڈ
یارک شائر انگلینڈ (صدقہ فطر) ۲۹/۴/-
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر ابراہیم خان صاحب
بستی دانشمنداں ۱/-/-

وظائف فنڈ ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

مکرمہ معظمہ جناب نفیس دلہن صاحبہ علیگڑھ ۲۰/-/-
جناب سیکرٹری صاحب انجمن مسلمانان پنجاب
کراچی صدر (جنوری فروری مارچ) ۱۸/-/-
جناب خان بہادر ڈاکٹر یار محمد خانصاحب

ایم ڈی لاہور (عمرہ خانم سکالرشپ بابت سال تمام) ۶۰/-/-

تعمیر فنڈ ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

(بتوسط خان نیاز محمد خان صاحب اکونٹنٹ ندوۃ العلماء)
بذریعہ مرزا محمد ابراہیم خانصاحب انسپکٹر ندوۃ ابنگہ ۲۵/-/-
〃 چوہدری محمد یوسف صاحب 〃 فیروزپور ۲۰/-/-
〃 〃 عبدالغفور 〃 〃 کوہاٹ ۲۵/-/-

عطیات ماہ مئی سنہ ۱۹۴۲ء

جناب محمد اشرف خانصاحب ایس ڈی او جہلم ۵/-/-
محترمہ نسیم اختر صاحبہ بیگم شمشاد علی خانصاحب
دھرمسالہ ۵/-/-
جناب خان محمد خانصاحب ضلعدار نہر موضع للیانی ۵/-/-
محترمہ بنت جناب ڈاکٹر انعام باری صاحب خانپور ۲/-/-
عزیزات فاطمہ بی شیرین بی امیر النساء
اقبال لیلیات مدرسۃ البنات
(بمسرت شادی خانہ آبادی برادر خود) ۲۰/-/-
جناب حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر -/۲/-
〃 مولوی عظامی 〃 〃 -/۲/-
〃 سید محمد رفیق شاہ 〃 〃 -/۲/-
〃 شیخ فیض محمد 〃 تاجر کتب 〃 -/۲/-
〃 بابو عبدالرحمن 〃 اکونٹنٹ 〃 -/۲/-
〃 محمد اقبال صاحب سٹور کیپر خانیوال ۲/-/-
〃 نظام الحق صاحب بی اے (علیگ) بڑوت ۳/-/-
〃 ڈاکٹر منیر الدین صاحب کپورتھلہ ۵/-/-
〃 جناب مولانا محمد احمد صاحب معلم مدرسۃ البنات جالندھر ۱/-/-
〃 خان جلال الدین خانصاحب یو-ایس اے ۹۳/۲/-
محترمہ مس مولا بخش صاحب امرتسر و محترمہ
بی بی جان صاحبہ ۵/-/-
جناب ڈاکٹر اے شیر اینڈ کمپنی ۵/-/-
〃 چوہدری ولی محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی ۱۰/-/-

جناب محمد حسین صاحب جمعدار بمبئی	10/-/-
〃 محترمہ خورشید بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	
بخوشی سینگنگ درجہ مولوی	1/-/1
عزیزات طالبات درجہ مولوی 〃 〃	2/-/-
محترمہ حافظہ سیدہ صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات گوجرانوالہ	5/-/9
جناب میاں محمد علی صاحب ریٹائرڈ ایگزیکٹو	
انجینئر سیالکوٹ شہر	100/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب عنایت اللہ خانصاحب جالندھر چھاؤنی	-/2/-
جناب چوہدری محمد عثمان صاحب نئی دہلی	5/-/-
〃 عبدالرشید صاحب مولوی فاضل امرتسر	5/-/-
〃 خان بہادر سید امیر حسین صاحب ریٹائرڈ	
ڈپٹی کمشنر رئیس بھیری مظفرنگر	
بسلسلہ جلسہ سالانہ	200/-/-
جناب ڈاکٹر کرنل اکبر شاہ صاحب ایف پی اے ۲۲ بمبئی	30/-/-
〃 حاجی شہاب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر قلعہ دیدار سنگھ	25/-/-
〃 مہر بخش صاحب قریشی نزری اسسٹنٹ شیرگڑھ	10/-/-
〃 خان بہادر مولوی فتح الدین صاحب لائلپور	
بتقریب جلسہ سالانہ	100/4/-
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد ابراہیم خانصاحب دانشمند بستی دانشمنداں	1/-/-

محترمہ والدہ صاحبہ سعید الحسن صاحب	1/-/-
جناب اکبر علی شاہ صاحب شملہ بخوشی	
ولادت دختر نیک اختر خود	5/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالرحمن صاحب	
مرحوم۔ ذیرہ دوں (قیمت و کمال)	1/10/-
جناب منشی عبدالستار صاحب شملہ	3/-/-

بتوسط مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن

جناب حاجی مہر محمد لوہا صاحب جھنگ	5/-/-
〃 حافظ غلام محمد صاحب میرپور خاص	1/-/-
〃 محمد صالح صاحب 〃 〃 زکوٰۃ	2/-/-
〃 عزیز الدین احمد صاحب فاروقی 〃 〃	
ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس	10/-/-
〃 سید شجاع محمد صاحب رئیس ودھل شاہکوٹ	5/-/-
〃 جناب ابو احسان اللہ صاحب ہیڈ کلرک	
حیدرآباد سندھ	1/-/-
〃 بابو محمد صالح صاحب دفتر منیجر صاحب 〃 〃	-/2/-
〃 اسسٹنٹ منیجر 〃 〃	-/8/-
〃 چوہدری محمد صادق صاحب زمیندار	
و رئیس اعظم حیدرآباد	10/-/-

زکوٰۃ و صدقات ماہ مئی سنہ ۱۹۴۲ء

جناب میر غلام رسول صاحب اچھرہ لاہور	
ماہ مئی و جون سنہ ۱۹۴۲ء	10/-/-
حاجی جان محمد غلام رسول صاحبان سوداگر چرم مکتسر	1/2/-
〃 عبدالغنی خان صاحب ستونگ بلوچستان	50/-/-
〃 نامعلوم الاسم	10/-/-

وظائف فنڈ ماہ مئی سنہ ۱۹۴۲ء

مکرمہ معظمہ جناب نفیس دلہن صاحبہ بیگم	
عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر علیگڑھ	20/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ جناب مشتاق احمد خانصاحب	
حیدرآباد دکن۔ وظیفہ بہ یادگار محترمہ	
بیگم صاحبہ جناب نواب فخر یار جنگ بہادر	
(ماہ مارچ۔ اپریل۔ مئی سنہ ۱۹۴۲ء)	15/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ خان محمد عالم خان صاحب	
سب انسپکٹر پولیس ودرا۔ بھوپال (وظیفہ دوماہ)	10/-/-
محترمہ الیف ایوب صاحبہ بذریعہ	
قیصرین فارمیسی مکتسر	12/-/-

فہرست چندہ دہندگان بتقریب سترھواں سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۲، ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

جناب میاں نصیر الدین احمد صاحب پبلسٹی آفیسر	
کوئٹہ۔ بلوچستان (بصورت چیک)	40/-/-
〃 چوہدری عبدالباری صاحب سینیٹری انسپکٹر	4/-/-
〃 حاجی عبدالرحیم عبدالقیوم صاحبان سوداگران	
چائے پشاور	50/-/-
〃 مولوی محمد جمیل صاحب نکودر	1/-/-
عالیجناب خان بہادر کرنل مقبول حسن صاحب	
بہادر بالقابہ ہوم منسٹر بہاولپور (چیک)	500/-/-
〃 خان بہادر عبدالمجید خانصاحب رئیس بستی باباخیل	525/-/-

جناب ڈاکٹر منیر الدین صاحب کپورتھلہ (ماہوار)	5/-/- ماہوار
〃 میاں عبداللطیف صاحب سینئر سب جج جالندھر	10/-/-
〃 نصیر محمد صاحب ترمذی انسپکٹر آف	
سکولز جالندھر	10/-/-
〃 شیخ حبیب الٰہی صاحب کلرک آف دی کورٹ	
سینئر سب جج جالندھر	2/-/-
〃 مولانا قمر علی صاحب خطیب جامع بھگوانڑ	10/-/-
〃 مولوی غلام رسول صاحب بستی شیخ	1/-/-
〃 حاجی غلام محمد خانصاحب 〃 〃	1/-/-

جناب حاجی عبدالرحیم عبدالقیوم صاحبان پشاور	10/-/-
〃 میر عبدالرحمن صاحب جی۔ٹی روڈ	2/-/-
〃 منشی عزیز بخش صاحب	1/-/-
〃 نامعلوم الاسم	1/-/-
〃 خیرالدین صاحب	1/-/-
〃 خان عبدالحق خان صاحب نمبردار بستی باباخیل	2/-/-
〃 سیف الدین صاحب	1/-/-
〃 مولانا عبدالحق عباس صاحب بانی مدرسہ	5/-/-
〃 منشی نور احمد صاحب ڈرافسمین	1/-/-

جناب منشی احمد بخش صاحب ناظر ڈسٹرکٹ کورٹ	۱/-/-
" انور خان صاحب بستی دانشمنداں	۵/-/-
" اکبر علی " "	۱/-/-
" حاجی فتح محمد صاحب انجمن شیخاں	۱/-/-
نورالدین سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات	۵/-/-
" خواجہ غلام محی الدین صاحب شلوی مجلۃ النعام طالبہ جو عربی میں اول آئی (۵/-/-) برائے امداد	۵/-/-
" بی بی شہناز اختر صاحبہ متعلمہ مدرسۃ البنات	۲/-/-
" حاجی محمد دین صاحب ٹھیکیدار جالندھر بمد زکوٰۃ	۱۰/-/-
" شیخ چراغ دین صاحب کارخانہ والے پھگواڑہ	۱/-/-
" " محمد اقبال صاحب بزاز "	۱/-/-
" محمد شریف صاحب محلہ راج گنج	۱/-/-
" نامعلوم الاسم	-/۴/-
" ناصرہ طالبہ مدرسہ	۱/-/-
" محمد ممتاز خاں صاحب بستی دانشمنداں	۵/-/-
" اہلیہ منشی محمد عبداللہ صاحب کھوکھر	۱/-/-
" خواجہ فیض لودھیانوی	۲/-/-
" مولانا عبدالحمید مرزا ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج و خطیب جامع آسٹریلین لاہور	۱۰/-/-
" چوہدری غلام رسول صاحب آرہ والے	۱/-/-
" مولانا عبدالحق عباس صاحب بانی مدرسہ	۵/-/-
" کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۵/-/-
" مستری محمد حسین صاحب باغ شیخ کرم بخش	۱/-/- وعدہ
" قاری محمد انوار صمدانی صاحب ایل ایل بی وکیل	۵/-/- وعدہ
" میاں محمد شفیع صاحب محلہ کھولارائے	۱۰/-/-
" اکرام الحق صاحب قریشی	۱/-/-
" حافظ جان محمد صاحب	-/۴/-
" واحد صاحب	-/۱/-
" عطاء اللہ صاحب	۱/-/-
[illegible]	۱/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ جناب شیخ عبدالحمید اقبال سٹیشن	۱۵/-/-
" کشور " دختر " " "	۵/-/-
جناب ماسٹر نذیر احمد بٹ صاحب جالندھر شہر	۶/-/-
" حاجی عبدالرحیم عبدالقیوم صاحبان سوداگران چائے پشاور	۱۰/-/-
ایم اے چودھری صاحب	۱/-/-
" میاں مستری مہر اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جالندھر	۳/-/- وعدہ
" قاری محمد انوار صمدانی صاحب (قیمت باقی تاج)	۲/-/- وعدہ
" جمیل الرحمان صاحب طالب علم اسلامیہ کالج	-/۸/-
طلباء ڈی اے وی کالج	۵/-/- وعدہ
" پروفیسر محمد سردار صاحب اسلامیہ کالج	۲/-/- وعدہ
محترمہ بنت جناب شیخ فضل دین سوداگر چرم	۲/-/-
جناب فضل جالندھری (قیمت کتاب معجزات رسول خرید کردہ مولوی عبدالباری صاحب)	۲/۸/-
محترمہ مسز عبدالغفور صاحبہ	-/۶/-
جناب مستری نور محمد صاحب	-/۴/-
" مولوی نیک محمد صاحب ٹیچر گورنمنٹ سکول جہلم	۲/-/-
" احمد مبین فرزند شیخ فضل دین صاحب سوداگر چرم	۱/-/-
" مستری شاہ محمد صاحب	-/۴/-
" مولوی عبدالباری صاحب رئیس جڑانوالہ	۱۰/-/-
" محمد زمان صاحب مع متفرق اصحاب	-/۱۴/۴½
" سید نیاز محمد صاحب	۱/-/-
" متفرقات	-/۷/۱½
" طلباء اسلامیہ سکول	-/۴/-
" جناب رشید صاحب مع متفرق اصحاب	-/۶/۶
متفرق اصحاب	-/۲/۶
" "	-/۴/-
" "	-/۱/-

نامعلوم الاسم	-/۱۲/۴½
"	-/۲/-
جناب مولانا محمد احمد صاحب	۱/-/- وعدہ
" خواجہ فیض صاحب لودھیانوی	۲/-/-
" منشی سردار محمد صاحب کاتب	۲/-/-
" چوہدری کریم بخش صاحب وثیقہ نویس	۱/-/-
" رشید رضا صاحب	۱/-/-
" شیخ عبدالستار صاحب سوداگر چرم بستی نو	۱/-/-
" ظہیر احمد صاحب	۱/-/-
" خوشی محمد صاحب موضع بالوکی	۱/-/-
" غلام حسین صاحب	۱/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب بستی دانشمنداں	۲/-/-
" بیگم " خان محمد ممتاز خان صاحب " "	۱/-/-
" عائشہ بنت ڈاکٹر محمد ابراہیم " " "	۱/-/-
" بیگم صاحبہ خان عبدالخالق " بابا خیل	۱/-/-
" ممتاز خانم صاحبہ سر معلمہ مدرسۃ البنات مصری شاہ لاہور	۱/-/-
" والدہ صاحبہ نسیم و شمیم طالبات مدرسۃ البنات	۲/-/-
" " " مسعودہ درجہ عاشرہ "	-/۹/-
" " " مسعودہ خاتون درجہ مولوی	۹/-/-
" محترمہ سارہ صاحبہ	۱/-/-
" بشریٰ خانم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات	۵/-/-
" زبیدہ حافظہ سابق متعلمہ " (مولوی)	۳/-/-
" نجمہ صاحبہ درجہ مولوی "	۱/-/-
جناب معلوم الاسم	۲/-/-
محترمہ نامعلوم الاسم	۵/-/-
" کلثوم درجہ مولوی مدرسۃ البنات	۲/-/-
" کنیز فاطمہ صاحبہ متعلمہ (مولوی عالم) "	۱/-/-
" رشیدہ " " "	۱/-/-
" مجیدہ علوی " " ادیب عالم "	۱/-/-

محترمہ زہرہ - درجہ عاشرہ - مدرسۃ البنات ۲/-/-
" طاہرہ " ثانی " ۱/-/-
" کنیز فاطمہ " خامسہ " ۱/-/-
" صوفیہ خانم " " " ۱/-/-
" تاج بی بی " خصوصیہ ثانیہ " -/۴/-
" روشن اختر صاحبہ " مولوی عالم " ۱/-/-
" محمودہ " " ادیب عالم " ۲/-/-
" بیگم صاحبہ بابو محمد حسین صاحب نقشہ نویس ۱۰/-/-
" والدہ صاحبہ نذیرہ و بشیرہ طالبات
مدرسۃ البنات ۲/-/-
" خدیجۃ الکبریٰ متعلمہ مدرسۃ البنات ۱/-/-
معلوم الاسم -/۱/-
" رشیدہ بیگم بورڈر از افغانستان ۱/-/-
معلوم الاسم -/۱/۳
جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب پنشنر بستی شیخ ۲/-/-
عالیجناب شاہزادہ سلطان مغفور خانصاحب
بہادر لدھیانوی (صدر جلسہ) ۱۰۰/-/-
جناب حاجی نور محمد صاحب ٹھیکیدار جالندھر شہر ۱۰/-/-
" منشی فضل محمد صاحب محلہ اسلام آباد " ۱/-/-
عالیجناب شاہزادہ سلطان مغفور خانصاحب
(برائے مٹھائی طالبات) ۱۰/-/-
جناب حافظ محمد اسحاق خانصاحب بستی شیخ ۲/-/-
" حکیم محمد محسن شاہ صاحب - دروازہ سیدان جالندھر ۵/-/-
" میاں نظام الدین عرف بھائی میاں
صاحب محلہ پکا باغ جالندھر شہر ۱/-/-
" شیخ فیض اللہ صاحب سوداگر چرم بستی شیخ ۲/-/-
" میاں عنایت اللہ صاحب بی - اے پلیڈر ۵/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ " " " ۵/-/-
عزیزہ نجمہ - درجہ رابعہ مدرسۃ البنات ۵/-/-
جناب عبد الغفور متعلم اسلامیہ سکول ۳/-/- -/[illegible]/-
نامعلوم الاسم -/۱/-

بتوسط خان نیاز محمد خانصاحب محکمہ زراعت
جناب چوہدری امداد علی خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ
ڈائرکٹر محکمہ زراعت جالندھر ۱۰/-/-
" چوہدری محمد اکبر صاحب مینیجر زراعتی فارم " ۵/-/-
" " جلال الدین صاحب انسپکٹر زراعت " ۲۵/-/-
" میاں نور حسین " " " " ۱۰/-/-
" چوہدری خوشی محمد " " " " ۱۰/-/-
" سید اصغر علی شاہ " " " " ۳/-/-
" چوہدری غلام رسول " " " " ۲/-/-
" " محمد رفیق " " " " ۳/-/-
" ڈاکٹر آغا اصغر علی خانصاحب " ۵/-/-
" مستری تاج محمد صاحب زراعتی فارم " ۱/-/-
" منشی شاہ محمد " ملازم " " " ۱/-/-
" " فضل محمد " " " " ۱/-/-
" " عبد الرحیم " " " " ۱/-/-
" " محمد بشیر خانصاحب " " " ۱/-/-
" " بشیر خانصاحب عبد العزیز خانصاحب " ۱/-/-
" " عبد الرحمٰن صاحب ملازم محکمہ زراعت " ۱/-/-
" مرزا عبد الغنی صاحب کیمپ کلرک " " ۲/-/-
" خان نیاز محمد خانصاحب اکونٹنٹ ۵/-/-
متفرق معرفت مرزا محمد ابراہیم خانصاحب انسپکٹر زراعت چندہ ۱۸/-/-
" اقبال سائیکل ورکس جالندھر ۲۵/-/-
" چوہدری فتح الدین صاحب رنگیل فرنیچر ہاؤس ۵/-/-
محترمہ والدہ صاحبہ کلثوم بیگم متعلمہ
درجہ دوم مدرسۃ البنات ۱۰/-/-
" " " کشور " سوم " ۱۰/-/-
" بیگم " جناب اسلام الحق صاحب کپورتھلہ ۱/-/-
" " " " ماسٹر حامد علی " " ۱/-/-
" " " چوہدری رحمۃ اللہ صاحب جالندھر ۲/-/-
" " " محمد جمیل خانصاحب بستی بابا خیل ۲/-/-
" بنت جناب برکت علی صاحب درجہ ششم مدرسۃ البنات ۲/-/-

محترمہ خالدہ صاحبہ جماعت پنجم مدرسۃ البنات ۱/-/-
محترمہ نسیمہ " ادیب عالم " ۱/-/-
" خدیجہ صاحبہ " خصوصیہ ثانیہ " ۱/-/-
" اسلام بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات پشاور ۱/-/-
" خورشید صاحبہ (پانچ سالہ بچی) -/۱/-
" رفیقہ درجہ چہارم مدرسۃ البنات ۱/-/-
" بیگم صاحبہ میاں سمیع اللہ صاحب
رئیس عبد اللہ پور لائل پور ۱۰/-/-
" نسیمہ صاحبہ بادرچن مدرسۃ البنات ۵/-/-
" زبیدہ بدر الدین درجہ ادیب عالم " " ۱/-/-
" رضیہ بنت ماسٹر نیاز محمد درجہ اعلیٰ " " ۲/-/-
جناب میاں برکت علی صاحب سوداگر ظروف
جالندھر شہر ۵/-/-
" چوہدری فضل الدین صاحب بھٹہ والے " " ۱۰/-/-
" حاجی ملک عبد الغفور عبد الشکور صاحبان
آڑھتیان لکڑی دیکل ۱۵/-/-
ایک بچہ - زبیدہ فضل محمد - نامعلوم ۱/۱/۶
-/۸/- -/۴/۲ ۱/-/-
جناب رشید احمد صاحب امین آبادی ۵/-/-
عزیزہ کنیز زہرہ صاحبہ - درجہ مولوی عالم مدرسۃ البنات ۱/-/-
" رفعت رانا " اعلیٰ بورڈر " ۲/-/- دو
" فخر جہاں " سوم " " ۱/-/-
" شفیق جہاں " چہارم " " ۱/-/-
" سعیدۃ النسا " سوم " " ۱/-/-
" وحیدۃ النسا " " " " ۱/-/-
" ادیبہ خانم " چہارم " " ۱/-/-
" زبیدہ رانا " سوم " " ۱/-/-
" پروین حیات " " " " ۳/-/-
" نسیمہ خاتون " " " " ۲/-/-
" اختر خاتون " ادنیٰ " " ۲/-/-
" افضل بیگم " سوم " " ۱/-/-
" مسرت بشیر " دوم " " ۱/-/-

عزیزہ رضیہ موسیٰ ۔ درجہ چہارم مدرسۃ البنات	۱/-/- وغیرہ
" فرخندہ اختر ۔ " ادنیٰ "	۱/-/- "
" خورشید بیگم نعمت اللہ " سوم "	-/۸/- "
" فرحت خاتون " "	۱/-/- "
" رضیہ علی بہادر " اعلیٰ "	۱/-/- "
" نذیر النسا ۔ " چہارم "	-/۸/- "
" عائشہ بی بی " دوم "	-/۸/- "
" ثریا محمد عثمان " ادنیٰ "	۱/-/- "
" نذیر علی محمد " دوم "	-/۸/- "
" شمیم علی محمد " اعلیٰ "	-/۸/- "
" سکینہ محبوب علی " دوم "	-/۸/- "
" صدیقہ " " اعلیٰ "	-/۸/- "
" دُرِ شہوار " " "	-/۸/- "
" ثریا محمد شفیع " " "	-/۸/- "
" حامدہ بی بی " " "	۱/-/- "
" شفقت آرا " دوم "	-/۸/- "
محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ معلمہ "	۲/۸/-

محترمہ اسیہ بیگم صاحبہ نائب ناظرہ داماں اقامہ مدرسۃ البنات	۲/-/-
" مسز ری خانم اہلیہ اصغر علی سابق متعلمہ "	۱/-/-
" ممتاز بیگم صاحبہ معلمہ "	۲/-/- وغیرہ
عزیزہ شریفہ درجہ ثانی "	-/۸/-
عزیزہ اقبال محمد	-/۲/-
عزیزہ سکینہ خانم " چہارم "	۱/-/- وغیرہ
" مسعودہ عبد الرحمٰن " ششم "	۱/-/- "
" رشیدہ عمر دین " چہارم "	۱/-/- "
" رضیہ ابراہیم " " "	۱/-/- "
" سلامت صاحبہ " خصوصی "	۱/-/- "
" نسیم " " چہارم "	۱/-/- "
" شیریں " " ششم "	۱/-/- "
" صغریٰ " " چہارم "	۱/-/- "
" مریم " سوم "	۲/-/-
" حنیفہ صاحبہ " سادسہ "	۱/-/-
" محمودہ بیگم صاحبہ ادیب عالم	۱/-/-

عزیزہ سکینہ صاحبہ ۔ درجہ ادیب مدرسۃ البنات	-/۸/-
محترمہ بیگم صاحبہ حکیم سید شاہنواز صاحب جالندھر	۱/-/-
عزیزہ غلام فاطمہ بنت مہر غلام محمد صاحب متعلمہ درجہ اعلیٰ مدرسۃ البنات	
(خرچ روشنی ایک رات)	۶/-/-
جناب مولانا ایم یوسف سلیم چشتی پرنسپل اشاعت اسلامیہ کالج لاہور (۱۵ جلد تعلیمات اقبال)	قیمت ۱۵ جلد ۱۴/-/-
محترمہ بیگم صاحبہ میاں حمید علی صاحب رئیس جالندھر	۵/-/-
جناب نصاب مولوی فیروز الدین اینڈ سنز فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور	۱۰/-/-
" منشی نظام الدین صاحب بٹ جالندھر شہر برائے امداد یتیم و مسکین طالبات	۵/-/-
حضرت مولانا سید محمود علی صاحب ۔ جالندھر شہر	۲/-/-
جناب ڈاکٹر ولی محمد صاحب	۱/-/-
محترمہ شفیقہ رفاطمہ صاحبہ رمزی بذریعہ ریاض الحسن صاحب رمزی نائب تحصیلدار میرٹھ	۵/-/-
جناب منشی جلال الدین صاحب کپور تھلہ	۵/-/-

اللہ کی مدد کرنے والے

مندرجہ ذیل اللہ کے محبوں نے گذشتہ مہینوں میں "مسلمہ" کے خریدار مہیا فرما کر اللہ کی مدد کی اور اللہ کی مدد کے مستحق ہو گئے :-

جناب مرزا عبد الحمید بیگ صاحب ہوم آفس حیدرآباد دکن ۲
محترمہ زبیدہ زریں خانم صاحبہ بستی بابا خیل ۱
جناب محمد بخش صاحب پلیڈر جالندھر شہر ۲
جناب پروفیسر فیض الحسن صاحب فیضی جالندھر شہر ۱
محترمہ الطاف بیگم صاحبہ معلمہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر ۱
محترمہ بیگم صاحبہ قاضی صبغۃ اللہ صاحب پانی پت ۱
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محسن علی صاحب عباسی سمرالہ ۱
جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب بی ٹی ۔ آئی بھاگلپور ۱
محترمہ ممتاز خانم صاحبہ ہیڈ معلمہ مدرسۃ البنات مصری شاہ لاہور ۹

محترمہ بیگم صاحبہ مولانا سید ابو الخیر صاحب رائے بریلی
جناب مستری علی احمد صاحب جالندھری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

قابلِ مطالعہ کتابیں

الفباءِ عربی

صوتی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۲ر

الفبا اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے۔ مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کرکے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے قیمت ۱ر

لُبابُ الاحیا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

کی تصنیف

مختصر الاحیا یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ۔

مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

پیام اسلام

قرآن پاک کو صحیح طور پر سمجھنے اور عقیدۂ پیام اسلام کو قائم کرنے کیلئے عربی کا سیکھنا لازم ہے۔ عربی کو جلد تر اور آسانی سے سیکھنے کے لئے رسالہ پیام اسلام جالندھر کا مطالعہ ضروری ہے۔ عربی زبان کے طلبہ مدارس اور دوسرے اہل شوق کیلئے پیام اسلام بہترین معلم ہے۔ کیا صرف ۴ر (چار آنے) مہینہ سے ایسے فاضل استاد کا حاصل کرنا خوش نصیبی نہیں؟

تین روپے سالانہ چندہ پیشگی بھیجکر آج ہی پیام اسلام جاری کرا لیجئے

مینیجر رسالہ پیام اسلام۔ جالندھر شہر

نقشِ وفا

نگاشتہ: حضرت نواب صدر یار جنگ بہادر حسرت ومحترمہ معظمہ جناب نفیس دلھن صاحبہ دُردانہ

"پاک جذبات نے دل و دماغ میں جو خیالات پیدا کئے اور جو دالمعیشت برسوں کے ساتھ میں زندگی کا دستور و آئین بنے حوالۂ قلم کئے جانے میں بارہ برس کے عرصہ عمل کو طرفین نے لباسِ الفاظ میں اہل ملک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان مضامین سے ایک گھر کی بھی راحت و آرام میں کچھ ترقی یا اصلاح ہو تو ہم سمجھینگے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی۔" حسرت و دُردانہ

ملنے کا پتہ: مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

11(1)

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مُسلِمہ

جالندھر شہر

مُدیرہ حُمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱۔ "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۳۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئے۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہوسکیگی۔
۳۔ چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ) ۔ ممالک غیرسے چار شلنگ ۔ فی پرچہ ۲ آنہ
۴۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا۔
۵۔ کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہئے۔
۶۔ خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہوسکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱۔ یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے۔ اسلئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مدنظر رکھا جائے۔
۲۔ زبان صاف اور سلیس ہونی چاہئے۔
۳۔ روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں۔
۴۔ مضمون مختصر ہو۔
۵۔ مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا۔
۶۔ پورا پتہ لکھئے گا ورنہ مضمون درج نہ ہوسکیگا۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱۔ کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا۔
۲۔ کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے۔
۳۔ اُجرت بہرحال پیشگی۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دارالقرآن سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۱ جولائی ۱۹۴۲ء - جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ نمبر ۱

چند گزارشیں

"مسلمہ" کا گیارھواں سال:-

"مسلمہ" کی دس جلدیں پوری ہوگئیں اور اس اشاعت سے گیارھویں جلد شروع ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ۔

"مسلمہ" کا منشا اس ملت کی اصلاح و ترقی ہے جو خدا اور رسول کے دین کی راہ سے بھٹک چکی ہے۔ "مسلمہ" کا مقصد مسلم عورت کی ہدایت و خدمت اور اسکی صحیح حمایت ہے جو جہل و نادانی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہی ہے جو اسلام سے بیگانہ ہے، جو علم و ہنر سے عاری ہے۔ تہذیب کے اصولوں سے ناآشنا ہے۔ اور جس کے دل و دماغ پر غیر اسلامی رسموں کا تباہ کردینے والا اثر چھایا ہوا ہے۔

"مسلمہ" کے پیش نظر ان نئی تعلیم یافتہ بیبیوں کی رہنمائی کرنا ہے جو تعلیم کی ضرورت سے ایسی تعلیم حاصل کرچکی ہیں جو اسلامی نہیں، جو نظر فریب تو ہے مگر بے سود بلکہ غلط راہ پر ڈالنے والی ہے۔ "مسلمہ" ان مقاصد کے زیر نگاہ دس سال سے پوری ہمت، کامل استقلال اور بے پناہ ایثار سے اپنے واجبات پورے کر رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ محض اللہ کے فضل سے ہوا۔ الحمد للہ رب العلمین۔

جیسا کہ ہر سال عرض کیا جاتا ہے "مسلمہ" پہلے دن سے گھاٹے میں چل رہا ہے۔ اس سال کا نقصان آٹھ سو روپیہ ہے آجتک اسے کل خسارہ ہوا ہے۔ یہ بڑی رقم اس اندازے کی ہے کہ کوئی شخص یا کوئی جماعت اسے برداشت نہیں کرسکتی۔ سوائے اس صورت کے کہ اسکے سامنے کوئی اہم دینی خدمت ہو، دل میں اخلاص اور ہمت ہو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو جس کے لئے یہ بیڑہ اٹھایا گیا۔ بے شک یہ دینی کام ہے اور اللہ کی مدد اور اسکی تسلی ساتھ ساتھ ہے۔

پچھلے تین سال سے جنگ کی وجہ سے کاغذ کی مہنگائی دو گنا سے پانچ گنا تک بڑھ گئی ہے۔ اخباروں کے کاغذ کی خریدیں تو حکومت مدد بھی دیتی ہے۔ رسالوں کو یہ امداد حاصل نہیں ہے بلکہ بعض اوقات تو کاغذ کسی قیمت پر بھی نہیں ملتا۔ چنانچہ پچھلے مہینے کاغذ تلاش پر بھی نہ ملا۔ آخر بصد مشکل عین آخری دنوں میں کوئی نہ کوئی صورت پیدا ہوگئی۔ اور خدا نے وہ موقع سنبھال لیا۔

معزز مسلمہ بہنو! "مسلمہ" کسی شخص کی ملکیت نہیں ہے یہ اس جماعت کا نقیب ہے جو آپ کی امداد اور آپ ہی کی ترقی کے لئے وجود میں آئی ہے اور صحیح معنوں میں "مسلمہ" آپ کا ہے۔ اسکی مدد اپنی مدد ہے۔ اس کی خدمات کی ناقدری آپ کی اپنی بے نصیبی ہے۔

انجمن اشاعت اسلام جالندھر اس کی پالیسی کی نگران ہے اور انجمن مدرسۃ البنات اسکے مالیات کی ذمہ دار۔ اور انجمن مدرسۃ البنات جالندھر باوجود اس امر کے کہ اسے شرق و غرب میں خدا کی بخشی ہوئی عزت اور شرف حاصل ہے۔ لیکن جب اس کی مالی حالت پر نظر پڑتی ہے تو وہ مایوس ہو کر لوٹ آتی ہے۔

باشرف بہنو اور محترم بھائیو! مسلمانوں کی

عبرت!

بے زری اور ناداری کے باوجود جو جوہر ان کی قومی زندگی کو قائم رکھنے کا موجب رہا ہے وہ ان کا ایثار تھا۔ وہ ان کا حوصلہ اور اللہ سے گہرا سا تعلق تھا۔ جس کا ثبوت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنے سے ملتا ہے۔ اور یہ نیکی کا بڑا معیار ہے اور خدا نے اسے نیکی کی کسوٹی بنایا ہے اور فرمایا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (تم نیکی کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے جبتک تم (اللہ کی راہ میں) اس چیز کو خرچ نکرو جسے تم چاہتے ہو)۔ یہاں نیکی سے مراد حسن ایمان و حسن عمل ہے مگر افسوس ہے کہ وہ اسلامی ادارے جن کی خدمات کو سچے دل سے سراہا جاتا ہے اور اسے قومی زندگی کا ستون قرار دیا جاتا ہے انکے قیام کے لئے مال و زر خرچ کرنے میں وہ جذبہ اب اس درجے تک باقی نہیں رہا جس کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھا اور جسے دیکھکر دوسری قومیں ان پر رشک کیا کرتی تھیں۔

سینکڑوں دوسری مثالوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف ایک غیر مسلم تعلیمی ادارے کے قیام کی تازہ مثال جالندھر ہی میں ملاحظہ فرمائیے کہ جالندھر میں ایک آریہ کالج بی۔اے تک ۱۹۲۸ء سے قائم ہے۔ اسے تعلیمی لحاظ سے ایک بڑا رتبہ حاصل ہے بیسیوں گھماؤں میں اسکی اپنی زمین میں عظیم الشان عمارتیں موجود ہیں۔ لاکھوں روپیہ نقد موجود ہے۔ سائنس کا اعلیٰ انتظام ہے۔ سب مقامی مسلم طلبہ بھی وہیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ مسلم طالبات بھی۔ ہندوؤں کا ترقی کا جذبہ اور ابھرا۔ ایک اور آریہ کالج قائم کرنے کا ادھر ارادہ ہوا۔ نصف لاکھ سے اوپر روپیہ چند مہینوں میں جمع ہو گیا اور فوراً ایک اور آریہ کالج قائم ہو گیا جو ڈگری کالج ہے جس میں جنگ کے زمانے کے نرخوں پر خرید کردہ سائنس کا سامان بھی موجود ہے۔ چند غیرتمند مسلمانوں نے مسلمان طلبہ کی تکالیف کو دیکھکر اسلامیہ کالج قائم کر دینے کا ارادہ کیا۔ دن رات اسی مقصد کے لئے نیند حرام کی۔ شب و روز سفر و مشقت میں رہکر ضلع کے ان مسلمانوں کو اس کالج کو بنا دینے کی شدید ضرورت کا احساس کرایا۔ جن کی مدد اور توجہ سے یہ کام کوئی مشکل نہ تھا مگر اب تک کالج کی عمارت نہیں بن سکی اور سائنس کا مضمون بھی اسمیں شامل نہیں ہو سکا اور یہ وہ شہر ہے جس میں کئی لکھ پتی مسلمان موجود ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت بھی ہے۔ وائے بر حال ما۔ ہم جانتے ہیں کہ اگر جالندھر ہی کے اہل ثروت مسلمان پوری توجہ فرمائیں تو کالج کا قیام تو ایک معمولی بات ہے۔ مدرسۃ البنات کی عمارت اور اسکے ماہانہ اخراجات بھی پورے ہو سکتے ہیں۔ ادھر جالندھر میں ہندو قوم کا ایک زنانہ کالج بھی موجود ہے جو اپنی مذہبی

تعلیم و تربیت کے سبب سے تمام ہندوستان میں مشہور رہتے اور اب تو ان کے بیسیوں بڑے بڑے زنانہ کالج موجود ہیں۔ اور ہم ہیں کہ صرف ایک مدرسۃ البنات لئے بیٹھے ہیں اور وہ بھی قوم کی بے توجہی پر دن رات آنسو بہا رہا ہے۔ اگر حضرت عبدالحق عباس (اللہ انھیں مدتوں سلامت رکھے) کا صحیح ایمان باللہ اپنی پوری شان سے جلوہ گر نہ ہوتا تو مدرسۃ البنات کا خون مسلمانوں کی گردن پر دھر اگیا ہوتا یا اس درسگاہ کی حیثیت ایک عام درسگاہ کی رہ جاتی جو سرکاری امداد کے بل پر زندہ ہیں۔

حاصل مطلب: مطلب یہ کہ ہندی مسلمان دوسری قوموں کے مقابلے میں نادار سہی، غریب سہی، ان کا اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا جذبہ اور ایثار و قربانی کا جوہر ابتک زندہ تھا اور انکے قومی کام اس کے طفیل سے سلامت و زندہ تھے۔ مگر اب ان جذبوں پر مُردنی چھا رہی ہے۔ اور مدرسۃ البنات جیسا ادارہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہو کر اپنی تمام ترقیوں کو روکے ہوئے ہے بلکہ موجودہ حالت ہی کو سنبھالنا انتہائی مشکل ہو رہا ہے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ راجِعُون! چونکہ "مسلمہ" کی مالی کفالت بھی یہی لئے ہوئے ہے۔ اسلئے ہر سال آٹھ سو روپے کا نقصان اتنا بڑا نقصان ہے جسے کوئی درد مند مسلمان بے چین ہوئے بغیر نہیں دیکھ سکتا

محترم خواتین! معزز بہنو! آپ پر "مسلمہ" اور "مدرسۃ البنات" کے بھی اسلامی حقوق ہیں، ان حقوق کو پورا کرنا آپ پر فرض ہے۔ ان سے بے پروائی اللہ کی ناراضی کا موجب ہوگی۔ اور ملت کی بدبختیوں میں اور اضافہ ہوگا۔ ان سے دلچسپی آپ کی فلاح و ترقی کا باعث ہوگی۔ کاش! قوم سمجھ لے کہ مدرسۃ البنات اور اسکے متعلقہ ادارے مسلم عورت کی زندگی کی تعمیر میں کتنا قیمتی حصہ لے رہی ہے اور آیندہ انقلابی دور میں اس کے اثرات کتنے خوشگوار ہونگے۔

چودھری محمد علی مرحوم: ہم یہ خبر نہایت رنج و افسوس سے سپرد قلم کرتے ہیں کہ انجمن مدرسۃ البنات کی مجلس منتظمہ کے ایک معزز رکن چودھری محمد علی بی۔ اے۔ ایل ایل بی ہیڈ اسسٹنٹ کمشنر آفس جالندھر عین شباب کے عالم میں کئی چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر پچھلے مہینے انتقال فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ راجعون۔

مرحوم ایک صاحبدل، اسلامی ہمدردی رکھنے والے فقیر منش نوجوان تھے۔ ہمیشہ مدرسہ کی عملی مدد خود بھی کرتے رہتے دوسروں کو مدد پر آمادہ کرتے رہے۔ آپ کی ایک لڑکی اور لڑکے نے مدرسۃ البنات میں تعلیم پائی۔

ہمیں اس حادثے پر مرحوم کی بیوی، ان کے بچوں اور دوسرے اعزہ سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں بخشے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

قرار دادہائے اظہار افسوس و ہمدردی منجانب صدارت بہ اجلاس ۲۱ جون ۱۹۴۲ء

(الف) جناب چودھری محمد علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ کمشنر آفس و ممبر مجلس منتظمہ انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر کے انتقال پُر ملال پر یہ اجلاس اظہار افسوس و ہمدردی کرتا ہوا بدرگاہ رب العزت دست بدعا ہے کہ چودھری صاحب

موصوف کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق رفیقِ حال کرے۔

(ب) یہ اجلاس جناب منشی نذیر حسین صاحب ملازم کچہری منصفی، ممبر مجلس منتظمہ انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر کے انتقال پُر ملال پر بعد اظہار افسوس و ہمدردی بارگاہ مجیب الدعوات دست بدعا ہے کہ منشی صاحب موصوف کو اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل مرحمت فرمائے۔

ضروری تصحیح: رسالہ "مسلمہ" ماہ جون ۱۹۴۲ء کے تیسرے صفحے پر بعض اسمائے سامی و القاب گرامی کے اندراج میں افسوسناک غلطیاں صادر ہوئی ہیں۔ قارئین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ مطابق ذیل درست فرمالیں:-

کالم اول سطر ۱۵

بجائے شیخ محمد امین صاحب جناب شیخ محمد دین درست ہے۔

کالم دوم سطر ۳

بجائے کے اے رحمٰن صاحب الخ، جناب خان اے رحمان صاحب انچارج مالوجسٹ ٹو گورنمنٹ پنجاب ثبت فرمائیں۔

مدرسۃ البنات

بڑی تعطیلات: مدرسۃ البنات ۲۵ر جولائی سے بند ہو رہا ہے۔ ۲۵ر ستمبر کو کھلے گا۔

انشاء اللہ!

بچیوں کے اعزہ سے گزارش: طالبات مدرسہ اپنے ہمراہ چندے کی فراہمی کے لئے فارم لے جائینگی۔ وہ اپنی درسگاہ کی امداد کیلئے آپ کی امداد کی محتاج ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپکو اس امر کا احساس ہوگا کہ مدرسۃ البنات کو آپ کی توجہات کی بے حد ضرورت ہے اور اس امر کا احساس بھی ہوگا کہ لڑکیوں کا دائرہ عمل بے حد محدود ہے وہ صرف آپ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس کارِ خیر میں ان کا ہاتھ بٹائیے۔ اپنے دائرۂ اثر میں اس نیک کام کے لئے حرکت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کیجئے اور قوم پر احسان فرمائیے۔ اللہ آپ کا معاون ہو!

مولوی فاضل کلاس: اب تک عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسۃ البنات میں مولوی عالم کی کلاس تھی۔ اب ارادہ کر لیا گیا ہے کہ مولوی فاضل کلاس بھی کھول دی جائے۔ یہ ایک مہم ہے جو اب تک سر نہ ہو سکی تھی۔ خدا کرے کہ مدرسہ اس منزل کو جلد طے کر سکے اور لڑکیاں اس سال کافی تیاری کر سکیں۔

ضروری اطلاع: "مسلمہ" کے پرانے خریداری نمبر تمام تبدیل کر دئیے گئے ہیں۔ خریدار صاحبان نئے خریداری نمبر نوٹ فرما لیں۔ خط و کتابت میں ان نئے نمبروں کا حوالہ ضروری ہے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف +

منیجر

ضروری التماس:- ◯

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے آئندہ رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا جس کے زاید اخراجات سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع دی جائے۔ نئے خریداری نمبر کا حوالہ ضروری ہے۔

منیجر

ذہنیتوں کا انقلابِ عظیم

مسلمان عورتوں اور بچوں کے لئے ایک سبق

(از حضرت مولانا عبد القیوم ندوی جمعیۃ تبلیغ الاسلام کراچی)

چونکہ انسان فطرۃً عجائب پسند واقع ہوا ہے۔ خلاف عادت چیزوں کے دیکھنے کا خوگر ہے۔ اس لئے اللہ جل شانہٗ کی سنت جاریہ ہوگئی ہے کہ وہ ہر نبی و رسول کو معجزات اور مناسب خوارق عادات عنایت فرماتا ہے تاکہ قوم ان کی بات پر کان دھرے اور ہر بات پر آمَنّا و صَدَّقنا کہے۔ گو نبوت کا دارومدار معجزات پر نہیں ہے۔ یہ صرف قوم کے اطمینان خاطر کے واسطے ہوتے ہیں۔ اسی سنت جاریہ کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کو طول عمر کا معجزہ عنایت فرمایا کہ جب لوگ بہت بہت زیادہ زمانہ تک زندہ رہا کرتے تھے اور انکی عمریں بہت دراز ہوا کرتی تھیں، تو حضرت نوحؑ کو ۹۰۰ برس کی عمر عطا کی گئی۔ جب حُسن کا دَور دَورہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا خوبصورت بنا کر بھیجا کہ پھر اس کے بعد آجتک ویسا خوبصورت کوئی پیدا نہ ہو سکا اور نہ آیندہ ہونے کی توقع ہے۔ بت پرستی اور گمراہی بد خلقی اور سیاہ کاریاں جب اپنا بازار گرم کئے ہوئے تھیں۔ اسوقت حضرت ابراہیمؑ کو خلعت طیبہ حاصل ہوئی جس کی وجہ سے ان کو خلیل اللہ کا نایاب خطاب ملا، اور انھیں کی خلت پر ہمارے حضرت خاتم الرسلؐ نے مبعوث ہو کر دنیا میں قدم رنجہ فرمایا۔ سحر اور جادوگری کا جب زور تھا تو حضرت موسیٰؑ کو عصا حاصل ہوا کہ جس نے جادوگروں کے تمام دعووں کو جھوٹا کر دکھایا۔ اور سب سے بڑا یہ کہ انکو کوہ طور پر خداوند کریم سے گفتگو کرنے کا شرف عنایت ہوا، اور انکی قوم کو تمام عالم پر فضیلت بخشی گئی۔ حکمت، فلسفہ اور طب کا جب دَور دَورہ تھا۔ بڑے بڑے امراض کا علاج ہوا کرتا تھا تو حضرت عیسیٰؑ کو احیاء موتیٰ کا عظیم الشان معجزہ بخشا گیا۔ بلا باپ کے وہ پیدا ہوئے بچپن میں کلام کرنے کی فضیلت انکو حاصل ہوئی، سب ان کے معجزات تھے۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سید المرسلین تھے۔ خاتم الرسل تھے، اسلئے قدرت نے علاوہ چھوٹے چھوٹے معجزوں کے تمام معجزوں سے بڑا، اور سب سے اہم ترین معجزہ جسے روز ازل سے ان کے لئے علیحدہ کر رکھا تھا، عطا فرمایا، یعنی جبکہ کفر ظلمت کی سیاہ گھٹائیں سارے عالم پر چھائی ہوئی تھیں ہر چہار جانب سے فسق و فجور کی سنگباری ہو رہی تھی، شرک کے سمندر میں تلاطم برپا تھا، نور ایمان کا چراغ گل ہو چکا تھا انسان جو کہ اشرف المخلوقات تھا، جس نے اس بار گراں کے اٹھانے کی ذمہ داری اپنے سر لی تھی کہ جس کے تصور سے

آسمان، زمین اور پہاڑ جیسی بھاری اور باعظمت مخلوق کانپ گئی تھی، تھرا گئی تھی اور اسکے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا، یہی انسان حیوانوں اور درندوں سے بھی بدتر تھا۔ ایران ایسی متمدن سلطنت میں آگ کی پوجا جاری تھی۔ اس کے سامنے لوگ اپنی اپنی آرزوؤں کو پیش کرتے۔ زردشتی مذہب کا ڈنکا بج رہا تھا۔ غریب رعایا بھوکوں مرتی تھی۔ امراء لاکھوں اور کروڑوں روپیہ ایک ایک دن میں صرف کر ڈالتے تھے۔ روم میں ایک خدائے قدوس کے بجائے تین خداوندوں کی پرستش جاری تھی۔ اُن کی رعایا باوجودیکہ ہم مذہب تھی لیکن انکے جور و ظلم سے تنگ آچکی تھی۔ ہندوستان، چین، اور جاپان میں سناتن دھرم اور بدھ مذہب کا طوطی بول رہا تھا۔ ندیوں، پتھروں اور درختوں کی حکومت تھی۔ یہی خدا اور انکے اوتار مانے جاتے تھے۔ انھیں کے ساتھ زندگی و موت کی کنجیاں تھیں، رزق اور تمام اہم امور کے انجام کو مہمل سمجھتے تھے۔ عورتوں پر جس قدر سختیاں کی جاتی تھیں اسکا اندازہ ان کی ستی ہو جانے سے کیا جا سکتا ہے۔ بیچارے شودروں پر جو قیود عائد تھے وہ آپ پر مخفی نہیں، حتیٰ کہ گاندھی جی کی انتھک کوششوں کے باوجود آج بیسویں صدی میں بھی اسکو مندر میں عبادت کا حق حاصل نہیں۔ یورپ جہاں آجکل عقل و ہنر کی کاشت کی جاتی ہے، زمانہ میں سخت مصائب کی گھڑیاں کاٹ رہا تھا اور ضلالت و نادانی کے بحر ذخار سے اس کا گذر ہو رہا تھا۔ حتیٰ کہ آج بھی باینہمہ عقل و ہنر زنا اور شراب خوری ایسے جرائم کو وہ جرم ہی نہیں خیال کرتے۔

افریقہ وغیرہ کی آبادیات کو جانے دیجئے۔ وہاں تو صرف وحشی اقوام آباد تھیں کہ جو تمدن و اخلاق، مذہب اور سیاست کے الفاظ سے بھی مانوس نہ تھے۔

عرب کی حالت تمام ممالک سے بدتر تھی۔ بتوں کی حکومت قائم تھی۔ ٹھکرا دینے والے پتھروں کو الوہیت کا مرتبہ حاصل تھا۔ خاص خانہ کعبہ جو صرف خدائے واحد کا گھر تھا اسکے اندر بت نصب تھے۔ ہر ہر قبیلہ کا بُت الگ تھا۔ لات عزیٰ، مناۃ اور ہبل سب سے بڑے بُت خیال کئے جاتے تھے۔ لوگ انھی کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتے اور انھی کے ذریعہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے یہ دعویٰ بھی تھا کہ وہ اپنے کو متبع دین ابراہیمی کہا کرتے تھے۔ وہ صرف عیوب کے مرتکب ہی نہیں ہوا کرتے تھے۔ بلکہ وہ سارے عالم پران کو انکار کرتے تھے۔

شراب نوشی ان کی گھٹی میں داخل تھی، چوری، ڈاکہ زنی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ قتل و غارت ان کا ادنےٰ سا کرشمہ تھا۔ ان کی سنگدلی اور جور و جفا کی حد ہو گئی تھی کہ انکے بعض قبائل اپنی پیاری اولاد تک کو زندہ صحیح سالم سپرد خاک کر آیا کرتے تھے۔ غرضیکہ انسان اپنے معبود حقیقی کو بالکل بھلا بیٹھا تھا۔ انسانیت کی قبا کو اُن سے چاک کر کے پھینک دیا تھا۔ اور اسکے بجائے حیوانوں اور درندوں کے شعار کو اپنے اوپر لازم قرار دیا تھا۔ اب زمانہ تھا کہ رسالت کا سب سے بڑا آفتاب طلوع ہو اور ساری دنیا کی کفر و شرک کی تاریکیوں کو دور کر کے اپنے نور و ضیاء سے بقعۂ نور بنا دے اب باری تعالےٰ کی سنت کا اقتضاء تھا کہ وہ سب سے بڑے

معجزہ کو سب سے آخری رسول کو دے کر تمام دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کرادے۔

موسم تھا کہ نبوت کی وہ فصل بہار آئے کہ دنیا کے تمام فسق و فجور کے پکے ہوئے خشک پتوں کو گرا کر تقوی و ہدایت کی تازہ اور سرسبز پتیاں اُگا دے۔

وقت تھا کہ اب آخری نبی، کامل ترین انسان اور تمام رسالتوں کا آفتاب ریگستان عرب میں طلوع اور وہاں کے ذرہ ذرہ کو ہدایت کے نور سے منور کر دے، روشن کر دے۔ اور ان کو ایسے درخشاں ستارے بنائے کہ انکے ذریعہ سے سارے عالم ہدایت یاب ضیا پاش ہوجائیں۔ آیندہ آنے والی نسلیں انھی کی روشنی سے اپنے منزل مقصود پر پہنچ سکیں اور انکو حق حاصل ہو کہ تمام دنیا کو اصلاح کی دعوت دیں، اچھائیوں پر عمل کرنے کا حکم کریں اور برائیوں کو شدت کے ساتھ روکیں، جیسا کہ خود قرآن حکیم نے ان کی صفت بتائی ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ

غرضیکہ انبیاء سابقین کی بعثت کا جو منشار تھا۔ وہ تمام تر اسی ریگستان عرب کے پامال ذرّوں کے ذریعہ سے پورا کر دیا جائے، چنانچہ انھی مقاصد کو بپیش نظر رکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قوم میں مبعوث کیے گئے کہ جس کے زمین و آسمان ہی جدا گانہ تھے۔ جو ہر سنت کو بدعت اور ہر بدعت کو عین سنت خیال کرتی تھی۔ اور ہر برائی کو وہ ٹھیک نیکی تصور کرتی تھی۔ قرآن پاک میں اس وصف کو ظاہر کیا گیا۔ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ آپ نے

جس وقت پہلے پہل عرب کو توحید کی طرف دعوت دی تو وہاں کے ذرہ ذرہ نے آپ کی مخالفت کی لیکن صداقت اور سچائی کو وہ بھی نہ ٹھکرا سکے۔ لوگوں نے آہستہ آہستہ آپ کی دعوت پر لبیک کہنا شروع کیا۔ ابتدار میں ان کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ لیکن اسی دعوت حقہ نے انکے سنگ دل قلوب میں کچھ ایسی تاثیر کر گئی کہ غزوہ بدر تک ۳۱۳ نوجوان بہادروں کی تعداد کفار کے سامنے جان لینے اور دینے کے لئے مدینہ سے نکل پڑی۔ کچھ عرصہ کے بعد فتح مکہ میں جماعت (دس ہزار کی) ایک جرار فوج کی شکل میں رونما ہوئی۔ حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ ہزارہا مبارک نفوس کھڑے تھے اور جب آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو اسوقت ان کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی۔

سمندر حق کا یہ کس قدر حیرت انگیز مد و جزر ہے کہ حضرت نوح مدتوں اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے لیکن سوائے چند ایک کے اور کسی نے بھی اس دعوت تامہ پر اپنے دستخط ثبت نہ کیے۔ حضرت عیسیٰ مدتوں انصار و اعوان کی تلاش میں ریگستانوں، جنگلوں اور پہاڑوں کی خاک چھانا کیے لیکن سوائے چند انصار کے اور کسی نے بھی انکا ساتھ نہیں دیا۔ مگر ہمارے رسول امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا کو چھوڑا تو ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ توحید کے دریا میں ڈوبا ہوا تھا۔ آپ کو تمام دیگر اولوالعزم پیغمبروں پر جو فضیلت حاصل ہے محض اس بات کی نہیں کہ آپ کے اصحاب کی تعداد زیادہ ہے بلکہ آپ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ نے ان تاریک ذرات کو اس طرح روشن کر دیا کہ وہ آسمان ہدایت پر درخشاں ستارے بنکر

چمک رہے ہیں اور گم گشتگان راہ ہدایت انھیں کی روشنی میں (حدیث میں: إِنَّ أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ) اپنی منزل مقصود کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ اگر ہم حضرت نوح کی قوم کا پتہ لگانا چاہیں تو سوائے حیران کے ہمارے ساتھ اور کیا آسکتا ہے۔ معتکف وادی تیہ کا حال دریافت کرنا ہو تو یاس و ناامیدی کی صورت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی زندگی کا مطالعہ درکار ہے تو ان کے ایک ایک خط و خال کا پتہ چل سکتا ہے ان کے مذہبی، علمی، اخلاقی اور سیاسی کارناموں کو دیکھنا ہو تو صفحۂ تاریخ میں ایک ایک حرف سونے سے لکھا ہوا مل سکتا ہے۔

آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی سنت جاریہ کی بناء پر ہر نبی کو کچھ نہ کچھ معجزات وخوارق عادات بطور دلیل کے عنایت کرتا ہے۔ خُلّۃ ابراہیمی حضرت ابراہیمؑ کے لئے۔ نظارۂ کوہ طور حضرت موسیٰؑ کیلئے۔ احیاء موتیٰ حضرت عیسیٰؑ کیلئے۔ روشن دلیلیں اور کھلے ہوئے معجزات تھے۔ لیکن کامل ترین انسان اور آخری نبیؐ کو معجزہ بھی حسب مرتبہ سب معجزات سے بڑا سب سے زیادہ حیرت انگیز اور سب سے زیادہ روشن ترین دلیل نبوت تھا۔ یعنی اکثر مشرکین اور جاہل قوم کو مذہب، علم، اخلاق اور سیاست کے عمیق سمندر میں غرق کر دینا تھا، کہ تمام دنیا کے پیشوایان مذہب، ائمہ علم علمبرداران اخلاق عظیم ترین مدبران سیاست وقانون نے انکو در مکنون جان کر اپنا اپنے مذہب علم اخلاق اور سیاست کے تاجوں میں جگہ دی۔

یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن
فاش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

صحابہ کرام مذہبی جوش وخروش اور جذبۂ صادق کے جو نہ مٹنے والے نشانات صفحۂ ہستی پر چھوڑ گئے ہیں بہتر ہے کہ ان کا اعتراف اسلام کے سخت ترین دشمن عیسائی مؤرخ کی زبان سے کر دیا جائے "والفضل ما شهدت به الاعداء" وہ لکھتا ہے:۔

"عیسائی اسکو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمدؐ کے مسائل نے وہ درجہ فشار دینی کا آپکے پیرؤوں میں پیدا کیا، جسکو عیسیٰؑ کے ابتدائی پیرؤوں میں تلاش کرنے سے فائدہ ہے۔ جب عیسیٰؑ کو سولی پر لے گئے۔ تو انکے پیرو بھاگ گئے، ان کا نشۂ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ کر چل دے۔ برعکس اسکے محمد کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آ گئے اور آپکے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈالکر دشمنوں پر آپکو غالب کر دیا، اسوۂ حسنہ جلد ۱ ص ۲۹"

یہی غلغلۂ دین تھا کہ جس نے ان کو ثریا تک ان کو پہنچا دیا تھا۔ اور ساری کائنات انکے قبضۂ قدرت میں آگئی تھی علامہ شبلی نے کیا خوب کہا ہے

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو
دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دینی تھا کہ جس نے دم میں
کر دیا خاکسترِ افسردہ کو ہمرنگ شرار

عرب کے تپتے ہوئے ریگستان میں انھوں نے اخلاق کے بڑے بڑے دریا اور چشمے بہائے جس سے مدتوں تک لوگ

سیراب ہوتے رہے اور دور دراز کے لوگ آ آکر اپنے روحانی امراض کے ازالہ کے لئے انکے آبِ زلال کو لیجایا کرتے تھے۔ اس خشک اور بے برگ زمین میں انھوں نے علم کے باغ لگائے، جنکے پھل کھانے کے لئے ہزارہا میل پیدل سفر کرکے لوگ آتے اور ان خوشبودار گلدستوں کی نسیم سحری کے تریاق سے اپنی جہالت کے مہلک اور زہریلے مرض کا علاج کرتے۔

سیاست اور تمدن کے انمول جوہروں کو اس طرح ظاہر کیا کہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک اسلامی پرچم لہرایا گیا۔ کسریٰ کے ایوان انکے اصطبل اور انکے بچوں کے تنکار گاہ ثابت ہوئے۔

یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے
کھیلنے جاتے تھے ایوان گہ کسریٰ میں تنکا،

قیصر کے باجبروت اصول سلطنت کے پہاڑ صحابہ کرام کے تمدن کے جبروت اور اصول کے سامنے ذرہ ذرہ بنکر مستور ہوگئے۔ صحابہ کرام کی علمی، سیاسی، اخلاقی اور عملی زندگی کا نقشہ علامہ اقبالؒ نے نہایت جامعیت کے ساتھ ان الفاظ میں کھینچا ہے :-

تجھے جس قوم نے پالا تھا آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا
تمدن آفریں اخلاق آئینِ جہانداری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا
سماں الفقر فخری کا رہا شانِ امارت میں
بآب رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہانگیر و جہاندار و جہانبان و جہاں آرا

خداوند کریم نے انھی شتربانوں اور بادیہ نشینوں کی تعریف ان الفاظ میں فرماتا ہے : اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ٥ (ترجمہ : یہ لوگ جنکو اگر ہم زمین میں قوت دینگے تو وہ نماز قائم کرینگے، زکوٰۃ دینگے، نیکیوں کا حکم دینگے اور برائیوں سے روکینگے اور خدا ہی کے لئے سارے کاموں کے انجام ہیں)

غرض ساری دنیا کو انھوں نے پیغامِ حق سنایا، سب کو تہذیب و تمدن کا سبق دیا اور سارے عالم کو علمی و عملی لباس سے ڈھک دیا اور اس طرح باری تعالےٰ کے مقصد کو انھوں نے عملی جامہ پہنایا۔ اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھلوں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ بہترین اور لائق شاگرد اپنے استاد کی لیاقت کی دلیل ہوتے ہیں۔ خوبصورت و خوشنما عمارت معمار کی شہرت کا آلہ ہوتی ہے۔ کسی سلطنت کا مستحکم و پرسکون ہونا قابل حکمرانوں کی دلیل ہوتا ہے تو بیساختہ یہ الفاظ نکل جاتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے علمی و عملی کارنامے نہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل تھے بلکہ ان کی ختم نبوت پر برہان قاطع ہے آپکے سامنے سکندر اعظم کے کارنامے بھی موجود ہونگے۔ نپولین اعظم کی فتوحات سے بھی آپ باخبر ہونگے۔ گاندھی جی کی ان تھک کوششوں کا آپ ہر وقت مطالعہ کرتے ہونگے اور بڑے بڑے مصلحین کے واقعات آپ نے سنے ہونگے لیکن کیا کسی فاتح، کسی حکمران اور کسی مصلح کے کارنامے آنحضرتؐ کے ان کرشموں کے بھی ہمدوش:

مسئلہ

نکاح میں عورتوں کے حقوق

(از حضرت علامہ سید سلیمان ندوی)

اسلام نے اپنی طرف سے عورتوں کو واجبی حقوق دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ایک نکاح ہی کے معاملہ کو لے لیجئے۔ اسمیں عورت کو "ہاں" اور "نہیں" کہنے کا پورا اختیار ہے۔ گو شریعت میں ولی کو بھی کافی دخل دیا گیا ہے۔ لیکن بالغ اور بیوہ عورتیں اپنے معاملہ میں ہر طرح کی آزادی کی مجاز ہیں۔ اور اگر اس پر بھی وہ ہاں اور نہیں کہکر اپنا حق بیچ دیتی ہیں تو اسلام کا قصور نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلعم نے انکے اذن کو چاہے وہ دباؤ سے ہو۔ فریب سے ہو لالچ سے ہو ہر طرح جائز رکھا ہے کیونکہ نکاح کی حالت بعینہٖ بیع و شریٰ کی سی ہے۔ پھر بھی خاموشی کو اذن ہرگز نہیں قرار دیا ہے۔ آجکل بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ جب قاضی لڑکی کے پاس اجازت لینے کے لئے جاتا ہے۔ تو بیچاری لڑکی شرم یا رسم زنانہ کی وجہ سے ابھی کچھ بولنے بھی نہیں پاتی کہ پاس کی عورتیں جھٹ اپنی طرف سے ہاں کہدیتی ہیں جس سے مسئلہ کی صورت بالکل بدل جاتی ہے۔ اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ اگر باپ بھی لڑکی کی مرضی کے خلاف نکاح کر دے تو قاضی کے پاس جاکر وہ خلع کرا سکتی ہے۔ چنانچہ جتنی عورتوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں مرافعہ کیا ہے۔ سب میں آپ نے ڈگری لڑکیوں ہی کے حق میں دی ہے۔ اس حقیقت کے باوجود بھی اگر لوگ فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں تو اسمیں اسلام کی کیا خطا ہے۔ آجکل لوگوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ اگر قرابت کی کسی یتیم بچی کے پاس کوئی جائداد دیکھتے ہیں۔ تو جھٹ ولی بن کر اپنے لڑکوں سے شادی کی ٹھیرا لیتے ہیں اس سلسلہ میں اکثر ایسا ہوا ہے کہ چچا اور ماموں دونوں کا آپسمیں اسی غرض مشترک پر تصادم ہو گیا اور دونوں میں خوب مقدمہ بازی ہوئی۔ لیکن فی الحقیقت یہ شریعت کے منشاء کے صریح خلاف ہے اور دونوں اپنے طرزِ عمل سے قرآن کی تعلیم کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ میں یہاں آنحضرت صلعم کے عہد مبارک کا ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے اس طرزِ عمل کی کراہت پر روشنی پڑیگی۔

روایت میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی بھتیجی کی شادی اپنی مرضی سے عبداللہ بن عمرؓ سے کردی تھی۔ لڑکی کو یہ رشتہ پسند نہ تھا۔ آنحضرت صلعم کے پاس فریادی ہوئی۔ آپ نے فرمایا هي يتيمة لا ينكح الا باذنها۔ یعنی یہ یتیم ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

پس ایسے لوگ سوچیں کہ لڑکی کے خلاف مرضی شادی کے لئے سعی کر کے آیا اس کا حق غصب نہیں کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ شادی لڑکی سے نہیں بلکہ اسکے مال سے کی جاتی ہے اور اپنی اس خودغرضی کی بدولت اسلام کی صحیح تعلیم کو ناقص ٹھہراتے ہیں۔

اسلام سے قبل اور اسلام میں عورت کے منکوحہ ہونیکی حیثیت:-

اسلام سے قبل نکاح کے کئی طریقے رائج تھے۔ ان میں سے

ایک تو عوض معاوضہ کے اصول پر تھا۔ یعنی ایک ہی شخص کے لڑکا اور لڑکی سے دوسرا شخص اپنے لڑکا اور لڑکی کو بیاہ دیا کرتا تھا اور دونوں طرف سے لڑکیوں کا مہر معاف کر دیا جاتا تھا دوسرا طریقہ یہ تھا کہ ابھی لڑکی پیدا ہوئی ہی نہیں اور منگنی شروع کر دی۔ اسلام نے دونوں طریقوں کو ناجائز کر دیا۔ موخر الذکر کی ممانعت اس حدیث کی بنا پہ ہے۔ جو نسائی میں مروی ہے۔ کہ پیدائش سے پیشتر خرید و فروخت جائز نہیں۔ اور نکاح جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں ایک طرح کا بیع و شرا ہی ہے۔ اسلام سے پیشتر عورت لونڈیوں سے کمتر اور جانوروں سے بدتر شمار ہوتی تھی۔ عورت کیا تھی اچھا خاصہ پانسہ تھا جو جوئے میں لگائی اور ہاری جا سکتی تھی۔ چنانچہ ہندوؤں میں اب سے پیشتر اچھے اچھے طبقوں و گھرانوں میں یہ دستور رائج تھا جیسا کہ مہا بھارت سے بھی پتہ چلتا ہے۔ لیکن اسلام میں یہ بھی ممنوع قرار پایا۔ کیونکہ اس نے طبقۂ نسواں کی ہستی کو مستقل طور پر تسلیم کرنا ہے ہی نہیں۔ بلکہ قرآن شریف میں تو اس بارے میں یہ نص قاطع وارد ہے :۔ بَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ یعنی ان سے جنسی تعلق دستور کے مطابق کیا کرو کیونکہ وہ بھی اپنے لئے ویسا ہی حق رکھتی ہیں جیسے حقوق فرائض کی ادائیگی کی وہ خود مکلف ہیں۔

کس قدر جامع و مانع قانون ہے جس میں عورتوں کے تمام حقوق کو بیان کر دیا گیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ عورتوں کی نسبت آجتک کسی سلطنت کسی جمہوریت اور کسی ملت نے جامع قانون وضع نہیں کیا ہے۔ کیا اس سے بڑھکر عدل و انصاف اور مساوات

غُصّہ

از جناب میر قربان علی صاحب دہلوی داستان گو (مرحوم)

غصہ کی کرتوتوں سے کون واقف نہیں کہ کیا کیا ہیں۔ اگر جناب کو غصہ نہ آجائے تو عرض کروں۔ غصہ جسوقت آتا ہے تو عقل سلیم کوسوں بھاگ جاتی ہے اور قوت دافعہ دفع دشمن کے واسطے باہر کی طرف آتی ہے۔ اور روح کا گھوڑا خون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آدمی کو غصہ آتا ہے۔ تو رنگ چہرے کا سرخ ہوجاتا ہے اور روح چونکہ اطراف میں زیادہ آتی ہے۔ تو ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں بقول شیخ کے روح بلا شعور مدبر بدن ہے۔ روح کو اتنا شعور نہیں کہ میں باہر آئی ہوں پھر جوں کی توں اندر چلی جاؤں۔ غصہ میں روح کھینچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غصہ کے بعد ضعف لاحق ہوتا ہے۔ اور زیادہ محنت سے جو روح خرچ ہوتی ہے۔ تو ماندگی لازم آتی ہے۔ اور پسینہ آنے کی حالت میں جو مسام کھلتے ہیں۔ تو روح خارج اور جی نڈھال ہوجاتا ہے۔ اور یہ بات مانی ہوئی ہے کہ ہر شے دنیا میں کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اور جو روح لطیف ہمارے بدن میں آج ہے۔ کل ایسی لطیف نہ ہوگی۔ جب لطیف روح کا حصہ کھینچ گیا۔ تو زندگی کس کے بل بوتہ پر رہیگی؟ یہی وجہ ہے کہ غصہ والا آدمی دبلا پتلا اور کمزور ہوتا ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ ۵ منٹ کا غصہ تین دن کا خون چوس لیتا ہے۔ اور ایک گھنٹہ کا غصہ ایک ہفتہ کی زندگی کم کردیتا ہے۔ غصہ عاجزوں کا فعل ہے۔ علاوہ اسکے کوئی کام غصہ سے انجام نہیں پاتا۔ تو کیا افسوس ہے کہ انسان ذی عقل ہونے کا دعویدار اور پھر غصہ کا حامی اور مددگار۔ اللہ تعالیٰ جس قوم یا جس شخص سے راضی ہوتا ہے تو منی آرڈر تو بھیجتا ہی نہیں۔ کیا کرتا ہے کہ صرف عقل کا مادہ اس میں زیادہ فرمادیتا ہے۔ پھر عقل کا دشمن ڈھونڈے نہیں ملتا۔ یہ تو ذاتی نقصان ہے۔ اب ان قوموں کو لیجئے جو غصہ کی بدولت سینکڑوں برس لڑتی رہیں۔ اور آخر کار غصہ کے وفادار خادم بنکر اپنے آپکو فنا کر بیٹھے۔ ہندوستان میں مہابھارت کی جنگ اسی کا ادنےٰ چٹکلہ تھا۔ غصہ نہایت مکار اور دغاباز ہوتا ہے۔ پہلے تمام پہلو دیکھ لیتا ہے۔ جب آتا ہے اور زبردست کے آگے تو اسکی حیا سی مری رہتی ہے۔ جو آدمی غصہ کا نمک حلال اور جوتی بردار بن جاتا ہے تو وہ ابنائے جنس سے اور ابنائے جنس اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ غصہ والا آدمی آپ ہی آپ سر کچلے سانپ کی طرح بل کھاتا ہے۔ کسی کو اس پر رحم نہیں آتا۔ اور وجہ یہ ہے کہ یہ اوروں پر رحم نہیں کرتا۔ دنیا تبادلہ کی جگہ ہے۔ نظیر اکبرآبادی نے خوب کہا ہے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے ✦ کر مشکل آساں اور کی تجھکو بھی آسانی ملے
مہمان کر تو اور کو تجھکو بھی مہمانی ملے ✦ روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

اس امر کا علاج پابندی احکام شرعیہ ہے یا تعلیم۔ تو مجھ جیسے جاہل اور لامذہب ان دونوں باتوں سے دنیا میں بال بال بچے ہیں تو اس صورت میں کیا ہوگا؟ یا مظہر العجائب مجھ جیسے ولیاء سے غائب۔ غصہ ایک قوت ہے کہ جس سے بہت سے کام انجام بھی پاتے ہیں لیکن ضرورت کی جگہ۔ جب مجھ جیسا کج مج ہیچ اور ناکارہ علم اور عقل سے تھوتھہ بار بار غصہ ہی سے کام لے گا تو کیا ہوگا۔

آبرو جاتی رہی مفلس و نادار بنے ✦ ایک غصہ کی بدولت یہ ہوا کیا کیا کچھ

کانگڑہ میں چار پانچ ساعت

بہ معیت حضرت مولٰنا حافظ سید غلام مصطفٰے صاحب

(از حضرت مولٰنا عبدالحق عباس بانی مدرسۃ البنات)

اس قصبے کا پرانا نام نگرکوٹ تھا۔ سنہ ۱۸۲۸ء میں بوجہ کٹوچ راجاؤں کی حکومت کے کانگڑہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔

یہ قصبہ ایک پہاڑی پر واقع ہے، اردگرد کے مناظر کافی دلچسپ ہیں، یہاں سے دھولی دھار کے برف پوش پہاڑوں کا خوشنما منظر بے اوٹ دکھائی دیتا ہے۔

بہت پرانا شہر ہے اور قدیم زمانے سے ہندوؤں کا تیرتھ چلا آتا ہے۔ اس میں ماتا دیوی کا مندر ہے۔ جس کی زیارت کو ہزارہا ہندو نطاتروں کے ایام میں آتے ہیں اور پھر اسکی زیارت سے فارغ ہوکر جوالا مکھی جاتے ہیں۔

ماتا دیوی کے مندر کے اندر غیر ہندو کو جانے کی اجازت نہیں اسلئے ہم دیوی جی کے درشن نہیں کرسکے۔ احاطہ مندر کے سمت چپ کی دیوار پر باہر بازار کی جانب جابجا تری مورتی کے بت نصب ہیں۔ اس دیوار کے سامنے بازار کی دوسری قطار میں مندر کی تعمیری و انتظامی کمیٹی کا دفتر اور اس کے متصل ہی اسی کمیٹی کی لائبریری ہے۔

مندر کی ڈیوڑھی میں تعمیر مندر کے سلسلے میں یاتریوں سے چندہ لیا جاتا ہے۔ امراء سے حسب استطاعت اور غرباء سے کم از کم ایک روپیہ فی کس۔

احاطہ مندر میں غیر ہندو بھی جوتے باہر اتار کر داخل ہو سکتے ہیں۔ مندر کے محیط میں ہر سمت جاتریوں کے لئے قیامگاہیں ہیں۔ صحن میں سنگ سفید و سیاہ کا فرش ہے۔ مندر کی خاص عمارت کے دائیں بائیں پیتل کا جنگلہ ہے۔ اوپر سنہری کلس ہے برقی روشنی کے قمقمے لگے ہوئے ہیں۔ مندر کی پشت اور راست و چپ کی دیواروں کے بیرونی جانب تری مورتی اور درگا جی کی مرمریں مورتیاں دیواروں میں نصب ہیں۔ درگا جی شیر پر سوار ہیں اور شیر سانڈ کو دبائے ہوئے ہے مندر کے بائیں جانب تالاب ہے۔ صحن میں تالاب سے کچھ فاصلے پر وہ مورتی بھی استادہ ہے جس کا نام لینا (گو لغت کی جہت سے بخطر مگر) عرف عام میں معیوب ہے۔ مندر کی عمارت عالیشان ہے۔ سنا گیا ہے کہ مندر سنہ ۱۹۰۵ء کے زلزلے سے تباہ ہو گیا تھا۔ موجودہ مندر اس کے بعد کی ترمیم و تعمیر ہے۔

اس مندر کی راہ میں ایک اور مندر دیکھا گیا جسکو لالہ نہال چند ساکن بھون نے سنہ ۱۹۱۰ء میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ مندر بھی بازار میں واقع ہے۔

یہ لکھشمی نارائن جی کا مندر ہے۔ مندر کے دروازے

کھلے تھے اور بازار سے لکھشمی جی اور نارائن جی کی مورتیاں اور ان کے نیچے شری رامچندر جی اور سیتا جی وغیرہ کے بت صاف دکھائی دے رہے تھے۔ مندر کے چبوترے کے بازار سے لگے ہوئے کنارے پر گنیش جی کا بڑے سائز کا بت جلوہ افروز تھا

کانگڑہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ پرانی آبادی کا حصہ کانگڑہ ہی کہلاتا ہے اور نو آباد حصے کا نام بھون ہے۔ یہ دونو مندر اسی حصے میں ہیں۔ پرانے حصے میں ایک مندر وسط بازار میں دیکھا گیا جس میں ایک بڑے بچھڑے کا پیتل سے بنا ہوا بت کھڑا ہے۔ اور اسکے اوپر گھنٹے لٹک رہے ہیں۔ اسی طرح بیجناتھ کے مندر میں بھی بیل کی مورتی ہے۔ اور موضع بابا بالکروپی میں بھی ایک پیتل کا بیل کھڑا ہے۔ ہندو لوگ اس پر آٹا تھوپتے ہیں۔ مشہور ہے کہ اس نے گوبر او پیشاب بند کیا تھا۔

قلعہ: بہت تھوڑا وقت قلعہ کے کھنڈرات دیکھنے کے لئے ملا، یہ سنگین اور کشادہ قلعہ ایک پہاڑی کو اپنے حلقے میں لئے ہوئے ہے۔ تین طرفوں سے دریا اس کی پابوسی کر رہا ہے۔ اندر جانے کا پہلا دروازہ پیش افتادہ میدان کی عام سطح کے برابر ہے۔ دروازے کے دونوں بازوں پر دو بت (ایک گلا اور دوسرا جز) گھسا مٹا ہوا بطور تعویذوں کے دیوار میں جڑے ہوئے ہیں۔ دروازہ کی بالائی اور راست چپ دیوار میں توپوں اور بندوقوں کے لئے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ ڈیوڑھی سے گزر کر فصیل قلعہ تقریباً تیس چالیس فٹ کی درازی میں خراب ہو چکی ہے۔ یہاں سے ایک ۲۷ پایہ زینہ چڑھکر چھوٹا سا ہموار راستہ آتا ہے۔ جس کے خاتمے کے قریب ایک چاہ ہے جس کے پانی پر کائی پھیلی ہوئی ہے اسی نوع کے چند اور چاہات بھی قلعے میں موجود ہیں۔ اس راستہ کے بائیں جانب کی فصیل اپنی اصلی حالت پر قائم ہے۔ اسکی ابتدا میں ایک غیر مسقف کوٹھڑی ہے جس میں چار مورچے ہیں۔ اس میں راستہ کی طرف ایک گول پتھر نصب ہے جس پر A.D. 1878 کے رقوم کندہ ہیں۔ اس فصیل میں اوپر نیچے برابر توپوں اور بندوقوں کے مورچے چلے جاتے ہیں۔ راہ کے خاتمے پر پھر ایک کوٹھڑی مسقف اڑھائی گز مربع ہے اس میں بھی چار مورچے ہیں۔ اسکی چھت پر بھی ایک غیر مسقف کوٹھڑی ہے جسمیں چار مورچے ہیں۔

پہلی کوٹھڑی کے دروازے کے دائیں بائیں دو بت نصب ہیں ایک طرف گنیش جی ہیں اور دوسری جانب درگا جی جن کے آٹھ ہاتھ ہیں۔ اوپر کے ہاتھ میں ترسول ہے اور نچلے ہاتھ سے شیر کی جس پر وہ سوار ہیں دم پکڑے ہوئے ہیں۔ سواری کا شیر ایک سانڈ کو اپنے چنگلوں کے نیچے دبائے کھڑا ہے۔ دروازے کے اوپر ہرن کی مورت ہے۔ دوسری کوٹھڑی کی دیوار میں بھی تین بت ہیں۔ بیچ کا بت ہنومان جی کا ہے اور ان کے دونوں طرف گنیش جی کی مورتیاں ہیں۔ ان دونوں کمروں کی درمیانی فصیل میں ۲۳ مورچے ہیں۔ اس سے آگے ۹ زینے چڑھکر دوسرا دروازہ آجاتا ہے۔ اس سے آگے پختہ زینے ہیں۔ جن کے چپ و راست مورچے دار بلند فصیلیں قائم ہیں۔ ان زینوں کو چڑھکر یکے بعد دیگرے تین دروازے ہیں پہلے دروازوں کی طرح ان کے بھی تختے ندارد ہیں۔ ان پھاٹکوں سے نکلکر اوپر کو راستہ چڑھتا ہے۔ اس راستہ کے ساتھ بر

فصیل کا اکثر حصہ مسمار شدہ ہے۔ آگے دس زینے چڑھتے ہیں۔ یہاں دائیں طرف ذرا نیچے اتر کر ایک مسجد ہے جس کی جنوبی و شمالی اور مغربی دیواریں قائم ہیں۔ سامنے کی دیوار اور چھت گر چکی ہے۔ مسجد کے احاطے میں چند کاریگر، اس کے پتھر لیکر تراش رہے تھے۔ دریافت کرنے پر انھوں نے بتایا کہ یہ مسجد ہے۔ پوچھا گیا کہ یہ پتھر کہاں جائیں گے؟ بتایا گیا کہ اس مسجد کی مرمت کانگڑہ آثار قدیمہ کی تعمیری و انتظامی کمیٹی کے ماتحت ہونے والی ہے۔ اس مسجد کے محراب پر

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا

نوشتہ ابتک باقی ہے۔ اس مسجد کی طرز تعمیر تعمیراتِ قلعہ کے طرز سے بیّن طور پر جدا معلوم ہوتی ہے۔ اسکی عمارت میں وہ صفائی اور مضبوطی نہیں جو قلعہ کی عمارت میں مشاہدہ ہوتی ہے۔

اب مسجد سے نکلکر پھر اسی راستہ پر ہو لیجئے تو چھٹا پھاٹک آجاتا ہے۔ جس ہر دو سمت دو مورتیاں پاسبانی کر رہی ہیں۔ یہاں سے چھ زینے چڑھکر توپخانہ کا احاطہ آجاتا ہے۔ اور مذکورہ زینوں کے اختتام پر ایک اور زینہ اوپر کو جاتا ہے۔ اس اسلحہ خانہ کے تقریباً تمام مکانات شکستگی اور ریختگی کی حالت میں ہیں۔

اسلحہ خانہ کے جانب جنوب تھوڑی راہ چلکر ایک سنگین چبوترہ مندر آجاتا ہے۔ اس کی دو کوٹھڑیوں میں بعض شکستہ اور اکثر بینی بریدہ بت دیواروں سے متصل اور الگ پڑے ہیں۔ دوسری کوٹھڑی میں جو پہلی کی شمالی بغل میں واقع ہے ایک بت دوسروں کی نسبت زیادہ کلاں ہیکل ہے۔ اس مندر کے محاذ میں دو شکستہ کوٹھوں کے آثار ہیں۔ توپخانہ کی غربی بغل میں ایک کمرہ ہے جسکو آہنی سلاخوں کے پٹ لگے ہوئے ہیں۔ اس میں بھی ٹوٹے پھوٹے اصنام جاگزیں اور اپنی بیکسی کی حالت پر بزبانِ حال نوحہ گر ہیں۔

اس سے آگے تیس پائے اوپر جا کر جانب مشرق ۱۲ زینے اور چڑھتے ہیں۔

پھر پچاس پائے اور بلند ہو کر ایک سطح آتی ہے جس میں تین بڑے بڑے بڑ اور پیپل کے درخت ہیں۔ اس کے ذرا اوپر آخری سطح آجاتی ہے جس کے مورچے سر بسر تباہ ہو چکے ہیں۔ اس قلعے کے جانب غرب ایک اور پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر ایک کلاں مورچہ بندی دکھائی دے رہی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دلیر فاتح قلعہ نے پہلے اسی پر قبضہ کیا ہوگا وقت تنگ تھا۔ اسلئے قلعہ کے وسیع زیریں میدان اور بعض گوشے مشاہدہ سے خارج رہ گئے۔

باب قلعہ کے سامنے لبِ راہ ایک قدیم شاہی حمام ہے جس میں ایک چشمے کا (جو اسی حمام کا ایک جزو ہے) پانی جاتا ہے۔ چشمے کا پانی ایک حوض میں جاتا ہے جو اس حمام کے دالان میں واقع ہے۔ اس دالان کے متصلہ کمرے میں ایک چہ بچہ ہے۔ اور اسکے آگے کچھ چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ پاس ہی انگریزوں کا محدود گورستان ہے جس میں چند ابتدائی زمانے کی قبریں ہیں جن کے بالین پر اہل قبور کے نام و نشان کے کتبے موجود ہیں۔

شاہ مدار: قلعہ سے اتر کر شاہ مدار کا راستہ لیا، اس مقام کو بھی

کہتے ہیں۔ یہ مقام بھوں کے رقبے میں واقعہ ہے۔ سُوے اِندر یہ سے اتر چڑھ کر اس مقام تک پہنچا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ شاہ مدار ایک آبشار ہے جو خاصی بلندی سے گر رہی ہے اسکو ایک چار دیواری سے محدود کر دیا گیا ہے۔ اس آبشار کے بالمقابل ایک دالان بنا ہوا ہے جہاں مسلمان مجاور بیٹھتے ہیں۔ باہر صحن کی دیواروں کے ساتھ اور ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں ایک ہندو دھرماتمانے بت لگا رکھے ہیں۔ ہندو مسلمان عورتیں جن کے اولاد نہیں ہوتی اس آبشار کے نیچے آکر اس اعتقاد سے غسل و اشنان کرتی ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کی کوکھ ہری ہو جائیگی۔ ہندو دیوتوں کا چڑھاوا ہندو اور مسلم خواتین کا مسلمان مجاور وصول کرتا ہے۔ یہی وہ متبرک مقام ہے جہاں کفر و اسلام بڑی آشتی اور یکرنگی کے ساتھ بغلگیر نظر آتے ہیں اور اسلام بزبان حال اپنے رفیق سے کہہ رہا ہے:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

آبشار شاہ مدار کا پانی سورج کنڈ سے ہو کر آتا ہے۔ یہ ایک تالاب ہے جس کے وسط میں سورج دیوتا کی مورتی ستھاپت ہے اور مورتی تک ایک چوبی پل جاتا ہے۔ اور سورج کنڈ میں پانی ایک بڑی نالی کے ذریعے پہنچتا ہے جو قریب کے ایک کھیت سے ابلتا ہے۔

سُوئے اتفاق سے جب ہم اس مقام پر پہنچے ہیں مجاورین میں سے کوئی متنفس بھی وہاں موجود نہ تھا، نہ ہندو نہ مسلمان ورنہ ہم اس آبشار کے آثار و خواص وغیرہ کے متعلق کوئی مبسوط بیان پیش کر سکتے۔

معلومات عامہ: صرف چند تلنیے میسر ہوئے اسلئے بہت قلیل معلومات حاصل ہو سکیں۔

شہر کی حاضر الوقت آبادی یعنی ساکنین موجودہ کی تعداد پوچھی گئی لیکن جواب میں لاعلمی حاصل ہوئی۔ مسلم آبادی عام آبادی کی تہائی یا چوتھائی بتائی گئی۔ لیکن سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کو سامنے رکھکر یہ تناسب درست نہیں معلوم ہوتا۔ گذشتہ مردم شماری کے اعداد حسب ذیل ہیں:-

سن عیسوی	آبادی			ہندو			مسلمان			سکھ		عیسائی		زرتشتی	
	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲	۰

بہرکیف گنتی میں ہندوؤں کا پہلا درجہ ہے۔ مسلمانوں کا دوسرا۔ سکھوں کا تیسرا اور عیسائیوں کا چوتھا ہے۔ باقی زرتشتیوں کو تو محض برائے وزن بیت سمجھ لیجئے۔

لیکن دین کی روح، زندگی کے آثار، خلق کی خدمت اور اعمال مفیدہ کے لحاظ سے عیسائیوں کا درجہ سب سے بالا ہے

عیسائیوں کے چار مبلغین، ایک انگریز اور تین دیسی تبلیغ دین کا کام کر رہے ہیں۔

عیسائیوں کے تین مدرسے ہیں۔ ایک لڑکوں کا، ایک لڑکیوں کا اور ایک ٹیکنیکل سکول ہے۔

ایک مشن ہسپتال ہے جہاں بیماروں کو دین کی تبلیغ بھی کی جاتی ہے۔ نسخہ لکھنے کی فارموں پر بھی تبلیغی جملے چھپے ہوتے ہیں۔ ایک لائبریری بھی بازار میں موجود ہے۔

ہندو دوم درجے پر ہونگے۔ ان کے اعمال و آثار سے مفصل آگاہی حاصل نہیں ہو سکی۔

اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک آریہ ہائی سکول موجود ہے، جس میں ذریعہ تعلیم ہندی اور سنسکرت زبانیں ہیں۔ اردو زبان درسیات سے قطعاً خارج ہے۔ ان مدارس میں کچھ مسلمان بچے اور بچیاں بھی تعلیم حاصل کر رہی ہیں

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است

تجارت تو ہندوستان میں ہندوؤں کا پیدائشی حق سمجھی جاتی ہے۔ اور یہ حق شناس قوم ملک کے ہر گوشے میں اپنے اس حق پر قابض ہے۔ کانگڑہ میں بھی تجارت کا کاروبار عموماً انہی کے تجربہ کار ہاتھوں میں ہے۔

مسلمان: مسلمانوں کے پورے پورے حالات تو معلوم نہیں ہو سکے۔

تجارت میں ان لوگوں کا بہت تھوڑا حصہ ہے۔ ایک سبزی فروش ہے۔ تین دکانیں غلیاری کی ہیں۔ تین چار قصابوں کی دکانیں ہیں۔ بوٹ اور کفش فروش تین مسلمان ہیں۔ ایک دکان پٹھانوں کی ہے جن کے پاس چھپرہ بارود وغیرہ کا ٹھیکہ ہے۔

مساجد:۔

بھون کی جامع مسجد کے علاوہ پرانے اور نئے نگر میں تین مسجدیں اور ہیں، جن میں سے دو بالکل ویران ہیں۔ اور ایک میں ایک دو نمازی نماز پڑھتے ہیں۔

مسجد جامع: کے خطیب اس وقت مولوی فضل خالق صاحب ہیں، جو تقریباً پانچ ماہ سے امامت و خطابت کا کام نہایت خوبی اور تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں، ان کی تشریف آوری کے بعد بھی ایک ماہ تک کوئی ایسا مسلمان نہیں تھا جو جامع مسجد میں آکر پنجگانہ فریضہ ادا کرے۔ آپ کی سعی پیہم کا یہ نتیجہ ہے کہ اب فجر و مغرب کی نماز میں بیس پچیس افراد مسجد میں باجماعت پڑھتے ہیں۔ نماز جمعہ میں ساٹھ کے قریب نمازی شریک ہوتے ہیں۔

مولوی صاحب صبح و شام مسجد میں درس دیتے ہیں، جس میں پندرہ بیس بالغین روزانہ شرکت کرتے ہیں بیس تیس چھوٹے بچے پڑھتے ہیں۔

یہ مولانا موصوف کی ہمت ہے کہ آپ مسجد جامع کے علاوہ صبح کے وقت سات بجے تک مسجد بارود گراں میں بھی درس دیتے ہیں۔

اس ضلع میں مسلمانوں کی دینی حالت عموماً سخت افسوسناک ہے۔ اور سخت ضرورت ہے کہ مسلمان اس علاقے کے مسلموں کی اصلاح اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کی طرف متوجہ ہوں۔ اس علاقہ میں انجمن اسلامیہ نور پور اپنی بساط کے مطابق بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ اگر مسلمان حسب ضرورت اس کی مالی اعانت کریں تو اس کے کام میں خاطر خواہ ترقی ہو سکتی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

بقیہ بزم مسلمہ: یہ خبر مسلمہ بہنوں کو نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ دیتی ہوں کہ خدائے تعالے نے میرے جان میاں منظور احمد صاحب تھانیدار کو جو مسلمہ کے خریدار ہیں،

دورانِ ملاقات میں کسی شاعرہ بہن کے ایک شکوہ کے جواب میں!

(از محترمہ زیب عثمانیہ لودیانوی)

ہے مرے شعر سے شکوہ تجھ کو! + کہ ہے سنجیدہ بہت اس کی زمیں
ہیں خیالات میں جملہ اوصاف + مگر افسوس کہ رُومان نہیں!!

بیشک اے خواہرِ نیک اقبال + تیرا شکوہ ہے حقیقت کے قریں!
ہے یہ تاثیرِ زماں، یا کچھ اور + خود کو پایا ہے ہمیشہ غمگیں!!
دل نے یہ کہہ کے رکھا غم کا مطیع + کہ وطن غیر کے ہے زیرِ نگیں!
جب ہو ظاہر کہ سوائے رُومان + قوم کا اور کوئی شغل نہیں

دے نہیں سکتا محبت کا درس
دل کہ ہے گنجِ حقیقت کا امیں

جنگ کا ڈھنگ

برطانیہ: مدبرین کہتے ہیں کہ برطانیہ آج جس دَور سے گزر رہا ہے اس سے زیادہ نازک دَور اسکی ساری تاریخ میں نہیں آیا۔ مشرق بعید بحر الکاہل میں اسکے اور اسکے اتحادیوں کے نہایت قیمتی ملک اور بیش بہا جزیرے جاپان کے قبضے میں آگئے جزائر فلپائن، جزائر تیمور، جزائر بورنیو، جزائر جاوا، جزائر سماٹرا، جزائر انڈیمان، جزیرہ ہانگ کانگ، جزیرہ سنگاپور، ملایا، برما چھین گئے۔ ان کے علاوہ سیام دشمن سے جاملا، فرانسیسی ہند چینی پر بھی جاپانی اثر چھا گیا، یہ وہ انمول جزیرے اور ملک ہیں جن کی زرعی اور معدنی پیداوار کی خصوصیتیں دنیا بھر میں بے مثال ہیں۔ ربڑ، ٹین، رانگ، چاول، کھانڈ، چائے، گرم مسالہ، سونا چاندی، پٹرول وغیرہ کی اربوں پونڈ کی برآمد یہاں سے ہوتی ہے۔ فوجی لحاظ سے بھی ان کی قیمت نہایت

[redacted]

اہم ہے۔ چین اگرچہ ابھی تک پامردی سے لڑ رہا ہے لیکن برما روڈ کے بند ہو جانے سے چین کو امریکہ اور برطانیہ کی امداد بڑی حد تک رک گئی ہے۔ "تاجِ برطانیہ کا سب سے قیمتی ہیرا" ہندوستان، اپنی مشرقی سرحدوں پر اپنے دشمن کے اسلحہ کی جھنکار سن رہا ہے، نہ جانے وہ کس گھڑی اور کس لمحہ ہمارے پیارے وطن پر حملہ کر دے۔

مغرب میں ناروے، ڈنکرک اور کریٹ کے نقصانات کو بری طرح محسوس کر رہا تھا کہ (لیبیا) طرابلس میں جرمنی نے سخت موسمی تپش اور صحرائی علاقے کی انتہائی گرمی اور راہ کی شدید مشکلات کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے مشہور جنگی طریقے کو پھر استعمال کیا اور توقع کے خلاف اچانک حملہ پوری طاقت سے کر دیا۔ اور یہ طوفان بئر الحکیم کے صحرائی علاقے سے اٹھکر، غزالہ، طبروق، سیدی عمر کی تمام طرابلسی بستیوں پر چھاتا اور تباہی مچاتا ہوا اسی ریلے سے مصر میں داخل ہو گیا اور سولم، حلفایا، سیدی بارانی، مرسا مطروح، اور الامین کو روندتا ہوا اس وقت سکندریہ کی دیواروں سے ٹکرا رہا ہے۔ سکندریہ سب سے بڑا بحری طاس ہے جس کے ذریعے سے برطانیہ مشرقِ وسطیٰ اور بحیرہ روم کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اگر یہ مقام بھی اس طوفان کی پوری زد میں آ گیا تو برطانیہ کی تمام مشرقی سلطنت، اس کے زیرِ اثر ممالک اور بحیرہ روم کے موجودہ حالات اور سے اور ہو جانے کا زبردست خدشہ ہے۔

بے شبہ طبروق کی شکست ایک معمولی شکست نہیں۔ طبروق لیبیا، مصر، مالٹا اور بحیرہ روم کے لئے بہت فوجی اہمیت رکھتا ہے۔ مسٹر نورو وزیر جنگ آسٹریلیا کے خیال میں وہ بحری جنگی لائن جو طبروق (لیبیا) اور سبسٹاپول (کریمیا) کے درمیان ہے۔ ان دونوں شہروں کے چھن جانے سے ٹوٹ جائیگی، دشمن سویز پر قابض ہو سکتا ہے اور بحیرہ روم دشمن کے پاس جا سکتا ہے۔

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ برطانیہ دشمن کو اسکندریہ پر قابض ہونے دیگا۔ وہ اس مورچے پر اپنی جان لڑا دے گا، اور لیبیا اور مصر کی پہلی شکستوں سے سبق حاصل کر کے اپنی خامیوں کو دور کر دے گا۔ اور مصر کی اس فیصلہ کن جنگ کو پورے جوش اور کامل تیاری سے لڑے گا۔

ادھر برطانیہ کے جزیرے پر جرمنی کا وہ حملہ آج تک نہیں ہوا جس کا غلغلہ جرمنی ایک مدت سے بلند کر رہا تھا۔ بے شبہ اسکی وجہ جزائر برطانیہ کی مدافعتی جنگی تیاری کی انتہا ہے ورنہ جزیرہ کریٹ کی عجیب اور حیرت انگیز جنگ کی فتح کے بعد وہ جزائر برطانیہ پر حملے سے کب چوکتا۔

برطانیہ کی ہوائی طاقت پہلے سے بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ جرمنی کے جنگی کارخانوں کے مرکزوں پر ایک رات میں ایک ایک ہزار ہوائی جہازوں سے حملے ہو رہے ہیں اور جرمنی کو بھی قدر و عافیت معلوم ہو رہی ہے اور بہت مالی اور جنگی نقصان برداشت کر رہا ہے۔

روس: روس کی جنگ جون ۱۹۴۱ء میں شروع ہوئی دنیا خیال کرتی تھی کہ جاڑوں سے پہلے اس لڑائی کا فیصلہ ہو جائیگا۔ کیونکہ جرمنی کی یورپی فتوحات سے اس کی جنگی طاقت، اور اسکے جرنیلوں کی فنی قابلیت کا سکہ

بیٹھ رہا تھا۔ ادھر روس کی صحیح طاقت کا پورا علم دنیا بھر میں کسی کو نہ تھا۔ اور روسی جرنیلوں کا شمار صف اول میں نہیں تھا۔ لیکن دسمبر ۱۹۴۱ء تک روس نے پوری بہادری جرمنی کی بے پناہ قوت کا مقابلہ جس طرح کیا اس کے نتیجے میں جرمنی ماسکو اور لینن گراڈ کو فتح نہ کر سکا۔ ہٹلر نے سمجھا بلکہ اعلان بھی کر دیا کہ ہم نے روس کی حملہ کرنے کی قوت کو اب ملیا میٹ کر دیا ہے اور اب وہ جاڑوں میں جارحانہ قدم نہ اٹھا سکے گا۔ لیکن دنیا یہ دیکھکر حیران رہ گئی کہ چھ مہینے تک جرمنی کے حملوں سے چور ہو جانے والا روس جاڑوں کے شروع ہوتے ہی جرمنی پر حملہ آور ہوگیا۔ اور چار مہینے تک لگاتار حملے کرتا۔ جرمنی کو وسطی اور جنوبی محاذ میں سو سو میل پیچھے دھکیل گیا۔ بیشک وہ محوریوں کو مکمل طور پر روس سے نہیں نکال سکا۔ لیکن اس نے اپنی ہمت اور استقلال کا جو ثبوت دیا ہے وہ اس جنگ میں نایاب ہے۔ حتیٰ کہ ہٹلر کو اپنی تقریر میں آخر ماننا پڑا کہ ہم روس کی صحیح طاقت سے ابتک بے خبر رہے۔

اپریل سے خطرہ ہو چکا تھا کہ جرمنی گرمیوں کے شروع ہی میں روس پر پھر حملہ بول دے گا۔ لیکن جون ختم ہوگیا اور آدھی گرمیاں چلی گئیں وہ بڑا حملہ نہ ہوا۔ اسکی اور وجہیں کچھ بھی ہوں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ روس نے جرمنی پر ایسے بے پناہ حملے سرما میں کئے ہیں کہ جرمنی کا تمام گرمائی پروگرام زیر و زبر ہوگیا جرمنی نے خارکوف اور کرسک کے درمیان میں جو حملہ دو ایک روز ہوئے کیا ہے وہ اتنا بڑا اور اتنا سخت ہے کہ اسے بڑے حملے کی ابتدا تصور کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جرمنی اب اسی رفتار سے روس میں پیشقدمی کر سکے گا جس رفتار سے وہ پچھلے جون میں کر سکا۔ روس اب پوری طرح تیار ہے۔ وہ دشمن کی جنگی چالوں کو بھی جان چکا ہے۔ اگر امریکہ اور برطانیہ کی مدد اسے ملتی رہی تو اس کو شکست نہیں ہوسکیگی۔ بحیرہ اسود کے جزیرہ نما کریمیا کی روسی بندرگاہ سبسٹاپول دنیا کا سب سے مضبوط بحری طاس سمجھا جاتا تھا۔ جرمنی روس پر دوبارہ حملہ آور ہونے سے پہلے لازمی طور پر اسے فتح کرلینا چاہتا تھا تاکہ کہیں سے روس موقع پاکر کریمیا فتح نہ کرلے اور جرمنی کی کاکیشیا کو فتح کرنے کی سکیم دھری کی دھری نہ رہ جائے۔ کل خبر آئی ہے کہ جرمنی نے ایک لاکھ آدمی اور بیشمار سامان جنگ اسی ایک شہر کی بھینٹ چڑھا کر ایک مہینہ کی جنگ کے بعد فتح کرلیا ہے۔ یہ شہر جسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا فتح تو ہوگیا لیکن روسیوں نے چپے چپے پر جس طرح مقابلہ کیا ہے وہ دنیا کی جنگی تاریخ میں بےنظیر سمجھا گیا ہے۔

چین: چین کے متعلق ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ بحرالکاہل میں جاپان کی فی الحال برتری اور برما روڈ کے کٹ جانے سے امریکہ و برطانیہ اسے جنگی مدد پوری طرح نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن اسکے باوجود وہ جاپان کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ نہیں ہے اور برابر جنگ کر رہا ہے۔

امریکہ: اہل امریکہ کے آباؤ اجداد نے اہل برطانیہ سے جنگ کرکے آج سے دو سال پہلے آزادی حاصل کی تھی اُن کے بعد وہ اپنے ملک اضلاع متحدہ امریکہ کی پیداوار کے قدرتی ذریعوں، صنعت اور سائنس میں کمال حاصل کرنے کے لئے اتنا محو ہوا کہ مجموعی طور پر اس کا نام ترقی یافتہ ملکوں کی فہرست میں سب سے اول آگیا۔ اور اس نے زراعت، صنعت

تجارت اور سائنس میں واقعی کمال کر دکھایا۔ اس ملک کے باشندے جنگجو نہیں۔ لیکن اس جنگ میں جنگی صنعت کو جس حد تک فروغ دیا ہے۔ اس کی بنا پر یہ مقولہ غلط ثابت نہیں ہوا کہ اتحادی اس کی امداد ہی سے جنگ لڑ رہے ہیں۔ اہل برطانیہ اور اہل امریکہ مانتے ہیں کہ محوریوں کی آبدوزوں نے اتحادی جہازوں کا نقصان بہت زیادہ کیا ہے۔ لیکن جب تک امریکہ کی جنگی صنعت کا سامان یورپ، ایشیا اور افریقہ میں پہنچتا رہیگا یہ لڑائی ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔ اگرچہ جاپان نے براعظم شمالی امریکہ کے شمال مغربی کونے میں جزائر الیوشن کے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اور کیلیفورنیا اور ونکوور جو امریکہ کے مغربی ساحل کی بندرگاہیں ہیں۔ ان پر جاپانی آبدوزوں نے بمباری کی ہے۔ نیز شمالی امریکہ کے براعظم کے مشرقی ساحل پر جرمنی کی آبدوزوں نے بم برسائے ہیں۔ امریکہ کو اپنے گھر کی حفاظت کا خیال بھی دامنگیر ہو گیا ہے۔ تاہم امریکہ کی جنگی پیداوار کا مقابلہ دنیا کا کوئی ملک نہیں کر سکتا۔ اگر آبدوزوں کا مسئلہ اتحادیوں نے حل کر لیا تو پھر جرمنی کو جنگ چھیڑنے کا لطف آجائیگا۔

غیر جانبدار ممالک: جو ملک اس عالمگیر جنگ میں کودنے سے اپنے آپ کو بچا سکے ہیں۔ ان میں سویڈن، سپین اور ترکیہ کے نام (مشرقی دنیا میں) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مسٹر چرچل نے چند روز ہوئے اپنی مشہور تقریر میں ان میں سے ترکی، سپین نیز فرانس اور فرانسیسی شمالی افریقہ کے متعلق کہا ہے کہ لیبیا میں ہماری شکستوں کا برا اثر ان پر کس قدر ہوا ہے۔ اس کا اندازہ ابھی نہیں کیا جا سکتا

ہندوستان: دو مہینے ہوئے کہ سر سٹیفورڈ کرپس جو نائب وزیر اعظم اور برٹش پارلیمنٹ کے لیڈر ہیں، ہندوستانیوں سے کچھ سیاسی فیصلے کرنے آئے تھے لیکن ہندوستان نے ان کی تجویزوں کو قبول نہ کیا۔ وہ ناکام واپس چلے گئے۔ ابھی اعلان ہوا کہ وائسرائے کی مجلس انتظامیہ میں چند ہندوستانی وزیر اور لئے گئے ہیں نئے وزیروں میں سر فیروز خاں نون کو وزیر دفاع یعنی جنگی وزیر بنایا گیا ہے۔ اچھوت جاتی کے رہنما ڈاکٹر امبیدکار کو لیبر منسٹر اور سر جگندر سنگھ کو وزیر زراعت وغیرہ۔ یہ تقرر سیاسی ترقی کی طرف ایک اہم قدم ہے لیکن ہندوستان میں آزادی کی بھوک اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان لقموں سے اہل ہند کی تسکین نہیں ہو سکتی۔

ہندوستان کی چالیس کروڑ کی آبادی رکھنے والے زرعی ملک کا مسئلہ آج تک حل ہونے میں نہ آیا۔ اور اس میں اہل ہند اور اہل برطانیہ دونوں کی بدنصیبی ہے۔ آج جبکہ جاپان طاقت اور فتحمندیوں کے نشوں میں چور مخمور آنکھوں سے ہندوستان کی سرزمین کی طرف گھور رہا ہے۔ اس مسئلے کا ابھی حل ہو جانا ہندوستان اور برطانیہ کے حق میں کس قدر مفید ہو سکتا ہے۔ کاش اس کا اندازہ برطانیہ کے مدبر کر سکتے۔ اور یہ امر برطانیہ کے حق میں خاص طور پر ہے کہ اہل ہند نازیوں، فاشسٹوں اور جاپانیوں کے ارادوں سے بیحد نفرت رکھتے ہیں۔

تعلیمِ نسواں

وہ نظم دلپذیر جو مدرسۃ البنات مصری شاہ لاہور کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۷/مئی سنہ ۱۹۴۲ء کے موقع پر حاضرین کے روبرو سنائی گئی۔ (ناصر خاں یوسفزئی ناظم اعلیٰ مدرسۃ البنات، مصری شاہ لاہور)

(از قلم جناب صائب شروانی صاحب بی۔ اے علیگ)

ہے تعلیمِ نسواں کی بے حد ضرورت ✤ بغیر اس کے عورت ہے مٹی کی مورت
ہے تعلیم سے صنفِ نازک کی عزت ✤ اسی سے بدلتی ہے قوموں کی قسمت
ہے دنیا کی تعلیم بالکل ادھوری ✤ اگر اس میں مذہب نہیں کچھ ضروری
ادارہ وہی ہم کو سب سے ہے پیارا ✤ جو سمجھے گا مذہب کو آنکھوں کا تارا
یہاں بچیاں پڑھ کے لائق بنیں گی ✤ یہی مائیں اک روز غازی جنیں گی

اٹھو! وقت کی کچھ نزاکت کو سمجھو ✤ خدارا جہالت کی رسموں کو چھوڑ دو
کرو عام دنیا میں تعلیمِ نسواں ✤ کہ بے علم ہوتا ہے انساں بھی حیواں
جہالت کی تاریکیاں دُور کر دو ✤ اندھیروں کی دنیا کو پُر نُور کر دو
سکھاؤ زمانے کو درسِ شرافت ✤ اخوّت، مروّت، عدالت، شجاعت
پڑھو اور زمانے کی کایا پلٹ دو ✤ جہالت کا اک بار تختہ الٹ دو

یہ ہے مدرسہ قوم کی اک امانت ✤ مگر اس میں درکار ہے کچھ اعانت
سخاوت کے دریا بہا دیجئے گا
اسے آج چندہ ادا کیجئے گا

بزمِ مسلمہ

آہ! میں کس دل کے ساتھ تحریر کروں کہ میری عزیز بہن "زہرہ خاتون" بتاریخ ۱۵ر جون ۱۹۴۱ء مطابق ۱۸ر جمادی الاول ۱۳۶۰ھ کو دل کی حرکت بند ہو جانے سے عین عالم شباب میں ٹھیک دو بجے دوپہر اس جہان فانی سے راہیٔ عالم جاودانی ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

معزز ناظرین مسلمہ سے التماس ہے کہ وہ درگاہ ایزدی میں حضورِ قلب کے ساتھ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم بطفیل اپنے حبیب پاک صلعم مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ممنون ہونگی۔

مرحومہ کی شادی ۵ار اکتوبر ۱۹۳۹ء کو مسٹر فضل احمد منظور ایم۔اے ایل ایل بی کے ساتھ ہوئی تھی جو میرے حقیقی چچا زاد بھائی ہیں۔ جن کو مرحومہ کی بے وقت موت کا بہت صدمہ ہے۔ مرحومہ مرتے دم تک مسلمہ کی خریدار رہی۔ اسی وجہ سے فضل بھائی نے گذشتہ اگست سے دو روپے ماہوار "زہرہ سکالرشپ" مدرسۃ البنات جالندھر کی کسی نادار یتیم لڑکی کے نام ایک سال کے لئے جاری کرایا تھا۔ اب اُن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ آیندہ بھی اسکو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خداوند کریم ان کو توفیق عطا فرمائیں۔ اگر کوئی بہن یا بھائی قطعہ تاریخ وفات لکھکر بذریعہ مسلمہ یا علیحدہ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائینگے تو میں نہایت ممنون ہونگی۔

غمزدہ سعیدہ بنت شیخ صغیر احمد مشن روڈ۔ لودھیانہ

ہائے کس دل اور کس قلم سے لکھوں کہ میرا ماموں زاد بھائی عبدالرؤف خاں عمر سات مہینے، بروز جمعہ تین بجے مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۴۴ء اس عالم فانی سے رحلت کر گیا۔ بچہ بہت خوبصورت اور تندرست تھا۔ صرف دس دن ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا ہوا۔ مرحوم کے اباجان نے اسے دیکھا بھی نہ تھا کیونکہ وہ انکے افریقہ جانے کے دو دن بعد پیدا ہوا تھا۔ دعا کریں خدا ہم کو صبر عطا کرے اور ماموں جان کو صحیح سلامت دیس میں لائے۔ غمزدہ نفیسہ طاہر، بستی باباخیل

انتہائی مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میرے بھائی عزیزم محمود احمد بی اے آنرز کی منگنی حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کی دختر بلند اختر صدیقہ بیگم سے قرار پائی ہے۔ دلی دعا ہے کہ خدا اس رشتہ کو طرفین کے لئے مسرت و خوشی کا باعث بنائے آمین۔ اس تقریب کی خوشی میں ایک روپے کی حقیر رقم ارسال ہے۔ کسی یتیم بچی کے مصرف میں لائیں۔

خاکسار رقیہ امرتسری



ناصر خاں یوسفزئی مغلپورہ۔ پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸ — سمہ جالندھر شہر

قابلِ مطالعہ کتابیں

اَلِفبائے عربی

صوتی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۲ ر

الفبائے اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے۔ مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کرکے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے قیمت ۱ر

لُبابُ الاحیا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

مختصر الاحیا یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ۔

مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

پیامِ اسلام

قرآن پاک کو صحیح طور پر سمجھنے اور مدنی تہذیب کو قائم کرنے کیلئے عربی کا سیکھنا لازم ہے

عربی کو جلد تر اور آسانی سے سیکھنے کے لئے رسالہ پیام اسلام جالندھر کا مطالعہ ضروری ہے۔

عربی زبان کے طلبہ مدارس اور دوسرے اہل شوق کے لئے پیام اسلام بہترین معلم ہے۔

کیا صرف ۴ ر (چار آنے) مہینہ سے ایسے فاضل استاد کا حاصل کرنا خوش نصیبی نہیں؟

تین روپے سالانہ چندہ پیشگی بھیجکر آج ہی پیام اسلام جاری کرائیے

مینیجر رسالہ پیام اسلام۔ جالندھر شہر

نقشِ وفا

نگاشتہ: حضرت نواب صدر یار جنگ بہادر حسرت و محترمہ معظمہ جناب نفیس دلہن صاحبہ دُردانہ

"پاک جذبات نے دل و دماغ میں جو خیالات پیدا کئے اور جو الحمد للہ برسوں کے ساتھ میں زندگی کا دستور و آئین بنے، حوالۂ قلم کئے جانے پر بارہ برس کے طرزِ عمل کو طرفین نے لباسِ الفاظ میں اہل نظر کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان مضامین سے ایک گھر کی بھی راحت و آرام میں کچھ ترقی یا اصلاح ہو تو ہم سمجھینگے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی"۔ حسرت و دُردانہ

ملنے کا پتہ: مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مدیرہ : حمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱۔ "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۳۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئے۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہوسکے گی۔
۳۔ چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ) ممالک غیر سے چار شلنگ۔ فی پرچہ ۲ر۔
۴۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا۔
۵۔ کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہئے۔
۶۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے، ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہوسکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱۔ یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے۔ اسلئے اسلامی تہذیب وشرافت کو مدنظر رکھا جائے۔
۲۔ زبان صاف اور سلیس ہونی چاہئے۔
۳۔ روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں۔
۴۔ مضمون مختصر ہو۔
۵۔ مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا۔
۶۔ پورا پتہ لکھئے گا، ورنہ مضمون درج نہ ہوسکے گا۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱۔ کوئی اشتہار جو تہذیب وحیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا۔
۲۔ کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے۔
۳۔ اُجرت بہرحال پیشگی۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مُسلمہ جالندھر شہر

نمبر ۲	اگست سنہ ۱۹۴۲ء شعبان سنہ ۱۳۶۱ھ	جلد ۱۱

چند گزارشیں

(ادارت)

مدرسۃ البنات (ماہ جولائی میں)

السنۂ شرقیہ کے اعلیٰ امتحانات کے نتائج پنجاب یونیورسٹی نے شائع کر دئیے ہیں۔ مدرسۃ البنات سے جو طالبات پرائیویٹ طور پر ان امتحانات میں شامل ہوئیں۔ انکے نتائج حسب ذیل ہیں:۔

امتحانات عربی۔ درجۂ مولوی عالم :۔

نام طالبہ	نمبر جو حاصل کئے
کنیز فاطمہ	۴۳۶ (پنجاب بھر میں اوّل رہی)
روشن اختر	۴۳۰ ” ” ” دوم ”
کنیز زہرا	۴۲۴
رشیدہ بیگم	پرچہ اول میں فیل
صغورہ بیگم	پرچہ اوّل و ششم میں فیل۔

اُن ناکام طالبات میں سے ایک گذشتہ سال درجہ مولوی کے امتحان میں ناکام تھی۔ اس ناکامی نے سمند محنت پہ تازیانہ لگایا اور یونیورسٹی کے آئین کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سال مولوی عالم کے امتحان میں شرکت کی لیکن افسوس ہے کہ اس کا اپنا خیال درست نہ نکلا اور وہ فیل ہوگئی۔

دوسری نے بھی کئی مہینے تک بیمار رہنے کے باوجود شدت شوق سے امتحان میں شامل ہونے پر بجد اصرار کیا۔ اور اپنے اندازے میں غلطی کھائی۔ ورنہ اس جماعت کا نتیجہ سو فیصدی ہوتا۔

زندہ باد کنیز فاطمہ:

عزیزہ کنیز فاطمہ نے ۴۳۶ نمبر حاصل کر کے مولوی عالم کے امتحانات میں اوّل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور مدرسۃ البنات کی روایات کو اس سال بھی تازہ رکھا*۔ اللہ تعالےٰ عزیزہ موصوفہ کو آداب عربیہ اور علوم دینیہ کی برکتوں سے پوری طرح مالا مال فرمائے۔

سلامت باش روشن اختر:

دو سال گزرے عزیزہ روشن اختر مدرسۃ البنات کے درجہ ادیب عالم میں داخل ہونے کے لئے آئی ... یہ مدرسہ حضرت عبدالحق

* گذشتہ سال [illegible] امۃ الحفیظ [illegible] ۴۰۹ [illegible] اول آئی تھی۔

عباس مدفیوضہٗ نے یہ رغبت دلائی کہ عربی زبان کا سیکھنا دینی نقطہ سے نہایت ضروری ہے اور دنیوی اعتبار سے دوسری زبانوں پر زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان اردو زبان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ عزیزہ موصوفہ نے بیان کیا کہ وہ اس سے پہلے عربی زبان سے کبھی نا آشنا ہے اور عربی زبان مشکل زبان ہے۔ بالآخر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ اور وہ درجہ خصوصیہ اولےٰ (جونیئر سپیشل) میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرنے لگی۔ ابھی چند ہفتے گزرے تھے کہ اس نے درجہ خصوصیہ ثانیہ (سینئر سپیشل کلاس) میں بیٹھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس کی ہونہاری کے پیش نظر اسے ترقی دے دی گئی۔ اور وہ سب کو تعجب میں ڈالتے ہوئے کامیاب ہو گئی اور جماعت میں اول رہی۔ اب وہ مولوی کلاس میں داخل ہو چکی تھی لیکن دوران تعلیم ہی میں اس نے جماعت مولوی عالم میں تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہاں یہ امر ظاہر کرنا ضروری ہے کہ درجہ مولوی کا یونیورسٹی کا نصاب دو سال کا ہے اور درجہ مولوی عالم کا بھی دو سال کا ہے۔ اس لحاظ سے اس نے چار سالوں کا کورس صرف ایک سال میں ختم کرنے کا تہیہ کر لیا۔ جسے اس کے شوق اور محنت کے پیش نظر مدرسہ کی جانب سے منظور کر لیا گیا۔ اور یونیورسٹی کے امتحان میں وہ پنجاب بھر میں دوم آئی اور عزیزہ کنیز فاطمہ موصوفہ سے صرف چھ نمبروں کی کمی سے دوم رہی۔ اس کا حیرت انگیز ارادہ اس کی تعجب خیز محنت اور اس کی اعلےٰ کامیابی ہزار مبارکباد کے لائق ہے۔ اس کا نام مدرسۃ البنات کی تاریخ میں روشن رہیگا اور اس کی پاکیزہ مثال دوسری طالبات کے لئے حیران کن اور قابل تقلید ثابت ہو گی۔

عزیزہ مکرمہ کی اس روشن نظیر سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ عربی زبان جیسے کہ خیال کیا جاتا ہے بالکل مشکل نہیں ہے۔ ورنہ باوجود اپنی فوق العادہ ہمت و محنت اور ذہانت کے کوئی مبتدی ۴ سال کا کورس دو سال میں ہرگز ہرگز اس اعلیٰ حیثیت سے پاس نہیں کر سکتا۔ یہ امر مدرسۃ البنات کی طرز تعلیم کی عمدگی اور اساتذہ کی محنت پر بھی دال ہے۔

خداوند علیم و کریم عزیزہ موصوفہ کو اپنے خزانہ کرم سے دنیا و دین کی نعمتوں سے بہرہ مند کرے اور وہ علم و فضل کے آسمان پر روشن اختر بلکہ مہر منور ہو کر چمکے۔

درجہ مولوی :۔

مندرجہ ذیل طالبات کامیاب رہیں :۔

حفیظہ بیگم	۳۸۶ (لڑکیوں میں پنجاب بھر میں اول رہی)
صفورہ بیگم	۳۶۴
حمیدہ بیگم	۳۳۵
نجمہ عزیز	۳۲۴
نور جہاں	۳۱۴
رقیہ بیگم	۳۲۲
زبیدہ عظامی	۲۷۳
رحمت بی بی	۳۰۷
صبیحہ بیگم	۳۰۰

مندرجہ ذیل طالبات ناکام رہیں :۔

برکت بی بی	پرچہ چہارم میں ناکام رہی
عابدہ بیگم	” پنجم ” ”

اس جماعت میں بھی ایک طالبہ اپنی علالت کے سبب سے

کئی ماہ غیر حاضر رہنے کے باوجود اس امتحان میں شریک ہونے کے لئے مُصر ہوئی اور اس قسمت آزمائی میں کامیاب نہ ہوسکی۔ [م]

درجہ ادیب عالم : مندرجہ ذیل طالبات کامیاب ہوئیں

زبیدہ خاتون	۴۰۸
مجیدہ بیگم	۳۶۱
محمودہ منہاس	۳۴۹
کشور سلطانہ	۳۳۶
حفیظہ	۳۲۹
شہناز	۳۲۵
نفیسہ خانم	۳۲۳
سعیدہ خانم	۳۰۹
حمیدہ بیگم	۳۰۰

مندرجہ ذیل طالبات کمپارٹمنٹ میں آئیں

شفیقہ	پرچہ دوم
حمیدہ سلطانہ	״ ״
فرخندہ	״ ״
طاہرہ	״ ״
زبیدہ حافظہ	״
کنیز زہرا	״

صرف رفیعہ مظفر الدین ناکام رہی۔ (باقی نتائج صفحہ ۲۹ پر دیکھئے)

پچھلے سال بھی زبیدہ و مجیدہ صاحبہ دونوں درجہ مولوی میں پنجاب بھر میں اول آئی تھیں۔

ضروری اطلاع

"مسلمہ" کے پرانے خریداری نمبر تمام تبدیل کر دئے گئے ہیں۔ خریدار صاحبان نئے خریداری نمبر نوٹ فرمالیں۔ خط و کتابت میں ان نئے نمبروں کا حوالہ ضروری ہے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف +

منیجر

نماز اور مسلمان

محترمہ اقلیمہ خاتون۔ امرتسر۔

آج مسلمانوں کی پست اور مفلوک حالت کے اسباب و علل جو قرار دئے جا سکتے ہیں۔ وہ یہی کہ انھوں نے احکام خداوندی کا خیال چھوڑ دیا ہے اور اپنے پاک مذہب کے اصل الاصول اور قوانین فطری کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ جس سے وہ دنیا کے ہر حصے میں ترقی کرنے کی بجائے تنزل کرنے لگے اور موجودہ حالت کو پہنچ گئے۔

ایک ہمارے اسلاف تھے کہ دنیا اُن کے قدموں سے لگی پڑی تھی۔ اور جن کے نام سے کفار کے دل دہل جاتے تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں میں حقیقی جذبۂ ایمان تھا۔ وہ دنیا پر دین کو ترجیح دیتے تھے اور اپنے مذہب کی خاطر اپنی جان و مال اور اولاد غرضیکہ اپنی ہر عزیز ترین چیز قربان کردینے سے دریغ نہ کرتے۔ افسوس کہ اب وہی مسلمان اسلام کے زریں قوانین سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔

اسلام میں نماز کو ایک ایسی اہم اور ضروری فریضہ قرار دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔ یعنی جس شخص نے نماز کو اچھی طرح دل لگا کر پڑھا۔ اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز نہ پڑھی اس نے اس ستون کو گرا دیا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز بے نماز میری امت میں نہ ہونگے۔ یعنی جو شخص نماز نہ پڑھے وہ مسلمان ہی نہیں۔

اب ذرا غور کریں کہ آجکل کے مسلمان کہاں تک مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔

خدا تعالیٰ نے بھی نماز کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ چنانچہ بروز قیامت سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا نیز اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام احکام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر ہی بھیجے۔ لیکن نماز کا تحفہ اپنے پاس عرش عظیم پر بلا کر شب اسریٰ میں عطا فرمایا۔ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (ترجمہ مع تفسیر) اور (خدا تعالیٰ سے) مدد چاہو (مصیبتوں میں) صبر کرکے اور نماز پڑھ کے۔ اور بلا شبہ یہ دونوں (صبر اور نماز) بڑی (مشکل) ہیں مگر خشیت رکھنے والوں کیلئے (مشکل نہیں ہیں)۔

غرضیکہ اسی طرح قرآن و حدیث میں سینکڑوں جگہ نماز کی سخت تلقین کی گئی ہے۔ لیکن ہمیں دنیاوی کاموں سے اتنی فرصت ہی کہاں کہ دین کی باتوں پر بھی کچھ توجہ کرسکیں اور اسکے پیش بہا زریں احکامات پر عمل کریں۔

صد حیف کہ ہم دینی امور کے لئے ہم تھوڑا وقت نہیں نکال سکتے۔ سیر و تفریح۔ رسائل و اخبارات کے مطالعہ۔ دوستوں کو خط لکھنے۔ سہیلیوں سے ملنے اور ہنسی مذاق کرنے اور طرح طرح کے بناؤ سنگار کرنے کو ہمیں وقت مل جاتا ہے۔ لیکن صد حیف کہ

دینی فریضوں کے لئے ہمیں فرصت نہیں ملتی - نماز جاتی ہے تو جائے کچھ پروا نہیں لیکن ہمارے دلچسپ مشاغل میں کسی قسم کا فرق نہ آنے پائے - یہ ہے موجودہ زمانہ کے مرد و عورت کی مذہبی حالت - لڑکے اور لڑکیوں کا تو یہاں ذکر ہی کیا - جبکہ والدین ہی احکام شریعت سے پہلوتہی کرنے لگیں - بچے آخر کار انھی کا عکس ہیں - خدا تعالیٰ ہمیں اپنے اور پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام صالح پر پھر سے کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے

مشکلیں اُمتِ مرحوم کی آساں کردے
مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیماں کردے
جنسِ نایابِ محبت کو پھر ارزاں کردے
یعنی ہم دیر نشینوں کو مسلماں کردے

کچھ علامہ اقبال کے متعلق

کئی برس ہوئے کہ عزیزہ فہمیدہ سلطان معلمہ مدرسۃ البنات نے یہ مضمون علامہ اقبال کے متعلق بطور مشق لکھا تھا ادیب فاضل پاس کر چکنے کے بعد محترمہ موصوفہ کو اس کی اشاعت میں اس اندیشے سے تامل ہوا کہ یہ نامکمل ہے - مسلمۂ ہندی کا ذوق ادب اگرچہ سر دست اپنی پہلی منزلوں میں ہے لیکن ضرورت ہے کہ اس شوق میں اضافہ ہو - اس لئے ہم ان سے یہ مسودہ حاصل کر کے اسے بخوشی درج "مسلمہ" کرتے ہیں (ادارہ)

حالات و مشاہدات کا جہاں تک تعلق ہے، کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ اقبال اور حالی سے قبل اردو اعری گل و بلبل اور حسن و عشق کی بوسیدہ داستانوں تک رودتھی - اگر کسی نے زیادہ زورِ قلم دکھایا تو مرثیہ لکھ دیا - یا کسی برکی خوشنودی کے لئے قصیدہ پڑھ دیا - لیکن اردو شاعری الات کے حقائق کی وسیع نکتہ آفرینیوں سے یکسر خالی تھی اور عتراض بے جا نہ تھا کہ اردو شاعری ایک بیکار شے ہے، جس ملک و قوم کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا - کیونکہ کہا تو یہ جاتا کہ شعر سحر ہے، قوموں کی زندگی و بقا کے لئے جو کام اپنی جگہ رسے لیا جاتا ہے وہ کسی اور طرح ممکن نہیں - چنانچہ تاریخ کی ورق گردانی سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح صرف ایک شعر نے ملک و قوم کی قسمتوں کو پلٹ دیا - مگر اردو شاعری، افسوس صد افسوس! صرف عیش و عشرت کی داد دینے کے لئے رہ گئی تھی اور شعراء جو تلامیذ الرحمٰن کہلاتے ہیں، اخلاقی پستی کے گڑھے میں دھنسے ہوئے تھے -

جب حالات بد سے بدتر ہو گئے تو یکایک انسان کی فطرتِ مدہوش نے انگڑائی لے کر اقبال کو ہمارے سامنے پیش کر دیا - جس نے ایسا نغمہ چھیڑا کہ مُردوں میں جانِ زندگی اور روحِ عمل پیدا ہو گئی - اسنے انسانوں کو دعوتِ عمل دی - اور احساسِ خودداری پیدا کیا - اس نے انسانیت کے اس بڑے طبقے

کو جو کسی وقت پایۂ کمال کو پہنچ چکا تھا جس کا نام دنیا میں بہترین متصور ہوتا تھا، تہذیب اعلیٰ ترین سمجھی جاتی تھی، اور اب بدترین زندگی بسر کر رہا تھا، ہر طرح سے احساس دلایا کہ وہ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور اب انھیں کیا بننا ہے۔

علامہ اقبال کی خدمات ملیہ کا تذکرہ کرنا ہم ایسے بے بضاعتان علم کے لئے ہرگز شایان شان نہیں۔ ان کے احسانات کے بار گراں سے اردو شاعری کی گردن ہمیشہ خم رہیگی۔ بلا مبالغہ ان کی منزلت ایسی بلند ہے کہ بلند ذوق ارباب ہی ان کے حقیقی معیاری کمال شناسی کر سکتے اور ان کے . . . . شاعرانہ کارناموں کی پوری پوری داد دے سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اقبال شہباز فکر و خیال بن کر کچھ ایسی ناپیدا کنار پہنائیوں، وسعتوں اور بلندیوں میں پرواز کرتے ہیں کہ ان کے پر پرواز کی گرفت ناممکن ہو جاتی ہے، وہ ایمان و یقین کی بلندی پر حقیقت کے نور میں زندگی کا اصلی چہرہ دیکھ چکے ہیں، جس کے حصول کے لئے وہ بیتاب ہیں اور اس بیتابی میں وہ والہانہ طور پر محو پرواز ہیں اور اپنے ساتھ ساری دنیا کو اڑا لے جانا چاہتے ہیں۔

ان کا پیغام کسی خاص فرقے یا قوم تک محدود نہیں وہ ساری دنیا کو پیغام دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اہل عالم موجودہ تمدن کے سیلاب کے خطرات سے آگاہ ہو کر فطرتی مصلحتوں کی طرف رجوع کریں اور امن عامہ کے ضامن بن کر زندگی کے حقیقی معیار تک پہنچ جائیں، فرماتے ہیں ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں ÷ نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

وہ قوم کو موجودہ دور کے خطرات سے آگاہ کر کے اسے بہترین لائحۂ عمل پر لانا چاہتے ہیں۔ جس طرح گہری نیند سے بیدار کرنے کیلئے الارم کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اقبال نے "بانگ درا" سے خفتہ قسمت دنیا کو بیدار کرنا چاہا۔ جب وہ اس بانگ سے بھی بیدار نہ ہوئی تو شاعر نے اس کے اندر جوش احساس پیدا کرنے کے لئے اور تدبیر کی۔ اور "بال جبریل" سے ان کو جوش دلا کر لے اڑنا چاہا، مگر جب اس مسحور مغربیت دنیا کے لئے یہ حربہ بھی بے اثر ثابت ہوا تو سمجھے کہ عصائے موسوی ہی سے کام چلیگا۔ چنانچہ "ضرب کلیم" سے غفلت قوم کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں۔

بہرحال ان کا مقصد یہ ہے کہ دنیا بیدار ہو اور اپنی حقیقت کو سمجھ کر ارتقا کی طرف مائل ہو۔ ہندوستان میں آج جو بیداری نظر آتی ہے، اس میں اقبال کے کوس جلیل کو بہت دخل ہے۔ انسانوں کی غلامی سے خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں ان کے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ وہ کمزوروں کی کمزوری کا سبب سمجھتے ہیں اور مخلوق کی فطرت میں جوہر شجاعت پیدا کر کے غلامی کی ذہنیت ہی کو دور کر دینا چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ گنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑا دیں ؎

بجلال تو کہ در دل دگر آرزو نہ دارم
بجز ایں دعا کہ بخشی بہ کبوتراں عقابی

اقبال کے نزدیک عمل زندگی ہے اور سکوت موت۔ ان کا نظریۂ حیات نہایت بلند ہے۔ وہ زندگی کو بیکار دیکھنا نہیں چاہتے عیش پرست نوجوان کو خواب غفلت سے جھنجوڑ جھنجوڑ کر اٹھاتے ہیں۔ ان کے سامنے اسرار حیات پیش کرتے ہیں۔ وہ ان کو باعزت زندگی کا درس دیتے ہیں۔ ان کی تعلیم ہے کہ اپنی ہی قوت بازو پر

بھروسہ رکھو، دوسروں کا سہارا لینا چھوڑ دو ؎

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر
اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر

اقبال کی شاعری نے بالخصوص مسلم قوم کے مردہ دلوں میں زندگی کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔ وہ ذہنی پستی جو ایک مدت سے مسلمانوں کے اندر پیدا ہو چکی تھی، اقبال کی حیات افزا اور بلند شاعری نے اس کی بنیادوں کو بالکل کھوکھلا کر دیا۔ آج زندگی کے جو آثار مسلمان نوجوانوں میں نظر آتے ہیں زیادہ تر اقبال ہی کی ذہنی کاوشوں اور قلبی کاہشوں کے ثمار ہیں۔ اقبال یقیناً اس عہد کا مسیحا نفس شاعر ہے جس کی صدائے جاں بخش نے مردہ دلوں کو زندہ کر دیا ہے اور اپنی اس کامیابی کا اُسے علم بھی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ؎

جو کوکنار کے خوگر تھے ان غریبوں کو
تیری نوا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند

ضروری التماس :-

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ سالہ بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع دیجائے نئے خریداری نمبر کا حوالہ ضروری ہے۔

منیجر

موجودہ جنگ کیوں ہوئی ؟

مدرسۃ البنات کے درجۂ ادیب سالم کا جو سالانہ امتحان خود مدرسے کی طرف سے لیا گیا۔ اس کا چھٹا پرچہ مضمون نویسی (جواب مضمون) کا تھا۔ پانچ عنوانات میں سے صرف ایک عنوان پر مضمون لکھنا تھا۔ ان میں سے ایک عنوان تھا "موجودہ جنگ کیوں ہوئی ؟ عزیزہ زبیدہ بنت ڈاکٹر بدر الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اس موضوع پر سب سے بہتر مضمون قلمبند کیا ہے جسے ہم "مسلمہ بہنوں" کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ان سطور میں ایک کم عمر بچی نے اپنے شوقِ ادبیت، زورِ خطابت اور ذہنیت کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ تعریف کے لائق اور حوصلہ افزائی کا مستحق ہے۔ ہم اسے بخوشی درجِ "مسلمہ" کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ دوسری بچیوں کے لئے یہ مضمون علمی شوق میں اضافے کا موجب ہوگا (ادارہ)

جس فطرت پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے، جس مقصد کیلئے اس کی تخلیق کی گئی ہے جب انسان اپنی فطرت اور اس مقصدِ تخلیق کو بھول جاتا ہے، دانستہ یا نادانستہ، جانے بوجھے یا غیر شعوری طور پر، تو اس غلط روی و غلط کاری کے نتیجے میں اسے اپنے عمل کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ ہر طرف، ہر چہار سُو ایک بغاوت اور سرکشی سی انسان کے خلاف پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ جدھر نگاہ ڈالتا ہے، جس طرف نظر دوڑاتا ہے بےچینی، اضطراب اور خلش کا پوشیدہ طوفان، ایک دبا ہوا ہنگامہ، ایک چھپا ہوا فتنہ، اس کی مسرتوں کا خاتمہ کر دینے پر تُلا نظر آتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے اور کلیجہ مسوس کر رہ جاتا ہے، آہ بھرتا ہے، نالہ و فغاں سے اس امنڈتے ہوئے طوفان کو دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ فلسفہ و حکمت کی مدد سے اس اُلجھے ہوئے مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کرتا ہے تدبیر و ہمت سے کام لیتا ہے۔ لیکن اسکی ہر کوشش، ہر تدبیر اور ہر تجویز ناکام رہتی ہے۔ اس کی خاسر و نامراد نگاہیں مایوس ہو کر لوٹتی ہیں اور کسی دوسری ترکیب سے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر اس کی نگاہ اس بنیادی غلطی پر نہیں پڑتی جس نے دنیا بھر کو اس رنج و الم کا شکار بنا رکھا ہے۔ وہ ظاہری لباس کو ادل بدل کر کے یہ توقع رکھتا ہے کہ اس میں چھپا ہوا قلب انسانی بھی بدل جائے اور ایک نئے اور فطری طریقے سے دھڑکنے کی مشق کرنے لگے۔ لیکن یہ غلطی ہے۔ اس نے فطرتِ انسانی سے انحراف کیا۔ تو لازماً اسے اس سرکشی کی سزا بھی بھگتنی تھی۔ لیکن وہ قدرت اور فطرت کو اپنے اندر برسرِ پیکار دیکھکر محض ظاہر کو بدل کر یہ چاہتا ہے کہ اس غلطی کا ازالہ ہو جائے تو یہ اس کی بھول ہے زبردست بھول اور قدرت اسے کبھی معاف نہیں کر سکتی !

آخر وہ کونسی "احسن تقویم" ہے جس میں انسان کی خلقت ہوئی تھی اور جس کو فراموش کرنے سے انسان "اسفل السافلین" کے ذلیل درجہ میں گر جاتا ہے۔ آیئے چند لمحے انسان کی تخلیق کے مقصد

پر بھی غور کریں۔ یہ حضرتِ انسان جنھیں رب العالمین نے ایک چٹکی بھر خاک سے پیدا کر کے اپنی جلالی اور جمالی روح اور شان اس کے اندر پھونکی۔ کائنات کے ذرّے ذرّے کو اس لیے مسخر کر دیا۔ چاند، سورج، ستارے، فلک، بحر و بر حتیٰ کہ کرۂ ہوائی بھی اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے مستعد کر دئے اور اب تک ہیں اور ابد تک رہینگے۔ ہاں یہی حضرت انسان جو حسنِ خداوندی کا ٹوٹا ہوا تارہ ہے۔ قدرت کا شاہکار ہے۔ اشرف المخلوقات ہے، جس کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے ہے۔ ہاں وہ وہاں جا پہنچتا ہے جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ صناعِ حقیقی نے جب اس مٹھی بھر خاک میں اپنی روح پھونک کر اسے شرف و عزت بخش کر خلافت کی خلعت سے نوازا تو پاکیزہ و برگزیدہ ہستیوں یعنی اطاعت گذار فرشتوں نے کہا کہ یا رب العالمین! تو اس خاک کے پتلے کو زمین و آسمان کی خلافت سے سرفراز کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ اپنی طبیعت کی افتاد کی وجہ سے دنیا بھر میں فساد پھیلائیگا اور کشت و خون کی ندیاں بہا دیگا۔ تو خداوند علیم و حکیم نے جواب میں فرمایا کہ نہیں ہم نے اسے اپنے بے پایاں علم سے وہ شرع اسے عطا کر دی ہے جو ہمیشہ اس کی رہبری کریگی اور جادۂ مستقیم پر چلنے کا راستہ دکھائے گی ـــ یہ تھی نعمتِ عظمےٰ ـــ علمِ اسماء ـــ جس نے اس ذرہ خاک کو آفتاب عزت بنا دیا اور نوری مخلوق پر بھی شرف بخشا۔ انسان نے ازل میں اللہ تعالیٰ سے ایک اقرار کیا تھا ـــ خدا کی عبودیت کا اقرار، اسکی بندگی میں رہنے کا وعدہ، اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلنے کا پیمان ـــ انسان نے اس پیمانِ ازل کو بھلا کر خدا کے احکم الحاکمین ہونے سے علانیہ انکار کیا اور خود سری اور سرکشی کے باعث دنیا میں خود ساختہ آئین و قوانین پر عمل پیرا ہونے لگا اور قدرت کے دے ہوئے "قانونِ حیات" کو بھلا دیا۔ لہٰذا اسے قدرت نے سزا دی۔ آج وہ عدم سکون، فتنہ و فساد، جنگ و جدل کی تباہ کاریوں اور خوں فشانیوں میں مبتلا ہے۔ ہم اس جنگ کیلئے خواہ کیسے ہی بہانے تراشیں کتنے ہی عذر پیش کریں مگر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ہم نے "پیمانِ ازل" کو بھلا دیا ہے۔ علم کو غلط استعمال کیا ہے۔ خدا کے قانون سے منہ پھیر لیا ہے۔ جس کے بدلہ میں ہمارا امن و سکون جنگ کے شعلوں میں جل کر بھسم ہو رہا ہے، ہو کر رہیگا اور ہونا بھی چاہئے

آج انسانیت جنگ کی عالمگیر آگ کے شعلوں میں سے پھر ایک دفعہ جھلسے ہوئے قدموں اور خوں فشاں پیروں سے لڑکھڑاتی کیوں گذر رہی ہے۔ آہ! اس کا صحیح جواب اس مادہ پرست دنیا سے طلب کرنا مشکل ہے۔ تہذیبِ جدید کے علمبردار یہ بات سمجھ ہی نہیں سکے کہ یہ مصائب ان پر نازل کیوں ہو رہے ہیں۔ یہ بیسویں صدی کا دَور سائنس، مشین اور ایجاد و اختراع کا دَور ہے لیکن اسکے باوجود مصائب انسانی میں ہر روز اور ہر لمحہ برابر ترقی ہوتی جا رہی ہے، تکلیفیں بڑھ رہی ہیں، شدائد میں اضافہ ہو رہا ہے اور تمام انسانیت ان اختراعات کی سہولت کے باوجود سسک رہی ہے، دم توڑ رہی ہے اور بسمل کی طرح تڑپ رہی ہے۔ مصائبِ دنیا کا کوئی صحیح اور تیر بہدف حل ان سائنس کے پتلوں کی طرف سے پیش نہیں کیا گیا اور وہ پیش بھی نہیں کر سکتے۔ آج تہذیب کا سر بفلک قصر جن کھوکھلی بنیادوں پر کھڑا ہے وہ عنقریب آتشِ جنگ کی لپٹ میں آکر منہدم ہو جائیگا اور اسکی خاکستر پر ایک نیا تمدن اور نیا جہان تعمیر ہوگا ـــ "روحانیت کا جہانِ نو" ـــ!

ہمیں سائنس کے عروج اور فلسفہ وحکمت کے گنجینوں کی کثرت سے انکار نہیں۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حریر و دیبا میں لپٹا ہوا قلبِ انسانی عدمِ سکون اور فقدانِ راحت کی شعلہ فگن آگ میں جل رہا ہے تو مجبوراً ان علمبردارانِ فلسفہ وحکمت کی بے مائگی اور بے بضاعتی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ جب وہ کلوں اور مشینوں کی ایجادوں سے بنی انسانی دکھ درد تکلیف کو کم نہیں کر سکے بلکہ بڑھا رہے ہیں تو آخر ان کا کس بات میں احسانمند ہوا جائے۔ جب وہ نوعِ انسان کی کوئی ایسی قابلِ قدر خدمت نہیں کر سکتے جس سے موجودہ تکالیف میں کمی واقع ہو تو ان کے کارخانے حرفِ باطل کی طرح مٹا دینے کے قابل ہیں۔ ان کے فلک پیما ہوائی جہاز، بادیہ پیما ٹینک، اور سمندر شگاف آبدوز کشتیاں غرق کر دینے کے لایق ہیں!

خدا تعالٰے نے انسان کو اطاعت و فرمابرداری کے لئے "احسن تقویم" پر پیدا کر کے اسکے لئے دنیا کی ہر شے کو مسخر کر دیا تھا۔ مہر و مہ و انجم اس کے لئے مطیع کر دئے گئے تھے تاکہ وہ خلافتِ ربانی کے فریضے کو اس عزت اور غلبے سے زیادہ صحیح اور احسن طریقہ پر سرانجام دے سکے۔ مگر اس کی تو دوسری دنیا ہے کہ بندہ بنا کر بھیجا گیا تھا، خدا بن بیٹھا۔ عبداللہ بنایا گیا تھا، آقائی کرنے لگا۔ معلمِ فطرت نے اسے خدا کی بندگی اور بنی نوعِ انسان کی عالمگیر ہمدردی کا سبق پڑھا کر بھیجا تھا لیکن اس نے اپنی ہی دولتیاں چلانی شروع کر دیں۔ خدا کی مخلوق کو ہزاروں فرقوں اور قوموں کے خودساختہ دائروں میں محدود کر کے عالمگیر اخوت کا خاتمہ کر دیا۔ خدا کی زمین کو لکو کہا حصص میں تقسیم کر کے وطنی عصبیت کا بیج بو دیا اور ظلم پر ظلم تو یہ کیا کہ خدا کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبروں اور پاکیزہ ہستیوں کے خدائی احکام کی نافرمانی کرنے لگا۔ کائنات کی مشینری کے حقیقی صناع کے وجود ہی سے انکار کر دیا اور خود اپنے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کر کے انسان کو انسان کا غلام بنا کر رکھ دیا۔

آج انسانیت انسان کے نسلی اور ملکی تعصب کے طفیل میں جرمنیت، انگریزیت، جاپانیت، ایرانیت "دہریت" وغیرہ کے ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک "رائیت" دوسری "رائیت" کی دشمنی پر کمربستہ ہو گئی اور ایک طاقت دوسری طاقت کی حربی شدت کا ملاحظہ کرنے کے لئے سرگرم آویزش ہو جاتی۔ پھر جو طاقت پامال ہو گی وہ فاتح طاقت کی محکوم اور غلام ہو کر رہ جائیگی۔ یہ ہے نسلی امتیاز اور وطنیت کا تنگ اور محدود نظریہ جس کی بنا پر تمام دنیا میں حرب و جدل کی ذہنیت پیدا ہوئی ہے۔ قومیں ایک دوسری کو نگل رہی ہیں۔ ہر ملک یہی چاہتا ہے کہ دوسرے ملک کے وسائل و ذرائع پر قابض ہو کر اسے اپنا محکوم بنا لے۔ یہ ناپاک جذبہ جس پر فخر و ناز کرنا اور اپنے ملک و وطن کی برتری کے راگ الاپنا ہر باشندۂ ملک اپنی زندگی کا مقصدِ اول سمجھتا ہے، اسی وطنیت کے جنون کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کی تمام بڑی بڑی حربی قوتیں اپنے اسلحہ و سامانِ حرب اور اپنی قوتِ جبروت کی قہرمانی کا مظاہرہ کرنے اور ایک دوسری کو نگل کر خود دوسرے کے ملک کی مالک بننے کے لئے انسانیت کا گلا کاٹ رہی ہیں۔ انسانیت مجروح ہو رہی ہے افراد لاشوں کے ڈھیر بنتے چلے جا رہے ہیں، قدرت کی عطا کردہ دولت قوت گولہ بارود کی نظر ہوتی جا رہی ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ دنیا نے سب سے بڑی طاقت ــ خدا کی طاقت جس کی لاٹھی میں آواز

نہیں۔ اسے ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اور ہر فلسفہ وحکمت کا علمبردار یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہی خدا ہے، اس نے کائنات کے تمام علوم کا احاطہ کر لیا ہے۔ حالانکہ اگر تمام انسان بھی اسرارِ قدرت اور رموزِ فطرت کی تلاش وجستجو میں سرپٹ دوڑ پڑیں اور کروڑوں برس لگے لپٹے رہیں تو بھی وہ اس بحرِ ذخار کے ایک قطرہ کا علم نہ حاصل کر سکینگے۔ وَمَا اُوتِیتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یہ ہے انسانی علم کی نارسائی اور پھر اسکی خودستائی یہ کہ وہ قدرت کے علوم پر حاوی ہے!

رب العالمین کی ربوبیت سے منکر ہو جانے کے بعد انسان نے مذہب واخلاق اور اخوتِ انسانی کو وطن کے قہرمان دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیا۔ ہر وہ بات جائز ہو گئی جس سے حکمرانی کی ہوس کو تسکین ملے حالانکہ ہر تسکین سے یہ ہوس اور تیز ہو جاتی ہے مذہب واخلاق کے قوانین کو دقیانوسی اور ناقابلِ عمل کہکر پسِ پشت ڈال دیا۔ مذہب کو ترک کر دینے پر نفسانی خواہشات اور حیوانی جذبات کا جو طوفان انسان کی سرکش طبیعت میں دبا ہوا تھا اپنی قیود سے آزاد ہو گیا اور بے طرح امنڈ پڑا جس سے نظامِ تمدن اور نظامِ معاشرت کی بنیادیں ہلنی شروع ہو گئیں۔ آج مغربی تمدن اور مغربی افکار جو دنیا بھر کی زندگی پر چھائے ہوئے ہیں اسی مذہبی نفرت سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ علوم وفنون شروع ہی مذہب سے لڑ بھڑ کر ہوئے۔ ان کی ابتدا ہی قوانینِ اخلاق کی حدود شکنی اور "پاپائے روم" کی نافرمانی سے ہوئی۔ تحریک "احیائے علوم" اور ایسی ہی دوسری تحریکیں شروع ہوئیں تو اخلاق ومذہب سے بے پروا ہو کر اور رفتہ رفتہ یہ تحریکیں بڑھ کر اپنی قوت وجبروت کی وجہ سے تمام دنیا پر مسلط ہو گئیں۔ اب ان تحریکوں سے جن کی ابتدا ہی مذہبی منافرت سے ہوئی یہ توقع رکھنی کہ وہ اخلاق اور مذہب کی پابندی کرینگی اور دنیا میں کوئی بلند اخلاقی نظام قائم کرینگی ایسا ہے جیسے جَو بو کر گیہوں کاٹنے کی توقع رکھنا۔ یقیناً یہ توقع محض توقع ہے۔ اسکے پورا ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ تو پھر ناقابلِ برداشت بداخلاقی کے یہ مغربی مظاہرے آپ کو کیوں بیتاب کئے دیتے ہیں۔ اس تمدن سے تو یہی امید تھی کہ مردوزن کے آزادانہ اور بیباکانہ میل جول، پارکوں کے اختلاط، جلسوں میں ہمنشینی، اور ایسے ہی دیگر غیر فطری طریقوں سے بے شرمی اور بداخلاقی کا ایک حشر ہو جائیگا جو ہو کر رہا اور جس نے تمدن کی بنیادوں کو جھٹکے پر جھٹکے دے کر پاش پاش کر دیا ہے۔

بداخلاقی نے تو نظامِ تمدن کے سربفلک قصر کو ہلایا اور وطنی منافرت نے اخوتِ انسانی کو پارہ پارہ کر دیا۔ ایک طرف تو بداخلاقیوں کے امنڈتے ہوئے سیلاب نے طبیعتوں کو بے راہ رو، دماغوں کو غیر متین اور دلوں کو بے صبر بنا کر زندگی کی عام فضا میں ایک سوقیانہ پن سا پیدا کر دیا اور اعلیٰ وارفع اخلاق اس حالت کو دیکھکر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ دوسری طرف وطنیت کے عفریت نے اپنے خوفناک سیاہ بازو پھیلانے شروع کر دئے انگریز محض اپنی قوم کی فلاح وبہبود کے لئے کوشش کرتا ہے۔ جرمن چاہتا ہے کہ جرمن قوم ہی تمام دنیا پر چھا جائے۔ جاپانی سوچتا ہے کہ ایشیا کو تہذیب کا سبق پڑھانے کا اسی کو حق ہے غرض ہر ملک کا باشندہ یہی تصور کرتا ہے اور اسے ایسا تصور کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے کہ اس کا صرف اسی کا وطن سب سے اچھا ہے۔ سب سے بہتر ہے۔ سب سے پاکیزہ ہے، اسی کی

تہذیب میں تمام دنیا کی فلاح مضمر ہے۔ اسی کے افکار پر عمل پیرا ہونے میں کل عالم انسانیت کی آزادی مضمر ہے۔ لیکن یہ محض تصورات ہیں۔ عمل ان کے بالکل برعکس ہے۔ یہ تصورات شروع ہی میں بچوں کو اسلئے ذہن نشین کرا دئے جاتے ہیں کہ وہ جوان ہو کر محض اپنے ہی وطن کے لئے سر کٹائے اور دریا، سمندر، پہاڑوں کے خود ساختہ دائروں اور حدود میں محدود ہو کر رہ جائے۔ اسکے قلب کی گہرائیوں میں کہیں عالمگیر ہمدردی کا شائبہ نہ پیدا ہو جائے اور کہیں وہ شرمندۂ ساحل موج کو اچھل کر بیکراں ہونے کی نصیحت نہ کرنے لگے۔ اس تربیت کا ثمر یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ملک کا ہر فرد خدا کی ساری زمین سے صرف ایک محدود قطعہ زمین کو اپنے لئے مختص کر لیتا ہے اور پھر تمام عمر اسی کے لئے سر کٹانے اور جان دینے پر آمادہ نظر آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی فطری ہوس کو توسیعِ ملک سے تسلی دے اور اپنے ارد گرد یا جہاں کہیں پنجۂ آز تیز ہوتا ہوا نظر آئے تیز کر کے اپنی قوتِ تسخیر کی دھوم مچا دے!

ان تصورات، خیالات اور احساسات کی بربریت، بہیمیت اور حیوانیت نے آخر کسی دن عملی جامہ بھی تو پہننا تھا۔ وہ ہنگامہ جو چپکے چپکے برپا ہو رہا تھا آخر ایک روز اسے پھیل کر طوفانِ حشر بھی تو بننا تھا۔ وہ چنگاری جو مذہب و اخلاق کی خاکستر میں دبی ہوئی تمام انسانیت کو بے قرار کر رہی تھی آخر اسے بھڑک کر شعلہ سامان بھی تو ہونا تھا۔ آج یہ سب کچھ ہو رہا ہے، انسان، انسان کے ساتھ شکاری کتوں کی طرح ایک دوسرے سے شکار چھیننے کی کوشش میں چھینا جھپٹی میں مصروف ہے۔ آتش جنگ ـــ عالمگیر آتش جنگ کی طوفان خیزیاں محشر کے ہنگامے برپا کر رہی ہیں۔ اور حیوانیت کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک کر شرر فشاں ہو رہی ہے۔ غرض ہر طرف، ہر سمت، ہر سو۔ کیا نظر آتا ہے حرص و آز کے مظاہرے، خوں فشانیاں اور آتش باریاں۔ انسانیت مضمحل، تھکی ہوئی انسانیت جو دکھ درد سہتے سہتے عاجز آ چکی ہے، با دلِ ناخواستہ اس آتشباری میں اس راستہ کو طے کر رہی ہے۔ لیکن ہر ہر قدم پر گر گر کر فنا ہو جانے کا خوف دامنگیر ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قدرت ہمیں نافرمانیوں کی سزا ایک جہانسوز جنگ کی صورت میں دے رہی ہے۔ اے کاش! یہ فلسفہ و حکمت سے بھرے ہوئے دماغ اب بھی سمجھیں اب بھی سوچیں کہ ان کے غلط طریقِ کار نے دنیا کو کس المناک حادثہ میں گرفتار کر دیا ہے۔ اب بھی خدا کی خدائی کا اقرار کر کے اپنے سرکش اور باغیانہ افسوں سے تائب ہو کر حقیقی مسلکِ انسانیت کی طرف رجوع کریں۔ اور مذہبِ فطرت کے وسیع نظریاتِ اخلاق اور عالمگیر پیغام انسانیت پر عامل ہو کر راہِ نجات تلاش کرنے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ قدرت ان کی تقصیریں معاف کر دے اور انکی بگڑی ہوئی تقدیر بن نہ جائے اور دنیا امن و سلامتی کی طرف لوٹ آئے! اے کاش ایسا ہو!!

موجودہ جنگ کا موجب سائنس نہیں اور سائنس ہے بھی ـ! دراصل سائنس بجائے خود تو کسی برائی کا پیش خیمہ نہیں یہ ایک علم ہے اور عین فطرت کی منشاء کے مطابق۔ سائنس ہم پر دنیا کے پوشیدہ اور چھپے ہوئے خزانے کھول کر رکھ دیتی ہے اور ہمیں فطرت کے اسرار و رموز سے آگاہ کر کے تسخیر کائنات کا زیادہ صحیح اور یقینی طریقہ بتاتی ہے اور انسان کو خلافتِ الٰہیہ کے قیام میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے اسے خلیفۃ اللہ فی الارض بننے میں مدد دیتی ہے اور اسے اخلاقیات کے بھیدوں سے آشنا کرتی ہے بیشک اس لحاظ سے تو اس میں کوئی قباحت نہیں

اوراس سے ہرگز یہ امید نہیں ہوسکتی کہ یہ ایک عالمگیر جنگ بپا کرنے کا بھی موجب بن سکتی ہے۔ البتہ اگر قباحت ہے تو ہمارے طریقِ کار میں اور ہمارے اسلوبِ استعمال میں، ہم نے اسے غلط استعمال کیا اور اسے ناواجب ذرائع حاصل کرنے کا باعث بنایا۔ یہ ہماری غلطی ہے، انسان کی غلطی۔ مغرب کے انسان کی غلطی۔۔۔ آج اگر ہم محض مادیت کو ترک کر کے روحانیت کی طرف عود کر آئیں، یہ یقیناً اس خلفشار کے بعد ایک "جہانِ نو"، تعمیر ہوسکتا ہے، امن وسکون کا "جہانِ نو۔۔۔ یہ جہنم زار دنیا سکون و اطمینان کی جنت میں تبدیل ہوسکتی ہے۔۔۔

امید نہ چھوڑو۔ صبح سعادت قریب ہے۔ آؤ ہم اسے قریب تر لانے کے لئے اپنی جانوں اور جسموں کی آخری طاقت تک صرف کردیں۔ بڑھو! انسانو بڑھو! اور چشمۂ سعادت کی طرف بڑھے چلو! دیکھو قدرت نے ہمیں ہمارے درمیان ایک برگزیدہ ہستی کو "رحمۃ للعالمین" بنا کر بھیجا۔ اسکے فردوس گوش نغموں نے اب تک ہمیں سکون کا سرمایہ بہم پہنچایا۔ آؤ۔ آج پھر متحد ہو کر، متفق ہو کر، جان لڑا کر، اس "سرودِ رفتہ" کو واپس لانے کی کوشش میں زندگیاں قربان کردیں۔۔۔ اس راہِ عشق میں۔۔۔ عشقِ خداوندی کی راہ میں سر کٹانے میں کتنا مزا ہوگا۔۔۔ آؤ تن من دھن کی بازی لگا کر آؤ۔۔۔ اور دنیا کو، دُکھی دنیا کو، آگ بھری دنیا کو، جنگ میں گرفتار دنیا کو اخوت کے نغموں سے مسحور کر کے اطمینان اور راحت کا پیغام پُراسرار طریقہ سے سنادو۔ دنیا منتظر ہے، وہ خود اپنی غلط روش سے تنگ آچکی ہے۔ اسے راستہ کی تلاش ہے مگر کوئی راستہ دکھانے والا نہیں۔۔۔ اٹھو! مومنو! خدا کا پیغام اسکے بندوں کو سناؤ اور انھیں جادۂ مستقیم کی طرف بلاؤ۔ اسی میں ہماری تمھاری غرض سب کی فلاح ہے۔ یہی نسخۂ کیمیا ہے۔ یہ سرچ لائٹ ہے۔۔۔ قرآنِ کریم کی سرچ لائٹ۔۔۔ اسلام کی شمعِ ہدایت!!!

جنگ اسی سال ختم ہوگی!

ذیل میں ان افراد کی زندگیوں کے متعلق اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں جو آجکل جنگ کے لیڈر ہیں۔ ان اعداد و شمار سے یہ قرینہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس سال جنگ ختم ہو جائیگی۔ لڑائی ختم ہو یا نہ ہو۔ یہ اعداد و شمار دلچسپ اور حیرت انگیز ضرور ہیں۔۔ ایک انگریزی معاصر سے یہ اعداد و شمار نقل کئے گئے ہیں:۔

نام:	چرچل	سٹالن	روزویلٹ	موسولینی	ہٹلر	مکاڈو (شاہ جاپان)
سن ولادت	۱۸۷۴ء	۱۸۷۹ء	۱۸۸۲ء	۱۸۷۳ء	۱۸۸۹ء	۱۹۰۱ء
کب برسرِ اقتدار ہوئے	۱۹۴۰ء	۱۹۲۴ء	۱۹۳۳ء	۱۹۲۲ء	۱۹۳۳ء	۱۹۲۶ء
کب سے برسرِ اقتدار ہیں	۲	۱۸	۹	۲۰	۹	۱۶
عمر	۶۹	۶۳	۶۰	۶۹	۵۳	۴۱
میزان	۳۸۸۴	۳۸۸۴	۳۸۸۴	۳۸۸۴	۳۸۸۴	۳۸۸۴

ان میں سے ہر عدد ۳۸۸۴ کو ۲ (اتحادی۔ محوری) پر تقسیم کرو تو ہر ایک کا حاصل (خارج قسمت) ۱۹۴۲ آتا ہے۔ لہٰذا جنگ ۱۹۴۲ء میں ختم ہوسکتی ہے

(بحوالہ "احسان")

محمد جان
ریلوے سب سٹور کیپر (ریٹائرڈ)
مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء

مسلمہ کی اشاعت بڑھا کر عورت ذات کی خدمت کیجئے

کیا آپ نے کبھی سوچا ؟

محترمہ جمیلہ صوفی بنت خان بہادر آغا محمد علی صوفی۔ جالندھر

موسم گرما کی چلچلاتی دھوپ میں اور جھلس دینے والی گرمی میں جبکہ آپ اپنے سردخانوں میں خس کی ٹٹیاں لگائے نرم بستروں پر استراحت کیا کرتے ہیں۔ برفاب اور ٹھنڈے شربت سے اپنے قلب کو سکون دیتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی ان لوگوں کی نسبت سوچا جو تپتی دوپہر میں جلا دینے والی لُو کے جھونکوں میں، پسینہ میں شرابور، محنت مزدوری میں مصروف ہوتے ہیں، ہل چلاتے ہیں، سڑکوں پر کنکر کوٹتے ہیں، اسباب اٹھاتے ہیں اور ان کی نازک اندام عورتیں اس سخت دوپہر میں ان کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ اور اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے ٹوکری اُٹھا کر سر پر رکھتی ہیں اور سڑکوں پر کنکر کوٹتی ہیں۔ اور ان کے بچے گرم زمین میں اِدھر اُدھر بھلکے پھرتے ہیں۔ اور سخت سردی میں انکے تن پر صرف ایک کرتے کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور ان بچوں کا نگہبان خدا ہوتا ہے۔ کڑکڑاتے جاڑے میں جبکہ امیر لوگ گرم بستروں میں آرام و راحت میں پڑے ہوتے ہیں۔ تو یہ بیچارے مزدوری پیشہ لوگ برہنہ تن، زمین پر ہی ایک بوسیدہ چادر لے کر پڑے رہتے ہیں اور اسی سے شب بسر کر لیتے ہیں۔

جب آپ کے سامنے میزوں پر انواع و اقسام کے کھانے چنے جاتے ہیں، تو کیا آپ نے کبھی سوچا کہ آپ کے بعض مفلس بھائی ایسے بھی ہیں جن کو ایک وقت کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا اور کئی کئی فاقے گزرتے ہیں۔ اور روزی کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور ہم کو اس روزی رساں کا ہر حال میں شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

میں نے اکثر امیر لوگوں کو بہت ناز کرتے دیکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم موٹر کے بغیر سفر نہیں کر سکتے۔ میز کے بغیر کھانا حلق سے نہیں اترتا۔ کوچ کے بغیر بینچ پر اور فرش پر بیٹھا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ وہ سخت ہوتا ہے۔ بعض خواتین کو بھی ایسی ڈینگیں مارنا بہت آتی ہیں۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں ایسے مظاہرے کا خبط زیادہ ہے۔

میں ماہ اپریل میں لاہور تھی۔ ایک روز بھابی حجاب امتیاز علی صاحبہ نے مجھے چائے پر مدعو کیا ہوا تھا۔ ان کے ہاں ایک اور خاتون بھی آئی ہوئی تھیں۔ دورانِ گفتگو میں پٹرول ختم ہونے اور موٹروں کے بند ہونے کا تذکرہ بھی شروع ہو گیا۔ خیر ہم سب نے کہا کہ پٹرول نہ ہونے سے واقعی بہت تکلیف ہے۔ کاریں پڑی پڑی زنگ آلود ہو جائینگی۔ لیکن مجھے ان محترم خاتون کے یہ فرمانے سے سخت حیرت ہوئی کہ پہلے دن جس روز میں تانگے پر بیٹھی ہوں تو میرے سب نوکر ہنس رہے تھے کہ آج بیگم صاحبہ تانگہ میں عجیب معلوم ہوتی ہیں۔ اور مجھے شرم آ رہی تھی۔ کیونکہ میں ہمیشہ کار ہی میں سفر کرتی رہی ہوں۔

بھلا یہ تو بتائیے کہ جن نوکروں کے یہ بات کہنے سے شرم آرہی تھی کیا وہ انسان نہیں تھے۔ شاید دنیا میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں جس نے زندگی میں اگر زیادہ نہیں تو کم از کم دو تین مرتبہ تانگے کا سفر نہ کیا ہو۔ گورنر سے لیکر وزرا تک نے بھی تانگے اور ٹم ٹم کا سفر کیا ہوگا۔ یہ دعویٰ کرنا کہ میں کبھی تانگہ پر بیٹھی ہی نہیں کتنی ناقابلِ قبول بڑائی کا اظہار ہے۔

اور پھر تانگہ پر بیٹھنے سے شرم کس بات کی؟ تمام صاحبِ استطاعت لوگوں کے پاس موٹریں تھیں۔ یہ کوئی انوکھی بات تو نہیں۔ لیکن اب جنگ کی حالت اور گورنمنٹ کی مصلحت سے پٹرول کا راشن بند ہوگیا۔ امیری اور غریبی کا فرق مٹ گیا اب سب ہی لوگ تانگہ میں بیٹھتے ہیں۔

ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں۔ جو سخت گرمی اور دھوپ میں صدہا میلوں کا سفر طے کرتے ہیں۔ ان کی زندگیاں اور جسم بھی آخر ہمارے جیسے ہی ہیں۔ صرف فرق یہی ہے کہ آپ صاحبِ استطاعت اور وہ غریب ہیں۔

انسان کو اپنی استطاعت پر اسقدر نازاں نہ ہونا چاہئے کہ دنیا اُسے تھوک دے۔ اور نہ اپنی غریبی پر اس قدر کمتری کا احساس ہونا چاہئے کہ لوگ نفرت کرنے لگیں۔

امیری غریبی قدرت کے کھیل ہیں۔ دولت چلتی پھرتی چھایا ہے۔ اگر آج ایک کے پاس ہے تو کل دوسرے کے پاس ہوگی انسان پر کبھی ایک سے دن نہیں رہتے۔ کبھی سُکھ اور کبھی دُکھ کبھی اور کبھی رنج ؎

عیش دنیا پر نہ بھولو دل کو غم کھانا بھی ہے
گل کو گلشن میں جو کھلنا ہے تو مرجھانا بھی ہے

زمانے کے انقلاب انسانی زندگی کے لیل و نہار ہی بدل ڈالتے ہیں۔ اگرچہ انسان اپنی محنت سے اوجِ امارت پر پہنچتا ہے۔ لیکن خداوند عز و جل کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا ؎

وہ شاہوں سے گدا کر دے گدا سے بادشاہ کر دے

اگر خدا نے کسی کو دولت سے سرفراز فرمایا ہے تو وہ اس قادرِ مطلق کے سامنے شکریہ سے سرِ تسلیم خم کر دے۔ کوئی عجب نہیں کہ اس کی بیجا نخوت سے قدرت کے قہر کا ہاتھ حرکت میں آجائے۔ اسلئے اس عطیۂ قدرت سے آپ بیکسوں۔ یتیموں اور ناداروں کی مدد کیجئے۔ نیکی۔ خوش خلقی۔ ہمدردی۔ خلوص اور انکساری کو اپنا شعار بنائیے۔ یہ نہیں کہ غرور اور ظاہرداری سے دوسروں پر بیجا رعب ڈالئے۔ ہمارے پیغمبر رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم غربا کی بے حد مدد کیا کرتے تھے۔ انھوں نے بیحد سختیاں برداشت کیں۔ کافروں نے طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ لیکن انھوں نے سب کچھ خندہ روئی سے برداشت کیا۔ اور نبوت کے اعلیٰ اور عظیم الشان رتبے پر پہنچے۔ رسول کریمؐ کی بیٹیاں سب کام خود کیا کرتی تھیں۔ اور کئی میلوں کی مسافت پیدل طے کیا کرتی تھیں۔ جن کاموں کو موجودہ دور کی خواتین معیوب سمجھتی ہیں۔ قرآن مجید کو کھول کر ذرا غور سے مطالعہ کیجئے۔ اس محبوبِ برحق نے خود سختیاں برداشت کر کے امت کے لئے سہولتیں اور راحتیں بہم پہنچائیں۔ لیکن احسان فراموش امت اپنے سب سے بڑے محسن کے صحیح طور طریقوں سے بے راہ ہوگئی

اگر آپ صاحبِ استطاعت ہیں تو بیشمار اسلامی درسگاہیں اور یتیم خانے آپ کی مدد کے محتاج ہیں۔ اپنا ایک وقت کا آرام ان کے لئے قربان کر دیجئے۔ آپ کے عزیزوں میں سے کوئی غریب

ہے تو پہلے اسکی مدد کیجئے کیونکہ خدا نے آپکی دولت میں سے ان کے لئے حقوق رکھے ہیں۔

اگر آپ نے یہ دولت کسی بیوہ اور یتیموں کے حق وراثت سے ناجائز حاصل کی ہے؟ تو بہتر ہے آپ اسے واپس کردیں کیونکہ ممکن ہے قدرت کے قہر کا زبردست ہاتھ آپ کو بھی کبھی ویسے ہی تباہ و برباد کردے۔ آپ کی خود پیدا کردہ دولت ہی آپ سے وفا کریگی۔ کسی کی دولت سے آپ کبھی فیضیاب نہ ہو سکیں گے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں قرآن اور نماز پڑھنے کے باوجود دوسروں کی جائدادوں پر شیر ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور ناجائز مال کھا رہے ہیں۔ ایسا مال لحم خنزیر کے مساوی ہے جو دھوکہ سے لیا جائے۔ جس کے حقدار روتے پھریں اور دوسرے عیش کریں۔ ایسے لوگوں کی عشرتیں قلیل عرصے تک ہی رہتی ہیں۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اہل اسلام کہلانے کے باوجود سود خوری اور رشوت ستانی جیسی لعنت میں پڑے ہوئے ہیں اور دولتمند کہلاتے ہیں۔ ایسی عشرتیں دیرپا نہیں رہتیں۔ بعد میں انکی حالت کتے سے بھی بدتر ہوتی ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا؟ کہ جنگ کے بھیانک بادل دنیا پر کیوں چھا چکے ہیں۔ اسلئے کہ انسانوں میں وہ خلوص و محبت نہیں رہا۔ جو اہل اسلام میں اور دیگر قوموں میں ہوا کرتا تھا۔ اب تو رشتہ داروں میں کشیدگیاں اور غیروں میں ناچاقیاں ہیں۔ عزیزوں کے خون سفید ہو چکے ہیں۔ اور ہر طرف ایسی باتوں کا رونا ہے۔

دنیا میں حد سے زیادہ سیاہ کاریاں پھیل چکی ہیں۔ کہیں رشوت خوری کا بازار گرم ہے تو کہیں سود طلبی کا جھگڑا ہے دنیا ایک معمہ بن چکی ہے۔ دھوکہ۔ فریب۔ بددیانتی کا دور دورہ نفسا نفسی کی پکار ہے۔ کسی کی مصیبت پر ہمدردی کی بجائے اس کا مضحکہ زیادہ اڑایا جاتا ہے۔ اسی لئے قدرت نے بھی قہر کا دست دراز کر دیا ہے۔ تاکہ دنیا اب بھی اس کے خوف سے عبرت حاصل کرے۔ خداوند تعالےٰ نے کلام پاک میں جو اخوت کا سبق دیا تھا۔ اس کو اہل اسلام بھلا چکے ہیں۔ جب دنیا کسی بات کو جان بوجھکر حد سے زیادہ تجاوز کر جائے۔ تو پھر قدرت کو بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ دنیا کو سزا دے۔ تاکہ تباہی و بربادی سے انسانوں کو عبرت اور نصیحت حاصل ہو اور تاکہ وہ خدا کی شان اور عظمت کو سمجھ سکیں۔

فرانس کے عہدِ بادشاہی کے آدابِ سفارت!

(محترمہ زیب عثمانیہ لودیانوی)

فرانس میں جب شاہی قائم تھی تو سفیروں سے ملاقات کا طریقہ یہ تھا کہ پیرس میں چند روز قیام کرنے کے بعد آمدہ سفیر وزیر تشریفات سے ملاقات کرتا تھا۔ اس ملاقات میں وزیر اسے بتاتا تھا کہ بادشاہ کس روز سفیر سے ملاقات کریگا۔ ملاقات سے تین دن پیشتر شاندار شاہی گاڑیاں سفیر کی قیام گاہ پر پہنچتی تھیں، اور اسے مع اسکے مصاحبوں کے، سفیروں کی مہمانی کے خاص محل میں لے جاتی تھیں۔ یہاں وہ بادشاہ کا مہمان ہوتا تھا اور اسکی تواضع میں غیر معمولی فیاضی سے کام لیا جاتا۔ اور سفیر کے خوش کرنے کی پوری کوشش کی جاتی تھی۔ سفیر جتنے زیادہ دور اور اجنبی ملک کا ہوتا، اتنی ہی زیادہ اسکی خاطر مدارات کی جاتی۔ مورخین کا بیان ہے کہ ترکی سفیر کے صرف کھانے پر شاہ فرانس روزانہ ۵۰۰ اشرفی خرچ کرتا تھا۔ سنہ ۱۶۹۹ء میں جب سلطنت مراکش کا سفیر آیا تو برلیسٹ کے قیام کے دوران میں ۹۰۰۰ پونڈ، اور پیرس کے قیام میں ۳۱۷۰۰ پونڈ صرف کئے گئے! شہر برلیسٹ سے پایہ تخت پیرس تک سفر میں ۲۸۰۰ پونڈ صرف ہوئے یعنی کل ۴۴۵۰۰ پونڈ خرچ کئے گئے۔

اس زمانے میں دستور تھا کہ سفیر کے دسترخوان کے تماشے کے لئے پیرس کے عمائدین بلائے جاتے تھے۔ ان کی موجودگی میں سفیر کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔

بادشاہ سے ملاقات کے دن سفیر ایک دوسرے محل میں منتقل کیا جاتا۔ یہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد شاہی سواریاں اسے لینے آتیں، اور اس کا جلوس دیکھنے کے لئے پیرس کی سڑکوں پر تماشائیوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ ورسلز کے شاہی محل تک پہنچنے میں کامل تین گھنٹے لگتے تھے۔ محل کے پھاٹک اور بیرونی میدان میں صف بستہ فوجیں ایستادہ ہوتی تھیں۔ ان سے گذر کر سفیر سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا محل کے بالائی حصے پر پہنچتا اور اس ایوان میں داخل ہوتا تھا، جس میں بادشاہ ولی عہد اور ارکان سلطنت بڑے جاہ جلال سے بیٹھے ہوتے تھے۔ شاہی استقبال کے بعد سفیر اپنی تحریر اسناد سناتا اسکے بعد اپنے کاغذات پیش کرتا، پھر بادشاہ کے حضور اپنے ساتھیوں اور مصاحبوں کو ایک ایک کرکے متعارف کراتا تھا۔ استقبال کا یہ جلسہ بہت دیر تک رہتا تھا۔ پھر سب کے سب کھانے کے کمرے میں جاتے تھے اور دعوت شروع ہو جاتی تھی!

بعض سفیر اسقدر بھڑکیلی اور بھاری وردیاں پہنے ہوتے تھے کہ ان کے بوجھ سے کھانا نہیں کھا سکتے تھے اور مجبور ہوتے تھے کہ دسترخوان پر بیٹھنے سے پہلے دوسرے کمرے میں جا کر اپنا لباس بدل آئیں۔ دعوت کے بعد سفیر پھر اپنی سرکاری وردی پہن لیتا اور ولی عہد اور وزراء وغیرہ سے ملاقاتیں کرتا تھا۔ یہ ملاقاتیں بھی اتنی طویل ہوتی تھیں کہ سفیر تھک جاتا تھا، اور کھانے کے کمرے میں دوبارہ

جا کر کچھ کھا پی آتا تھا۔

لیکن اب یہ طریقے موقوف ہوگئے ہیں۔ آجکل یورپ میں یہ دستور ہے کہ نئے سفیر کے پہنچنے کے بعد دو بجے حاجب سفارتخانے کو جاتا ہے۔ سفیر اور اس کا عملہ سرکاری وردیاں پہنے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ چند منٹ بعد سرکاری گاڑیاں دربار کی گاڑی پہنچ جاتا ہے اور سفیر مع اپنے عملے کے صدر جمہوریت یا بادشاہ کی ملاقات کے لئے محل کو روانہ ہو جاتا ہے۔ سفیر کے پہنچنے پر جنگی موسیقی کے ذریعے اسے سلامی دی جاتی ہے جس ملک کا سفیر ہوتا ہے۔ پہلے اس ملک کا قومی ترانہ گایا جاتا ہے۔ پھر اپنا قومی گیت بجایا جاتا ہے۔ اس کے بعد سفیر اور اسکے ساتھی گاڑیوں پر سے اترتے ہیں۔ نچلی سیڑھی پر دو اہم فوجی افسران کا استقبال کرتے اور کمرۂ ملاقات میں لے جاتے ہیں۔

استقبال کے کمرے میں ایک طرف صدر جمہور یا بادشاہ اور ارکان حکومت ہوتے ہیں۔ دوسری طرف سفیر اور اسکے ساتھی۔ دونوں کے درمیان حاجب اور مترجم کھڑے ہو جاتے ہیں حاجب سفیر کا نام اور لقب بیان کر کے صدر جمہور سے اسکا تعارف کراتا ہے۔ پھر سفیر اپنے کاغذات پیش کرتا اور لکھی ہوئی تقریر پڑھکر سنا دیتا ہے۔ صدر جمہور جوابی تقریر کرتا ہے۔ اگر سفارت کا مقصد عمومی ہے تو فوراً جواب تیار کرا دیا جاتا ہے۔ اگر اہم ہے تو صدر بھر بعد از مشورت ارکان سلطنت جواب تیار کرتا ہے۔ اس اثنا میں سفیر حکومت کا مہمان رہتا ہے۔

(ماخوذ)

نیشنل وار فرنٹ اور مہاتما گاندھی کی نئی تحریک

خان سعید الدین خان بی۔اے آنرز وکیل سیکرٹری ڈسٹرکٹ نیشنل وار فرنٹ جالندھر

نیشنل وار فرنٹ کیا ہے؟ ایک قومی تحریک ہے۔ ہر شخص بلا تمیز مذہب و ملت اس میں شریک ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کی کسی جماعت یا تحریک سے اس کی مخالفت نہیں۔ بلکہ اس کی خواہش ہے کہ وہ ہر ایک جماعت سے تعاون کر کے اپنے نیک مقصد میں کامیاب ہو۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ نیشنل وار فرنٹ اس جنگ میں متحدہ اقوام کے ساتھ ہے۔ کیونکہ قیام امن اور استحکام آزادی اتحادی اقوام کی فتح پر منحصر ہے۔ جو محوری اقوام کی بربریت کے خلاف انصاف تہذیب اور تمدن کی حفاظت کیلئے تیغ آزما ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کا راز بھی اتحادی اقوام کی فتح میں مضمر ہے۔ ہندوستان کا کوئی محب وطن خواہ وہ کسی جماعت سے ہی تعلق رکھتا ہو، کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ جاپان یا جرمن کا تسلط ہندوستان پر ہو جائے۔ نیشنل وار فرنٹ کا قیام بھی اسی لئے عمل میں آیا ہے کہ ہندوستان کو دشمن کے پنجہ سے بچانے کیلئے ہر ممکن تدابیر سوچیں اور ان کو عملی جامہ پہنائیں۔ اگر کوئی جماعت یا تحریک ایسا قدم اٹھائے جس سے ہمارا پیارا وطن اور اس کی آزادی خطرے میں پڑ جائے تو نیشنل وار فرنٹ اس کی پورے زور سے مخالفت کرے گی، خواہ

وہ جماعت یا تحریک کتنی ہی طاقتور ہو۔ نیشنل وار فرنٹ اس بات سے پریشان نہیں ہوگی کہ عوام کا کوئی طبقہ اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جائے گا۔ حب وطن دنیا میں ایک عظیم الشان جذبہ رکھتی ہے۔ اس لئے ہم ہر اس شخص کی مخالفت کرینگے جس کی تجویز سے ہمارے وطن کی آزادی معرض خطر میں پڑ جائے۔ خواہ اس شخص نے وطن کی اور خدمات بھی سرانجام دی ہوں۔

مہاتما گاندھی ایک قابل تعظیم شخصیت رکھتے ہیں۔ ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ ہندوستان کو جو کچھ ملا ہے۔ اس میں مہاتما کی کوششوں کا بہت اہم حصہ ہے اب ان کی موجودہ پالیسی (انگریز ہندوستان سے نکل جائیں) پر تنقید کرنا ایک ناخوشگوار فرض ہے جسے وطن کے مفاد کے پیش نظر ادا کرنا ہوگا۔ مہاتما جی کا یہ طرز عمل ملک کے بہترین مفاد کے صریحاً منافی ہے۔ اسلئے نیشنل وار فرنٹ کا فرض ہے کہ اس طرز عمل کی ہر طرح سے مخالفت کرے۔

مہاتما گاندھی کی موجودہ سکیم کا مقصد یہ ہے کہ انگریز یہاں سے باقاعدگی سے چلے جائیں۔ اسکے بعد ہندوستانیوں کو ملک میں طاقت حاصل ہو جائیگی اور انگریزوں کو ہندوستان کی دوستی سے تقویت پہنچیگی۔ جہاں تک فرقہ وارانہ اتحاد کا تعلق ہے۔ تیسری پارٹی کے چلے جانے کے بعد یہ اس طرح پیدا ہو جائے گا جیسے رات کے بعد دن۔ اتحاد آزادی سے پہلے نہیں بلکہ اسکے بعد ہوگا۔

کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ریزولیوشن کے مطابق اگر انگریزوں نے ہندوستان کو خالی نہ کیا تو اس صورت میں کانگرس سول نافرمانی شروع کر دے گی۔

کانگرس ریزولیوشن کے اس حصہ پر ہر شخص متفق ہے جس میں ہندوستان کی آزادی کا پرزور مطالبہ کیا گیا ہے۔

ہندوستان کی آزادی حکومت برطانیہ نے تسلیم کر لی ہے اب حصول آزادی میں رکاوٹ یہی ہے کہ فرقہ وارانہ اتحاد ابھی تک نہیں ہوا اور ہندوستان کی آزادی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

کانگرس ریزولیوشن میں ہندوستان کی آزادی کا ذکر صرف عوام کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔ اس ریزولیوشن کے اس حصہ سے کسی کو بحث نہیں۔

مہاتما جی نے بچشم اشکبار اتحادی اقوام کو اپنی غیر مشروط اور کلی امداد کا وعدہ فرمایا تھا۔ تین سال کے عرصہ میں گاندھی جی نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا تھا جس سے ملک کی آزادی خطرہ میں پڑتی ہو۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ جب دشمن ہندوستان کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے تو انہوں نے اس خاص مرحلہ پر اس وقت خوفناک تحریک کو شروع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ حالانکہ مہاتما گاندھی خود تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزوں کے ہندوستان سے کوچ کر جانے کے بعد بدامنی، خونریزی اور طوائف الملوکی کا دور ہوگا۔

ان حالات میں جاپان جو کہ پہلے ہی سے ہندوستان کی طرف للچائی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ کس طرح حملہ کرنے سے باز رہے گا۔ اور انگریزوں کے نکل جانے پر کونسی طاقت جاپانیوں کا مقابلہ کر سکے گی۔ کوئی صحیح الدماغ شخص یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کا وہی حال ہو جو ملایا اور برما کا ہوا۔ ہمارے مختلف مذاہب ہمارا تمدن۔ ہماری بود و باش سب جاپانیوں کے رحم و کرم پر ہونگے۔

ذرا سوچئے آپ نے "مسلمہ" کی اشاعت میں کتنا ہاتھ بٹایا ہے؟ "مینیجر"

اللہ کو قرض حسنہ

عطیات ماہ جون سنہ ۱۹۴۲ء

محترمہ مسز محمد عباس صاحبہ دہلی ۱/-/-

محترمہ مسز محمد ممتاز صاحبہ دہلی ۱/-/-

جناب میاں عبدالعزیز صاحب ۵/-/-

محترمہ سعیدہ حسن صاحبہ معرفت میاں محمود الحسن صاحب بی۔ اے
مقام محمود کرناں (بخوشی شادی خانہ آبادی برادر خود) ۱۵/-/-

جناب حافظ فضل محمد صاحب میرٹھ (برائے پارچات وکتب یتیم طالبات) ۳۰/-/-

" حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر -/۲/-

" بابو عبدالرحمٰن صاحب گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر شہر -/۲/-

" مولوی عظامی " " " " " -/۲/-

" خان امیر الدین احمد خان صاحب ایڈوکیٹ جالندھر شہر (قیمت کتب) ۱/۲/۶

" محمد صادق صاحب۔ پونہ نمبر ۵ ۲/۸/-

محترمہ والدہ فرخندہ ممتاز صاحبہ مظفر گڑھ (بغرض ایصال
ثواب بروح فرخندہ ممتاز مرحومہ) ۲/-/-

محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ (مولوی) بنت حکیم مولوی فضل محمد صاحب جالندھر شہر ۲/-/-

محترمہ شکیلہ خانم صاحبہ متعلمہ درجہ چہارم ۵/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر روشن الدین صاحب لاہور ۱۵/-/-

جناب سید محمد رفیق صاحب جالندھر شہر -/۲/-

محترمہ کلثوم خانم صاحبہ طالبہ درجہ ششم (بتقریب صدارت جلسہ طالبات) ۵/-/-

محترمات طالبات درجہ ششم (بتقریب " ") ۲/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ بی۔ اے مرزا صاحب انجنیر معدنیات مسکی
(چھوٹے بھائی کے ایس ڈی۔ او ہونے کی خوشی میں) ۲/-/-

" بیگم صاحبہ کیپٹن ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب بستی دانشمنداں ۱/-/-

معرفت مولوی علم الدین صاحب سفیر انجمن

جناب چوہدری غلام احمد خان صاحب تھانیدار۔ میرواہ ۲/-/-

" محمد شریف صاحب دیہہ ۱۵۰ -/۸/-

" محمد دین، دین محمد، گل محمد صاحبان۔ موضع ناک ۱/-/-

" حاجی فتح محمد صاحب نمبردار دیہہ ۱۵۴ ۱/-/-

" بابو عبدالعزیز خان صاحب دولت مائنر ۵/-/-

" سید قادر بخش شاہ صاحب گوٹھ قطب شاہ ۱/-/-

" " حاجی شاہ " " ۱/-/-

" حاجی محمد عبداللہ صاحب قریشی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ۱/-/-

" چوہدری محمد ابراہیم " " " " ۲/-/-

" " غلام محمد خاں صاحب منیجر " " ۴۰/-/-

" بابو اللہ دتا صاحب " " ۱/-/-

" بابو علی بخش " " " ۱/-/-

" بابو نعمت علی " " " ۱/-/-

" چوہدری غلام نبی صاحب ڈپٹی منیجر " " ۴/-/-

" " محمد ابراہیم " اسسٹنٹ منیجر " " ۲/-/-

" سید احمد صاحب (برائے پارچات یتیم طالبات) ۱۱/-/-

" ماسٹر فضل محمد صاحب معرفت ڈاکٹر محمد جمیل صاحب میروالی ۷/-/-

" مستری نور الدین صاحب انجن شیڈ جالندھر شہر -/۲/-

" " عبدالرحیم " " " -/۲/-

" چوہدری فیض محمد صاحب کتب فروش جالندھر شہر -/۲/-

محترمہ بیگم صاحبہ کیپٹن ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب بستی دانشمنداں ۵/-/-

" جمیلہ مرحومہ سابق معلمہ مدرسۃ البنات (قیمت انگوٹھی طلائی
بتقریب جلسہ سالانہ گذشتہ) ۵/-/-

" عائشہ شمیم متعلمہ مدرسۃ البنات بتقریب صدارت جلسہ طالبات پانزدہ روزہ ۱/-/-

محترمہ رفعت رانا درجہ اعلیٰ مدرسۃ البنات شہر جالندھر موعودہ جلسہ سالانہ	۲/۰/۰
محترمہ قمر جہاں درجہ سوم	۱/۰/۰
محترمہ مشفیق درجہ چہارم	۱/۰/۰
محترمہ سعیدۃ النساء درجہ سوم "	۱/۰/۰
محترمہ وحیدۃ النساء درجہ سوم " " "	۱/۰/۰
محترمہ ادیبہ خانم درجہ چہارم " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ زبیدہ رانا درجہ سوم " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ پروین حیات درجہ سوم " " " " "	۴/۰/۰
محترمہ نسیمہ خاتون درجہ سوم " " " " "	۲/۰/۰
محترمہ اختر خاتون درجہ ادنیٰ " " " " "	۲/۰/۰
محترمہ مسرت بشیر درجہ دوم " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ افضل بیگم درجہ سوم " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ رضیہ درجہ چہارم " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ فرخندہ اختر درجہ ادنیٰ " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ خورشید نعمت خاں درجہ سوم " " " " "	۰/۸/۰
محترمہ فرحت خاتون درجہ دوم " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ رضیہ علی بہادر درجہ اعلیٰ " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ نذیر النساء درجہ چہارم " " " " "	۰/۸/۰
محترمہ عائشہ بی بی درجہ دوم " " " " "	۰/۸/۰
محترمہ ثریا محمد عثمان درجہ ادنیٰ " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ نذیر علی محمد درجہ دوم " " " " "	۰/۸/۰
محترمہ شمیم علی محمد درجہ دوم " " " " "	۰/۸/۰
محترمہ سکینہ محبوب علی درجہ دوم " " " " "	۰/۸/۰
محترمہ صدیقہ محبوب علی درجہ اعلیٰ " " " " "	۰/۸/۰
محترمہ درشہوار درجہ اعلیٰ " " " "	۰/۸/۰

محترمہ ثریا محمد شفیع درجہ اعلیٰ مدرسۃ البنات شہر جالندھر موعودہ جلسہ سالانہ	۰/۸/۰
محترمہ حامدہ درجہ اعلیٰ " " " " " "	۱/۰/۰
محترمہ شفقت درجہ دوم " " " " " "	۰/۸/۰
جناب عبدالرحمٰن صاحب بی اے لاہور (برائے امداد نادار طالبات)	۵/۰/۰

میزان ۲۱۹/۲/۶

وظائف فنڈ ماہ جون سنہ ۱۹۴۲ء

محترمہ محمودہ خانم صاحبہ بیگم خان محمد عالم خاں صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس دورالا بھوپال (وظیفہ دو ماہ)	۱۰/۰/۰
منجانب انجمن مسلمانان پنجاب جسٹرڈ کراچی بتوسط سیکرٹری صاحب (وظیفہ طالبات ماہ اپریل مئی جون سنہ ۱۹۴۲ء)	۱۸/۰/۰
جناب محترمہ و مکرمہ نفیس وطن صاحبہ بیگم عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر علی گڑھ (بابت ماہ مئی سنہ ۴۲ء)	۲۰/۰/۰
جناب غلام حیدر خاں صاحب محکمہ گڈس کلرک برائے امداد نادار طالبات دو روپیہ ماہوار	۱۰/۰/۰
جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی علیگڑھ (محمودہ سکالرشپ بابت فصل ربیع)	۶۰/۰/۰

میزان ۱۰۸/۰/۰

بمد زکوٰۃ و صدقات ماہ جون سنہ ۴۲ء

جناب چوہدری فتح الدین صاحب دیہہ ۱۵ بتوسط مولوی علم الدین صاحب سفیر	۵/۰/۰

عطیات ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۲ء

جناب عبدالوہاب صاحب	۱/۴/۰
جناب ماسٹر محمد عالم صاحب کوئٹہ دو فی چندہ امرتسر	۱/۰/۰
جناب حکیم محمد جالینوس صاحب جالندھر شہر	۰/۱/۰
محترمہ مسز ایس اے قاضی صاحبہ	۵/۰/۰

جناب امجد حسین صاحب بی۔ اے۔ بٹالہ ۲/-/-

" سید محمد رفیق شاہ صاحب جالندھر شہر -/۲/-

" مولوی عظامی صاحب " -/۲/-

محترمہ مس سعیدہ حسن صاحبہ کرنال (رفسٹ پریذیڈنٹ میڈیکل ...) ۵/-/-

" ممتاز بیگم صاحبہ بنت چوہدری خیر محمد خاں صاحب۔ اوکاڑہ ۱/-/-

" سردار بیگم صاحبہ۔ ڈرگ روڈ کراچی (برائے نادار طالبات) ۵/-/-

" محمد اکبر صاحب جالندھر شہر -/۵/-

" سید نور الدین صاحب پنشنر۔ شملہ ۱۵/۱۲/-

" سردار شاہ محمد خان صاحب نوحانی رئیس اعظم گنگورہ (ریاست ...) (رقمیت ... پاس کا ہے) ۱۲/-/-

" مرید علی خاں صاحب رئیس گنگورہ ۱/-/-

" قائم محمد " " " -/۹/-

" یکے از مسجد جامع لاہور -/۶/-

" محمد حسن صاحب کلرک نیروبی کے سی۔ (نوٹ: رقم ہذا مئی ۴۲ء میں ۴۷/۱۱/- وصول ہونے پر بمد عطیات جمع کی گئی تھی۔ لیکن بعد ازاں حسب ہدایت صاحب موصوف نصف روپیہ بمد زکوٰۃ جمع کیا گیا اور نصف روپیہ مہتمم صاحب خیر المدارس کو دیا گیا۔ جملہ رقم خرچ میں ڈالی گئی۔)

محترمہ آنسہ تاج محمد صاحبہ معرفت ڈاکٹر ایم۔ ایس اقبال صاحب۔ لاہور چھاؤنی ۳/۱۲/-

" فرخندہ جمال بنت جناب محمد ظفر صاحب وکیل متعلمہ درجہ دوم ۲/-/-

" بیگم صاحبہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری امرتسری ۲/-/-

" " کیپٹن ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب بستی دانشمنداں ۱/۸/-

جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ سرجن جنڈولہ ۲/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ جناب محمد اختر صاحب تحصیلدار سونی پت ۵/-/-

اندرون خانہ مستری غلام رسول صاحب لاہور (برائے یتیم طالبات) ۵/-/-

چوہدری علی بخش صاحب جالندھر شہر -/۱۱/-

" فیض محمد صاحب جلد ساز وکتب فروش " -/۲/-

جناب میاں فتح محمد صاحب اوورسیر مردان ۵۰/-/-

میزان ۱۸۵/-/-

بمد زکوٰۃ وصدقات ماہ جولائی ۱۹۴۲ء

جناب میاں غلام رسول صاحب اچھرہ لاہور بابت ماہ جولائی واگست ۴۲ء ۱/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ بابو کریم بخش صاحب اوورسیر کپورتھلہ ۱/-/-

جناب محمد حسن صاحب کلرک نیروبی ۲۳/۳/۶

محترمہ بیگم صاحبہ جناب عبدالرحمن خان صاحب رحمن منزل ناسک ۱/-/-

میزان ۲۵/۱۳/۶

وظائف فنڈ ماہ جولائی ۴۲ء

محترمہ مکرمہ معظمہ نفیس ولسن صاحبہ بیگم جناب صدر یار جنگ بہادر علیگڑھ بابت ماہ جون ۴۲ء ۲۰/-/-

محترمہ بیگم صاحبہ جناب خان محمد عالم خان صاحب سلامت پور بھوپال ۵/-/-

اللہ کی مدد کرنے والے

مندرجہ ذیل اللہ کے محبوب نے گزشتہ مہینہ میں "مسلمہ" کے خریدار مہیا فرماکر اللہ کی مدد کی اور اللہ کی مدد کے مستحق ہوئے:۔

جناب مولوی محمد الدین صاحب جالندھر شہر ۱

" محمد رفیع انور صاحب بی۔ اے دہلی ۱

" ملک غلام محمد صاحب جالندھری لاہور ۱

" میاں محمد عبدالحمید صاحب رئیس جالندھر شہر ۱

محترمہ حمیدہ صوفی صاحبہ جالندھری ۱

جناب ڈاکٹر محمد محسن علی صاحب عباسی سمرالہ ۱

بزم مسلمہ

مسلمہ اور مدرسہ کی طالبات بہنوں کی خدمت میں یہ خوش کن خبر پیش کیجاتی ہے کہ میری ماموں زاد بہن بلقیس جان بستی بابا خیل نے جو کہ ہمارے عزیز مدرسہ کی معلمہ بھی ہیں اس سال منشی فاضل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے یعنی ۴۴۵ نمبر لاکر پنجاب بھر میں لڑکیوں اور لڑکوں میں اول آئی ہیں! ادبیہ

پہلا موقعہ ہے۔ قبل ازیں نہ کبھی کسی نے اتنے نمبر حاصل کئے اور نہ کوئی لڑکی اس امتحان میں اول ہی آئی۔ خدا سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں ایسی ہی کامیابیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(راقمہ مسباح خانم متعلمہ درجہ مولوی مدرسۃ البنات جالندھر)

بقیہ صفحہ ۲ نتیجہ امتحان یونیورسٹی درجہ عاشرہ

(۱)	نزہت جہاں	۱۲۹/۲۰۰	اول
(۲)	سعیدہ فاضل	۱۲۰	دوئم
(۳)	بشیرہ بی بی	۱۰۱	سوئم
(۴)	امۃ الحفیظ	۹۴	
(۵)	فہمیدہ ملکہ	۹۴	
(۶)	عشرت	۸۹	
(۷)	حنیفہ	۶۶	

کشیدہ کاری





ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کے لئے اور اس کے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کے لئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے ۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اس کے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے ۔ ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے :-

سطر اول میں کلام الٰہی کی آیت ۔ دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے ۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے ۔ چوتھی سطر میں با محاورہ اُردو ترجمہ ہے ۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اس کی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی :

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا						
وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ[1]	اَلْ	مَلٰئِكَة[2]	اُسْجُدُوْا
اور	جب	ہم نے کہا	کو[2]		فرشتوں[1]	سجدہ کرو
اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا : سجدہ کرو						

فی الحال اس کے سات پارے (پہلے پانچ اور آخری دونوں) شائع ہو چکے ہیں ۔ آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے تا کہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپ کی خدمت میں بھیجے جائیں ۔

ہدیہ فی پارہ ۸ ر ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ۔ (چھٹا پارہ زیر طبع ہے) ۔

قابل مطالعہ کتابیں

الفباء عربی

وصلی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۲ر۔

الفباء اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے۔ مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کر کے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ قیمت ۲ر

لباب الاحیاء

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

مختصر الاحیاء (یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ - مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ) +

پیام اسلام:

قرآن پاک کو صحیح طور پر سمجھنے اور وحدت ملی کو قائم کرنے کیلئے عربی کا سکھنا لازم ہے۔

عربی کو جلد تر اور آسانی سے سیکھنے کیلئے رسالہ پیام اسلام جالندھر کا مطالعہ ضروری ہے۔

عربی زبان کے طلبۂ مدارس اور دوسرے اہل شوق کے لئے پیام اسلام بہترین معلم ہے۔

کیا صرف ۴ر (چار آنے) مہینہ سے ایسے فاضل استاد کا حاصل کرنا خوش نصیبی نہیں؟

تین روپے سالانہ چندہ پیشگی بھیجکر آج ہی پیام اسلام جاری کرا لیجئے۔

منیجر رسالہ پیام اسلام - جالندھر شہر

نقش وفا

نگاشتہ: حضرت نواب صدیار جنگ بہادر حسرتؔ

محترمہ معظمہ جناب نفیس دلہن صاحبہ دردانہ

"پاک جذبات نے دل و دماغ میں جو خیالات پیدا کئے اور جو (الحمد للہ) برسوں کے ساتھ میں زندگی کا دستور و آئین بنے، حوالہ قلم کئے جاتے ہیں بارہ برس کے طرزِ عمل کو طرفین نے لباسِ الفاظ میں اہل نظر کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان مضامین سے ایک گھر کی بھی راحت و آرام میں کچھ ترقی یا اصلاح ہو تو ہم سمجھینگے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی" حسرت و دردانہ

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مدیرہ : حمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱- "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے -

۲- رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۳۰ر تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے - اس کے بعد شکایت رفع نہ ہوسکے گی -

۳- چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ ر) ممالک غیر سے چار شلنگ - فی پرچہ ۲ ۰ر -

۴- منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھیئے گا -

۵- کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے -

۶- خط وکتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہوسکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا -

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱- یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے - اسلئے اسلامی تہذیب وشرافت کو مدنظر رکھا جائے -

۲- زبان صاف اور سلیس ہونی چاہیئے -

۳- روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں -

۴- مضمون مختصر ہو -

۵- مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجیئے گا -

۶- پورا پتہ لکھیئے گا، ورنہ مضمون درج نہ ہوسکے گا -

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱- کوئی اشتہار جو تہذیب وحیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا -

۲- کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے -

۳- اُجرت بہرحال پیشگی -

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد جان ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

نمبر ۳	ستمبر ۱۹۴۲ء - رمضان ۱۳۶۱ھ	جلد ۱۱

مدرسۃ البنات

مدرسۃ البنات جالندھر، جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے دو مہینوں کی گرمائی تعطلات کی وجہ سے بند ہے - خدا نے چاہا تو ۲۶ ستمبر کو کھلے گا -

بچیاں رمضان شریف کا ایک مبارک حصہ گھر پر گزاریں گی اور دوسرا حصہ اپنے مدرسے میں - ممکن ہے بعض والدین کو یہ خیال ہو کہ بچیاں عید کے بعد ہی بھیجی جائیں - لیکن جس صحیح محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر والدین نے اپنے ان جگر پاروں کو اپنی آنکھوں سے جدا کر کے مدرسۃ البنات بھیجا ہے - اسی کا تقاضا ہے کہ بچیوں کی پڑھائی کا ایک قیمتی دن بھی ضائع نہو - اسلئے توقع ہے کہ طالبات کو ۲۵ ستمبر تک پہنچا دیا جائے گا تاکہ ۲۶ کو ان کی پڑھائی جاری ہو جائے -

تبصرہ

معجزاتِ رسولؐ :

مصنفہ جناب فضل جالندھری۔ قیمت ڈھائی روپے۔ صفحات ۲۱۶۔ لکھائی نہایت خوشخط۔ چھپائی بہت اعلیٰ۔ کاغذ سفید اور مضبوط۔ ملنے کے پتے :- (۱) مکتبہ علمیہ۔ جالندھر شہر۔ (۲) چودھری ولی محمد۔ دفتر "معجزات رسول" محلہ پرانی کچہری۔ جالندھر شہر۔ (۳) محمد افضل جالندھری۔ "بزم مدینہ" محلہ گگے زئیاں۔ سردار منزل۔ سعدی پارک۔ مزنگ۔ لاہور۔

فضل صاحب کا نام و کلام متعدد مرتبہ "مسلمہ" کے صفحات پر آچکا ہے۔ اس سلسلے میں مسلمہ بہنیں "معجزاتِ رسولؐ" سے پہلے سے متعارف ہیں۔ فضل صاحب کی نظموں کا یہ سلسلہ اب کتابی صورت میں حسن اہتمام سے شائع ہوگیا ہے۔ ابتدا میں فضل صاحب کی طرف سے پیش لفظ ہے۔ اس کے بعد حضرت عبدالحق عباسی مدظلہ کا تعارف درج ہے۔ پھر ملک کے مشہور ادب پرور بزرگ شیخ عبدالقادر صاحب کی طرف سے دیباچہ ہے۔

شاعر نے معجزات رسول مستند کتابوں سے اخذ کرکے انھیں ستھری اور میٹھی زبان میں نظم کیا ہے۔ ایک چشمہ ہے جو بہتا چلا جا رہا ہے اور جب تک کتاب ختم نہیں ہو جاتی، ہاتھ سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ سب سے اول مناجات ہے۔ پھر "اعترافِ عجز" ہے۔ اس کے بعد "سلام" ہے اور نعت ہے۔ معجزات کو "شق القمر" سے شروع کیا ہے۔ خوارق عادت کی چند مشہور و مستند مثالوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق کے حیرت انگیز معجزات بھی ہیں۔ سب سے آخر میں حضور سرور کائنات کا سب سے بڑے معجزے کا مبارک ذکر ہے یعنی قرآن مجید کا۔ سب سے آخر میں مولانا عظامی کی طرف سے فارسی زبان میں قطعۂ تاریخ طباعت ہے۔ جناب فضل کا ذوقِ سخن تبصرہ سے بے نیاز ہو رہا ہے۔

جن لوگوں نے اس شیریں مقال شاعر کا کلام اسکی اپنی زبان سے انجمن مدرسۃ البنات کے سالانہ جلسوں اور دیگر تقریبات پر سنا ہے، وہ جانتے ہیں کہ خدا نے انھیں پاکیزہ لحن اور دلکش ترنم بھی بخشا ہے جو سونے پر سہاگے کا کام دیتا ہے۔ اسوقت کہ کاغذ بے حد گراں ہے کسی کتاب کا شائع ہونا ادارہ کی کرامت ہے۔ ڈھائی روپے میں ۲۱۶ صفحوں کا یہ دلربا مجموعۂ کلام سستا ہے۔

اعجازِ خُلق[1]

(از جناب فضل جالندھری)

جناب فضل جالندھری کا دلکش کلام "معجزاتِ رسولؐ" کی صورت میں شائع ہو گیا ہے۔ اس اشاعت میں اس پر مختصر سا تبصرہ بھی درج ہے۔ ہم اس مجموعہ کلام میں سے ایک معجزہ تبرکاً درج کرتے ہیں۔ (ادارہ)

شہنشاہ و فقیر و دستگیر و رہبر و مولا + محمدؐ حامد و محمود و احمد مرسلِ یکتا
نئے آئین کی جس نے زمانے میں بنا ڈالی + وہ محبوبِ خدا جو دونوں عالم کا بنا والی
سنانا ہے مجھے اک واقعہ اس مہرِ انور کا + ہوا اک رات مہماں ایک مشرک ذاتِ اطہر کا
تواضع کے لئے مہماں نواز و بندہ پرور نے + جو حاضر تھا وہ حاضر کر دیا محبوبِ داور نے
حبیبِ کبریا کی عام عادت تھی شرافت کی + مگر مہمان کے سینے میں پنہاں اک شرارت تھی
عداوت کے لئے کھانے کی صورت میں ستانا تھا + یہ ورنہ اس کا آنا محض حیلہ تھا بہانا تھا
نبیؐ کو تنگ کرنے کی غرض سے چل کے آیا تھا + جفا جو فتنہ گر ہمجولیوں سے مل کے آیا تھا
وہ منگواتے گئے کھانے پہ کھانا باصفا ہو کر + مگر کھاتا گیا، کھاتا گیا یہ بے حیا ہو کر
کسر کوئی نہ چھوڑی بدگماں نے کھانے پینے میں + گھٹا دم ناک میں لذت رہی باقی نہ جینے میں
بلائے درد کے پنجوں نے جان و جسم کو جھٹکا + لگا کمبخت کو اب دل ہی دل میں موت کا کھٹکا

---

[1] وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥ (ن والقلم) اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خُلق پر۔

ہوا سونا حرام اِس رات کا اُس کینہ پرور پر + سراسر بچھ گئے تھے جیسے کانٹے اُسکے بستر پر
تڑپتا، لوٹتا، سر پھوڑتا تھا درد کے مارے + کلیجہ پھٹ رہا تھا، چل رہے تھے قلب پر آرے
بڑی مشکل سے آخر مشکلیں آساں ہوئیں اُس کی + غلاظت ہی غلاظت ہر طرف ناپاک نے کر دی
بچانے کے لئے جاں بسترِ ناپاک سے اُٹھا + سحر ہوتے ہی فوراً ڈر کے مارے بھاگ کر نکلا
خیال آیا نہ شمشیرِ جفا کا بدحواسی میں + اُسے بھولا یہاں خود چل دیا جلدی ہی جلدی میں
بالآخر چلتے چلتے راہ میں اُس کا خیال آیا + خیال آتے ہی کافر کی طبیعت پر ملال آیا
یہ ظالم اس سے دم بھر کے لئے غافل نہ رہتا تھا + اُسی کے دم سے لاکھوں وار کرتا اور سہتا تھا
یہاں سے مطمئن ہو کر پئے شمشیر پھر لوٹا + بڑی تیزی سے دوڑا اور حُجرے کے قریں پہنچا
بچا کر آنکھ چاہا چوری چوری چپکے چپکے سے + اُٹھا کر تیغ عُجلت سے معًا باہر وہ آ نکلے
قدم رکھا جونہی آہستہ سے دہلیز کے اندر + تو دیکھا ایک عبرت خیز و حیرت آفریں منظر
شہِ ذی جاہ و عالی مرتبت فخرِ بنی آدم + مکرم، محترم، سردارِ عالم، کعبۂ اعظم
قدم کافر کے جس دم دیکھ کر اب ڈگمگاتے تھے + غلاظت فرش کی دھو دھو کے پانی سے بہاتے تھے
وہ توحید و رسالت کی نگاہیں پڑ گئیں آخر + یہ جن آنکھوں سے ڈرتا تھا وہ آنکھیں لڑ گئیں آخر

رسول اللہ نے اس کو کھڑا جو دم بخود پایا + تبسم کر کے یوں شیریں سخن نے اُس سے فرمایا
تعجب ہے یونہی تم چل دئے تھے بےخبر ہم سے + یہ لازم تھا کہ ہم کو چلنے سے پہلے پتہ دیتے
کوئی تکلیف تھی تو بے تکلف ہم سے کہنا تھا + تمہارے یوں بچھڑنے کا ہمیں افسوس رہنا تھا

نہ کی پرسش کوئی حرکاتِ بد کی اُس ستمگر سے + اُٹھا کر تیغ دے دی ہاتھ میں محبوبِ داور نے
ہوا مجبور خُلقِ سیدِ ابرار کے آگے + مؤدب ہو کے فوراً جھک گیا سرکار کے آگے
بُرے مصطفیٰ لات و ہبل سے آج توبہ کی + محمدؐ کی صداقت پر رسالت پر شہادت دی

جھکے مغرور لاکھوں سامنے خُلقِ محمدؐ کے
ہزاروں فضل سے خادم ہوئے فضلِ محمدؐ سے

ضرورت رشتہ

میرے ایک دوست بعمر ۴۰ سال پہلی بیوی سے اولاد نہ ہونیکے باعث دوسری شادی کرنے کے خواہشمند ہیں موصوف مبلغ تین صد روپیہ ماہوار تنخواہ پر گورنمنٹ کے ملازم ہیں لڑکی کا شریف النفس، قبول صورت، تندرست اور خط و کتابت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ کنواری ہو یا بیوہ لیکن عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔ قومیت کا کوئی سوال نہیں لیکن اہلسنت و الجماعت سے تعلق ہو۔

جالندھر، لدھیانہ، لاہور، امرتسر کے رہنے والوں کو ترجیح دی جائیگی ضروری امور بذریعہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر جو صیغہ راز میں رہینگے طے پا سکتے ہیں۔ چوہدری محمد افضل خان ٹی سی فٹسمین 134885 c/o انڈین ریلوے کنسٹرکشن کمپنی نمبر ۲۰ ایم۔ ای۔ ایف Air Base Post Depot Karachi

ضروری التماس

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونیکی علامت ہے۔ آیندہ رسالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے نے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع دیجائے۔ نیز خریداری نمبر کا حوالہ ضروری ہے۔

منیجر

رفیقۂ حیات کی ضرورت

مجھکو ایسی رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے جو بیوہ ہو اور اسکی عمر (۳۰) اور (۳۲) سال کے قریب ہو۔ خواندہ ہو۔ نماز و روزہ کی پوری طرح سے پابند ہو اور اپنی باقی ماندہ زندگی کے دن آرام سے گذارنے کی خواہشمند ہو۔ سادہ زندگی اس کا شعار ہو۔ حتیٰ کہ موجودہ فیشن کے خلاف ایک مبلغہ ہو میری ماہوار آمدنی بفضلِ خدا یکصد روپے سے اوپر ہے۔ تمام خط و کتابت پتہ ذیل پر ہونی چاہیئے:۔

عـ۱۵ معرفت نیرِ اسلام۔ وطن بلڈنگ۔ لاہور

بقیہ صفحہ ۲۲ بزم مسلمہ :-

استفسار: میری ایک عزیزہ جن کی عمر ۱۸ سال ہے آٹھ سال کی عمر میں کالی کھانسی میں مبتلا ہوئیں۔ کالی کھانسی کی وجہ سے حلق کے اندر کے غدود بڑھ گئے جو آج دس سال کے بعد بھی ویسے ہی بڑھے ہوئے ہیں۔ بہت علاج کرایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ غدودوں کا اپریشن ہو جائے گا حلق سے غدود کو بڑھے ہوئے نو سال ہو گئے۔ اسلئے اتنے سالوں سے بڑھے ہوئے غدودوں کا اپریشن کراتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ نہیں کوئی اور خرابی نہ پیدا ہو جائے۔ براہ کرم کوئی قابل طبیب یا کوئی مسلمہ بہن یا بھائی بذریعہ مسلمہ کوئی مؤثر علاج بتائیں۔ خواہ وہ انگریزی ہو یا یونانی جس سے بغیر اپریشن کے حلق کے غدود اچھے ہو جائیں۔ امید ہے کوئی بہن یا بھائی جلد توجہ فرما کر ممنون فرمائینگے۔

خریداری نمبر ۱۹۴۴

فلک دیتا ہے جن کو عیش ان کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

میں بصد حزن و ملال یہ مرقوم کرتی ہوں کہ میری عزیز بھابی جان بحکم خدائے ذوالجلال ٹائیفائڈ فیور کے عارضے میں مبتلا رہ کر اس دنیائے فانی سے عالم بقا کی جانب سدھار گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ افسوس ہے کہ مرحومہ کی شادی کو ابھی صرف ایک ماہ کا عرصہ ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور انکے لئے جنات نعیم آراستہ کرے آمین

اما و الذی ابکی و اضحک و الذی
امات و احیا و الذی امرہ الامر

کنیز فاطمہ زوجہ مولوی عامر

میں نہایت افسوس سے مطلع کرتی ہوں کہ میری پیاری بھابی عارفہ بانو جن کو ہم پانچ مہینے ہوئے بڑے چاؤ اور فخر سے بیاہ کر لائے تھے۔ میں روز بوز ٹائیفائڈ کے ہم سے جدا ہو گئیں دل کے ارمان دل ہی میں رہ گئے۔ آپ چل بسیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے ساس سسر کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ میری عزیز بہنو! خداوند کریم ایسا صدمہ کسی مسلمان بہن یا بھائی کو نہ پہنچائے۔ (ایک روپیہ کی رقم بھی محترمہ فہمیدہ صاحبہ نے ارسال فرمائی۔ ادارہ) -

فہمیدہ عزیز پشاور شہر

سوء اتفاق سے اس مہینے ہمیں جو غمی کی خبریں وصول ہوئی ہیں وہ ان "مسلمہ بہنوں" کی وفات کی خبریں ہیں جو عین نوجوانی کے عالم میں اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ان بیبیوں میں سے چار تو نئی بیاہتا تھیں۔ ایسی موتیں بہت دردناک اور غم افزا ہوتی ہیں۔ ہمیں ان "مسلمہ بہنوں" کی جواں مرگ کا بہت افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومات کو مغفرت کرے، اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے -

(ادارہ)

ضروری اطلاع

"مسلمہ" کے پرانے خریداری نمبر تمام تبدیل کر دئے گئے ہیں۔ خریدار حضرات نئے خریداری نمبر نوٹ فرمالیں۔ خط و کتابت میں ان نمبروں کا حوالہ ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

منیجر

روزہ کیوں فرض ہوا؟

(از قلم حضرت مولٰنا الحاج عبدالقیوم صاحب ندوی جمعیۃ تبلیغ الاسلام کراچی)

روزہ کے متعلق ہر سال بہت کچھ لکھا جاتا ہے۔ اور اب تک نہیں معلوم کتنا کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر ذیل کے مضمون کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں حضرت مولٰنا عبدالقیوم صاحب ندوی نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور امام غزالی [illegible] کے فلسفہ کی روشنی میں روزہ کی فرضیت کا فلسفہ پیش فرمایا ہے۔ جو یقیناً [illegible] قابل قدر ہے۔ اور [illegible] کے لئے اہم موضوع ہے [illegible] اس قسم کے مضامین کی ضرورت ہے کہ وہ تعلیمیافتہ حضرات کے سامنے عقل اور فلسفہ کی روشنی میں پیش کئے جائیں جن سے اسلامی احکام و فرائض کی حقیقت ذہن نشین ہو جائے اور اسکی وجہ بھی معلوم ہو سکے۔ ہمیں امید ہے کہ ذیل کا مضمون [illegible] توجہ سے پڑھا جائیگا۔ (ادارہ)

مبارک ہیں وہ لوگ جنکو رمضان جیسا مبارک اور بابرکت مہینہ نصیب ہوا۔ اور نہایت ہی خوش قسمت ہیں وہ جو اس ماہ روزے رکھکر اور عبادت و اطاعت کرکے اپنے مالک کی خوشنودی حاصل کریں۔

روزہ کا فلسفہ روزہ کے فلسفہ کے متعلق اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو شریعت کے فلسفہ کے زبردست امام تھے، جس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے اپنی جگہ پر بے مثل اور بے نظیر ہے۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" جو شریعت اسلامیہ کے فلسفہ سے پر ہے۔ اس میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ کے متعلق طویل بحث فرمائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

"انسان دو قوتوں کا حامل ہے۔ قوت ملکیہ جس کا خاصہ ہے کہ انسان علو شرف اور بلند مراتب کی تحصیل کے لئے کوشش کرے نیز بری عادتوں اور بدترین اخلاق سے بچے اور فرشتہ خصائل بنے۔ دوسری قوت بہیمیہ ہے اس کا اقتضا یہ ہے کہ انسان جانوروں جیسے خصائل اختیار کرے۔ یعنی اس کا مقصد زندگی کھانا پینا، عیش و آرام اور لہو و لعب ہو اور اس کے اندر طرح طرح کی بدعادتیں اور بداخلاقیاں پیدا ہوں۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں انسان کے آنے کا صرف مقصد یہ ہے کہ انسان کی قوت ملکیہ ظاہر ہو۔ اور وہ علم و فضل و کمال اور شرف و فضل و مجد کا مظہر حقیقی بنے۔ اعلیٰ اخلاق کے عظیم الشان درجہ پر فائز ہو اور ہر قسم کی بدخلقیوں اور کج خلقیوں سے پاک و صاف ہو۔ اور یہ چیز [illegible] قوت بہیمیہ کی تیزی کو توڑے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسلئے اس کو کم کرنے کے لئے اسلام نے روزہ فرض کیا تاکہ اس سے قوت بہیمیہ کا زور ٹوٹ کر حد اعتدال پر آجائے اور قوت ملکیہ کو ابھرنے کا موقع ملے۔ اور انسان ملکوتی صفات کا حامل ہو جائے ......" (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول و دوم ملخصاً جلد دوم صفحہ ۵۴) میں جس کا قرآن حکیم اور احادیث نبوی صلعم کی روشنی میں آپ نے ان الفاظ میں روزہ کے مقصود حقیقی کو ظاہر فرمایا:- اعلموا ان کمال الصوم انما تنزیہ عن الافعال و الاقوال الشھویۃ والسبعیۃ والشیطانیۃ فانھا تزکی.

النفس من الاخلاق الخسیسۃ . . . . . فاسدۃ"

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ [illegible] روزہ [illegible] ہوتا ہے تمام اقوال وافعال جو موجب ہوں [illegible] خباثت کے اور جن سے اخلاق فاسدہ کی بنا قائم ہوتی ہو۔

امام غزالی کا نظریہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں ارشاد فرمایا۔ اور اسی کی تائید حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی کہ روزہ نفس انسانی کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ اسلئے حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلعم تک جس قدر انبیاء کرام آئے انہوں نے روزہ رکھا اور اپنے پیروؤں کو روزہ کا حکم دیا۔ صحیح روایتوں سے ثابت ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ رکھتے۔ حضرت داؤد کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہ رکھتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن رکھتے اور دو دن نہ رکھتے۔ آنحضرتؐ کی امت کی آسانی کیلئے سال میں صرف ایک ماہ رمضان مبارک کا روزہ فرض کیا گیا۔ اور یہ اس لئے تھا کہ حضرت نوحؑ کی قوم اپنے قویٰ کے اعتبار سے بہت مضبوط تھی اسلئے اس کو ہمیشہ روزہ رکھنے کا حکم ہوا۔ اسی طرح جوں جوں قوائے انسان میں کمی ہوتی گئی روزہ کی تعداد میں کمی کی جاتی رہی۔ یہانتک کہ آنحضرت صلعم کی امت کے لئے یہ آسانی رکھی گئی کہ سال میں صرف ایکماہ کا روزہ رکھیں اور فضیلت سال بھر کے روزے کی حاصل کریں۔ (احیاء العلوم غزالی حکمت صوم و حجۃ اللہ البالغۃ جلد دوم)

نیز حضرت شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ روزے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہر ہر عضو پر قابو پا لیتا ہے زبان پر۔ معدے پر۔ آنکھوں پر۔ کانوں پر۔ ہاتھ پیر پر حتیٰ کہ خیالات پر اور ان سب کے مرکز دل پر جس سے وہ اتنی بڑی دولت عظیمہ حاصل کر لیتا ہے کہ جسکی قیمت دنیا و مافیہا نہیں ادا کر سکتی ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "روزہ صرف میرے لئے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا" . . . . (حجۃ اللہ البالغہ)

اسکے علاوہ روزہ کے اور بیشمار فوائد ہیں جن میں بھوک پیاس کی عادت[1]۔ غریبوں کی تکلیف کا احساس[2]۔ مساوات[3]، برابری[4]۔ طبی اصلاح[5] و فوائد۔ روح[6] و جسم کی صفائی۔ جفاکشی[7] کی خوگری۔ وقت کی پابندی[8]۔ ہمدردی[9] بنی[10] نوع انسان۔ اخلاق[11] و مروت۔ فیاضی[12] و خلوص[13] نیتی۔ برائیوں اور بدیوں سے نفرت[14]۔ حسنات و برکات کو حاصل کرنے کی رغبت[15]۔ اور انسانی شرف و کمال کے اعلیٰ درجہ[16] کا حصول وغیرہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پس انہی وجوہات کی بنا پر روزہ فرض کیا گیا۔ جس کے فضائل و احکام ذیل میں درج ہیں:۔

قرآن اور رمضان رمضان کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اس میں ہمارے لئے قرآن جیسی دولت عطا کی گئی جو سراسر حکمت ہے۔ نور ہے جس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے دائیں بائیں باطل کا گذر نہیں۔ جو روح ہے، دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔ قوموں کو ہلاکت کے پنجہ سے نجات دلاتا ہے۔ اور مردہ قوموں کو حیات لازوال بخشتا ہے۔ اپنے عمل کرنے والے کو شہرت عام اور عزت دوام عطا کرتا ہے۔ جسکے متعلق باری سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ (ترجمہ) اگر ہم اتارتے اس قرآن کو پہاڑ پر تو ضرور دیکھتے تم اس کو کانپنے والا ٹکڑے ٹکڑے ہونیوالا

اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کیلئے تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں۔ (سورہ حشر)

غرضیکہ رمضان شریف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں اللہ جل شانہٗ نے قرآن جیسی نعمت ہمکو عطا فرمائی۔ اسکی اسی خصوصیت کو ذیل کی آیتوں میں واضح کیا گیا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

(ترجمہ) رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ انسانوں کے لئے سراپا ہدایت اور اس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور وہ حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے۔

کیا مبارک ہے وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا۔ وہ قرآن مجید و فرقان حمید جس نے کفر و شرک کی اندھیری رات میں مشعل ہدایت روشن کر کے پاک توحید کا نور پھیلایا۔ ہزاروں برس کے بھٹکے ہوئے قافلوں کو سیدھے راستہ پر لگا کر ٹھوکریں کھانے سے بچایا۔ دنیا کو پھولوں اور کانٹوں میں تمیز کا سلیقہ بتایا جو قدرت و حکمت کی کھلی کھلی نشانیاں دکھا کر پکارا اٹھا۔

فضیلت القرآن | قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

(ترجمہ) بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی اور کھلی کھلی کتاب آگئی۔ اللہ انکو جو اسکی رضا پر چلتے میں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اور تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اپنے حکم سے اور سیدھی راہ کی طرف لاتا ہے۔

کہاں ہیں؟ سرمۂ بصیرت کی مشتاق آنکھیں اور کہاں ہیں فکر آخرت سے ڈرنیوالے جو دیکھیں اور غور کریں کہ وہ کیا فرماتا ہے:-

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

(ترجمہ) یہ انسانوں کیلئے بصیرتوں والی کتاب ہے اور پرہیزگاروں کیلئے سراسر ہدایت و موعظت۔

کہاں ہیں؟ امراضِ انسانی کے علاج طلب مریضانِ امت کہ شفاخانۂ روحانی سے صحت ابدی حاصل کریں:-

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۵

(ترجمہ) اور ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے جو ایمان والوں کیلئے شفا و رحمت ہے۔

جس طرح قرآن حکیم سارے امراض نفسانی کے لئے قانون شفا ہے۔ صوم ماہ رمضان بھی فاقوں سے امراض ظاہر و باطن کے لئے مجرب دوا ہے۔ کہاں ہو آؤ! اپنے معزز مہمان ہلال رمضان کا خیر مقدم کرتے ہوئے بزبان حال اس طرح درمان طلب ہو جاؤ۔

اس دن سے ڈرو جس دن اس کے اذن بغیر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا

اور دیکھو حدیث شریف میں کیا ارشاد ہوا ہے:-

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ۔

(ترجمہ) روزے رمضان کے اور قرآن بندے کی اچھی سفارش کرنے والے ہونگے۔

اس سے پہلے کہ فرضیت صوم و فضائل رمضان وغیرہ کی آیات و احادیث پر نظر کریں ہمیں معارف قرآن کے مقدس اصول سے اسوۂ ابراہیمی و اسوۂ محمدی پر غور کرنا چاہئے۔

حکمت و رحمت الٰہی کا مقتضا یہ ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ اور پیارے بندوں کے اعمال و افعال کی یادگار قیامت تک عالم پر

باقی رکھے۔ اور ان کو دیان دین کے پیرو اس یادگار کو قائم رکھ کر منزل مقصود تک پہنچیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اور سیدنا اسمعیل ذبیح اللہ جو بڑے صدق و خلوص سے بیت اللہ کی خدمت انجام دیتے گئے آج تک ہر سال حج میں انکی یادگار تازہ ہوتی ہے۔ لاکھوں پیروان اسوۂ ابراہیمی اس پاک تعمیر کا طواف کرتے یا پروانہ وار نثار ہوتے ہیں اسی طرح ضرور تھا کہ اس گل گلزار خلیل و ثمرہ باغ ذبیح یعنی نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار میں بھی ایک اسوۂ عظیمہ قائم رہے جو دن دن بھر کا بھوکا پیاسا غار حرا کا معتکف متصل راتوں کا جاگنے والا عزلت نشین ہو کر نظارۂ جمال رہا تھا۔

اللہ اللہ! وہ مخلوق کی آبادی سے الگ خاص، خالق سے پہلے پہل ملنے والی بابرکت صحبت وہ غار تنگ و تار جو وحی الٰہی سے مطلع انوار ہوا۔ اور آفتاب رسالت کی شعاعوں نے سارے عالم کو گھیر لیا۔

مستحق مغفرت و رحمت ہے وہ امت جو اپنے پیارے پیغمبر کی بھوک پیاس کی یادگار روزہ رمضان سے نزول قرآن پاک کی یادگار تراویح تلاوت قرآن سے انکی غار حرا میں معتکف ہونے کی یادگار اعتکاف سے ان کے قائم اللیل رہنے کی یادگار تہجد و قیام سے قائم رکھے۔ فَطُوبیٰ لِلصَّائِمِیْنَ وَالْقَائِمِیْنَ اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ اَجْرًا جَزِیْلًا۔

بے روزہ دار

افسوس ہے ان برائے نام مسلمانوں پر جو رات دن خواب و خورو اکل میں منہمک نہ فرضیت صوم کی پروا رکھتے ہیں نہ واجبات و سنن کی روزے کو بالائے طاق، تلاوت و تراویح کو شاق سمجھتے ہیں۔ اعتکاف کے بدلے لہو و لعب کی صحبتوں میں ان راتوں کو بسر کرتے ہیں جن کی قدر خدا کے نزدیک ہزار مہینوں سے

پڑھ کر ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ہم نے اس کو (یعنی قرآن کو) شب قدر میں نازل کیا کون شب قدر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

رمضان کے لغوی معنی جلانے والا، روزہ بھوک پیاس کی حرارت سے گناہوں کو جلا دیتا ہے اسلئے اس ماہ مبارک کا نام رمضان ہوا۔ تُرْمَضُ فِیْهِ الذُّنُوْب۔ اس میں گناہ سوخت ہو جاتے ہیں۔

صوم کے لغوی معنی رک جانے کے ہیں۔ روزہ دار اپنی معمولی طرز زندگی کو بدل کر دن بھر کھانے پینے وغیرہ خواہشات نفسانی سے رک جاتا ہے۔ اسلئے روزہ کو صوم کہتے ہیں۔ جسکی جمع صیام ہے۔

حقیقت روزہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ فرض کئے گئے تھے ان پر جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بنو، وہ گنتی کے چند دن ہیں

اگلے انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر مختلف مہینوں اور دنوں کے روزے فرض تھے مسلمان یہ نہ سمجھیں کہ یہ عبادت شاقہ ان ہی کیلئے ہے بلکہ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰت سے محدود ات زمانہ میں انتیس یا تیس روزے جو فرض ہوئے اس سے کہیں زیادہ آسان ہیں کہ کئی کئی مہینوں ان پر یہ ریاضت کرنی پڑتی ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ سے اصل مقصد و علت غائی صوم کی بھی واضح ہے کیونکہ روزے سے غرض محض فاقہ یا صرف ریاضت جسمانی نہیں ہے۔ شریعت نے تمام طاعات و عبادات کا مقصود اصلی خضوع و خشوع، انکسار، اصلاح نفس، تزکیہ قلب تقرب الی اللہ وغیرہ رکھا ہے پس روزہ وہی ہے جو تقوے سکھائے ورنہ

بچکاں الفقال دہم بیوہ زناں ؎ این ریاضت میکنند از آب و ناں

روزہ وہ ہے جو صبر و تحمل کا خوگر شدائد و تکلیف کا متحمل بنائے۔ مقصود شارع یہی ہے۔ روزہ اسلئے ہے کہ فاقہ کش مسکین بھائیوں کی تکلیف کا ہم کو احساس ہو۔ اور ہم ان بیچارے بیکس بے دست و پا محتاجوں کی مصیبت کا اندازہ کر سکیں جنھیں خدا جانے کتنے مہینوں اور کتنے دنوں میں فاقے پر فاقے ہوتے ہیں اور وہ غریب رمضان کو اسلئے غنیمت سمجھتے ہیں کہ کم سے کم ایک وقت یعنی دن کی فکر نہ رہے۔ کیا صدقات و زکوٰۃ سے ہم پر ایسے محتاجوں کی دستگیری واجب نہیں ہے؟ کیا بنی نوع انسان کو ہمدردی، اخوت، ایثار نفس کی تعلیم اس سے بہتر ہو سکتی ہے؟

روزے کا اخلاقی پہلو

جب تقویٰ و پرہیزگاری اصل مقصود صوم ہے تو شکم پروری چھوڑنے کے علاوہ اور اعضاء کو جو گناہوں کے خوگر ہو گئے ہیں ارتکاب معاصی سے بچانا چاہئے۔ مثلاً قلب کو شیطانی وسوسات اور فاسدہ خیالات سے زبان کو جھوٹ غیبت سے اور نیز اعضاء و جوارح کو لہو و لعب یا لغو حرکات سے روکنا چاہیئے تاکہ صوم کے معنے اصلی رک جانے کا پورا پورا اطلاق ہم پر ہو سکے۔ اس کو زبان شرع میں احتساب کہینگے، جیسا کہ حدیث صحیح میں ارشاد ہے بخاری نے روایت کی ہے۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (ترجمہ) جس نے رمضان کے روزے ایمان و احتساب نفس کے ساتھ رکھے اسکے تمام اگلے گناہ جو اس سے ہوئے تھے بخشے گئے۔ (ترمذی شریف جلد اول)

روزہ داروں کو قلب و زبان کی سب آفتوں سے بچنے تقویٰ اور احتساب نفس اختیار کرنے کی تاکید ان حدیثوں میں آئی ہے۔ ترمذی باب ماجاء فی التشدید لا صائم۔

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ بِاَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

(ترجمہ) جو بری باتیں بولنا (غیبت، جھوٹ، بہتان وغیرہ) اور ان پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کیا حاجت ہے نہ اس کا صرف کھانا پینا چھڑائے۔ (ابو داؤد جلد اول کتاب الصیام)

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صَوْمِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ (ترجمہ) کتنے ہی روزہ دار ہیں جنھیں انکے روزے سوا بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔ (نسائی و ابن ماجہ جلد اول کتاب الصوم)

کاش لہو و لعب میں روزے کو گنوانے والے سمجھتے اور غور کرتے کہ انکا نفس سرکش فاقہ سہنے پر بھی غذائے روحانی یا تلاوت قرآنی و مطالعہ کتب و احادیث دینیات وغیرہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ روزہ تو حرام اور برے افعال کو چھڑانے نیک اشغال اچھے اعمال برتنے کے لئے ان پر فرض ہوا جیسا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ سے واضح ہو چکا۔

فضیلت روزہ بزبان رسالت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيٰطِيْنُ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النِّيْرَانِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ

(ترجمہ) ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیاطین پابزنجیر کئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہوتے ہیں اس طرح کہ ایک دروازہ نہیں کھلتا اور بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں اس طرح کہ ایک دروازہ بند نہیں ہوتا اور منادی غیب پکارتا ہے اے نیکی کی طرف قدم اٹھانیوالے قدم بڑھا اور بدی کی طرف

آنے والے پیچھے ہٹ اور خدا کی طرف سے آزادیاں ہیں آتشِ دوزخ سے اور اسی طرح سب راتوں میں (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ رَبَّكُمْ يَقُوْلُ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَ الصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ -

(ترجمہ) ابی ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہؐ نے: بیشک تمہارا پروردگار کہتا ہے سب نیکیوں کے بدلے دس سے سات سو تک ہیں اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں (ترمذی باب ماجاء فی فضل الصوم)۔

اس سے بڑھ کر اور روزے کی برکت وعظمت کیا ہو سکتی ہے کہ بندہ کو خداوند فرمائے کہ میں ہی تجھے اس کے بدلے میں ملونگا۔ تقرب الی اللہ کا ذریعہ بلکہ خود وصل اس سے بڑھکر اور کیا مل سکتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَ فَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ (قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حديث حسنٌ صحيحٌ)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی وقت افطار اور دوسری خوشی وقت لقاء دیدار پروردگار (ابو عیسیٰ نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی شریف جلد اول)۔

اعتکاف

عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ النَّبِیَّ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ

یعنی پچھلے دس دنوں میں ماہ رمضان کے اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اٹھا لیا (ترمذی شریف جلد اول ابواب الصوم)

فقہا کے نزدیک اس سبب سے کہ آنحضرتؐ نے آخر وقت یعنی وفات فرمانے تک اعتکاف پر مواظبت فرمائی اور کبھی ترک نہ فرمایا سنت مؤکدہ ہے اور حدیث میں ہے کہ نماز فجر پڑھ کر آپ قبل طلوع آفتاب اعتکاف میں داخل ہو جاتے تھے۔

تراویح

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ -

(ترجمہ) جس نے قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی، نمازوں میں قرآن پڑھا یا سنا) ایمان واحتساب کے ساتھ اسکے اگلے گناہ جو اس سے ہوئے تھے بخشے گئے (ترمذی وبیہقی جلد اول ابواب الصوم)۔

تراویح سنت مؤکدہ ہے جس کی بیس رکعتیں ہیں۔ بعض محدثین کمی وبیشی رکعات کی ہیں۔ مگر حضرت عمر خطابؓ کے زمان خلافت سے بیس رکعتوں کی مداومت ثابت ہوتی ہے کہ کم سے کم ایک ختم قرآن سننا تراویح میں سنت ہے اور نماز میں قرآن پڑھنے یا سننے کا یوں ثواب تلاوت کرنے یا سننے سے زیادہ ہے۔

فی زمانہ تراویح میں اکثر حفاظ جو ختم قرآن سناتے ہیں اس وجہ سے کہ بہ غرض خاص خاص کئی کئی ختم مہینہ بھر میں سنانا ہوتے ہیں، کئی نقص پیدا ہو گئے ہیں۔

طول قیام کے سبب اکثر مقتدی بجبر کھڑے ہوتے اور بعض گھبرا کر بیٹھ رہتے ہیں۔ مسجد میں آنے پر پورا ختم قرآن سننے سے محروم رہ جاتے ہیں جو ہر طرح کا نقصان ثواب کا سبب ہوتا ہے۔

ایک بڑا نقص یہ ہے کہ اسقدر روانی وسرعت کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ اکثر الفاظ نہ پڑھنے والے کی زبان سے پورے نکلتے اور نہ سننے والے کے کان تک پورے پہنچتے ہیں۔ بعض دفعہ سننے والوں کو آخر آیت کے الفاظ يَعْلَمُوْنَ تَعْقِلُوْنَ وغیرہ کے سوا اور کچھ صاف سنائی نہیں پڑتا۔ تلاوت قرآن کے باب میں حکم آیا ہے: وَ رَتِّلِ

اَلْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔ اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔ ترتیل نہ ہو سکے تو اس قدر تعجیل بالکل ناروا ہے۔

رمضان شریف کے احکام اور متعلقہ احادیث اور آیات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اسکا ایک ایک اشارہ کسقدر حکمت اور مصلحت سے لبریز ہے اور انسانوں کے لئے روزہ کا عمل کسقدر ضروری ہے؟

پس بیشمار احسان ہیں اس مالک حقیقی کے جس نے روزہ جیسے اہم فریضہ کو فرض کر کے ہمکو ایک نعمت لازوال بخشی اور ہمکو تقوے و پرہیزگاری جیسی دولت بے نہایت کے حصول کے راستے دکھائے مبارک ہیں وہ جو اس فریضہ کی قدر کریں اور خوش نصیب ہیں وہ جو اس غنیمت موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں!

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

اقبالؒ

دعوت الی الحق

(از مجلس تعمیر ملت مسجد شاہ چراغ۔ لاہور)

بزرگانِ ملت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! موجودہ دور جبکہ اپنے نازک ترین مراحل طے کر رہا ہے۔ اس مجلس کو پورا احساس ہے کہ آپکی مصروفیات آپکے تفکرات اپنی حد کمال تک پہنچ چکے ہیں۔ ان حالات میں اگر کوئی اور مسئلہ ہوتا۔ تو ہم خاموش بھی رہتے۔ مگر بقول حضرت ابوذر غفاریؓ کے "کہ اگر تم تلوار میری گردن پر رکھ دو اور مجھے یہ توقع ہو کہ گردن کٹنے سے قبل میں کسی کلمۂ حق کی تبلیغ کر سکونگا، جو نبی علیہ السلام سے سن چکا ہوں، تو ضرور کہہ دونگا" اور فرمان رسول صلعم کہ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً" (کہ اگر ایک آیت بھی) مانتے ہو تو اسکی نشر و اشاعت کرو) کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لئے آپکا تھوڑا سا قیمتی وقت لینے کی جرأت کی جاتی ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ عصر حاضر میں مسلمان من حیث القوم اور بالخصوص نوجوان جو ہر زمانہ میں "ملت کے مقدر کا ستارہ" رہا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اطہر سے بیگانہ ہی نہیں بلکہ متنفر معلوم ہوتا ہے۔ نوجوانوں کو مذہب سے چڑ اور بیر سا ہو چکا ہے، نہ صرف خود اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنا رہا ہے بلکہ دوسروں کو بھی دہریت والحاد کی تعلیم دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ عوام ہیں کہ کتاب کی تلاوت ہدایت و عمل کے لئے نہیں بلکہ محض تبرک کے لئے کرتے ہیں۔ بلکہ بقول حکیم الامت

علامہ اقبالؒ کہ

یہ بند صوفی و ملا اسیری • حیات از حکمت قرآن نگیری
بآیاتش ترا کارے جز این نیست • کہ از یٰسین او آساں بمیری

قرآنی اصول جن کی بدولت ہمارے سلف صالح ترقی و تمدن عظمت و شوکت کی معراج کو پہنچے۔ جنھوں نے اونٹ کا دودھ والی اور ریوڑ چرانے والی صحرا نورد بادیہ نشین قوم کو آنِ واحد میں جہانگیر و جہاندار و جہاں آرا بنا دیا۔ آج انکے ترک و ہجران نے مسلمانوں کو اُن عظیم ترین بلندیوں سے گرا کر اس قعرِ مذلت میں دے پٹکا ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں شکست ہو رہی ہے اور یہ سب کچھ اسلئے کہ پہلے تو قرآن حکیم کی روشنی ہر قدم پر حاصل کرتے تھے اور اب قرآن حکیم کو وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ پھینک کر یقین کر بیٹھے ہیں کہ اسکے بغیر بھی کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن تیرہ صدیوں کے تجربے نے اس تلخ حقیقت کو واضح کر دیا کہ جبتک ہر فرد ملت قرآن کریم کی دعوت کیلئے سرفروشانہ کوشش نہ کریگا۔ امت مسلمہ کا اس دورِ تنزل و انحطاط سے نجات حاصل کرنا سعیٔ لاحاصل ہے۔

قرآن حکیم کی انمول امانت تو اس لئے آپکے سپرد کی گئی تھی کہ اس کے درس فکر سے ہر مسلم قانت کی تشنہ لبی دور ہو۔ ہر فرزند اسلام کو اپنی زندگی کا دستور العمل معلوم ہو جائے۔ فاران کی چوٹیوں پر نزولِ الہام تو اسلئے ہوا تھا کہ یہ مسلمانوں کے لئے قانونِ اساسی کا کام دے۔ اور فرزندانِ توحید شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ بن جائیں۔ خلافتِ ارضی کے جائز وارث بن جائیں۔ اور یہ اُسی طریق سے ہو سکتا ہے کہ آج ہی سے ہم تہیہ کر لیں۔ کہ جبتک ہماری آنکھوں میں نور باقی ہے۔ کان سن سکتے ہیں۔ زبان میں قوت گویائی باقی ہے۔ ہاتھ اور پاؤں میں سکت ہے تو ہر ایک مسلمان کا فرض اولین ہے کہ قرآن کریم کو پڑھے اور پڑھائے۔ سُنے اور سنائے عمل کرے اور کرائے۔ سر میں سودا ہو تو اسکا، دل میں عشق ہو تو اسکا اور پاؤں میں زنجیر و سلاسل ہوں تو اسکی۔ کہ یہی مومن کا مقصدِ حیات ہے۔ ہمارے بزرگوں نے یہی کیا۔ یہ جہانِ مہر و ماہ یہ چاند ستارے انکے فتراک کے ادنیٰ نخچیر تھے۔ لوح و قلم تک اُن کے حوالے کیے گئے۔ اور اس باب میں جب لغزش ہوئی تو خدائے غیور نے انھیں حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ قرآن نے ہر مومن کا فریضۂ زندگی تو یہ قرار دیا ہے کہ وہ تمام عمر قرآن کا مبلغ بنے۔ اور قرآن کی پاک آواز کو دنیا کے آخری کناروں تک پہنچا تا رہے۔

اسی لئے اعلان فرمایا:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۳ : ۱۰۶) (لوگوں کی رہنمائی کے لئے جتنی امتیں پیدا ہوئی ہیں ان میں تم سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کام سے روکتے ہو)۔

دوسری جگہ فرمایا:-

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (۲ : ۱۴۳) (اور اس طرح تمکو درمیانی امت بنایا کہ تم لوگوں کی رہنمائی کر سکو)۔

اسی دعوت کتاب کی غرض سے آپکی خدمت میں درخواست ہے کہ تبلیغ و ارشاد کے سلسلہ کی پہلی کڑی آپ آئندہ ماہِ رمضان المبارک میں اللہ کا نام لیکر شروع کر دیں۔ تاکہ بھٹکے ہوئے مسلمان راہی کی سعید روح پھر قرآن پاک سے ہمکنار ہو جائے۔ اس مہینے کے ہر جمعہ یا ہر اتوار کو اپنے اپنے قریہ میں اجلاس منعقد کریں جسمیں قرآنی تعلیمات پیش کی جائیں۔ مسائل حاضرہ کو قرآن کی روشنی میں سلجھایا جائے۔ کوشش یہ کی جائے کہ

اپنے شہر یا علاقے کے بہترین قرآنی فہم و بصیرت رکھنے والے حضرات کو بہت عرصہ پہلے اسکی تیاری کی دعوت دی جائے تاکہ ان کو اس اہم کام کے لئے پورا پورا وقت میسر آسکے۔ اور اگر ہوسکے تو انکے ارشادات گرامی قلمبند کرائے جائیں۔ اور اسکی ایک کاپی مجلس ہذا کو بھیج دی جائے۔ تاکہ اسکی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہوسکے۔ جلسہ کی روئداد سے بھی مطلع فرمائیں کہ کام کی رفتار کا اندازہ ہوسکے۔ یہ کام کرتے وقت رسول صلعم کا فرمان خوب یاد رکھئے

الا کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ:

(تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اسکی ذمہ داری کی بابت سوال کیا جائیگا)۔

ہم بہت سو چکے ہیں۔ آئیے ہم سب اکٹھے مل کر گذشتہ سیاہیوں کو اپنے دامن سے دھو ڈالیں۔ ہر وہ مسلمان جسکے پہلو میں تڑپتا ہوا دل اور دل میں امت مرحوم کی موجودہ حالت کا ملال ہے میدان عمل میں والہانہ انداز سے آگے بڑھے کیونکہ عذاب الٰہی جب آتا ہے۔ تو پھر وہی لوگ مستوجب عقوبت نہیں ہوتے جنھوں نے تبلیغ قرآن حکیم میں کوتاہی کی اور یوں اپنی زندگیوں کو رائیگاں اور اس فریضۂ عظیم کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ ساری قوم کی قوم اور پوری امت کی امت عذاب و آلام میں گرفتار ہو جاتی ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً: (اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں)۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰىنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۵

بیجا خوف

(از محترمہ والدہ محبوب احمد صاحب ریاست دوجانہ)

زمانہ کبھی ایک حال پر نہیں رہتا۔ ہر وقت ایک انقلاب برپا ہے۔ جسوقت زمانہ سلف کا ذکر پڑھو یا وہ وقت یاد کرو جبکہ مسلمانوں کے نام کی دھاک دُور دُور بیٹھی ہوئی تھی۔ اور غیر مسلم شہنشاہ مسلمانوں کے نام سے لرزہ براندام ہوتے تھے۔ اُسوقت کی حالت ایمانی سے اِسوقت کے مسلمانوں کی حالت کا موازنہ کرو تو ہر پہلو سے سوائے افسوس اور حیرت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو جس شے نے ہر طرف مفتخر و معزز بنایا تھا وہ کیا شے تھی؟ دلیری و شجاعت۔ وہ سوائے خدا کے دنیا کی زبردست سے زبردست قوت سے نہیں ڈرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے بڑی سے بڑی قوت کو پامال کر ڈالا تھا۔ انکے سامنے قیصر و کسریٰ جیسے زبردست شہنشاہ بھی سرنگوں ہو گئے۔ یہ ان کی خداداد شجاعت و دلیری کا ادنےٰ کرشمہ تھا۔ اب وہی مسلمان جو نام کا مسلمان رہ گیا ہے یہ حالت ہے کہ بجائے دوسروں پر اپنا رعب جمانے کے خود ہر ایک سے ڈرتا ہے اور اسی بے جا خوف کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر قوم اسے بنظر حقارت دیکھتی ہے۔ مسلم بھائی بُرا نہ مانیں۔ یہ حقیقت ہے اور اکثریت پر حکم لگایا جاتا ہے۔ افسوس۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

بعض مردوں کو دیکھا گیا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر خوف کھا کر گھر میں دبک جاتے ہیں۔ یہ اثر ہے غلامی کا کہ غلام قوم بزدل ہوجاتی ہے۔ غلامی رفتہ رفتہ قوت و شجاعت کو بالکل فنا کر دیتی ہے اور زیادہ تر اس کی ذمہ داری عورتوں پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خود بزدل اور ڈرپوک ہیں۔ اور جب ان کا یہ حال ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر ڈرتی اور خوف کھاتی ہیں تو ظاہر ہے۔ تو ظاہر ہے ایسی ماؤں کے بچے کس طرح شجاع ہو سکتے ہیں۔ بُزدل ماں کا بچہ بھی بزدل ہوگا۔ شیرنی کا بچہ شیر ہوتا ہے۔ شہری عورتوں میں بھی بیجا خوف پایا جاتا ہے اور بہ سبب جہالت کے اکثر خواتین کو دیکھنے اور ملنے سے معلوم ہوا کہ اوہام پرستی کا یہ عالم ہے کہ اگر کسی خوف کی بات کا تذکرہ رات کے وقت آیا تو وہ سننے سے بھی گریز کرتی اور کہتی ہیں کہ خدا کیلئے رات کا وقت ہے۔ اسوقت ذکر نہ کرو۔ اور قصباتی اور دیہاتی بہنوں کی تو یہ چشم دید حالت ہے کہ اگر ان کے قریب دیوار پر چھپکلی آگئی تو وہ ڈر کر الگ کھڑی ہوجاتی ہیں۔ اور حُسنِ اتفاق سے کبھی چھپکلی قریب ہی گرجائے یا کبھی بچھو یا کنکھجورا نظر آجائے تو ایک لمبی چیخ کے ساتھ دُور بھاگ جاتی ہیں۔ زمانہ سلف کی عورتوں کے کارنامے یا زمانہ جدید کی تعلیم یافتہ خواتین کی شرکتِ جنگ یا جہازرانی وغیرہ کے متعلق ذکر آجائے تو بڑی حیرت اور استعجاب کے ساتھ یہ ذکر سنتی ہیں۔ یہ ذکر میں اپنی ناخواندہ بہنوں کا کر رہی ہوں۔ تعلیمیافتہ بہنیں بُرا نہ مانیں۔ یہ واقعہ میں اپنا چشم دید بیان کر رہی ہوں۔ بڑے گھرانے کی خواتین سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور عام خواتین سے بھی، سب کی یہی کیفیت دیکھی۔ اور اس حالت سے بہت متاسف ہوتی ہوں اور عبرت ہوتی ہے۔ خیال آتا ہے کہ اف

اب عورتوں کی یہ حالت ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ یہی کمزور ہستی وہ وہ کارنمایاں کر گزری ہے۔ جو تاریخ میں جلی حروف سے لکھے ہوئے ہیں اور جو تاقیامت روشن رہینگے۔

جنگِ شام میں حضرت خولہؓ نے وہ شجاعت دکھائی کہ بارہا میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے قدم اکھڑے اور وہ میدان سے پشت دکھانے کو تیار ہوگئے لیکن خواتین اسلام آگے بڑھیں اور للکار کر کہا کہ خبردار اگر بھاگنے کا ارادہ کیا تو خیموں کی چوب سے تمہارے سر پھاڑ دینگی۔ خصوصاً حضرت خولہؓ بڑھ کر ایسے وار دشمن پر کرتی تھیں کہ ان کی شجاعت دیکھکر مرد حیرت زدہ ہو جاتے اور پھر میدان میں جم کر دشمن کا مقابلہ کرتے تھے اور آخر میدان انھی کے ہاتھ رہتا تھا اور جنگِ شام حقیقت میں حضرت خولہؓ کی شجاعت و بسالت سے فتح ہوئی۔

بہت سی اور نامور خواتین اسلام میں ایسی گذری ہیں۔ جن پر ہمیں بجا طور پر فخر و ناز ہے۔ مگر یہ فخر اُسی وقت کام آسکتا ہے جبکہ ہم بھی وہی قوت و ہمت اور وہی شجاعت و جرأت اپنے اندر پیدا کریں۔ ورنہ "پدرم سلطان بود" کی رٹ لگانے سے کیا ہو سکتا ہے۔ دور کیوں جاؤ۔ خود ہندوستان میں ہی چاند بی بی رضیہ سلطانہ، جھانسی کی رانی، اُور کی مہارانی اہلیہ بائی وغیرہ وغیرہ ایسی بہادر عورتیں گزری ہیں۔ جنھوں نے بڑے بڑے دلاور مردوں کے چھکے چھڑا دئے تھے۔ اور اُن کا نام ہمیشہ فخر و عزت سے لیا جائیگا۔

اب بھی جہاں جہاں تعلیم کا دَور دَورہ ہے، وہاں مایہ ناز خواتین موجود ہیں اور یہ زمانہ آزادی و بیداری کا ہے۔ اکثر عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش کام کر رہی ہیں۔ خصوصاً ہندو خواتین بہت کچھ خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکی ہیں اور اپنی کھوئی ہوئی قوت و شجاعت کو حاصل کرنے میں کوشاں ہیں اور وقت پر مردوں کے ساتھ ساتھ کام کرنے پر اور اپنی شجاعت کا امتحان دینے کے لئے تیار و آمادہ ہو جاتی ہیں۔ مسلم عورتیں جہاں اور امور میں سب سے پیچھے ہیں۔ وہاں اس جوہر کو بھی کھوئے ہوئے ہیں۔ ہماری مسلم بہنوں میں اکثر یہ عادت ہوتی ہے کہ بچہ جونہی ذرا ہوش سنبھالتا ہے۔ اور بیجا لاڈ اور پیار کی وجہ سے ضد اور ہٹ کرتا ہے تو بجائے اس کے کہ خود اپنی ذات سے بچہ کو ڈرائیں اور ایسی تربیت دیں کہ وہ کسی اور سے ڈرنے کی بجائے ماں سے ڈرے۔ کبھی بھوت پریت کے نام سے کبھی ہوّے سے اور معلوم کیا کیا نام رکھکر طرح طرح سے بچوں کو ڈراتی ہیں کہ وہ ایسے ہیبتناک نام اور بری شکل دیکھکر جو اُنکے ڈرانے کو کسی نہ کسی سے اُسے دکھا دی جاتی ہے۔ ڈرا اور سہم جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ننھے بچہ کا دل بچپن سے ہی ڈرنا اور سہمنا سیکھ جاتا ہے۔ اور شروع ہی سے اُسے بزدلی کا سبق مل جاتا ہے، اور انجام کار وہ بڑے ہو کر بھی بزدل اور ڈرپوک رہتے ہیں۔ اور تمام عمر انکا دل مضبوط و قوی اور شجاع نہیں ہو سکتا۔ ابتک تو جو ہوا سو ہوا۔ مگر اب وقت کی نزاکت بیانگ دہل پکار رہی ہے کہ مسلم عورتو! خود بہادر بنو۔ اور اپنے نونہالوں کو اپنی گود سے ہمت و شجاعت کا سبق دو جیسا کہ زمانہ سلف کی عورتیں بچوں کو لوریاں بھی بزرگوں کے کارنامے پڑھکر دیا کرتی تھیں، اور انکے بچے شجاع و شیر دل ہوتے تھے۔ وہ سوائے خدا کے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ تم بھی اپنے بچوں کو ایسا سبق دو کہ وہ جسوقت پروان چڑھکر مات کے سامنے آئیں تو جوانمرد اور شیر دل بنکر آئیں۔ اپنے لڑکے لڑکیوں کو وہ کتابیں پڑھاؤ جنمیں مسلمان مرد اور مسلم عورت کے شجاعت کے کارنامے درج ہوں۔ خود بھی ایسی کتابوں کا مطالعہ کرو جن سے ہمت و شجاعت کا جذبہ طبیعت میں پیدا ہو اور رفتار زمانہ سے جو نازک تر وقت آتا نظر آ رہا ہے اسوقت کا مقابلہ ہر صورت میں مردانہ وار کرو اور ہمت و شجاعت کو کام میں لاتے ہوئے دنیا کو دکھا دو کہ ہماری رگوں میں اب بھی وہی خون اور وہی جذبہ ہمارے دلوں میں موجود ہے جس کی بدولت ہم ممتاز و مشرف تھے۔

شکر پارے

(نوشتہ خان صاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی)

بھُول کے تماشے! ایک پروفیسر صاحب بہت بھلکڑ واقع ہوئے تھے کھیت کے ساتھ سیر کرتے جا رہے تھے کہ ایک کانٹے میں الجھ گئے اور ٹوپی زمین پر گر پڑی۔ ٹوپی اٹھاتے ہوئے فرمانے لگے۔ بیگم صاحبہ معاف کرنا۔ یہ میری بڑی بدتمیزی ہوئی۔ اوپر جو نظر کی تو کانٹے دیکھی۔ چپ چاپ چلتے بنے۔ اُسی دن وہ پھر ایک عورت سے ہی ٹکرا گئے۔ بغیر دیکھے وہ بول اٹھے۔ آج بھی کم بخت تو ٹکرا گئی۔ وحشی جانور!

ایک اور تماشہ۔ گو ریل کے ٹکٹ گھر کی کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ اور چار سیکنڈ کھڑا رہا۔ مگر جہاں جانا تھا اس کا نام یاد نہ آیا۔ بابو نے پوچھا۔ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ بولا۔ آپ کو معلوم ہے کونسی جگہ ایسی ہے۔ جہاں جا کر سیر کی جا سکے۔ ایک اور دن یہی شخص ڈاک خانہ گیا۔ بابو نے پوچھا کونسے ٹکٹ آپکو چاہییں۔ محویت میں اس نے چند ٹکٹوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور بولا۔ مجھے یہ اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ تھوڑے سے یہی دے دو۔

وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ: قیامت کے وقت جہاں اور عجیب عجیب باتیں واقع ہونی بتائی گئی ہیں ایک یہ ہے کہ پہاڑ چلائے جائینگے۔ تحقیقات کرنے والوں نے قرآن پاک کی کئی باتوں کو جو پہلے سمجھ میں نہ آئی تھیں اس طرح صاف کر دیا ہے کہ وہ آیات آئینہ ہو گئی ہیں۔ جرمنی میں ایک پہاڑ ہے من برگ ہے جو یورپ میں واقع ہے۔ مختلف اوقات میں یہ عجیب و غریب پہاڑ اپنی جگہ سے آگے بڑھتا رہا ہے۔ اور اس پیشقدمی میں سینکڑوں گھر اس نے برباد کر دیئے ہیں۔ گاؤں کے گاؤں تہس نہس کر دیئے ہیں۔ ہزاروں درخت زمین میں گاڑ دیئے ہیں۔ یہ آہستہ آہستہ سرکتا ہے۔ مگر اندازاً یقینی طور پر ۴ فٹ روزانہ کی رفتار سے "ہے من برگ" گاؤں کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے

۱۹۰۰ء میں جب اس پہاڑ نے جنبش کی تو بیسیوں گھر زمین کے برابر ہو گئے اور جنگل کے جنگل جڑ سے اکھڑ کر رہ گئے ۱۹۲۹ء میں ۴۳ گھر برباد ہوئے۔ پچھلے ۴ سال میں البتہ اسکی رفتار اسقدر کم رہی ہے کہ اکادکا گھر برباد ہوتے رہے ہیں۔

دنیا میں ایک یہی پہاڑ چلنے والا نہیں۔ سوئٹزرلینڈ کا پہاڑ الپس تمام کے تمام شمال کی طرف اٹھتا چلا جا رہا ہے۔ رفتار محسوس تو نہیں ہوتی مگر محقق لوگ باقاعدہ پیمائش کر کے اس کا صحیح اندازہ لگاتے رہتے ہیں۔ کوہ ہمالیہ بھی جنوب کی طرف سرک رہا ہے۔ کسی نامعلوم اور دراز زمانہ میں وہ ہندوستان پر سے گذر جائے گا۔

یورپ کے وہم! یورپ کی عورتیں وہم کی بندی بتائی جاتی ہیں۔ وہ سیڑھی کے نیچے سے نہیں نکلتیں۔ جمعہ کے دن سفر نہیں کرتیں۔ مئی کے مہینہ کے پھول گھر میں نہیں لے جاتیں نمک گرانا پسند نہیں کرتیں۔ گر جائے تو وہ پھر تھوڑا سا اپنے بائیں کندھے پر ڈالینگی۔ عینک سے نیا چاند اسے دیکھنا گوارا نہ ہوگا۔ چاقو ایک دوسرے پر آڑے رکھنے سے گھبرائینگی۔ سبز کپڑا پہننے میں وہم کرتی تھیں لیکن اب دلھنیں سبز کپڑا پہننے لگی ہیں۔ تعویذ گنڈوں کی بڑی قائل ہیں۔ شگون اور مبارک چیزوں کی معتقد ہیں۔ اُن کے اعتقاد

یہ ہیں، دایاں ہاتھ دکھنے لگے تو سمجھیں گی کہ کسی اجنبی سے ہاتھ ملانا پڑیگا بائیں کندھے پر سے نیا چاند نظر آیا تو یقین ہوگا کہ زر ملیگا۔ کان کے درد سے مراد یہ ہوگی کہ کوئی تمہارا ذکر کر رہا ہے۔ گھر میں چھتری کا کھولنا گھر کے لئے منحوس ثابت ہوگا۔

بجلی کے عجائبات:

اب تک عورت ذات کو تلون اور غیر مستقل مزاجی کا مکمل نمونہ بنایا جاتا رہا ہے۔ مگر تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ اس معاملہ میں اولیت کا سہرا بجلی کے سر پر بندھا ہے۔ جن مکانوں پر بجلی سے بچاؤ کا انتظام موجود ہوتا ہے وہاں بجلی قاعدہ کے مطابق بعض دفعہ نکل نہیں چلی جاتی بلکہ اپنا کرشمہ دکھا نے لگتی ہے۔ گویا ایسے انتظامات سے مکانات بالکل محفوظ نہیں ہو جاتے۔

تحقیقات سے پایا جاتا ہے کہ بجلی کی چمک سے جتنی لمبی لکیر آسمان میں پیدا ہوتی ہے بجلی اتنی ہی لمبی ہوتی ہے۔ دیکھنے میں چھوٹی سی بجلی کی چمک جو عین سر پر آتی معلوم ہوتی ہے وہ نصف میل کی بلندی سے آتی ہے لیکن چمک کی لمبائی اکثر پانچ پانچ میل ہوتی ہے۔ ایک چمک میں ۴۵ سو من کی ریل گاڑی کے برابر جو پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی ہو قوت ہوتی ہے۔ اگر بجلی اپنی چمک کی تعداد کے مطابق زمین پر گرا کرتی تو بڑی مصیبت ہوتی۔ دندانہ دار چمک خطرناک ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ بہرا کر دینے والی کڑک ہوا کرتی ہے۔ اس وقت بجلی زمین سے ایک دو میل کی بلندی پر بادلوں میں پھٹ جایا کرتی ہے۔ سر میں سے ایک چمک زمین تک آتی ہے۔ اور ان میں بیشتر درختوں یا دھات کی تعمیرات کے ذریعہ بے ضرر طور سے زمین میں چلی جاتی ہے۔ زمین پر کی اونچی اونچی عمارتیں اپنے بچاؤ ...

اور لوگ مصیبت سے بچ جاتے ہیں

درخت اور نیچے درخت بجلی کی رو زمین میں جذب کر دینے کا کام دیتے ہیں۔ جسقدر کھردری چھال ہوگی اسی قدر زیادہ اسکے اتر جانے یا کسی شاخ کے ٹوٹ جانے کا امکان ہوگا۔ یہ خیال غلط ہے کہ بجلی ایک مقام پر ایک ہی دفعہ گرتی ہے۔ اکثر کئی کئی دفعہ ایک ہی مقام پر گری ہے۔ درخت کے نیچے طوفان رعد میں کھڑا ہونا بڑا خطرناک ہے۔ اور اس سے زیادہ خطرناک میدان میں دھات کے اوزار لئے ہوئے سیدھا کھڑا ہونا یا چلتے رہنا اندیشہ ناک ہے۔ ایسے مواقع پر اوزار سو گز پرے پھینک کر زمین پر لیٹ جانا مخدوش نہیں ہے آدمی بھیگ جانے کی تکلیف کو گوارا کرے معمولی اونچائی کی کسی جھاڑی کے نیچے جو کسی درخت سے سو گز کے فاصلہ پر ہو بیٹھ جانا بھی اچھا ہے۔ دھات کی ڈنڈی کی چھتری لیکر چلنا بھی مخدوش ہے۔ ریل پر بجلی گرتی نہیں سنی گئی۔ جہازوں پر بھی شاذ و نادر ہی بجلی گرتی سنی گئی ہے۔

ہمجولی اور لڑکے:

امریکہ کے چار مدرسوں میں سے تین عورتیں ہیں جو لڑکوں کو ۱۸ سال کی عمر تک تعلیم دیتی ہیں

انگریز اوسطاً ۱۰۴۰ سگرٹ سال بھر میں پیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں امریکہ ۱۰۴۵ پیتا ہے۔

روس کے مدرسوں میں تین کروڑ سے زیادہ طلبا ہیں۔

زمین کا ⅓ حصہ یعنی تخمیناً تین لاکھ مربع درختوں سے گھرا ہوا ہے۔

۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۶ء تک یوگوسلاویہ میں ۱۵۰۹ شادیاں دس سے ۱۴ سال تک کے بچوں کی ہوئیں۔ اسی عرصہ میں ۱۴ سال سے کم عمر کے ۱۶ بچے رنڈوے یا بیوہ ہو گئے۔ اور ان میں ۱۱ عورتیں ہوئیں ...

سانپ کی آنکھ میں پپوٹہ نہیں اسلئے وہ نہیں جھپکتی۔

انگریزی سلطنت میں ۱۶۰ کروڑ ایکڑ جنگل ہے جس میں سے

اکیلے کناڈا میں ۳۹۰ کروڑ ۸۰ لاکھ ایکڑ جنگل پایا جاتا ہے۔

سمندر کی بہت نیچے کی گہرائی میں مچھلیاں رہتی ہیں ان کے آنکھوں کی بجائے نازک حسی پر ہوتے ہیں۔ معمولی گہرائی کی مچھلیوں کی آنکھیں بہت بڑی ہوتی ہیں تاکہ جو روشنی اندر تک پہنچ سکے اسے حاصل کر سکیں۔

بچوں کا قد جاڑوں کے مقابلہ میں گرمیوں میں زیادہ بڑھتا ہے

سگھڑ سہیلی

(نوشتہ خانصاحب مولوی محمد ظفر ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی)

کام اور پھرتی: گھر کا کام کاج کرنے والی عورتیں عموماً چڑچڑی ہو جاتی ہیں۔ انہیں بعض کام مثلاً بار بار سیڑھیوں سے چڑھ کر اوپر کمرہ میں جانا اور وہاں سے اترنا برتنوں کے مانجھنے سے زیادہ تھکا دینے والے ثابت ہوتے ہیں۔ کبھی کوئی چیز یاد آگئی اور کبھی کسی چیز کی ضرورت ہوگئی۔ جسکے لئے بار بار اوپر جانا پڑتا ہے کیونکہ ہر چیز باورچی خانہ میں نہیں رکھی جا سکتی۔ مگر چیزوں کو اس طرح رکھا جا سکتا ہے جس سے قدموں کی بچت ہو سکتی ہے۔ بی بی چلا رہی ہے کہ کم بختوں نے چمچے کہاں رکھدیئے ہیں۔ قینچی کہاں ہے۔ تالیوں کا گچھا کہاں الوپ ہوگیا۔ جگہ جگہ ڈھونڈھتی پھر رہی ہے خود پریشان ہے اور سب کو کوسنے مل رہے ہیں۔ اس بیہودگی کے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر چیز کیلئے ایسی جگہ مقرر کردی جائے کہ اندھیرے میں بھی ہاتھ ڈال دیا جائے تو وہ چیز مل جائے۔ مثلاً چولہے کے اوپر یا کمرہ کے ایک گوشہ میں ٹین کی خانہ دار ڈبی دیوار میں جڑ دی جائے اور چمچے کانٹے اور چھریاں اس میں اٹکا دی جائیں۔ دیا سلائی کا بکس اور قینچی ایک مقررہ طاق میں رکھدی جائے۔ گچھا کمر بند میں باندھ لیا جائے۔ اگر طبیعت اس بار کو برداشت نہیں کر سکتی تو ایک مقرر جگہ پر ڈبہ میں بند کرکے رکھدیا جائے۔ اس طرح فضول جھینکنا اور ماد مفر ادھر تلاش میں بھاگ دوڑ کرنا بچ جائے گا۔ ایک ہی جگہ صافیاں جمع رکھنا کیا ضرور ہے۔ ہر کمرہ میں الگ جھاڑن اور صافی ہونی چاہئے۔ آجکل مختلف پالشوں کے مصالحہ والی صافیاں بازار میں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ جس وقت جس قسم کی چیز مانجھنے اور جلا دینے کی ضرورت ہو اسی طرح کی صافی سے کام لے لیا جائے صافی کے دھونے سے وہ خاص مصالحہ دھل جاتا ہے۔ اسوقت کپڑا محض جھاڑن کے کام آسکتا ہے۔ کمرہ میں فالتو کاغذ رکھنا چاہئے تاکہ صفائی کرتے وقت کوڑا یا جلی ہوئی دیا سلائیاں وغیرہ ایک جگہ کاغذ پر رکھ کر باہر پھینکا جا سکے۔ اور کمرہ میں جگہ جگہ نہ جھڑے۔

بچہ کو مذاق کی تعلیم: بچوں کو موقع دینا چاہئے کہ وہ گھر پر اپنا دل کھول کر رہ سکیں۔ روک تھام سے ان کی روح افسردہ ہوتی ہے اور ہمت پست ہو جاتی ہے جن

بچوں کو مدرسہ میں یا باہر اپنے ہجولیوں میں گھر کی باتیں تفصیل سے کرتا دیکھ کر سمجھ لینا چاہیے کہ گھر پر اس کی بہت روک تھام ہوتی ہے۔ بچہ سے ظریفانہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ اس سے اسے سخت نفرت ہوتی ہے۔

ظرافت اور زندہ دلی بھی ایک جوہر ہے۔ اور قوموں کو اپنے اس وصف پر فخر ہوتا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ یہ فن گہوارہ میں سکھایا جائے۔ بچہ خود نہیں روتا بڑا آدمی اسے رلاتا ہے۔ بچہ گر پڑے۔ بڑا آدمی کہنے لگے۔ ارے ارے چوٹ لگ گئی کیا۔ بچہ فوراً رونے لگیگا۔ اگر اس کے گرنے کو ایسی ہنسی میں جس سے بچہ کھسیانا نہ ہو ٹال دیا جائے تو بچہ ہنستا ہوا اٹھے اور دنیا کی چوٹوں اور تکلیفوں میں اسے ہنسی خوشی رہنے کا سبق مل جائے۔

اتفاق سے معلوم ہوا کہ پانچ ماہ کے بچہ کا سر پٹی سے جا لگا وہ فوراً اپنی ماں کی طرف حیرت سے دیکھنے لگا کہ ایسے موقع پر وہ کیا کرتی ہے۔ مگر وہ ماں گھبرا کر بچہ کو گود میں لے لیتی ہے اور چمکارنے اور سر سہلانے لگتی ہے۔ لیکن باپ جو خود ہنس مکھ ہے اور بچہ کو اچھا سمجھ کر اس سے اسی طرح پیش آتا تھا ہنس پڑا۔ بچہ اسے تکنے لگا۔ باپ نے حیرت سے دیکھا کہ بچہ کی تیوری جاتی رہی۔ چڑھا ہوا غصہ اپنی اصلی حالت میں لوٹ گیا اور وہ مسکرایا۔ چونکہ باپ اب بھی ہنس رہا تھا بچہ کی مسکراہٹ زور کی ہنسی میں بدل گئی۔

بچہ کو ہنسی کی کیفیت نئی نئی معلوم ہوئی۔ اور وہ دل ہی دل میں خوش تھا کہ وہ بطور خود اسے کر کے دیکھے۔ اس بچہ کے ساتھ یہ ماجرا دیکھا گیا کہ جب کوئی اجنبی گھر آتا اور بچہ اس کے سامنے گر پڑتا۔ اجنبی گھر کی عادت سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ارے۔ ہائے کہہ کر اس کو دیکھتا تو بچہ بسورنے لگتا۔ پھر ماں باپ کی سخت جدوجہد سے وہ مسکراہٹ پر مائل ہوتا۔ بچہ کو چوٹ لگ جائے۔ اگر اس کی طرف دھیان نہ دیا جائے تو باوجود تکلیف کے وہ نہ روئے گا۔ آنسو آتے آتے رک جائینگے۔ لیکن کوئی سخت چوٹ آجائے تو یہ کرنا چاہیے کہ ایک ہنسی میں ٹالے، دوسرا اس کی چوٹ کیلئے تدبیر کرے لیکن اس میں کسی پریشانی اور گھبراہٹ کا شائبہ آنے نہ پائے۔ یہ بچہ شیرخوارگی کی عمر میں دل لگی سیکھ گیا۔ سال بھر کا ہوا چھت کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا کہ ماں باپ دیکھیں کہ وہاں کونسی ایسی ہی چیز ہے وہ اس سے حیران ہو کر پوچھتے کہ کیا چیز ہے تو وہ خوش ہوتا کہ الّو بنا دیا۔ اور ہنسی کے مارے وہ لوٹ جاتا۔ جب وہ دو سال کا ہوا تو اس نے چھوٹے چھوٹے سنگریزے جمع کئے اور دو مٹھیوں میں بھر کے منہ میں لے جاتا۔ ہر دفعہ ماں جو پاس بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی اونہہ اونہہ کر کے اسے منع کرتی۔ بیسویں دفعہ بچے نے منہ میں مٹھیاں رکھیں۔ گویا سنگریزے نگل رہا ہے اور کھانسنے لگا ماں نے بگڑ کر کہا کہ تو بڑا گندہ ہے اور اسے جھنجھوڑنے اٹھی۔ دونوں مٹھیاں منہ پر سے ہٹا کر زبردستی کھولیں۔ وہ خالی تھیں۔ بچہ قہقہہ مار کر ہنسا۔ ماں کو بہکا کر خوش ہوا۔

بندروں میں تنگ کرنے کی جو عادات ہیں وہ اس بچہ میں پائی جاتی تھیں۔ اس وقت وہ دو سال کا تھا۔ وہ بڑوں کو کچھ دینا چاہتا۔ جب وہ لینے کو ہاتھ بڑھاتے تو وہ ہاتھ ہٹا لیتا۔ یا وہ لکڑی یا چھڑی لے کر کسی بڑے کی طرف دوڑتا گویا مارنا چاہتا ہے اور بڑا کوئی آڑ لیتا تو ہنس پڑتا۔ ماما کا بچہ انہی دنوں ضائع ہو گیا تھا اسے اس طرح ڈراتا کہ پیچھے تک آتا اور اس طرح تھپکتا گویا اب گرا۔ وہ بھولی ہوئی تو تھی ہی وہ دہائی دیتی ہوئی اس کی ماں کو بلاتی تو وہ پیچھے ہٹ جاتا اور بہکا کر ہنستا۔

اس تذکرہ سے فیصلہ یہ ہے کہ شیرخوارگی میں ہی ہنسی بچہ کو

سکھائی جائے۔ اس سے اس میں ذہن رلیزی وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔

چھلکے

دری پر چکنائی کے دھبے باقی کاربونیٹ آف سوڈا BICARBONATE OF SODA فدا میں کے تھے

سے لگانے اور پوروں سے خوب رگڑنے اور برش سے صاف کرتے رہیں

جن سے ومال کا رنگ خراب ہو جائے۔ ۳ چھٹانک پنبہ

پانی میں ایک چھٹانک کریم آف ٹارٹر CREAM OF TARTAR ملاکر

۲۴ گھنٹے رومال اس میں پڑے رہنے دیں۔ اس کے بعد پانی سے دھوکر

خشک کریں۔

المونیم کی دیگچی میں پکتے ہیں جلنے کا داغ پڑ جائے تو ایک پیاز

اس میں ابالیں۔ جلا ہوا حصہ چھلکے کی طرح اوپر اٹھ آئیگا۔ دیگچی

بالکل صاف ہو جائے گی۔

سر دھونے کے پانی میں لیموں کا عرق ملادیں۔ بالوں کا اصلی

رنگ عود کر آئے گا۔ اور ان میں چمک بھی آجائے گی۔

لونیم LINOLEUM فرش دھونے کی بجائے پرافین

PARAFFIN سے اس کا سارا ملا جائے۔ اس سے وہ بالکل صاف

ہو جائے گا اور یہ صفائی دیرپا ہوگی۔ اور فرش کی عمر بھی اس سے

بڑھتی ہے۔

چمڑے کا گدا زیادہ میلا ہو جائے تو پہلے اسے خوب جھاڑیں تاکہ

گرد اتر جائے۔ پھر ایک اتنی بڑی ٹب لیں جس میں یہ گدا آجائے۔

اسے آدھا گرم پانی سے بھریں۔ اور صابن کے چھلکوں یا گھلے ہوئے

صابن کو اس میں ملائیں۔ اور چند قطرے مائع امونیہ LIQUID

AMMONIA کے ملائیں۔ اگر گدا زیادہ میلا ہو تو ایک چمچہ پرافین

PARAFFIN بھی ملائیں۔ ہاتھوں سے گدے کو اس میں اوپر نیچے

کرکے گوندھیں۔ اگر گدا صاف نہ ہو تو دوسرے صابن دار پانی میں

یہ عمل دوبارہ کریں۔ پھر صاف پانی سے دھو ڈالیں تاکہ صابن نکل جائے۔ گدا

دوبارہ خشک کریں پھر ہوا میں لٹکادیں تاکہ سوکھ جائے۔ اس عرصہ میں

بزم مسلمہ

جواب:۔ معلوم ہوا کہ بہن سعیدہ بنت شیخ صغیر احمد صاحب

مشن روڈ لودھیانہ کی ہمشیرہ زہرہ خاتون راہی عالم جاودانی ہوگئیں

انھوں نے بذریعہ "بزم مسلمہ" مرحومہ کیلئے قطعہ تاریخ وفات طلب

فرمایا ہے۔ مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وفات بزم مسلمہ میں درج فرمادیں۔

ممکن ہے انھیں پسند آجائے۔

قطعہ تاریخ وفات زہرہ خاتون بیگم فضل احمد منظور بی۔ اے ایل ایل بی

پس مُردن نہ کیوں انوار برسیں رُوحِ زہرہ پر

رہا جب زندگی میں فضل احمد دوستدار اُس کا

جو آنکھیں بند کیں میں نے بہ فکر سالِ فوت اختر

مجھے غفراں کدہ یکسر نظر آیا مزار اُس کا

۱۳۶۰ھ

نیازکیش اختر واصفی

یہ خبر نہایت افسوس سے سپرد قلم کی جاتی ہے کہ میرے عزیز

دوست مستری محمد رمضان صاحب (خریداری نمبر ۶۷۱۷ معرفت جی

ایم چوہدری صاحب لدھیانہ) کی اہلیہ محترمہ زینب بیگم عرصہ ایک ماہ

تین دن بیمار رہ کر مستری مذکور کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے کر

راہی ملک عدم ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ عرصہ سے رسالہ "مسلمہ" کی خریدار رہی ہیں۔ قابل افسوس

بات یہ ہے کہ مرحومہ کی شادی کو صرف تین ماہ تین دن ہوئے تھے۔ سب

بعض ان بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ نیز یہ کہ مستری صاحب اور مرحومہ کے عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ماسٹر شیخ محمد موضع بگا۔ حال جالندھر شہر

میں نہایت رنج و قلق کے ساتھ یہ خبر وحشت اثر سپرد قلم کرتی ہوں کہ میری دختر شریفہ بیگم ۸ اسال کی عمر میں طور کی بخار کی وجہ سے لائل پور سول ہسپتال میں چند روز بیمار رہ کر ۴ راگست سوموار کو سبکو روتے چھوڑ کر اس ملک فنا سے کوچ کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت عطا فرمائے اور ہم سبکو صبر جمیل بخشے۔

غمزدہ بیگم فتح محمد صاحب کلرک موضع لونڈی چک ۱۰۹ ج ب لائلپور

افسوس کہ "ایزی" صاحبہ بیگم حکیم اشفاق حسن صاحب لکھنؤ ایک قدیم خریدار "مسلم" بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۲۲ء اس جہان فانی سے بعد علالت ۴ ماہ رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

"ایزی" مرحومہ بمقام علیگڈھ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئیں۔ آپکے والد محمد ریاست اللہ فاروقی مرحوم و مغفور مراد آباد پولیس میں سب انسپکٹر تھے۔ آپ مشہور انشاپرداز ع۔ س نازک مرحومہ مغفورہ ایڈیٹر "صنف نازک" کی چھوٹی ہمشیر ہیں۔ بعد نازک مرحومہ کے عرصہ تک "ایزی" مرحومہ نے رسالہ مذکورہ کی نائب ایڈیٹری کی خدمات انجام دیں۔ آپکی شادی کا تیسرا سال تھا مگر کوئی اولاد بطور یادگار نہیں چھوڑی۔ آپکو مذہبی اور ملی رسالوں اور تحریکوں سے بہت دلچسپی تھی۔ صوم و صلوٰۃ کی سختی کے ساتھ پابند تھیں حتیٰ کہ ایام مرض الموت میں آپنے اشاروں سے نمازیں ادا کیں۔ ادارہ "دار التبلیغ سعادت" لکھنؤ کے جملہ پانچ اردو خطبات جمعہ جو اب شائع ہو چکے ہیں وہ سب آپکی تحریک اور تجویز کا نتیجہ ہے۔ آپکو ان خطبات میں بہت انہماک تھا اور انکی منوت نشر و اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو فردوس بریں میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین



نور فاطمہ۔ کوٹلیہ



انگیٹھی کے کپڑے کے لئے بیل

ناصر خاں ایم صفرانی - لاہور

ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کے لئے اور اس کے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کے لئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اس کے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے۔ ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے۔

سطر اول میں کلام الٰہی کی آیت۔ دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے۔ چوتھی سطر میں با محاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا						
وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ	اَلْ	مَلٰٓئِکَةِ	اُسْجُدُوْا
اور	جب	ہم نے کہا	کو		فرشتوں	سجدہ کرو
اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا: سجدہ کرو						

فی الحال اس کے سات پارے (پہلے پانچ اور آخری دونوں) شائع ہو چکے ہیں۔ آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے تاکہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپ کی خدمت میں بھیجے جائیں۔

ہدیہ فی پارہ ۸/۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (چھٹا پارہ زیر طبع ہے)۔

ملنے کا پتہ:

منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام، جالندھر شہر، پنجاب

قابلِ مطالعہ کتابیں

الفباءِ عربی

صوتی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۲ ر

الفباء اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے۔ مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کر کے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ قیمت ۲ ر

پیامِ اسلام

پیام اسلام: قرآن پاک کو صحیح طور پر سمجھنے اور وحدت ملی کو قائم کرنے کیلئے عربی کا سیکھنا لازم ہے۔

عربی کو جلد تر اور آسانی سے سیکھنے کے لئے رسالہ پیام اسلام جالندھر کا مطالعہ ضروری ہے۔

عربی زبان کے طلبۂ مدارس اور دوسرے اہلِ شوق کے لئے پیام اسلام بہترین معلم ہے۔

کیا صرف ۴ ر (چار آنے) مہینہ سے ایسے فاضل استاد کا حاصل کرنا خوش نصیبی نہیں ؟

تین روپے سالانہ چندہ پیشگی بھیجکر آج ہی پیامِ اسلام جاری کرا لیجئے۔

منیجر رسالہ پیام اسلام۔ جالندھر شہر

لُبابُ الاحیاء

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

مختصر الاحیاء (یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ۔ مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ ر)

نقشِ وفا

نگاشتۂ: حضرت نواب صدیار جنگ بہادر حسرتؔ

محترمہ معظمہ جناب نفیس دلھن صاحبہ ؒ زردانہ

"پاک جذبات نے دل و دماغ میں جو خیالات پیدا کئے اور جو (الحمدللہ) برسوں کے ساتھ میں زندگی کا دستور و آئین بنے، حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں۔ بارہ برس کے طرزِ عمل کو طرفین نے لباسِ الفاظ میں اہلِ نظر کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان مضامین سے ایک گھر کی بھی راحت و آرام میں کچھ ترقی یا اصلاح ہو تو ہم سمجھینگے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی" حسرت و زردانہ

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مُدیرہ : حُمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱۔ "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۲۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئے۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہو سکے گی۔

۳۔ چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ؍) ممالک غیر سے چار شلنگ۔ فی پرچہ ۲ ؍۔

۴۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا۔

۵۔ کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہئے۔

۶۔ خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے، ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہو سکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱۔ یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے۔ اسلئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مد نظر رکھا جائے۔

۲۔ زبان صاف اور سلیس ہونی چاہئے۔

۳۔ روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں۔

۴۔ مضمون مختصر ہو۔

۵۔ مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا۔

۶۔ پورا پتہ لکھئے گا، ورنہ مضمون درج نہ ہو سکے گا۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱۔ کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا۔

۲۔ کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے۔

۳۔ اجرت بہرحال پیشگی۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر

جلد ۱۱ | اکتوبر سنہ ۱۹۴۲ء شوال سنہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۴

چند گزارشیں

(ادارہ)

روزہ اور جنگ: جن لوگوں کی نظر دنیا کی اس خوفناک ترین جنگ پر رہی ہے اور وہ اس کے حادثات و واقعات سے باخبر ہیں۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ لڑنے والی قوتوں نے اپنے سپاہیوں کو لازمی ضبط، عام فوجی مستعدی کے ساتھ ساتھ سخت سے سخت ناموافق حالات میں لڑنے کی پوری تربیت دی ہے۔ مثلاً جرمنی نے بھی اپنے سرد ملک میں بسنے والے سپاہیوں کی ایک فوج کو اس طرح تربیت دی کہ اس نے افریقہ کے صحرائے اعظم کی جھلسنے والی ہوا اور کوئلوں کی طرح تپتی ہوئی ریت میں اس موسم میں طرابلس (لیبیا) اور مصر پر حملہ کیا جس میں حملہ آور ہونا عام انسانوں کے وہم و فکر سے باہر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سکندریہ کے مورچوں کی چٹان تک جا پہنچے جسے حالات سے بے خبر لوگ محال بلکہ ناممکن خیال کرتے تھے۔ اس قسم کی صعوبتیں اور مصیبتیں انسان اپنے خاص مقاصد کے لئے برداشت کرتا ہے۔

لیکن جو انسان دنیا کے سب سے بلند مقصد کے لئے زندگی کی جنگ لڑتے ہیں۔ اور امن کی حالت میں وہ ہر قسم کے حالات اور حادثات کا مقابلہ کرتے ہیں۔ انہیں کس قسم کی تربیت کی ضرورت ہے۔ توحید کا قیام اللہ کے بندوں کا سب سے عظیم مقصد ہے۔ اور اسے اس غرض سے اللہ اور اس کے رسول اور اپنی اللہ والی جماعت میں سے چنے ہوئے امیر کی اطاعت پر چلنا ہوتا ہے۔ اور باطل کی تمام قوتوں سے ہر وقت جنگ کے لئے انفرادی اور جماعتی طور پر تیار رہنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اس تربیت کے لئے جو احکام صادر فرمائے ہیں، روزہ انہی میں سے ایک حکم ہے۔ جس کا بڑا مقصد جہاں تقویٰ ہے وہاں اور بھی بہت سے فائدے پوشیدہ ہیں۔ جن کا ذکر آپ "مسلمہ" کے صفحات میں بھی بہت مرتبہ دیکھ چکے ہیں جن

لوگوں نے محض اللہ کا حکم مان کر تیس دن اپنے معدہ کو اللہ کی تمام نعمتوں سے محروم رکھا، اپنے تمام اعضاء کو ہر قسم کی برائیوں سے دور رکھا۔ وہ زندگی کی ایک خاص تربیت پا گئے یعنی "حزب اللہ" کے سپاہی ہیں۔ وقت آئے گا کہ تمام جھوٹے مقاصد رکھنے والے گروہ شکست کھا جائینگے اور یہ "اللہ کا لشکر" سب پر غالب آئیگا اور دنیا کو امن و راحت کی زندگی نصیب ہوگی۔

ایک خوشخبری:- ڈاکٹر محمد خان صاحب نے جو حکومت پنجاب کے نیوٹریشن افیسر ہیں اور خوراک کے معاملے میں سب سے بڑی مستند ہیں، ہم سے ازراہ کرم وعدہ فرمایا ہے کہ وہ "مسلمہ" میں محترم بہنوں کیلئے خوراک کے متعلق بہت مفید مضامین لکھتے رہیں گے۔ عورت کو باورچیخانے سے جو تعلق ہے اسکی بنا پر اسے اپنے بچوں اور تمام گھر کی صحت میں بہت دخل ہے۔ اسلئے یہ سلسلۂ مضامین بیحد اہم ہوگا۔ ہم مسلمہ بہنوں سے ملتمس ہیں کہ وہ ان ضروری مضامین کو نہایت غور سے مطالعہ فرمائیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کے دلی سپاس گذار ہیں کہ انہوں نے یہ وعدہ فرما کر مسلمہ کے مقاصد کو تقویت دی ہے۔

زنانہ جلسہ:- انجمن مدرستہ البنات کا نسوانی سالانہ جلسہ ۸ ماہ نومبر کو، اتوار کے دن کمپنی باغ جالندھر کے لیڈیز پارک میں پردے کی حسب سابق پوری پابندی کے ساتھ منعقد ہوگا۔ انشاءاللہ

جلسے میں دوسری ضروری اطلاعات اخبارات کے ذریعے شائع ہونگی کیونکہ مسلمہ کی تاریخ اشاعت پندرہ ہے۔ تمام بہنوں سے امید ہے کہ وہ اپنے اس قومی میلے میں پورے شوق سے حصہ لینگی اور اپنی تمام عزیزات اور سہیلیوں سمیت جلسے میں شامل ہونگی۔ امسال باوجود جنگ کے اثرات کے پوری طرح کامیاب بنانے میں انجمن اپنی تمام کوشش صرف کردے گی۔

مدرستہ البنات:- گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد ۲۶ ستمبر کو کھل گیا ہے۔ پڑھائی باقاعدہ شروع ہو چکی ہے۔

ضروری اطلاع:- "مسلمہ" کے پرانے خریداری نمبر تمام تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ خریدار حضرات نئے خریداری نمبر نوٹ فرمالیں۔ خط و کتابت میں ان نمبروں کا حوالہ ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

"مینیجر"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی قانونِ وراثت

(از قلم حضرت مولٰنا الحاج عبدالقیوم صاحب ندوی - کراچی)

اسلام نے عورت کو باپ دادا کے ورثے اور خاوند کی جائداد میں حصہ دیا ہے، جو عزت عورت کو بخشی ہے دوسرے مذاہب میں اسکی مثال نہیں۔ مولانا عبدالقیوم صاحب نے اس قیمتی مضمون میں ایک نقشہ دیا ہے جس سے ورثے کی تقسیم معلوم ہو جاتی ہے۔ اس نقشے کو محفوظ رکھا جانا چاہیئے۔ عورت کو ورثے سے محروم کرنے والے اس مضمون کا غور سے مطالعہ کریں۔

(ادارہ)

حامداً و مصلیاً۔ دورِ حاضر میں دولت کی غیر فطری تقسیم کی وجہ سے آج صدہا بلکہ ہزارہا اور کروڑہا فتنے فسادات پیدا ہو گئے ہیں۔ جس سے انسانیت سخت مصیبت میں مبتلا ہے عالمگیر تباہی و بربادی مسلط، اور ہولناک مصائب رونما ہیں۔ ایک طرف سرمایہ داری کا یہ عالم کہ دنیا کی دولت کا اکثر حصہ چند افراد کے خزانے میں رکا ہے۔ جس سے بداخلاقی اور بدکرداری، بدمعاشرتی اور بدچلنی، تکبر و غرور، عیاشی اور ظلم و ستم کی انتہا ہو چکی ہے۔ اور دوسری طرف فقر و فاقہ، افلاس اور تنگدستی ہے۔ دنیا کا بڑا حصہ نانِ جویں کا بھی محتاج ہے۔ جسکا لازمی نتیجہ چوری، ڈاکہ زنی، مکر و فریب، جنگ و جدل، حسد، کینہ، عداوت وغیرہ ہے۔

یہ نتائج ہیں، غیر فطری تقسیم دولت کے، جنکا روزانہ مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اسلام نے انہی قباحتوں کا تدارک کرتے ہوئے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک فطری قانون پیش کیا تھا جس پر چلنے کی بدولت کی افراط سے جو خوفناک فتنے برپا ہو سکتے ہیں، سب ختم ہو سکتے ہیں اور تنگدستی اور فقر و افلاس سے جو بد اثر پیدا ہوتے ہیں ان کا بھی انسداد ہو سکتا ہے۔ اور نہایت عمدہ، خوشگوار، پُرامن اور محبت سے بھرپور فضا قائم ہو سکتی ہے۔

اسلام دولت کی نہایت مؤثر اور فطری تقسیم کرتا ہے جسکا ایک بڑا طریقہ قانونِ وراثت ہے۔ وہ مشترک خاندان کی دولت کو تقسیم نہیں کرتا۔ بلکہ پورے خاندان پر اثر انداز ہوتا ہے جائداد مناسب حصوں میں تقسیم ہو کر خاندان کے بہت سے مستحق افراد کو مستفید کرتی ہے۔ اور تین پشتوں میں نہ صرف ایک خاندان بلکہ بہت سے خاندانوں کے افراد تک قابلِ اطمینان طریقہ سے حصہ رسد پہنچ جاتی ہے۔ اس قانون میں جدی اور خود پیدا کردہ منقولہ و غیر منقولہ جائداد کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس میں نہ استمراری ملکیت ہے۔ اور نہ رسموں کی وجہ سے کسی تغیر و تبدل کا امکان، یہ ایک فطری تقسیم ہے۔ جس پر انسان کی صلاح و فلاح، حسنِ معاشرت، بلندیٔ اخلاق اور امن و امان سکون و اطمینان کا دار و مدار ہے۔ اور اسکے خلاف میں ہر طرح کے فسادات اور فتنے پوشیدہ ہیں۔ جیسا کہ آج زمانے نے صدہا تلخ تجربوں کے بعد ظاہر کر دیا۔

اس جگہ یہ چیز نہایت ضروری ہے کہ مسلمان عموماً آج بیٹیوں اور بہنوں کو حصہ نہیں دیتے۔ وہ خوب کان کھول کر

سوں میں کہ قرآن نے ان کو حصہ دیا ہے۔ حصہ نہ دینا قرآن سے جنگ ہے۔ خدا سے جنگ ہے۔ اسکے رسول صلعم سے جنگ ہے۔ قرآن نے ترکہ کے قوانین کے سلسلہ میں جو سب سے پہلے دردناک الفاظ میں اعلان شروع میں کر دیا ہے :- اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝ (ترجمہ) بیشک جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ جہنم میں ڈالدیئے جائینگے۔ (نساء)

پھر قوانین بیان کرکے آخیر میں یہ الفاظ ارشاد ہوتے ہیں :-

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (ترجمہ) اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور رسول کی اور حدوں سے تجاوز کیا اللہ اسکو دوزخ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اور رسوا کن عذاب ہوگا (نساء)

لہٰذا ہر غیر قرآنی تقسیم حرام اور موجب جہنم ہے۔ اور حصہ مارنا آگ اور دائمی آگ ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا -

میراث کا قانون و تقسیم :-

اسلام سے پہلے عرب میں میراث صرف دو طریقوں سے تقسیم ہوتی۔ نسب یا عہد۔ نسب میں بھی یہ ضروری نہ تھا کہ سب کو ملے بلکہ صرف اسی کو ملتا جو سب کی طرف سے لڑ سکتا اس طرح چھوٹے بچے اور عورتیں مطلقاً محروم رہتے۔ عہد یہ تھا کہ مرنے والا کسی کو کہتا کہ میرا وارث تو اور میں تیرا۔ یا متبنےٰ بنا لینا۔ اس صورت میں کسی کو ترکہ نہ ملتا۔ اسلام آیا اور اس نے غلط اور ظالمانہ رواج کی اصلاح کی اور ایسی کہ آج اپنے نزدیک بڑی مہذب اور ترقی یافتہ قومیں آہستہ آہستہ اس کو اختیار کرتی جاتی ہیں۔ موٹے موٹے اور کام آمد حصص درج ذیل ہیں۔ سب سے پہلے میت کا قرض۔ پھر گور و کفن اور ثلث سے وصیت پوری کی جائے گی۔ پھر ترکہ تقسیم ہوگی۔ بشرطیکہ یہ ورثا مرتد نہ ہوں۔ یا مورث کو عمداً قتل نہ کریں۔ اور وارث و مورث میں دارین (دار الکفر و دار الاسلام) اور شرعی آزادی و غلامی کا اختلاف ہو۔

بیٹا :- شریعت نے جنکے حصے مقرر کئے ہیں۔ انکے بعد سارا ترکہ بیٹے کو ملیگا اگر ایک ہے۔ اور زائد ہیں تو برابر تقسیم کرینگے۔ پوتا قائم مقام بیٹے کے ہے۔

بیٹی :- (۱) اگر صرف ایک بیٹی ہے اور بیٹا نہیں ہے۔ تو نصف جائیداد کی مالک ہوگی۔ اور نصف دوسرے اعزہ حصہ داروں کو دیا جائے گا۔

(۲) اگر دو سے زیادہ ہیں، بیٹا نہیں تو کل جائیداد کے دو حصے انکو برابر ملینگے۔ اور تیسرے حصے میں اور اعزہ حصہ دار ہونگے۔

(۳) اگر بیٹی کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہے۔ تو اوروں کے حقوق دینے کے بعد بیٹوں کا دہرا اور بیٹی یا بیٹیوں کا اکہرا تقسیم ہوگا۔

باپ :- بیٹے یا پوتے پڑپوتے کی موجودگی میں کل جائیداد کا چھٹا حصہ ملے گا۔ نیز اگر میت کے بیٹا یا پوتا وغیرہ نہیں ہے۔ مگر بیٹی یا پوتی ہے۔ تو باپ کو پہلے چھٹا حصہ ملے گا۔ پھر ایک پوتی یا بیٹی ہے۔ تو کل جائداد کا آدھا۔ اور اگر ایک سے زائد ہیں تو جائیداد کے دو حصے لڑکیوں کو دے کر باقی جو بچیگا وہ بھی باپ کا حق ہوگا۔ اگر میت کے کوئی اولاد نہ ہو۔ تو ماں اور بیوی کا حصہ دے کر کل جائداد باپ کی ہوگی۔

ماں :- میت کی اولاد کی موجودگی میں کل مال کا چھٹا حصہ۔ اگر اولاد نہیں۔ مگر دو یا دو سے زیادہ بھائی ہیں تو بھی چھٹا حصہ۔ اگر میت کی اولاد یا بھائی بہن کوئی نہیں۔ تو کل مال کا

تیسرا حصہ۔ اگر اولاد یا بہن بھائی نہیں مگر میاں یا بیوی اور باپ موجود ہے تو پہلے شوہر یا بیوی کا حصہ دے کر باقی مال سے ایک تہائی ماں کو ملے گا۔ اور اگر صرف ایک بھائی یا بہن ہے۔ تو بھی اس کو مال کا تیسرا حصہ ملے گا۔

دادا:۔ دادا باپ کی جگہ ہے۔ اگر باپ نہیں تو دادا میت کے باپ کا حصہ پائے گا۔ مگر تین جگہ اختلاف ہے۔ اول یہ کہ باپ کی موجودگی میں دادی وارث نہیں ہوتی۔ اور دادا کی موجودگی میں ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ باپ کی موجودگی میں بھائی بہنوں کا حصہ نہیں اور دادا کی موجودگی میں ہے۔ سوم یہ کہ میت جب ماں باپ اور میاں بیوی کو چھوڑے تو باپ کی صورت میں شوہر یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی مال کی تہائی ماں کو ملتی ہے۔ اور دادا ہو تو سارے مال کی تہائی ملتی ہے۔

شوہر:۔ اگر بیوی کے اولاد ہے تو شوہر کو بیوی کے مال سے چوتھائی ملے گا۔ ورنہ آدھا ملے گا۔

بیوی:۔ اگر شوہر اولاد چھوڑ کر مرا تو بیوی کو کل مال کا آٹھواں اور اگر اولاد نہیں ہے تو چوتھائی۔

بھائی:۔ اگر میت کی اولاد اور ماں باپ کوئی نہیں تو بھائی کا حصہ ہے۔ مقدم عینی ہے۔ پھر علاتی اور دادھیال میں کوئی مرد نہیں ہے، تب اضافی بھائی بہنوں کو ملتا ہے۔ عینی سگوں کو علاتی جنکے باپ ایک ماں دو ہوں۔ اور اضافی اسکے برعکس۔

بہن:۔ بیٹا، پوتا، باپ، دادا میں سے کوئی نہیں تو بہن کو حصہ ملتا ہے۔ اگر ایک ہی ہے تو آدھی جائیداد۔ اگر دو ہیں تو ساری جائداد کی دو تہائی (⅔)، اگر بھائی بھی ہے تو اس کو دوگنا اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔ اگر میت کی صرف ایک بیٹی اور ایک بہن ہے تو آدھی بیٹی لے گی اور آدھی بہن کل جائیداد سے۔ اگر میت کے دو بیٹیاں اور ایک بہن ہے۔ تو دو تہائی (⅔) بیٹیاں اور ایک بہن لیگی۔ اگر میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی ہے تو بھی بہن کو ایک تہائی (⅓) مال ملے گا۔ اس طور پر کہ کل مال کا آدھا پہلے بیٹی لے گی۔ پھر آدھے کو تین حصوں پر تقسیم کرینگے ایک تہائی بہن کے بقیہ دو تہائی (⅔) میں جو بچے وہ پوتی کے ہوئے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

یہ نسب اور نکاح کے حصوں کا تذکرہ تھا۔ ان کے علاوہ رشتۂ ولاء سے بھی جائیداد میں وراثت جاری ہوتی ہے مثلاً کسی نے غلام آزاد کیا اور اس نے جائیداد چھوڑی۔ مگر کوئی شرعی رشتہ دار نہیں ہے تو سارا مال آزاد کرنے والے کا ہے۔ اسی طرح کسی نے کسی سے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ اگر میں تیری زندگی میں مر جاؤں تو تو میرے مال کا وارث اور تو میرے سامنے مر جائے تو میں وارث۔ پھر اگر ایسا ہی ہوا اور متوفی کے کوئی شرعی حصہ دار نہیں تو سارا مال معاہدہ کرنے والے کا ہوگا۔

ہم نے اس جگہ کارآمد اور ضروری حصے لکھ دئے ہیں اگر کہیں پیچیدگی پیدا ہو یا کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کی اس میں صراحت نہیں ہے تو کسی مستند عالم سے رجوع کیا جائے۔

میراث کے قوانین کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ تعلموا الفرائض وعلموها الناس، فانها نصف العلم۔

(ترجمہ) تم علم میراث سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ یہ علوم کا نصف ہے (حدیث شریف)

اسی طرح ایک اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ قرب قیامت میں سب سے پہلے جو علم اٹھا یا جائیگا وہ علم میراث ہوگا۔" (حدیث شریف)

...سلہ

آج جبکہ بظاہر آثار قیامت قریب معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس کے پیشتر آثار و علامات کا اظہار ہو چکا ہے۔ پیشین گوئی بھی تمام و کمال صادق ہو رہی ہے۔ یعنی لوگوں کا رجحان علم میراث سے اٹھتا جاتا ہے۔ اور عموماً مسلمان اس طرف سے سخت غفلت کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مسلمان مرد و عورتیں اس علم شریف کو سیکھیں اور اپنے بچوں کو سکھلائیں۔ اور اس سے بڑھکر اس پر عمل کرنے کی تاکید کریں اور خود بھی عمل کریں۔ تاکہ علاوہ اخروی فوائد کے دنیاوی فوائد سے بھی بہرہ ور ہوں۔ اور خدا کے غضب سے محفوظ رہ سکیں +

عورت کی آزادی کا اثر تمدن و معاشرت پر

(محترمہ حفیظہ بیگم صاحبہ)

عزیزہ حفیظہ بیگم صاحبہ ادیب عالم کا یہ مضمون بھی اسکے سالانہ امتحان کا پرچہ ہے جو مدرستہ البنات میں اپنے طور پر مدرسہ میں لیا گیا۔ اس سرخی پر لکھے جانیوالے مضامین میں یہ سب سے بہتر ہے۔ جسے بخوشی درج کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

عورت ایثار جذبات انسانی کی ایک مکمل تصویر اور جذبات لطیفہ کا ایک حسین ترین مرقع ہے۔ اسکی ذات غیرت اور شرم کی حامل اور ہمت و شجاعت پر شامل ہے۔ گویا ایک ایسی ہستی کو آزادی دینا کتنا ہے؟ کوئی زمانہ تھا عورت بالکل آزاد تھی۔ لیکن وہ آزادی تو موجودہ آزادی کے برعکس تھی۔ یہ صحیح ہے کہ عورت جب تک آزاد نہ ہوگی ملک کی ترقی محال ہے۔ یہ تو ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ ملک عورت کی پستی کے ساتھ ہی قعر مذلت میں گر جائیگا۔ اگر آج ہم کسی ملک کے تمدن و معاشرت کی ترقی کا اندازہ لگائیں تو سب سے اول ہمیں اس ملک کی عورتوں کی حالت ملاحظہ کرنی پڑیگی جس ملک کی عورت آزاد ہو وہ ملک یقینی طور آزاد ہوگا۔ لیکن اب سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ عورتوں کو آزادی کس قسم کی دینی چاہئے۔ کیا موجودہ آزادی جو یورپ کی تقلید میں ہندوستانیوں نے عورتوں کو دی ہے یا دینا چاہتے ہیں؟ یہ آزادی تو ملک کی ترقی کی راہ میں حائل ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ملک کو پستی کے عمیق ترین غار میں دھکیل رہی ہے۔ یہ آزادی جو آج ہندوستانی یورپ سے فارغ التعلیم ہو کر ہندوستان میں آکر ہندوستانی بھولی بھالی عورتوں کو دے رہے ہیں یہ ایک نہ ایک دن ضرور انہیں مردوں کے لئے وبال جان ثابت ہوگی جیسا کہ یورپ آج اپنی اس غلطی پر پچھتا رہا ہے۔ وہ کیوں پچھتائے جب اس کی گھریلو زندگی تباہ ہوگئی ہے۔ بچے دنیا

سب سے زیادہ آرام بخش گہوارے یعنی ماں کی گود سے محروم ہو گئے ہیں۔ جو پیدا ہوتے ہی معقول معاوضے پر تربیت گاہوں میں بھیجدیئے جاتے ہیں۔ اور ماں زیادہ روپیہ کما کر زیادہ خرچ کرنے کی دھن میں دفتروں اور کارخانوں میں پہنچ جاتی ہے۔ وبادیجیےنے کو ایک خود ساختہ ہوئی مصیبت سمجھکر اسے دور کر دیتی ہیں۔ اور کارخانوں سے لوٹ کر ہوٹلوں کے زیادہ سے زیادہ بل خوشی سے ادا کرتی ہیں۔ وہ ہر وقت ہر جگہ تنہا جا سکتی ہے۔ وہ صرف قانون کی پکڑ سے بچکر شخصی آزادی سے کامل طور پر فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ لیکن آہ ہندوستانی جو اندھے مقلد ہیں وہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اپنے آپ کو ڈبو رہے ہیں۔ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ اس آزادی کا اثر تمدن و معاشرت پر پڑکر کیا ہولناک صورت اختیار کر رہا ہے۔

میرا یہ مطلب نہیں کہ عورت کو آزادی سے بالکل محروم کر دیا جائے اور اس کو پردے کی طرح مقید کر دیا جائے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ آزادی جو اللہ تعالی نے عورت کو دی ہے عورت کو مرد کے برابر حقوق عطا کئے ہیں۔ ترکہ میں اسکو حصہ دیا۔ اپنے خاوند کے مال کی وہ خود مالک ہے، کسی مرد سے شادی اسکی مرضی پر چھوڑی، جب تک عورت خود رضامند نہ ہو وہ جائز طور پر کسی کی بیوی نہیں بن سکتی۔ اگر مرد سے اسے صحیح طور پر شکایتیں ہیں اور اس پر ظلم ہو رہا ہے تو وہ اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ وہ اپنے مہر اور اپنے پیسے کو اپنی مرضی سے صرف کرنے کی حقدار ہے۔ وہ ضرورت کے لئے گھر سے باہر جا کر کام کاج کر سکتی ہے۔ عورتیں ہی تھیں جو ایک دم سلطنتوں کی کایا پلٹ دیتی تھیں۔ ہندوستان کی تاریخ میں رضیہ سلطانہ اور چاند بی بی وغیرہ ہستیاں ہیں جو درخشندہ ستاروں کی طرح آسمان شہرت پر چمک رہی ہیں۔ وہ عورت ہی تھی جس نے اپنی قرآت کے سوز سے عمر جیسے جلیل القدر اور بارعب صحابی کی دنیا بدل ڈالی تھی۔ رسول خدا کے زمانے میں صحابیات برابر جنگ میں شریک ہوتی تھیں۔ بھلا انکے بہادرانہ کارناموں سے کون واقف نہیں۔ لیکن آہ آج ہندوستانی عورت اپنے تمام پچھلے اوصاف کھو بیٹھی ہے بلکہ اسکو انکے کھو دینے پر مجبور کیا گیا۔ کس نے؟ میں تو بلا پس و پیش کہونگی کہ ہندوستانی مردوں نے۔ اس کا بین ثبوت آج ہمارے سامنے کالج اور یونیورسٹیاں ہیں جنکی مخلوط تعلیم ہندوستانی عورتوں کو ان کی تہذیب و تمدن اور معاشرت کو بگاڑنے کا موجب ہو رہی ہے۔ کیا یہ جو آج ہندوستانی مرد عورتوں کو مغرب کے رنگ میں رنگ رہے ہیں کیا یہ ان کو آزادی دے رہے ہیں؟ یقیناً انکا یہی خیال ہے کہ آج ہم عورتوں کو آزادی دے رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہی آزادی انکی اور ہماری بربادی ہے۔ یہی یورپ اپنی عورتوں کو بے مہار کر کے پچھتا رہا ہے۔

جو آزادی اسلام نے عورت کو آج سے تیرہ سو سال پہلے دی تھی اسکو صحیح معنوں میں ہم آزادی کہہ سکتے ہیں۔ آج دوسرے ممالک مسلمانوں کے آئین اختیار کر رہے ہیں اور اپنی خواتین کو وہی آزادی دینا چاہتے ہیں جو اسلام نے کئی سو سال پہلے دے رکھی ہے۔

اب مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے گروہ میں آزادی کی امنگ پیدا ہو چلی اور عورتوں کو خود اپنی ذلت کا احساس ہو رہا ہے۔ وہ اپنے دیرینہ اوصاف کھو کر آج ضرور

پشیمان ہیں لیکن وہ آزادی کے اصل مفہوم کو نہیں سمجھیں جسطرح وہ یورپین لیڈیوں کو دیکھتی ہیں آنکھیں بند کرکے انکی تقلید کرنے پر تل جاتی ہیں انکو یہ احساس ہی نہیں کہ ہم کیا تقلید کر رہی ہو گئیں اور آئندہ کیا بنتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے بے پرواہ ہیں

موجودہ آزادی کی کششوں میں سے ایک شے مخلوط تعلیم بھی ہے۔ یعنی جوان لڑکے اور لڑکیاں یکجا بیٹھ کر [illegible] تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ اسلوب تعلیم جو [illegible] پیدا ہو رہا ہے۔ ملک کی ترقی کی راہ میں [illegible]

کیا یہ درست ہے کہ جو تعلیم عورتوں کو دی جائے وہی مردوں پر لازمی ہے۔ یا جو تعلیم مرد حاصل کریں وہی عورتوں کیلئے مخصوص ہو۔ ذرا خیال کرنے کا مقام ہے کہ کیا فارغ التحصیل ہو کر یہ دو ہستیاں ایک راہ پر گامزن ہونگی؟ نہیں بلکہ ان کی راہ جدا جدا ہوگی۔ دنیا کی جدوجہد میں حصہ لینے کے لئے عورت اور مرد کے کام بالکل مختلف ہیں۔ عورت کے سپرد ایک گھر کی سلطنت ہے۔ گھر اسکی رعایا ہے اور یہ ملکہ۔ بچوں کا بار عورت کے ذمہ ہے۔ آئندہ نسلوں کی بہتری کی جس قدر عورت ذمہ دار ہے مرد ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن مرد! اسکے ذمہ تو نہایت ہی اہم کام ہیں۔ یعنی حصول معاش جو قدرت کی طرف سے اس پہ لازمی ہے۔ اور بھی بہت سے مشکل کام مرد ہی سر انجام دے سکتا ہے۔ پھر بتائیے ایسی حالت میں مخلوط تعلیم کہاں تک بہتری کا باعث ہو سکتی ہے۔ یوں تو عورت کو تعلیم دینے کی آوازیں آج ہر طرف سے بلند ہو رہی ہیں۔ لیکن افسوس آجتک یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی کہ عورت کو کس قسم کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ عورت کو آزاد کر دینے کی امنگ بھی اکثر دلوں میں ہے لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ آزادی کہاں تک مفید ہے۔ آیئے ذرا سوچیں کہ عورتوں کو کہاں تک تعلیم اور آزادی کی ضرورت ہے۔ یہاں پر پھر یہی کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ مغربی تعلیم تمدن و معاشرت کے لئے نہایت ہی مضر ثابت ہو رہی ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ انکے لئے کونسی تعلیم ہو جو انہیں بہتر بیویاں اور بہتر مائیں بنا سکے۔ جس تعلیم سے تمدن و معاشرت بہتر ہو سکے۔

وہ مذہبی تعلیم ہے۔ جو ہمارے رسول کریم عورت کو دینے کا حکم دے رہے ہیں۔ یہی تعلیم عورت کے تمدن و معاشرت کو بہتر بنا سکتی ہے۔ پچھلے زمانہ میں سب عورتوں نے یہی تعلیم حاصل کی تھی۔ جسکی رو سے تاریخ کے اوراق روشن ہو رہے ہیں اسلام کو بجا ہے کہ اپنی نامور ہستیوں پر فخر کرے۔

عورت کے لئے سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم لازمی ہے اسکی ابتدائی تعلیم مذہبی ہو اور جائز طور پر وہ مغربی تعلیم بھی حاصل کر سکتی ہے۔ بچوں کے رکھ رکھاؤ اور امور خانہ داری سے عورت کو پوری واقف ہونا چاہیئے کیونکہ عورت کا سب سے اہم کام یہی ہے۔

اب رہا آزادی کا معاملہ، یہ بات ایک دفعہ پھر کہنی پڑی کہ ملک تمدن و معاشرت کی ترقی کا راز عورت کی آزادی میں مضمر ہے۔ لیکن وہ آزادی نہیں جو مخلوط تعلیم یا سینما دیکھنے یا بغیر پردہ رہ کر عورتیں حاصل کر سکتی ہیں۔ آہ موجودہ آزادی کسقدر خطرناک ہے۔ عموماً ایک ایم۔ اے پاس لڑکی کسی پکنک یا ٹی پارٹی میں ہی اپنا وقت خوش اسلوبی سے گزار سکتی ہے گھر کے کام کاج سے تو اسے کوئی سروکار نہیں۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک مسلمان لڑکی مردانہ محفلوں میں نیم عریاں لباس

میں نظر آتے۔ مسلمانوں کے لئے عبرت کا مقام ہے۔ اس کو ہم آزادی نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ تو تقلید ہے مغربی عورت کی جسے ہمارے نفس نے پسند کیا۔

اگر عورت کے وہ حقوق جو اسلام نے عورت کو دیئے ہیں مردوں کی خودغرضی اور ناانصافی کی وجہ سے یا عورتوں کی بے پروائی کی وجہ سے ان سے چھین چکے ہیں، ان کو واپس کر دینے چاہییں ... نتیجہ ... اس کو تسلیم (۲) چاہئے تو اس کو ہم عورت کی ترقی کہہ سکتے ہیں۔ اگر عورت ترقی کرے گی تو ملک کی ترقی بھی یقینی ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ تہذیب تمدن اور معاشرت پر کیا اثر پڑتا ہے۔

سدا خوش

(محترمہ آنسہ زینب دودھا)

وہ ہمیشہ مسکراتی تھی۔ اس کا کوئی نہ تھا کوئی عزیز ہمدم یا محب نہ تھا۔ لیکن پھر بھی وہ مسرور رہتی تھی۔ وہ کہتی "غم ان سیاہ بادلوں کی طرح ہے جو ہم پر چھا جاتے ہیں ایسی چیز سے گھبرانا حماقت ہے۔ جس طرح بادل چھٹ جاتے ہیں غم بھی ضرور چھٹ جائے گا۔ ہمیں لازم ہے ہم صبر کریں مسرت کی کرنیں خود ہماری زندگی کو جگمگا دیں گی۔"

ایک دن ایک خاتون نے بیگم جمیل سے ماہ نو کی بابت گفتگو کی۔ اور حیرت سے کہنے لگیں۔ "تعجب ہے۔ یہ لڑکی ہمیشہ بشاش کیونکر رہ سکتی ہے!"

"ہاں بہن! یہی تو میں بھی سوچتی ہوں۔ معبود جانے! یہ اس قدر خوش مزاج کیسے ہوئی؟ زیادہ حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ اس کا کوئی ہے بھی نہیں۔ اور پھر بیچاری ہے بھی غریب..... کبھی کبھی تو سچ مچ میں اسے افسردہ دیکھنا چاہتی ہوں، تین سال سے یہ میرے پاس ہے لیکن میں نے کبھی بھی اسے مغموم نہیں پایا۔ حیرت ہے حیرت!!"

"واقعی عجیب لڑکی ہے۔" دوسری خاتون نے کہا۔

یہاں یہ لوگ ماہ نو کی نسبت یہ رائے زنی کر رہی تھے اور ادھر ماہ نو باورچی خانے میں گا رہی تھی۔ وہ کیا گا رہی تھی؟ ایک خوشی کا گیت! مسرت بخش گیت!! ایک چھوٹے سے پرند سے اس نے دوستی کی تھی۔ اور گا گا کر کہہ رہی تھی کہ اسے ایک ہمدرد دوست مل گیا جو اسے بھائی سے زیادہ عزیز تھا۔

اس کے گیت نے صاف ظاہر تھا کہ بیبیاں غلطی کر رہی تھیں کہ ماہ نو بے یار و مددگار ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جو معبود اقدس کو اپنا دوست سمجھتے ہیں انہیں دوستوں کی کمی نہیں ہوتی۔

بیگم جمیل مہمان خاتون کو رخصت کر کے اپنے کمرے میں گئیں۔ کچھ دیر بعد وہ چلائیں۔ "آہ ماہ نو جلد آنا۔ دیکھو بلی نے کیا کر دیا۔"

ماہ تو بیگم کی آواز سنکر اوپر دوڑی۔ وہاں جا کر اس نے دیکھا کہ فرش پر روشنائی پھیلی ہوئی ہے۔ کچھ دیر وہ خاموش کھڑی رہی۔ مگر جلد ہی معصوم تبسم اسکے ہونٹوں پر رقص کرنے لگا وہ بولی "کوئی مضائقہ نہیں بیبی ابھی صاف کئے دیتی ہوں"

بیگم۔ "تم نے آج ہی فرش دھو یا تھا مجھے افسوس ہے کہ میں نے اسے غلیظ کر دیا"

"کوئی بات نہیں بیگم صاحبہ! پھر صاف کر دونگی" ماہ تو نے کہا اور فرش صاف کرنے لگی۔

بیگم "اچھا ماہ تو! ایک بات پوچھتی ہوں۔ سچ سچ بتانا۔ تم اتنی خوش مزاج کیسے ہو؟

ماہ تو کا پیارا چہرہ شرم سے گلابی ہو گیا۔ "جی جی ... میں در اصل خوش مزاج نہیں ہوں بیگم صاحبہ۔ بات یہ ہے کہ جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑتی ہے تو میں اپنے آسمانی دوست (اللہ میاں) سے مدد مانگتی ہوں۔ وہ میری مصیبتوں کو دور کر دیتے ہیں"

بیگم۔ "اب مجھے معلوم ہو گیا تمہارا نسخہ۔ میں بھی اسے استعمال کرونگی"

ماہ تو جواب میں مسکرا رہی تھی۔ (انگریزی سے ترجمہ)

ضروری التماس :-

دائرہ میں سرخ نشان ◯ سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ رسالہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا جسکے زائد اخراجات سے بچنے کیلئے بہترین صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیئے۔ بصورت عدم قبولیت اخلاقی فرض ہوگا کہ دفتر ہذا میں اطلاع دیجائے۔ نئے خریداری نمبر کا حوالہ ضروری ہے۔

"مینجر"

میری تعلیم اور مطالعہ

(از محترمہ خدیجہ بنت ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ بی۔ ایچ۔ لکھنؤ)

ابھی کچھ عرصہ ہوا محترمہ مدیرہ بیگم سید ابو الخیر صاحب نے "مسلمہ" میں اسی قسم کا ایک مضمون لکھتے ہوئے تحریک کی تھی۔ کہ دوسری بہنیں بھی اس مفید سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے مضامین لکھیں کہ انکی علمی لیاقت کی تحصیل میں کن کن مفید کتابوں کو دخل ہے۔ اس طریق سے اچھی اچھی کتابیں بھی سامنے آجائینگی۔ اور مفید کتابوں کی ایک فہرست بھی مرتب ہو سکیگی۔ جو دوسروں کے لئے مشعل راہ ہو سکتی ہے۔ عزیزہ خدیجہ سلمہا کی سعی بخوشی قابل قبول ہے۔

(ادارہ)

خدا تعالیٰ کا میں لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے آج مجھے مضمون لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو غلطی مجھ سے سرزد ہو جائے امید ہے کہ آپ معاف فرمائینگی۔ میرا دل مضمون لکھنے کو عرصہ سے چاہتا تھا۔ لیکن ملکہ نہ آنے کی وجہ سے نہ لکھ سکی۔ میں نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے ایک عزیز سے شروع کی تھی۔ تھوڑے سے عرصہ کے بعد میرے لئے ایک استاد رکھے گئے۔ میں نے کلام پاک انہی سے ختم کیا۔ مولانا اشرف علی کی بہشتی زیور اور فارسی پڑھی۔ پھر میں نے اپنے جد امجد مولانا حکیم سید عبد الحی صاحب کی لکھی ہوئی تعلیم الاسلام، نور الایمان اور مولانا کفایت اللہ صاحب کی تصنیف کردہ تعلیم الاسلام پڑھیں۔ اسکے بعد قرآن شریف میں سے سورۂ یٰسین، سورۂ رحمٰن، سورۂ واقعہ یاد کیں۔ اسکے بعد میرے استاد سے میرا پردہ ہو گیا اور پھر میں نے اپنے والد ماجد مولوی حکیم سید عبد العلی صاحب سے عربی کی کتاب حکایات الاطفال شروع کی۔ جو مدرسۃ البنات کے عربی نصاب میں داخل ہے۔ اور ابھی میری عربی کی تعلیم جاری ہے۔ عام مطالعہ کی کتابوں میں سے میں نے سیرت عائشہؓ، الصالحات، اسوۂ صحابہ، حکایات صحابہ اور رہبر انسانیت اور مولانا حالی مرحوم کی مسدس اور چپ کی داد اور اقبال مرحوم کا شکوہ، جواب شکوہ اور مولانا جعفر تھانیسری مرحوم کی تواریخ عجیب اور اپنے عم مولانا سید ابو الحسن علی صاحب کی سیرت سید احمد شہید پڑھیں۔ مجھے ان کتابوں سے بڑی دلچسپی ہے۔ اور مجھے ان سے بڑا فائدہ ہوا اور اسی طرح کتابیں پڑھتی رہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھکو توفیق دے کہ میں اپنی تعلیم خیریت سے سرانجام دوں۔ مجھے امید ہے کہ میری ہم عمر بہنیں اور "مسلمہ" کی پڑھنے والی لڑکیاں اسی طرح اپنی تعلیم اور مطالعہ کے حالات لکھیں گی تاکہ مجھ کو نئی نئی کتابیں معلوم ہوں اور ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچے۔

بی بی پٹھانی

مشتری نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا :

"بی بی ! مجھے آج رمضان کے آتے ہی اپنے وہ دن یاد آگئے ہیں جب میں اور تمہارے چچا دونوں اپنے وطن لکھنؤ کی ایک ہمسائی یاد آگئی - یہ بھی مسلمان بیوی تھی ، وہ مجھے کبھی نہیں بھولتی - میں تمہیں اس کی بات سناتی ہوں - یہ بہت دیر کی بات ہے - میرا بچہ جو بہرا ہونے کے لئے میرے ساتھ آیا تھا گود میں تھا ۔"

"پہلے بھادوں کے دن تھے ۔ میں دن بھر چرخہ کاتتی اور دوسرے کام کاج کرتی رہی - لیکن روزہ رکھنے کا بہت شوق آیا تو جی چاہا کہ کوئی چٹپٹی چیز ہو - پٹھان کا چچا بھی سویرے کہہ گیا تھا کہ دل سے کوئی خوب مرچ مسالے والی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے - اردوی کچالو اسے بہت بھاتے ہیں - اور وہ خوش ہو کر کھاتا ہے - میں ابھی اسی چار میں تھی کہ اسی پاس بچارے سے گذرں اور چولہے پر دم دوں کہ پٹھان کا چچا سمجھا تو ، ہاں دیکھ کر کچھ سویرے ہی آتا دیکھا - میرا من اسکی اس صورت سے خوف سا گیا - اس نے ابھی تک ہاتھ پاؤں رکھے نہیں تھے کہ میں نے اس جلدی آجانے کا کارن پوچھا تو اس نے پانی کی دو گاگریں رسوئی کے چبوترے پر رکھ کر کہا :

"یہ پٹھان آج بچہ اور دہلی ہے یا تھوڑی کالی مرچیں ہیں - خوب رچی مسالہ اور چٹخارے دار بہت مزیدار بنا رکھا - اور کشوری لال کی استری نے دئے ہیں - میں نے کہا تو کہیں ترکاری نہ خرید لاسکے - میں نے اپنا کام جلدی سے بھگت لیا کوئی تیسری آدھی آئی - آج ذرا کھلے دل سے چاٹ - مسالہ تیز رکھنا"

میں نے اسی اچھا کہا پانی کرنے میں بہت تکلیف ہوئی بھگت لی - تیل بھی کھلے دل سے ڈالا - اور ہم سبھوں نے دو تین پیٹ بھر بھر کے کھائی -

جوں جوں رات پڑتی گئی - تکلیف بڑھتی گئی - پٹھان کا چچا چرپرے پن کی وجہ سے ہاتھ مارنے لگا - میری آنکھیں بھی بند ہونے لگیں -

(ایک سچی کہانی)

میری آنکھ لگ گئی - میرے ذہن ایک جھٹکے سے کھلے تو مجھے پیٹ میں کچھ درد سا معلوم ہوا - دونوں بچے سو رہے تھے - میں نے آکاش کو دیکھا تو آدھی رات بیت چکی تھی - درد بڑھنے لگا اور میرے منہ سے ہائے ہائے نکلنے لگی - سوچا کہ پٹھان کا چچا بہت مشکل سے چپ لگا کر گہری نیند سویا ہوا ہے میں اسے کیوں جگاؤں ؟ میں نے درد کو بہت دبایا - مگر وہ تو لہریں مارنے لگا

بی بی ! آخر میں بندہ ہی ہوں - اس وقت کوئی پہلی میں کچھ ہائے ہائے کرنے لگی - مگر پٹھان کا چچا گہری نیند سو رہا تھا اور میرے دونوں بال بچے - ایکا ایکی اس زور سے میرے پیٹ میں سول اٹھا کہ میں نے کئی پورے زور سے چیخیں ماریں - میرے دونوں بال اٹھ بیٹھے اور مجھے روتی دیکھ کر وہ بھی رونے لگے - میں انہیں چپ کراتی پر ان کے مجھ سے بھی کچھ ہوتی کو بیتا میں دیکھ کر لمحات نے - اور چیخیں مار مار کر رونے لگے وہ تو پہلے ہی ایسا بے چین ہو گیا تھا کہ ڈھول پیٹو تو نہ اٹھے اور آج تو خوب پیٹ بھر کے اور بے سدھ ہو کر سویا تھا - دو گھڑیوں سے میں مچھلی کی طرح تڑپ رہی ہوں پر اسکے کان پر جوں نہ رینگی - بڑا بال ذرا سیانا تھا - اسے بہت دکھ ہو رہا تھا " ہائے چچا ! میری بی بی کو کیا ہو گیا ! وہ یہ کہہ کے باپ سے لپٹ گیا - بچے کی چیخ اسکے کان میں پاس سے پڑی تو اس نے بھی آنکھ کھولی -

"کیا ہوا تم لوگوں کو ؟" اس نے کہا اور اٹھ کے بیٹھ گیا -

بچہ نے پھر چیخا " ہائے چچا میری بھابی کو کیا ہو گیا !

میں نے روتے ہوئے کہا " میرے پیٹ میں سول اٹھ رہا ہے "

" [illegible] لیتی ہوتی ! " اس نے کہا -

میں نے پھر روتے ہوئے کہا " میں نے کھا دیکھی ہے - ہے ! ہے ! ! ایک نہیں دو بار ، آ ! آ ! ! آہ ! " وہ تو ٹلتا ہی نہیں - ایں ایں ! میں جانوں کسی بیری نے جادو چلا دیا ہے " اے آئے اے رام ! اس بندی نے کیا پاپ کیا ہے اسے اس کا بچہ پہ

نہیں، تو ان ننھے ننھے موہنوں پر ترس کھا۔ آ آ آ ہی مرنی ہے رام!
باہر سے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میرے مرد نے پوچھا۔

کون ہے؟

"ماڑو، تمہارے ہاں یہ کیسا کہرام مچا ہے۔ سب خیر تو ہے؟"

"میاں جی! منی کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے" یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف لپکا اور کنڈی کھول کر باتیں کرنے لگا

میں نے بھی آواز پہچان لی تھی۔ یہ ہمارے پڑوسی تھے کچہری میں نوکر تھے۔ پٹھان تھے۔ بہت بھلے مانس تھے۔ کوئی سال بھر سے ہمارے پڑوس میں رہتے تھے۔ کبھی ان کی آواز نہیں سنی کبھی کسی پر آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ سب گلی محلے والے ان کو سراہتے ہیں۔ بی بی اچھوں کو سبھی اچھا کہتے ہیں۔ میں تو ہمت اس میاں کے سامنے جھکتی نہیں چاہتی تھی لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ وہ تو پل بھر میں لوٹ گئے۔ پیچھے کے چھجے آ کر کہا کہ بی بی پٹھانی ہماری پڑوسن آ رہی ہیں تمہارے پاس۔ کہا ہے کہ مرد ذرا باہر چلے جائیں۔ عورتوں کو روگ میں عورتیں ہی اچھی خدمت کرتی ہیں۔"

میں بھونچکا سی رہ گئی۔ من میں کہا وہ تو پردے میں رہتی ہیں اتنا پردہ کرتی ہیں کہ سال بھر ہوا یہاں آئی تو کبھی گھر سے باہر پاؤں نہیں رکھا۔ کبھی ان کی آواز نہیں سنی۔ ہم لوگوں کے ہاں کیسے آئیں گی؟ ہماری ہندو بنگالی دیویاں بھی ہم کمین لوگوں کے ہاں نہیں جاتیں وہ تو مسلمان ہیں اور پٹھان ہیں۔ اونچی جات کی مسلمان دیوی کیا ہم ہندو کمین لوگوں کی سڑی ہوئی کٹیا میں آئیں گی؟ میں نے اپنے من کی یہ باتیں منوں سے چھپا سے بھی کہہ دیں وہ کہنے لگا:۔

"بھگوان نے سبھی جاتوں میں بھلے لوگوں کو جنم دیا ہے۔ دکھ کے وقت وہ سب کی سیوا کرتے ہیں چھوٹائی بڑائی نہیں دیکھتے اری

تم نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔ بات درد سے چھوڑ کر میں تھوڑی دیر کو چپ ہو گئی۔ درد نے کچھ سانس لینے دی۔ اس نے بات شروع کی

اور کہا۔ ایک پہونر مسلمان ماموں والے گاؤں میں رہا کرتے تھے

جو بڑے پیر تھے۔ بڑی تپسیا والے تھے۔ سائیں جی کہتے تھے۔ وہ بھی پیتے تھے۔ بڑا نشہ بھی کرتے تھے کسی سے کچھ لیتے تھے کئی لوگوں کو اپنی گرہ سے کچھ دے دیتے تھے۔ کسی نے کچھ سیوا کے لئے بہت جوڑ دیا تو لے لیا پر سب کچھ وہیں بانٹ دیا۔ کہتے ہیں وہ بڑے پہنچے ہوئے تھے وہ سب کی سنتے تھے۔ اونچ نیچ سب انہی سے وابستہ تھے پر بھنگیوں شودروں کے ہاں بھی جاتے دیکھا ہے۔ رب کے بندے سب بھلے ہیں۔ وہ جات پات نہیں جانتے۔ بھگت کبیر نے کہا ہے

"جات پات پوچھے نہ کوئی ہر کا بھجے سو ہر کا ہو"

کلیان سنگھ نے پھر آواز دی تو منوں کا چچا باہر چلا گیا۔

دروازہ بند ہونے اور اندر سے کنڈی لگنے کی آواز آئی۔

"اللہ تمہیں آرام دے! خدا اپنا رحم کرے! کیا تکلیف ہے؟"

دیکھا تو بی بی پٹھانی آ گئیں۔ اس کے کالے برقعے پر میرے دیئے سے ایسے دکھائی دیتا معلوم ہوتا تھا مگر عورتوں کی طرح وہ چلتا ہیں نہ کرتی۔ اس نے اپنا برقعہ رکھنے کیلئے آنگن میں کیل ڈھونڈا۔ وہ چھوٹا تھا۔ برقعہ میرے پائنتی پر رکھ دیا۔

میں نے درد سے کراہتے ہوئے کہا: رام تمہارا بھلا کرے۔ بی بی اچھے اور پاپ نہ کرو۔ یہی تمہاری کرپا ہے کہ منگتے کی کٹیا میں آ گئے۔ ہم گریبوں کا چھوا پانی پیلی، ہمارے کپڑے گندے۔ یہ بھی میلا ہو گا۔

کوئی بات نہیں بہنی! تم اپنا حال تو کہو!

میں نے اسے اپنا سارا دکھ بہت مصیبت سے کہہ

اچھے پڑوس والی وہ دین میری چارپائی کی پاٹی پر دونوں
پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئی اور ہاتھ اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگی ... کہنے لگی
کہ پیٹ پر سے کا دایاں کر رہا ہے کہ یہاں سے ہوتے ہوئے مکان
میں پڑوسیوں کی بچی نہیں پہنچی۔

میں نے کہا دیکھو یہ ہماری بہن بھی ہیں ... نہیں پڑی
ہم ... ہیں ... پیٹ کو ... ان کی ... جگہ بچایا
اپنا خدا کبھی چھپا دیتا ... ابھی ... جاؤں
... ابھی بچی ... ۔

یہ کہکر وہ اٹھی ... طرف ... ہاتھ میں
کسی سے کچھ باتیں کرنے لگی ... پاس آکر
بیٹھ گئی ... میرے ... کی جگہ کو دبا
دھیرے دبانے لگی ... میرا جی کچھ ٹھہر سا گیا یوں معلوم ہوا
ہوتی ... آگیا ہے ... ہو گیا ... کہ ...
دور ہو جائے گا ... پل بھر بعد ... نے ... یا ...
اور ... کو ... کرکے ہاتھ میں ... لئے آئی ... رکھی
رکھی۔ اس میں ... تھا ... میرے پیٹ پر مالش کرنے لگی

میں نے پوچھا "بی بی یہ تیل ہے؟"

اس نے کہا "ہاں!"

میں نے چاہتے کہا بی بی تمہیں ... تیل ... ہوتا؟

اس نے کہا۔ تو کیا ہیں تمہیں تمہارے ... دکھ ... کر
نہیں لائی۔ یہ تیل بھی تو تمہارا ہی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ اب تم ذرا
بالکل چت لیٹی رہو۔ ... پیٹ کو ...
بائیں سے دائیں اور اوپر سے نیچے۔ یوں اور یوں ...
یوں۔ ایسی مالش تو کچھ پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ مجھے کچھ سہلتا معلوم
ہوئی۔ وہ دیر تک ملتی رہی۔ اور میری ... باتیں کرتی رہی
اسکی آواز بہت ہی ... تھی۔ کبھو کوئی ... معلوم ہوتی تھی اس کی
باتیں کیا تھیں پھول جھڑتے تھے۔ یا وہ منتر تھے جو کوئی دیوی
پڑھتی ہو۔ مجھے بہت ارمان معلوم ہوا۔ اس ... جی چاہے ... مان

دیکھا تو کہا:

"سنو! ... ہی تھی نہ کراہنے چیخنے کی آواز سے میری
... میں نے ... اور کہا کہ معلوم کرنا چاہئے کون تکلیف
میں ہے ... کیا دیکھتے ... کون ... وہاں ہے ... تو کہا کہ
تمہارے پڑوس ... پیٹ میں سخت درد ہے۔ وہ کراہتی ہے۔ اور اس
کے ننھے ننھے بچے بھی ساتھ رو رہے ہیں۔ میں نے دیر تک دیکھا کہ
... جب تمہارا درد ... تو نہیں کہا کہ اب میں
اسکی مدد کو جاتی ہوں۔ ... کو ذرا باہر کرا دیا جائے"۔

پیٹ ہے تو اسے زیادہ کچھ زیادہ کھا لئے اور ہضم نہیں ہوئے"۔ اتنے میں
... کنڈا ... وہ ... کو ... لوٹی تو انگیٹھی اٹھائے آ
رہی تھی۔ آگ سے بھری ہوئی انگارے ہی انگارے۔ انگیٹھی
کو چارپائی سے ... رکھکر پھر دروازے تک گئی اور کانچ کا ایک
گلاس لئے ہوئے آئی جس میں کچھ دارو تھا۔

اس نے کہا "بسم اللہ ... اور دوا پی لے۔ اللہ نے چاہا
... درد دور ہو جائے گا۔"

یہ کہکر اس نے دارو کا گلاس ... پر ... دیا۔ میری گردن
کے نیچے ہاتھ ... تھا ... پیچھے بیٹھ کر مجھے سہارا دیا۔ میں
... تھی کہ شاید میں ننھی سی بچی ہوں اور میری ماں نے مجھے گود میں
لے رکھا ہے۔ اس نے ... کر دارو کا گلاس اٹھایا اور میرا منہ
کھلوایا۔ پھر ... نے گندی کھٹاس ... ۔ اس بی بی نے کہا
"میں جی میں ابھی آتی ہوں"۔ اور اپنے اللہ کا نام جپتے ہوئے دارو
میرے منہ میں ڈال دیا۔ میں اسکے اس پریم کو دیکھکر بہت خوش ہو رہی
تھی۔ ... اسے کوئی ... نہیں چاہتی تھی میرا جی یہی چاہتا
تھا کہ ... اور اسی طرح گود میں لئے بیٹھی رہے اور میں
سو جاؤں۔ ... نے میرا ایک جھٹکا مارا۔ اور وہ "بسم اللہ بسم اللہ"
کہتی ہوئی مجھے تھامنے لگی۔ پھر وہ اٹھی اور دروازے تک گئی
آئی تو اسکے پاس کچھ ... تھیں ... کپڑے تھے۔ اور ایک ...
... کبھلا کر ... اس نے ... کے ٹکڑے آگ پر ...

انگنی جو آنچ جل رہی تھی۔ پل بھر میں اینٹ گرم ہو گئی۔ وہ پینے سے اٹھا کر کپڑے میں ڈالی۔ اور سینک دینا شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے آگ پر پھر رکھدیا۔ اور دوسری اینٹ اٹھا کر سینکنا شروع کیا۔ بل بل۔ اور مالش ہوئی۔ اور دوا دکھایا۔ آکھیر پر سینک ہوا۔ سب سے تر صحا پسلی اچھی اچھی باتیں۔ اسکا رام نام جپنا سب کچھ منتر ہو لیا۔ میری آنکھ کھلی تو سورج دیوتا کئی نیزے چڑھ چکا تھا اور میرے بال اپنے باپ کے پاس بیٹھے باسی روٹی کے ساتھ رات کے بچے ہوئے چنے کھا رہے تھے۔ میرے منہ سے پہلے یہی بات نکلی۔ ہے رام دھن ہے تو۔ دھن ہے وہ دیبی جس نے اس دلدر سے میری سہاس کی اننت کی۔ تو نے مجھ پاپن کے پاس بھیجی۔ اور مجھے موت کے دیوتا کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔

میرے بچے میرے سامنے آ بیٹھے۔ اور انکا چچا بی بی پٹھانی کی بھلائی کے گن گاتا رہا۔ اور پٹھان کے بھی۔ اس نے کہا:

"تم سو گئیں تو وہ دونوں بالوں کو گود میں لیکر لوریاں دینے لگی۔ وہ دیر تک لوریاں دیتی آنگنائی میں ٹہلتی رہی۔ وہ دونوں سو گئے تو خالی چرپائی پر لٹا کر چلی گئی۔ اور کہہ نسا ب کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اگر وہ پھر کہیں اٹھ بیٹھے یا کوئی بچہ اٹھے تو مجھے بلا لینا۔ ہے رام ایسے مہاپرش ابھی اس دھرتی پر ہیں۔ دنیا جنے پاپ کماتی ہے ایسے لوگ نہ ہوں تو دھرتی نرک ہو جائے"

میں اٹھی تو رات کا انکا سارا سامان وہیں پڑا تھا۔ میں اب سامان دینے کے بہانے سب سے پہلے اسکے پاس گئی۔ اور انکا بہت بہت دھنیاد کرنے لگی۔

اس نے کہا "سنتی! میں نے تم پر بھلائی کا کوئی خاص بوجھ نہیں دھرا۔ یہ میرا فرض تھا کہ ہمسایہ ہونیکا حق ادا کرتی۔ جو میں نے اللہ کے حکم سے پورا کیا۔ اور ایسا نہ کرتی تو اللہ کی مجھے پکڑ ہوتی۔" م م

بزمِ مسلمہ

استفسار :-

میری ایک سہیلی کی لڑکی جسکی عمر ۱۵، ۱۶ سال ہے تندرست رہتی ہے۔ کمزوری کی وجہ سے اسکے سر کے بال گرتے ہیں۔ مہربانی کرکے کوئی بہن یا بھائی اسکا علاج بتائیں، ممنون ہونگی۔ (بیگم محمد یوسف کشمیر فارسٹ ڈپو جہلم شہر پنجاب)

خوشی کی خبریں :-

میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ احاطہ تحریر میں لاتی ہوں کہ میری چھوٹی نند عزیزہ سعیدہ بیگم کے ہاں مورخہ ۹ ستمبر ۴۲ء کو باری تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرزند عطا کیا ہے۔ معزز بہنوں سے التجا ہے کہ بچے کیلئے کوئی پیارا سا نام سوچکر بذریعہ مسلمہ مطلع فرمائیں۔

(نیاز کیش: پروین سلطانہ (بیگم رشید صدیقی) لاہور)

اعانت بتقریب ولادۃ باسعادۃ

محترمہ بیگم شیخ سعید احمد صاحبہ (لاہور) نے اپنے فرزند ارجمند خالد جاوید کے تولد کی خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ برائے اعانت مدرسۃ البنات ترسیل فرمائے ہیں۔ خدائے پاک مولود عزیز کو اپنے سایۂ حفظ و امان میں رکھے۔ اور سعادۃ و اقبال کی زندگی نصیب کرے۔ (ادارہ)

غمی کی خبریں

مدرسۃ البنات کی ایک سابق عزیزہ محترمہ محمودہ بنت شیخ کریم اللہ صاحب گورنمنٹ پنشنر ہال بازار۔ امرتسر کے محترم شوہر کے متعلق یہ نہایت رنجدہ خبر موصول ہوئی ہے کہ وہ شادی کے دو ایک سال بعد ہی قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون! عزیزہ محمودہ کے لئے جانکاہ صدمہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندوں کو صبر کی توفیق عطا کرے۔

عزیزہ محمودہ مدرسۃ البنات کی ایک سعادتمند خوش اخلاق اور ذہین طالبہ ہیں۔ انکے صدمہ کی خبر سنکر مدرسۃ البنات کی تمام متعلمات، معلمات اور منتظمات نے ایک مجلس تعزیت منعقد کرکے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی اور عزیزہ محمودہ سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور حضرت عبدالحق عباس بانی مدرسہ نے بھی قلبی ملال و افسوس فرمایا۔

ہمیں یہ دردناک خبر سنکر بیحد ملال ہوا کہ "مسلمہ" کی پرانی خریدار جناب بیگم صاحبہ ایم اسلم قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جناب ایم اسلم اپنی ظرافت ادب کے سبب سے ملک میں شہرہ رکھتے ہیں۔ مدرسۃ البنات اور مسلمہ کی خدمات کے مداح ہیں ہمیں انسے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جناب ایم اسلم اس سے قبل اپنی نہایت ذہین و فطین اور پیاری بچی اصغری خانم کا صدمہ اٹھا چکے ہیں۔ (اور جسکے نام پر اصغری سکالرشپ ابتک قائم ہے) یہ دوسری ضرب دلی ہمدردی حاصل کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ان آزمائشوں میں انکا حامی ہو اور انکی زندہ دلی پر اسکا اثر نہ ہو۔ (ادارہ)

میں نہایت افسوس سے یہ دردناک خبر سپرد قلم کرتی ہوں کہ میری بھتیجی عزیزہ نسیمہ اختر بنت ڈاکٹر حکیم الدین صاحب مرحوم

ضلع ہوشیارپور بعمر ۱۴ سال، پانچ ماہ بیمار رہکر بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۲ء ہم سبکو روتے چھوڑ کر اس جہان فانی سے کوچ کر گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت عطا کرے اور اسکے والدین اور ہم سبکو صبر جمیل۔ آمین۔

(مسٹر شیخ عبدالرحیم اوورسیر فیروزپور)

محترمہ زبیدہ بی صاحبہ (خریدار مسلمہ) کی جوانمرگی کا ذکر پچھلے نمبر میں آچکا ہے۔ خدا انہیں مغفرت کرے۔ انکی بہن رضیہ اختر صاحبہ نے لدھیانہ سے مزید لکھا ہے:۔

"مرحومہ کے چالیسویں پر ایک جوڑا پارچات ارسال خدمت ہے کسی یتیم بچی کے مصرف میں لاکر مرحومہ کی روح کو ثواب بخشیں ممنون ہونگی۔"

آہ کس دل اور کس قلم سے لکھوں کہ میرے بہنوئی ایک ہفتہ بیمار رہ کر ۸ ستمبر ۱۹۴۲ء کو بروز جمعہ ہم سبکو روتے چھوڑ کر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی شادی کو ابھی دو سال گذرے تھے ... اور بچی تھی۔ دعا کریں کہ مرحوم کو خدا جنت نصیب کرے۔

(دلشکستہ ابوالحق درجہ پنجم گورنمنٹ ہائی سکول سیتاپور)

یہ خبر نہایت ملال سے درج کیجاتی ہے کہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ خریدار مسلمہ کے والد محترم خانصاحب مرزا غلام جیلانی خاں نے اس دار فانی سے ہمیشہ کیلئے رخصت حاصل کر لی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

معلوم ہوا ہے مرحوم جمعرات کی رات کو نماز عشا پڑھکر سوئے اور نماز تہجد کیلئے وضو کر کے چارپائی کی پائنتی پر بیٹھے کہ حکم الٰہی پہنچا اور وہیں سر تسلیم خم کر دیا۔ کتنی مبارک، پاکیزہ اور قابل رشک موت ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے سایۂ رحمت تلے مقام بخشے۔ اور پسماندوں کو صبر جمیل عطا کرے۔

(ادارہ)

نتائج مدرستہ البنات

مدرستہ البنات زندہ باد!

رسالہ مسلمہ کی ایک سال سے میں زیر مطالعہ ہے۔ متواتر چھ سات برس سے مدرستہ البنات کی امتحانات یونیورسٹی میں شریک ہونیوالی طالبات کے عظیم الشان نتائج نہایت فرحت کا باعث ہیں۔ جو کہ مدرسین و مدرسات مدرسہ کے نہایت جانفشانی سے محنت کرانے اور درس و تدریس کے طور و طریق سے واقف ہونیکا بین ثبوت ہے۔ خصوصاً مولوی عالم کا نتیجہ قابل ستائش ہے۔ واقعی احکام و حدود اللہ کی پابندی، انعام و افضال خداوندی سے محظوظ ہونیکا افضل ترین طریقہ ہے۔ اہل مدرسہ کے افعال و کردار اسکے شاہد ہیں۔ میں نہایت مسرت و انبساط سے اپنی کامیاب ہونیوالی بہنوں خصوصاً محترمہ بہن بلقیس جہاں صاحبہ معلمہ مدرستہ البنات (جنہوں نے امسال منشی فاضل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے پنجاب یونیورسٹی ریکارڈ مات کر دیا) اور بہن کنیز فاطمہ و روشن اختر مولوی عالم اور حفیظہ خانم مولویہ کی خدمت میں دلی ہدیۂ تبریک پیش کرتی ہوں۔ نیز معلمین و معلمات مدرسہ کی خدمت میں انکی تندہی سے کرائی ہوئی محنت کے شیریں ثمر حاصل کرنے پر عقیدتمندانہ تہنیت پیش کرنیکی جسارت کرتی ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ اور بارگاہ الٰہ العالمین میں بعجز دعاگو ہوں کہ وہ اس یکتائے زمانہ مدرسہ کو ابدالاباد تک زندہ رکھے۔ اور اسکے سرپرست واراکین کو آفات و بر و شماتت دشمناں سے مامون رکھے۔ اسکی طالبات آسمان علم پہ ماہ انور و مہر منور بنکر چمکیں اور وہ لیاقت و شرافت کا نمونہ ثابت ہوں۔ اور انکی زندگیاں راحت و نشاط سے بسر ہوں۔ آمین ثم آمین۔

نشاط جالندھری

گوشوارہ آمدنی سال مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء (من ابتدائے اپریل سنہ ۱۹۴۰ء تا غایت مارچ سنہ ۱۹۴۱ء)

نام ماہ	عطیات	صندوقچی	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فقہ مدرسہ	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلم	فروخت کتب	دار الاقامہ	رقم پائی	رقم آنے	رقم روپے
اپریل سنہ ۴۰	۱۵۰۷/۶/۹	۲/۱۵/-	۱۹۱/۵/-	۳۱/-/-	×	۵۳۱/-/-	۸۶/-/-	×	۲۴۴/۱۳/-	۲/۸/-	×	۹	۰	۲۶۰۳
مئی "	۴۵۹/۷/-	۳/۶/۶	۱۱۲/-/-	×	۲۱/۴/-	۳۴۲/-/-	۹۶/-/-	۳/-/-	۱۲۱/-/-	-/۹/-	۲۴۷/-/-	۶	۴	۱۳۹۹
جون "	۶۹/۱۰/-	۲/۱۲/۹	۸۶/۹/-	۹۹/۹/-	۲۵/۳/-	۶۰۰/-/-	۹۶/-/-	×	۱۴۴/۱۲/-	۱/-/-	۲۰۹/۱/-	۹	۵	۱۳۴۲
جولائی "	۲۱۹/۱۲/۶	۲/۹/۹	۱۱۶/۵/-	۱۱۳/۳/۶	۵۰/۲/-	۵۰۷/-/-	۳۷/-/-	-/۹/-	۲۳۱/-/-	۱/۹/-	۱۰۰/-/-	۳	۱۲	۱۲۸۵
اگست "	۳۱/۴/۹	۲/۵/۹	۹۹/۵/-	۵/-/-	۷۹/-/-	۵۰/-/-	۲۲/-/-	×	۱۲۰/۴/-	۳/۵/-	×	۳	۲	۴۰۰
ستمبر "	۳۱/۷/۹	۳/۳/۹	۵۷/۱۱/-	۴۵/-/-	۳۳/۱۲/-	۱۲۳/-/-	۲۰/-/-	×	۱۳۲/۴/-	۱/۶/-	×	۶	۱۳	۳۶۹
اکتوبر "	۱۰۹۴/۱۲/۶	۳/۹/-	۱۱۸/۷/-	×	۱۱۹/۸/-	۱۸/۲/-	×	۱/-/-	۲۵۸/۱/-	-/۴/-	۴۴۹/-/-	۳	۹	۲۰۴۷
نومبر "	۱۲۸۹/۱۲/-	۳/۱۵/-	۸۱/۱۳/-	۲۵/۳/۹	۱۴۰/۸/۳	۷۰/۸/-	۸۰/-/-	×	۱۵۳/۴/۶	×	۲۶۴/۱۳/۶	۰	۷	۲۱۴۷
دسمبر "	۳۳۰/۱۲/۶	۲/۱۱/۹	۸۱/۱۳/-	۹۲/۱۰/۹	۳۳/۹/۶	۱۶۸/۸/-	۱۳۰/-/-	۳/-/-	۱۰۵/۸/-	۱/۶/-	۱۹۸/-/-	۳	۱۵	۱۱۳۸
جنوری سنہ ۴۱	۳۷۷/۱/۹	۲/۸/۶	۱۹۵/۵/-	۳۲/۳/۶	۳۱/-/-	×	۳۳/-/-	×	۱۸۸/۳/-	×	۱۰۳/۹/-	۹	۱۱	۱۰۲۳
فروری "	۱۲۰/-/۹	۲/۳/۳	۱۰۳/۷/-	۶۰/-/-	۲۵/-/-	۳۸۰/-/-	۳۹/-/-	×	۱۲۱/۱۲/-	×	۱۵۰/-/-	۹	۶	۱۰۲۱
مارچ "	۳۳۱/۳/-	۲/۱۱/-	۹۹/۱۱/-	۴۰/۲/-	۳۱/-/-	۱۸۵/-/-	۸۷/-/-	×	۱۹۴/۲/-	۱/۹/-	۱۶۳/۸/-	-	۱۴	۱۱۳۵
میزان	۵۶۷۷/۱۵/۳	۳۵/-/۶	۱۲۸۱/۱۱/-	۴۹۱/-/۳	۹۳۷/۱۳/۹	۲۴۹۴/۲/-	۶۲۰/-/-	۱۵/۸/-	۲۱۱۶/۱۲/۶	۱۶/۱/-	۲۲۱۰/۱۵/۹	۰	۹	۱۶۳۱۴

گوشوارہ مصارف سال مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء (من ابتدائے اپریل سنہ ۱۹۴۰ء لغایت مارچ سنہ ۱۹۴۱ء)

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق خرچ مدرسہ	کرایہ بلڈنگ مدرسہ	کرایہ بلڈنگ انجمن مع متفرقات	وظائف مدرسہ	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق خرچ انجمن	خرچ ڈاک انجمن	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	تعمیر و مرمت	رقم: پائی	آنے	روپے
اپریل سنہ ۴۰ء	×	۲۲۵/۹/۹	۵/۱۲/۰	۵۴/۰/۰	۳۰۶/۰/۰	×	۱/۲/۶	۱۰۱/۸/۰	۵۵۳/۳/۹	۱۹/۱۵/۹	۹/۵/۹	۲۳۲/۳/۰	۶۶/۱۱/۳	۶	۴	۱۶۴۹
مئی "	×	۲۲۶/۰/۰	۳۵/۵/۶	۵۴/۰/۰	۲۰۳/۱۲/۰	×	۱/۱۰/۰	۵۱/۸/۰	۵۰/۳/۰	۲/۱۳/۰	۶/۲/۶	۱۰۶/۵/۳	۹/۰/۰	۳	۶	۱۰۲۹
جون "	×	۴۹۲/۲/۲	۱۶/۵/۳	۵۴/۰/۰	۱۵۶/۴/۳	×	×	۵۱/۸/۰	۷۴/۵/۶	۴/۱/۳	۸/۱/۳	۱۳۶/۳/۶	۳۱/۳/۰	۳	۱۱	۱۱۹۹
جولائی "	×	۹۵۰/۰/۰	۵/۲/۰	۵۲/۰/۰	۵۳۹/۸/۹	۹۳/۰/۰	۲۲۹/۱۲/۳	۱۵۱/۰/۰	۲۳۹/۱۲/۶	۵/۰/۶	۱۰/۵/۹	۲۰۱/۲/۶	۱۵۲/۶/۹	۰	۱۲	۲۶۵۱
اگست "	×	×	×	×	۶۷/۰/۰	×	•	۵۱/۰/۰	۷/۱۱/۰	۱/۱۳/۰	۷/۰/۰	۱۳۶/۳/۹	۱۰/۸/۰	۹	۴	۲۵۷
ستمبر "	×	×	×	۵۲/۰/۰	۱۱۶/۰/۰	×	×	۵۱/۰/۰	۸/۱۲/۰	۱/۳/۹	۱۵/۶/۹	۱۱۹/۲/۰	۱۶/۳/۰	۳	۱۵	۳۸۲
اکتوبر "	×	۹۸۲/۰/۰	۳/۰/۰	۱۰۸/۰/۰	۳۱۶/۰/۰	×	×	۵۱/۸/۰	۱۶۲/۱۰/۰	۹/۰/۳	۱۸/۱۵/۶	۶۷۶/۰/۶	۹/۰/۰	۳	۲	۲۲۲۵
نومبر "	۱/۰/۰	۴۵۸/۶/۳	۲۶/۱۲/۹	۵۴/۰/۰	۲۵۰/۵/۶	×	×	۵۰/۰/۰	۱۶۰/۰/۹	۲۵/۱۲/۹	۶/۱۲/۹	۱۵۶/۶/۹	۳۶۱۱/۲/۶	۹	۱۴	۲۸۱۱
دسمبر "	۳/۱۱/۶	۴۶۲/۰/۰	۶/۳/۶	۵۴/۰/۰	۲۸۱/۱۱/۹	۱۶۰/۰/۰	۱۴۰/۰/۰	۵۰/۸/۰	۱۰۱۳/۲/۳	۳/۱۰/۹	۶/۱۳/۶	۳۰۳/۸/۹	۱۳۰۲/۲/۶	۶	۹	۲۹۹۹
جنوری سنہ ۴۱ء	۲/۰/۶	۲۶۲/۳/۰	×	۵۴/۰/۰	۲۳۰/۰/۰	×	×	۱۶۳/۸/۰	۴۶/۳/۹	۱۰/۵/۹	۷/۱۲/۰	۱۲۵/۵/۹	۱۱۱۱/۹/۳	۰	۱	۲۲۵۶
فروری "	۳/۰/۰	۳۶۲/۳/۳	×	۵۴/۰/۰	۲۷۶/۲/۰	×	×	۵۲/۰/۰	۳۲/۱۲/۳	۳/۲/۰	۷/۶/۳	۲۲۸/۱۵/۶	۹۶۴/۱۲/۳ ۹۵/۱/۶	۰	۱۰	۲۱۵۰
مارچ "	×	۳۶۹/۹/۰	۶/۰/۰	۵۲/۰/۰	۲۶۳/۰/۰	۱۲۴/۰/۰	۱۹۸/۱/۶	۵۱/۸/۰	۶۸/۱۳/۶	۱۳/۱۲/۶	۹/۳/۹	۲۹۹/۳/۶	۱۳۱/۶/۹	۹	۷	۱۶۷۸
میزان	۹/۶/۰	۵۵۰۳/۴/۶	۱۹۸/۱۱/۰	۴۲۸/۰/۰	۳۱۸۶/۱۵/۳	۳۶۶/۰/۰	۵۵۹/۱۱/۲	۸۸۸/۹/۰	۱۵۹۳/۳/۰	۱۰۳/۱۲/۳	۱۰۷/۱/۶	۲۶۵۲/۴/۶	۶۲۸۰/۳/۹	۳	۲	۲۳۴۱۰

گوشوارہ داخل و مخارج بابت سال تمام مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء

من ابتدائے اپریل سنہ ۱۹۴۰ء لغایت مارچ سنہ ۱۹۴۱ء

	پائی	آنے	روپے
آمدنی انجمن و رسالہ القلم بابت سال تمام	۰	۹	۱۹۳۱۲
بقایا ماہ مارچ سنہ ۴۰ء	۳½	۰	۴۳۰
مزید امانات زرضمانت سال تمام	۰	۰	۴۱۰
امانت کھاتہ	۰	۳	۱۰۴۱
〃 اشاعت اسلام	۹	۱	۱۰۲
امانت پالا مل بھیرول	۶	۶	۸۳
〃 اناطولیہ زلزلہ فنڈ	۰	۸	۳۹
〃 نشاء احمد خان بنام احمد خان	۰	۰	۴۴
مولوی علاء الدین صاحب سفیر انجمن	۶	۹	۱۵
میزان کل	½	۵	۲۶۰۴۹
قابل منہائی بابت: اخراجات سال تمام ۲۲۴۱۰/۲/۳، واپسی امانات کھاتہ ۸۰۹/۱۰/-، زرضمانت بورڈرز ۵۶۰/-/-	۳	۱۲	۲۲۶۶۹
باقی	۹½	۸	۱۲۶۹
〃 جزب رقم بقایا پیسہ ۴۹/۱۳/-، 〃 پالا مل بھیرول ۲۲۶/۲/۶	۶	۱۵	۲۷۵
	۳½	۹	۹۹۲

نورالدین بٹ جنرل سکرٹری

گوشوارہ آمدنی انجمن مدرستہ البنات جالندھر شہر بابت سال مختتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۲ء (من ابتدائے اپریل ۱۹۴۱ء لغایت مارچ ۱۹۴۲ء)

نام ماہ	عطیات	صندوقچی	چندہ ماہوار	متفرق	زکوٰۃ و صدقات	تعمیر و مرمت	وظائف فنڈ	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلمہ	فروخت کتب	دار الاقامہ	میزان: پائی	آنے	روپے
اپریل ۱۹۴۱ء	۱۸۹۲/۷/۳	۳/۱/۳	۱۲۷/۶/-	۱۰۰/۳/-	۳۸/۱۰/-	۳۸۲/۳/-	۷۱/-/-	×	۲۳۳/۲/-	×	۲۰۸/-/-	۶	۱۳	۳۰۷۷
مئی ״	۳۹۳/۶/-	۲/۷/۹	۱۰۹/۶/-	۸/-/-	۱۳/۴/-	۵۱۷/-/-	۱۰۲/-/-	۳۵/۱۲/-	۲۳۲/۴/-	۷/۲/-	۲۳۹/۸/-	۶	۱	۱۹۷۰
جون ״	۱۷۳/۰/۰	۳/۱۰/۶	۸۱/۱/-	۲۲/۰/۰	۵۹/۰/۰	۲۱۱/۰/۰	۲۸/-/-	۴۹/۸/-	۱۵۳/۸/-	۱/۴/-	×	۶	۹	۷۸۴
جولائی ״	۵۴۹/۱/۹	۲/۱۲/۶	۷۶/۱/-	۲/۱۴/-	۷/۸/-	۳۲/-/۰	۵۹/-/-	۸۹/۴/-	۲۳۹/۱۴/-	۳۰/-/۰	۱/-/-	۳	۷	۱۰۸۶
اگست ״	۹۲/۴/۳	۲/۱۲/۹	۹۲/۱۲/۶	۶۵/-/-	۱۶۸/۸/۰	۱۳/-/۰	۹۴/-/-	۱۴/۱۱/۶	۱۴۳/۴/۰	۳۰/۴/-	×	۰	۵	۹۶۶
ستمبر ״	۳۹/۳/۹	۳/۱۰/۶	۶۴/۱۴/۰	۵/-/-	۴۷/۰/۰	×	۲۷/-/-	۱۴/۱۲/۰	۱۲۹/۱۲/۰	×	×	۳	۰	۳۲۱
اکتوبر ״	۷۵۳/۸/-	۳/۲/۶	۱۱۸/۴/-	۷/۰/۰	۲۹۵/۱۰/-	۴۲۶/-/-	۲۰/-/-	۶/۸/-	۲۹۲/۱۰/۰	۹/۴/۰	۱۰۳۲/۰/۰	۶	۱۵	۲۹۹۳
نومبر ״	۲۱۱۹/۱۲/۰	۳/۱۵/-	۱۱۰/۵/۰	۵۳/۲/۶	۱۳۰/۰/۶	۵۰/۴/۰	۲۰/-/-	۱۴/-/-	۱۳۶/-/-	۴/۱۲/-	×	۰	۵	۲۶۹۲
دسمبر ״	۱۸۴/۴/۶	۴/۲/۶	۸۷/۲/۰	۳۲/۰/۰	۲۱/۱۵/۰	۵/-/۰	۵۹/۱۰/۰	۷۰/۱۲/-	۸۹/۲/۰	-/۱۴/-	۱۹۴/۰/۰	۰	۰	۷۳۵
جنوری ۱۹۴۲ء	۲۲۰/۱۴/۶	۲/۱۲/-	۷۰/۱۲/۰	۹۰/۱۵/۰	۴۶/-/-	۲/-/-	۱۰۵/-/-	۰/۹/-	۱۱۵/۹/۰	۱/۶/-	×	۶	۱۰	۷۳۳
فروری ״	۱۳۹/۰/۰	×	۱۲۶/۱۳/-	۴/۱۴/-	۱۱/-/-	۵۰۱/-/-	۳۰/-/-	۷۹/۱۵/-	۳۱۷/۱۲/-	۱/۹/-	×	۰	۷	۱۲۱۹
مارچ ״	۳۱۰/۱۲/۶	۴/۱/۳	۹۷/۵/۰	۳۱/۱۴/-	۵۲/-/-	۱۳/-/۰	۲۷/-/-	۴۷/۱۵/- ۳/۴/۰	۲۱۸/۱۴/-	۱/۰/۰	×	۹	۱	۷۷۶
میزان کل	۴۹۹۸/۱۴/۶	۳۵/۱۲/۳	۱۱۲۴/۳/۶	۴۰۴/۱۵/۶	۸۹۰/۷/۶	۲۱۵۲/۸/۰	۶۳۹/۱۰/-	۴۲۲/۰/۶	۲۲۹۹/-/-	۸۷/۳/۰	۱۴۰۴/۸/۰	۹	۲	۱۹۷۰۷

گوشوارہ مصارف انجمن مدرسۃ البنات بابت سال مختتمہ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء

(من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۹۴۱ء لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء)۔

نام ماہ	لائبریری	تنخواہ ملازمین مدرسہ	متفرق خرچ مدرسہ	کرایہ بلڈنگس مدرسہ	کرایہ بلڈنگس دارالاقامہ متعلقہ	وظائف تعلیم مدرسہ	زکوٰۃ و صدقات	عملہ دفتر انجمن	متفرق خرچ انجمن	خرچ ڈاک انجمن	رسالہ پیام اسلام	رسالہ مسلم	تعمیر عمارت	میزان: پائی	آنے	روپے
اپریل سنہ ۱۹۴۱ء	۱/۳/۶	۳۰۰/۹/۳	۲۰/۱۳/۶	۵۲/-/-	۲۳۹/-/-	×	×	۱۲۶/-/-	۳۱/۳/۶	۹/۶/۳	۹/۱۱/۶	۱۵۰/۱۱/۳	۸/-/-	۹	۱۳	۱۵۵۲
مئی 〃	۸/-/-	۳۱۱/۱۱/-	۳۸/۹/-	۵۴/-/-	۲۳۳/۱۳/۹	۱۰/-/-	×	۵۰/۸/-	۵۰/۳/۳	۳/۵/۹	۳۳/۹/۶	۲۲۲/۵/۹	۹/-/-	۰	۹	۱۳۲۹
جون 〃	×	۳۱۹/-/-	۵/۱۳/-	۵۴/-/-	۲۵۵/۵/۶	۱۰/-/-	×	۲۶/۱۳/-	۵۹/۱۵/۳	۹/۱۰/۹	۹/۱۰/۶	۳۳۶/۱۲/-	۹۹۹/۱۵/-	۰	۱۰	۲۰۳۸
جولائی 〃	۳/۱۴/-	۳۸۱/۳/۹	۲/-/-	۵۴/-/-	۲۷۳/۱۲/-	۱۰/-/-	×	۱۵۰/۱۱/-	۱۸/۳/۳	۳/۶/۹	۲۲/۶/-	۱۵۱/۳/۹	۲۰/۹/۳	۰	۹	۱۵۰۱
اگست 〃	×	×	×	۵۴/-/-	۱۰۶/-/-	۱۴/-/-	×	۵۰/۸/-	۳۶/۳/-	۶/۲/-	۱۰/۶/۳	۳۵۰/۶/۹	۸۵/۵/-	۰	۵	۶۱۴
ستمبر 〃	×	×	×	۵۴/-/-	۹۸/-/-	۱۰/-/-	×	۵۱/-/-	-/۹/۳	۳/۱۳/۶	۲۵/۸/۶	۲۵۵/۸/۶	۸/۳/۳	۰	۴	۵۴۶
اکتوبر 〃	۳/۲/-	۹۵۹/۱۴/-	۳۵/۲/-	۵۴/-/-	۳۷۳/۱۲/۹	۱۰/-/-	×	۵۱/-/-	۱۲۰/۱۱/۳	۹/۱۰/۳	۲۸/۲/۹	۱۳۰/-/۳	۸/-/-	۳	۶	۱۶۹۹
نومبر 〃	۹/۶/۶	۴۴۶/-/-	×	۵۴/-/-	۳۱۹/۹/۶	۱۰/-/-	×	۱۵۱/-/-	۲۸۲/۱۵/۶	۶/۱۰/-	۱۱۶/۱۰/۹	۵۶۵/۵/-	۳/۹/-	۳	۱۰	۲۵۶۴
دسمبر 〃	۲/۱۰/-	۳۹۳/-/-	۱۸/۵/۶	۵۴/-/-	۴۰۵/۹/۳	۱۰/-/-	×	۵۱/-/-	۲۰/-/۶	۶/۳/۶	۶۶/۱۵/۳	۳۹/۱۵/۹	۸/-/-	۳	۵	۱۰۳۵
جنوری سنہ ۱۹۴۲ء	۳/۱۰/۶	۵۱۳/-/-	۳۱/۱۴/-	۵۴/-/-	۲۹/۹/-	۱۱/۸/-	×	۵۱/-/-	۶/۱۳/۶	۳/-/۹	۶۹/۱۱/۳	۲۹۳/۶/۳	۱/-/-	۳	۱	۱۴۲۲
فروری 〃	×	۳۹۳/-/-	۵/۱۵/-	۵۴/-/-	۵۵۳/۱۵/-	۶۹/۹/-	×	۵۱/-/-	۵۸/۶/-	۶/۳/۶	۳۳/۹/۹	۳۸۸/۱۵/-	۸/-/-	۹	۱۰	۱۴۲۲
مارچ 〃	×	×	×	۵۴/-/-	۸۰۳/-/-	۱۰/-/-	×	۵۱/-/-	۶/۹/-	۱۱/۳/۶	۱۸۶/-/۳	۳۶۲/۱۰/۹	۸/۸/-	۲	۶	۹۲۶
میزان کل	۲۳/۲/-	۴۴۰۳/۱۳/-	۱۹۳/۸/۶	۶۴۶/-/-	۳۹۳۱/۶/۹	۲۰۵/۳/-	×	۸۶۱/۵/-	۱۲۸۹/۱۳/۶	۱۲۳/۵/۹	۸۶۳/۲/۶	۳۱۰۰/-/۹	۱۲۳۱/۱۳/۹	۰	۱۲	۱۴۶۸۲

گوشوارہ مداخل و مخارج بابت سال تمام مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء

(من ابتداے اپریل سنہ ۱۹۴۱ء لغایت مارچ سنہ ۱۹۴۲ء)

	روپے - آنے - پائی
آمدنی بابت سال تمام	۱۶۷۰۷ - ۲ - ۹
بقایا ماہ مارچ سنہ ۴۱ء	۹۹۳ - ۹ - ۳½
میزان کل مع بقایا	۱۷۷۰۱ - ۱۲ - ½
قابل منہائی اخراجات سال تمام	۱۷۶۸۲ - ۱۲ - ۰
باقی	۹۱۸ - ۰ - ½
جمع امانات بابت	
زر امانت کھاتہ	۳۱۰ - ۰ - ۰
امانت کھاتہ	۱۵۵۱ - ۱۳ - ۹
انجمن اشاعت اسلام	۱۰۰ - ۰ - ۰
پاال بھول	۳۶۹ - ۱۲ - ۶
میزان کل مع امانات و بقایا نقد	۳۳۴۷ - ۱۱ - ۳½
واپسی امانات دوران سال تمام: امانت کھاتہ ۹۶۵/۴/۰، زرضمانت کھاتہ ۵۲۰/-/-، انجمن اشاعت اسلام ۶۳/-/۰، مولوی علم الدین سفیر انجمن ۳۱۵/۹/۰، نثار احمد ریاض محمد خاں ۲۴/-/-، پاال بھول ۸۳/۴/۶	۲۰۰۳ - ۲ - ۰
باقی	۱۳۴۴ - ۹ - ۳½

بقایا بحروف

مبلغ ایک ہزار تین سو چوالیس روپے نو آنے ساڑھے تین پائی صرف

نورالدین بٹ

جنرل سیکرٹری انجمن مدرسۃ البنات ۔ جالندھر شہر

نقل رپورٹ معائنہ حسابات انجمن مدرسۃ البنات شہر جالندھر

بابت دو سال مختتمہ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء (من ابتدائے اپریل سنہ ۱۹۴۰ء لغایت مارچ سنہ ۱۹۴۲ء)

(از مخدوم و مکرم جناب الحاج خان غلام محمد خانصاحب ریٹائرڈ ہیڈ اکونٹس کلرک ایم۔ ڈبلیو سپرو منز ۱۹۴۲ء)

"میں نے انجمن مدرسۃ البنات جالندھر شہر کے دو سالہ حسابات یعنی از یکم اپریل سنہ ۱۹۴۰ء لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء کی جانچ پڑتال کی۔ ڈے بک (روزنامچہ) اور لیجر (کھاتہ) کا معائنہ کیا۔ رسیدات جمع و خرچ کو چک کیا یعنی آمدنی کو رسیدات سے چک کیا اور اخراجات کو واؤچروں سے۔ حسابات کو درست اور اغلاط سے مبرا پایا۔ کتبہائے حساب صاف اور باقاعدہ ہیں۔ رجسٹر برآورد تنخواہ۔ پراپرٹی رجسٹر۔ رجسٹر لائبریری۔ رجسٹر ڈاک بھی ملاحظہ کئے۔ چک بک اور پاس بک متعلقہ بنک کی بھی پڑتال کی گئی"

(دستخط) غلام محمد خاں (صاحب) (بحروف انگریزی)

بقیہ صفحہ ۱۷: **بزم مسلم**:- یہ خبر نہایت رنج و قلق کے ساتھ سُنی جائیگی کہ میرے ناناجان خان ملک محمد خان صاحب نائب تحصیلدار پنشنر اپنے وطن شاہ آباد ضلع کرنال میں بتاریخ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۱ھ راہئ عالم جاودانی ہو چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ مختلف تحصیل ہائے قسمت انبالہ مثلاً کرنال۔ پانی پت۔ رہتک۔ بلول۔ انبالہ کھرڑ وغیرہ میں کامیاب نائب تحصیلدار رہ چکے ہیں۔ آپ پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل تھے۔ اسلامی اداروں سے بیحد محبت رکھتے تھے۔ اپنے وطن کے مدرسہ اسلامیہ کے بانیان میں سے تھے اور اولین ناظم اعلیٰ بھی تھے۔ چندوں کی فہرستوں میں آپ کا نام نامی سب سے اُوپر ہوا کرتا تھا۔

جالندھر شہر سے بیحد اُلفت تھی۔ کیونکہ آپکی والدہ صاحبہ جالندھر شہر کے محلہ سید کبیر چوک قادے شاہ کے معزز رئیس خانصاحب جعفر خاں کی پوتی تھیں۔ آپ کا حلقۂ احباب جالندھر۔ دھوگڑی اور بستیات تک پھیلا ہوا تھا۔

معزز ناظرینِ "مسلم" سے استدعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت کے لئے صدقِ دل سے دعا فرمائیں۔

جالندھر شہر میں آپ کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے مدرسۃ البنات میں مستقل سکالرشپ یا انعام کے اجرا کی تجویز کے متعلق غور و خوض کیا جارہا ہے جو کہ ناظرین کو آئندہ اشاعت میں مطلع کیا جاسکیگا۔

نواسۂ کلاں۔ صائب شروانی شاہ آبادی۔ بی اے (علیگ)

۱۲۔ جمال پارک۔ لاہور

ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کے لئے اور اس کے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کے لئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اس کے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے۔ ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے :۔

سطر اول میں کلام الہٰی کی آیت۔ دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے۔ چوتھی سطر میں بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی :

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا						
وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ	اَلْ	مَلٰٓئِكَةِ	اُسْجُدُوْا
اور	جب	ہم نے کہا	کو		فرشتوں	سجدہ کرو
اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا : سجدہ کرو						

فی الحال اس کے سات پارے (پہلے پانچ اور آخری دونوں) شائع ہو چکے ہیں۔ آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے تاکہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپ کی خدمت میں بھیجے جائیں۔

ہدیہ فی پارہ ۸ر۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ (چھٹا پارہ زیر طبع ہے)۔

مِلنے کا پتہ

منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

سلسلہ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹ — جالندھر شہر

قابلِ مطالعہ کتابیں

الفبائے عربی

صوتی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۲؍

الفبائے اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے۔ مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کر کے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ قیمت ۲؍

پیامِ اسلام:

قرآن پاک کو صحیح طور پر سمجھنے اور وحدتِ ملی کو قائم کرنے کیلئے عربی کا سیکھنا لازم ہے۔

عربی کو جلدتر اور آسانی سے سیکھنے کے لئے رسالہ پیامِ اسلام جالندھر کا مطالعہ ضروری ہے۔

عربی زبان کے طلبۂ مدارس اور دوسرے اہلِ شوق کے لئے پیامِ اسلام بہترین معلم ہے۔

کیا صرف ۴؍ (چار آنے) مہینہ سے ایسے فاضل استاد کا حاصل کرنا خوش نصیبی نہیں؟

تین روپے سالانہ چندہ پیشگی بھیجکر آج ہی پیامِ اسلام جاری کرالیجئے۔

منیجر رسالہ پیامِ اسلام۔ جالندھر شہر

لُبابُ الاحیاء

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

مختصر الاحیاء (یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ۔ مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ؍) +

نقشِ وفا

نگاشتہ: حضرت نواب صدر یار جنگ بہادر حسرتؔ
ترجمہ معظمہ جناب نفیس دلھن صاحبہ فرزانہ

"پاک جذبات نے دل و دماغ میں جو خیالات پیدا کئے اور جو (الحمد للہ) برسوں کے ساتھ میں زندگی کا دستور و آئین بنے، حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں۔ بارہ برس کے طرزِ عمل کو طرفین نے پیارے الفاظ میں اہلِ نظر کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان مضامین سے ایک گھر کی بھی راحت و آرام میں کچھ ترقی یا اصلاح ہو تو ہم سمجھینگے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی" حسرت و فرزانہ

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ نمبر ۲۰۸

عورتوں اور بچوں کا مذہبی علمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مدیرہ : حمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱۔ "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۳۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ اس کے بعد شکایت رفع نہ ہوسکے گی۔
۳۔ چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ۱ر) ممالک غیر سے چار شلنگ۔ فی پرچہ ۲۰ر۔
۴۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھئے گا۔
۵۔ کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے۔
۶۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے، ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہوسکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱۔ یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے۔ اسلئے اسلامی تہذیب وشرافت کو مدنظر رکھا جائے۔
۲۔ زبان صاف اور سلیس ہونی چاہیئے۔
۳۔ روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں۔
۴۔ مضمون مختصر ہو۔
۵۔ مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجئے گا۔
۶۔ پورا پتہ لکھئے گا، ورنہ مضمون درج نہ ہوسکے گا۔

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱۔ کوئی اشتہار جو تہذیب وحیا کے خلاف ہوگا نہ لیا جائیگا۔
۲۔ کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے۔
۳۔ اُجرت بہر حال پیشگی۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر

جلد ۱۱ | دسمبر ۱۹۴۲ء - ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۶

چند گزارشیں

ادارۂ مسلمہ:

مسلمہ کا نومبر نمبر نومبر نمبر یعنی پچھلی اشاعت کے مسودوں کی کتابت ہوکر مطبع ہیں کاپیاں پلیٹوں پر جم چکی تھیں کہ کاغذ والوں نے نایابی کا عذر کر دیا - مزید تلاش کی گئی مگر ہمیں دوسرے ذریعوں میں بھی ناکامی ہوئی - ہم مجبور تھے کہ نومبر کی اشاعت نکال سکیں - لیکن "مسلمہ" کی روایات میں یہ بھی ہے کہ اس کی کوئی اشاعت غت ربود نہ ہو - اس روایت کے زندہ رکھنے میں ہم یوں کامیاب ہوئے کہ صرف آخری ... کاپی ہی شائع کر سکے - کاغذ کا جو ریم قریباً چار ۴ روپے کو آتا تھا وہ اکتوبر کو پندرہ ۱۵ روپے کو ملتا تھا لیکن نومبر میں تیئیس ۲۳ روپے کو بھی بمشکل تھوڑا سا دستیاب ہوا جس کے آٹھ صفحے شائع کر دئے گئے - ہم اس مجبوری پر محترم خریداروں سے عفو خواہ ہیں -

ایک قباحت یہ بھی پیش آئی کہ ایک مضمون آدھا تو شائع شدہ صفحات میں آگیا اور آدھا پہلے صفحوں میں موجود ہے - مگر اس مرتبہ ہمیں پھر مکمل صورت میں شائع کرنا پڑا - اسی طرح پہلی کاپی پر جو ادارتی مقالے ہنگامی امور پر لکھے گئے تھے وہ بھی پہلی کاپی سے اڑانے پڑے اور اس طرح کتابت کی دوہری اجرت ادا کرنی پڑی - خدا کرے کہ یہ جنگ جلد دور ہو تاکہ زندگی کی یہ مشکلات بھی رفع ہو سکیں -

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس جالندھر چودہ اور پندرہ نومبر کی تاریخیں جالندھر کی تاریخ میں یادگار رہیں گی - ان ایام میں ہندوستان بھر کے مسلم طلبہ کی جمعیت " آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن " کا چوتھا سالانہ اجلاس اور اسکی صوبجاتی

شارح کا سالانہ جلسہ بھی اس سرزمین پر اس شان و شوکت اور اس جوش و خروش سے منعقد ہوا کہ اس کی مثال جالندھر کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کامیابی پر مقامی مسلم لیگ کے ارکان بہت مبارکباد کے مستحق ہیں۔ تمام ہندوستان کے مسلم ماہران سیاست اور دیگر اہل عزم و اہل عمل یہاں جمع ہوئے۔ جو امر سب سے زیادہ جوش پیدا کرنے کا موجب ہوا وہ قائد اعظم محمد علی جناح اور مسٹر اصفہانی کی صدارتیں تھیں۔ قائد اعظم نے آل انڈیا فیڈریشن کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور مسٹر اصفہانی نے فیڈریشن صوبجاتی کے اجلاس کی۔ نوجوانوں کے گرم خون میں جوش پیدا کرنے کے لئے ایسے اجتماع جو اثر دکھاتے ہیں وہ یہاں بھی ظاہر ہوئے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ بڑا اجتماع بہت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ ان اجتماعوں کی تمام تفصیلات اخباروں میں آچکی ہے۔ کاش "مسلمہ" کے صفحات میں بھی ان تفصیلات کے شائع کرنے کی گنجائش ہوتی۔

قائد اعظم مدرسۃ البنات میں

جلوس اور جلسوں سے فارغ ہوکر سولہ ۱۶ نومبر کو قائد اعظم نے مدرسۃ البنات میں قدم رنجہ فرمایا۔ اس کی تفصیلات اخبار "انقلاب" کے نمایندہ خصوصی نے جو اس موقع پر جالندھر میں وارد تھے انقلاب مورخہ ۱۸ نومبر میں معائنے کی جو روئداد شائع کی ہے ہم اسے حرف بحرف شائع کر دینا کافی سمجھتے ہیں اور خود کوئی کیفیت نہیں لکھتے۔ انقلاب نے لکھا ہے:-

قائد اعظم محمد علی جناح کے تاثرات (مدرسۃ البنات کے معائنے کے بعد)

"مدرسۃ البنات جالندھر نے مسلمان عورتوں اور بچیوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کا اہتمام کر کے بیداری کی لہر پیدا کر دی ہے۔ خدا نے چاہا تو آپکی درسگاہ بہت جلد ایک زنانہ یونیورسٹی بنجائے گی"

"جالندھر ۱۶ نومبر: مسلمانان ہند کی مشہور اسلامی درسگاہ مدرسۃ البنات جالندھر کی تاریخ میں آج ایک یادگار دن تھا جبکہ قائد اعظم محمد علی جناح اپنی ہمشیر کی معیت میں اس کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔
"آپ کی آمد پر پانچ سو کے قریب معززین و رؤسائے شہر نے نہایت پُر جوش استقبال کیا اور ہار پہنائے۔ مدرسے کے عین دروازے پر حضرت مولانا عبدالحق عباس بانی مدرسہ خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔"

"جس وقت قائداعظم مدرسہ کے صحن میں داخل ہوئے مدرسہ کی چھوٹی بچیوں نے جو اپنے مخصوص نیلے لباس میں ملبوس تھیں ایک استقبالیہ نظم نہایت دلکش انداز میں پڑھی جس کا پہلا شعر یہ تھا"

"تجھے آنے والو بہار اسلام + یہ میٹھا سلام اور یہ پیارا سلام"

"ورزش جسمانی:- اس کے بعد قائداعظم مدرسہ کی عمارت سے گزرتے ہوئے ایک آراستہ پیراستہ شامیانے میں وارد ہوئے۔ جہاں مدرسے کی ننھی ننھی طالبات نے ورزش جسمانی اور ڈرل کی نمائش کی۔ اس کے بعد لڑکیوں کی ایک جماعت نے "حرکات الجسم" کے موضوع پر ایک نظم پڑھی اور ساتھ ساتھ ورزش بھی کی۔ قائداعظم اس سے بیحد محظوظ ہوئے۔ دو چھوٹی لڑکیوں نے گتکہ کھیل کر بھی دکھایا"

"ایک طالبہ علم کی تقریر:- اس کے بعد پانچویں جماعت کی ایک لڑکی حمدی خانم نے اردو میں ایک پُرجوش تقریر کی۔ جس کے دوران میں اس نے بتایا کہ عہد ماضی کی مستورات کس طرح میدان میں مردوں کے دوش بدوش کام کرتی تھیں۔ اور ان میں کیسا جذبہ ایمانی اور جوش حریت کارفرما تھا۔ مقررہ نے خواتین سے اپیل کی کہ وہ سلف کی بہادر اور ایماندار عورتوں کے نقش قدم پر چلیں اور قومی تعمیر میں نہ صرف مردوں کا ہاتھ بٹائیں بلکہ انکی رہنمائی کریں"

"اس تقریر سے قائداعظم اس حد درجہ متاثر ہوئے کہ آپ نے فرمائش کی کہ تقریر کو لکھکر دیا جائے تاکہ میں اس کا ترجمہ "ڈان" میں شائع کراؤں"

اس کے بعد صدر معلمہ نے پس پردہ ایک سپاسنامہ پڑھ کر سنایا"

قائداعظم کے ارشادات

"قائداعظم نے جواب میں تقریر فرماتے ہوئے کہا:- "میں مدرسہ کی معلمات و متعلمات کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے مدرسہ کا معائنہ کرنے کی دعوت دی، خیر مقدم کیا اور ایڈریس پیش کیا۔ میں نے گزشتہ دو تین روز کے اندر جالندھر میں کئی تابناک مقامات دیکھے ہیں مگر آج سب سے تابناک مقام دیکھنا نصیب ہوا ہے" (تالیاں)

"ابھی آپ کے سامنے ایک طالبہ علم نے نہایت عمدہ پیرائے اور خوبصورت زبان میں تاریخ کا ایک ورق الٹ کر آپ کو بتایا کہ ہماری خواتین نے کیا کیا شاندار کارنامے دکھائے ہیں۔ اور اپنے بےمثال کارناموں سے سلطنت اسلامیہ کی توسیع میں اپنا حصہ ادا کیا ہے۔ ہم سب یہ باتیں بھول چکے ہیں۔ مگر یہ معلوم کرکے بیحد مسرت ہوتی ہے کہ جالندھر نے مسلمان عورتوں اور بچیوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرکے بیداری کی لہر پیدا کر دی ہے"

"یاد رکھئے کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی اور اپنے کسی نصب العین کو حاصل نہیں کرسکتی جب تک قوم کے مرد

اور عورتیں اس کی طرف متحد ہو کر نہ بڑھیں۔ جالندھر نے اس حقیقت کبریٰ کا احساس کیا ہے اور اس احساس کو تیز کر رہا ہے۔ پس پردہ مستورات اور لڑکیوں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ زندگی کے ہر شعبے میں عورتیں کام کر سکتی ہیں۔ مگر بعض ایسے کام بھی ہیں جو عورتیں ہی کر سکتی ہیں۔ اور بعض کام مرد ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن مرد و عورت اگر متحد ہو کر کام کریں تو وہ سب کام کر سکتے ہیں۔ (تالیاں)

"آخر میں آپ نے فرمایا" میں اس اسلامی درسگاہ کی یاد کو کبھی نہ بھولوں گا۔ میں آپ کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ خدا نے چاہا تو آپ کی نیک خواہشات ضرور پوری ہونگی اور آپ کی درسگاہ بہت جلد ایک زنانہ یونیورسٹی بنجائے گی۔" اس کے بعد حضرت مولانا عبدالحق عباس نے قائد اعظم اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ (انقلاب - ۸ ار نومبر ۱۹۴۲ء)

انجمن مدرسۃ البنات کا زنانہ سالانہ جلسہ

۸ ماہ نومبر کو اتوار کے دن انجمن مدرسۃ البنات کا نسوانی سالانہ جلسہ اپنی پہلی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا، جسکی صدارت کی کرسی کو جناب محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر عبدالمجید خاں ریٹائرڈ ڈپٹی رجسٹرار کواپریٹو سوسائیٹیز پنجاب و رئیس اعظم بستی باباخیل اور جناب محترمہ بیگم صاحبہ سید صدیق حسن خان ایس۔ڈی۔او و رئیس اعظم میگواڑہ نے زینت بخشی بیگمات نے تقریریں فرمائیں اور مدرسۃ البنات کی طالبات نے تعلیم و تربیت کے مظاہرے اور ورزش کے نمونے پیش کئے۔

اس جلسے کی مفصل رپورٹ افسوس ہے کہ اس مرتبہ گنجائش نہ ہونیکے سبب سے جنوری ۱۹۴۳ء کی اشاعت تک ملتوی کرنی پڑی ہے۔

صاحب جہاں سکالرشپ

میرے مشفق دوست جناب محترم ڈاکٹر حکیم محمد علی صاحب قریشی، بی۔اے۔ایم۔بی۔پی۔ایس (لنڈن)، ایل۔ایم۔ایس۔یو (آنرز)، ایڈیٹر "ہیلتھ اینڈ سکس" و "پیام صحت" جو جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے مشیر طبی اور آیورویدک و طبیہ کالج دہلی کے پروفیسر رہ چکے ہیں۔ آج کل کلکتہ میں ایک کامیاب ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک قابل و ذہین طبیب ہیں۔ بہت نیک طبع ہیں۔ جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ اور ان سعادت مند انسانوں میں سے ہیں۔ جو ماں باپ سے احترام و عزت سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے ایک خط کے ذریعہ اپنی والدہ مرحومہ کی روح مبارک کے ایصالِ ثواب کے لئے اس وظیفہ اور صدقۂ جاریہ کا اعلان فرما کر ایک سعادتمند

بیٹا ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اسکا دوہرا اجر عطا فرمائے۔ اور ان کی یہ مثال قابل تقلید ثابت ہو۔

محمد احمد خاں ذاکر (مدیر معاون مسلمہ)

"جس روز میں نے آپکے ایما سے "مدرسۃ البنات" کو دیکھا تھا۔ اسی دن سے اس خیال میں تھا کہ میں اپنے وطن عزیز جالندھر کے اس مدرسہ کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔

"آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ پانچ روپیہ ماہوار کا ایک اسکالرشپ غیر مستطیع طالبہ کیلئے جاری کردوں۔ امید ہے کہ آپکو اسمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

شرائط اسکالرشپ

(۱) "اس اسکالرشپ کا نام میری والدہ مرحومہ (خدا انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے) کے اسم گرامی پر رکھا جائیگا۔ یعنی "صاحب جہاں اسکالرشپ"۔

(۲) "یہ اسکالرشپ ایسی غیر مستطیع طالبہ کو دیا جائیگا جو علوم دینیہ میں عموماً اور قرآن حکیم میں خصوصاً امتیازی حیثیت سے پاس ہوا کریگی۔

(۳) "یہ اسکالرشپ صرف دوران تعلیم میں ہی دیا جائے گا۔ تعطیلات کلاں یعنی دو ماہ کی چھٹیوں میں نہیں دیا جائے گا۔

(۴) "صاحب جہاں اسکالرشپ" کا اجرا سیشن کے ابتدائی مہینہ اکتوبر سے ہوگا"

نیاز کیش محمد علی عفی عنہ

مدرسۃ البنات کی روئداد

(از مسز معلمہ مدرسۃ البنات)

سہ ماہی امتحانات موسم گرما کی جھلس دینے والی لُو اور تپش سے بچاؤ کا خاطر خواہ انتظام نہ ہوسکنے کی وجہ سے اس دفعہ مدرسہ کے سہ ماہی امتحان مقررہ وقت یعنی جولائی میں نہیں ہوسکے تھے۔ لہذا اکتوبر میں مدرسہ کھلتے ہی تمام جماعتوں کے امتحان شروع ہوگئے جنکا سلسلہ دو ہفتے تک قائم رہا۔

جمعۃ الوداع اپنی سابقہ روایات کے تحت امسال بھی مدرسہ کے وسیع میدان میں شامیانوں کے نیچے سینکڑوں مسلم خواتین نے باجماعت نماز جمعہ ادا کی اور خطبہ سنا۔ طالبات مدرسہ نے اپنے لطیف نغموں اور مؤثر تقاریر سے سامعات کی سامعہ نوازی کی۔

عید الفطر گزشتہ چند سالوں سے مدرسہ میں جشن عیدین کو خاص شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ نماز عید کی ادائگی کے بعد معلمات مدرسۃ البنات مدرسہ کی اعانت کیلئے خورد و نوش کی ۲۰ کانوں کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتی ہیں اور بہت اچھے طریق پر سلیقہ کے ساتھ اپنی دوکانیں سجا کر فروخت کی تمام آمدنی مدرسہ کی نذر کرتی ہیں۔ شہر و مضافات کی لاتعداد معزز خواتین عید کے روز مدرسہ میں جمع رہتی ہیں اور عید کا سارا دن ایک خاص چہل پہل میں بسر کرتی ہیں۔

سالانہ زنانہ جلسہ عید کی تین چار تعطیلات ختم ہوتے ہی طالبات و معلمات پورے انہاک کے ساتھ سالانہ اجلاس کی تیاری میں مشغول ہو گئیں اور بے نظیر جشن کو کامیاب بنانے کیلئے، ہفتوں تک، دن کا آرام اور رات کی نیند کو خیر باد کہے رکھا۔ خدا نے انکی محنت اور سعی کو مشکور فرمایا اور یہ مبارک اجتماع بتاریخ ۸ ر نومبر ۱۹۴۲ء بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ (اسکی مفصل کیفیت ماہ جنوری میں اشاعت پذیر ہوگی)

قائدِ اعظم کا ورود سالانہ جلسہ کی مصروفیت اور تھکن سے ابھی دم لینے کا موقعہ نہیں ملا تھا کہ قائد اعظم کے قدوم میمنت لزوم کی نوید نے تھکے ماندے جسموں میں برقی طاقت بھر دی اور تمام معلمات و متعلمات پورے جوش و خروش کے ساتھ اپنے رہنما کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف رہیں۔ ۱۶ ر نومبر کو قائد اعظم نے مدرسہ کا معاینہ فرمایا جسکی تفصیل علیحدہ درج ہے۔ معائنہ کے بعد مدرسہ چار یوم کے لئے بند کر دیا گیا اور طالبات و معلمات کو آرام لینے کا موقعہ مل گیا جو تقریباً ایک ماہ سے آرام کے نام سے نا آشنا تھیں۔

وزیرِ تعلیم صوبہ سندھ کی آمد عالی جناب پیر الٰہی بخش صاحب بالقابہ وزیر تعلیم صوبہ سندھ نے ۲ ر ماہ نومبر کو مدرسہ کو اپنے ورود کی عزت بخشی۔ مدرسے کا معائنہ فرمایا اور مسرت و اطمینان کا اظہار رخصت ہونے سے پیشتر ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ حضرت مدیر نے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا اور تعلیم قرآن کی اہمیت پر چند ارشادات فرمائے۔

جناب محترم وزیر تعلیم نے فرمایا کہ میں ایک عرصہ سے مدرسۃ البنات کی تعلیمی خدمات کو سنکر خواہشمند تھا کہ اس کی کیفیات کو بچشم خود بھی دیکھوں۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے آج یہ موقع مل گیا ہے۔

صوبہ سندھ میں تعلیم نسواں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا صوبہ سندھ عورتوں کی تعلیم کے بارے میں توبیحد پسماندہ ہے اور آپ کو سنکر یہ تعجب ہوگا کہ وہاں مسلمان بچیوں کے لئے ایک بھی ہائی سکول نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قرآن ہماری زندگی کا دستور العمل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسکے بغیر تعلیم کا مقصد مسلمان کیلئے پورا نہیں ہوتا۔ مگر مدرسۃ البنات اسے پورا کر رہا ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ میں نے چھوٹی بچیوں سے جو سوال کئے ہیں انکے جواب مجھے صحیح ملے ہیں۔ آپ نے مدرسے کے حق میں اطمینان و مسرت ظاہر کی اور اسکی بہبود کی دعا کی +

(حمیرا۔ سر معلمہ مدرسۃ البنات)

رسالہ "مسلمہ" آپ کا ہے، وہ ساڑھے دس سال سے خسارے میں چل رہا ہے۔ آج وہ انتہائی نازک دور میں سے گذر رہا ہے۔ آپ کی بے توجہی اسے نقصان دیگی۔ اور یہ نقصان آپ کا ہے۔ اس کو مالی امداد دیجئے اور اسکی اشاعت بڑھائیے۔

مُسلم خاتون کا پُرانا سبق

عزیزہ حمدی خانم ۔ جماعت پنجم ۔ مدرسۃ البنات جالندھر

مدرسۃ البنات میں قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۶ نومبر کو ورود فرمایا تو عزیزہ حمدی خانم نے ایک مختصر سی تقریر "مسلم خاتون کا پرانا سبق" کے عنوان سے کی ۔ قائداعظم اس سے بیحد متاثر ہوئے ۔ اپنی جوابی تقریر میں اس تقریر کا ذکر بھی کیا ، اور اس تقریر کو دہلی کے انگریزی اخبار "ڈان" میں شائع کرنے کی غرض سے اس کو قلمبند کرنے کی فرمائش کی ۔ (ادارہ)

مسلم خاتون! یہ حقیرہ آج تجھ کو تیرہ ساڑھے تیرہ سو برس کا بھولا ہوا سبق یاد کرانے کیلئے حاضر ہوئی ہے ، وہ سبق جو تجھ کو کتابِ ہدیٰ نے پڑھایا تھا ، وہ کتابِ ہدیٰ جس نے قعرِ پستی سے نکال کر عزت کے آسمان تک پہنچا دیا ، وہی کتابِ ہدیٰ جس نے تجھ کو وہ حقوق دلوائے جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا ۔

مسلم خاتون! اپنا وہی سبق یاد کر جسکو پڑھ کر تو مردوں کے دوش بدوش کھڑے ہونیکے قابل ہو گئی تھی ۔ وہ سبق جس نے تیرے جوہرِ نسوانیت کو جلا دے دی تھی ۔ اور تو ترقی کے ہر میدان میں گامزن تھی ۔ وہ سبق جو تو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مسجد میں جا کر سنا کرتی تھی ، اور اسپر عمل کر کے تو اللہ کے رنگ میں رنگی گئی تھی ۔ وہ سبق جس نے تجھکو شمع اسلام کا پروانہ بنا دیا تھا ۔ وہ سبق جس نے تجھ کو دنیا کی مہذب ترین خاتون بنا دیا تھا ۔ وہ سبق جس سے تو نے ہمیشہ مردوں کی گتھیاں سلجھائیں ۔

مسلم خاتون! اپنا وہی سبق پھر یاد کر جس نے تیرے دل میں میدانِ جنگ میں سر بکف جانے کا ولولہ پیدا کر دیا تھا ۔ تو زخمی مسلمانوں کی مرہم پٹی کر کے انکو پھر جنگ میں جانے کیلئے تیار کر دیتی تھی ۔ پیاسے سپاہیوں کو پانی پلاتی تھی ۔ اسلام کی فوج کا کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتی ، اور شہیدوں کیلئے اپنے ہاتھ سے قبریں کھود کر انکو سپردِ خاک کر دیتی تھی ۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والے بہادروں کے سینوں پر اپنے ہاتھ سے ہتھیار لگاتی ، سجاتی اور خوش ہوتی تھی ، جب وہ بہادر فتحیاب ہو کر واپس آتے تو آگے بڑھکر انکا استقبال کرتی اور انکا بوجھ ہلکا کرتی تھی ۔ تیرے گھر کی آرائش انہی ہتھیاروں کی نمائش تھی ۔ تو رات کو گھروں میں چراغاں کرتی اور خوشی کے گیت گاتی تھی وہ بہادر اپنے گھر میں محبت اور خلوص کا چمن لہلہاتا ہوا دیکھکر اپنے سب دکھ درد بھول جاتے تھے ۔ مسلم خاتون تو بزدل شوہر سے شادی کرنے میں عار سمجھتی تھی ، تیرا شوہر بننے کیلئے شجاعت میں ناموری کا وصف ہونا نہایت ضروری تھا ۔ کچھ تجھکو یاد ہے کہ مائیں اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو یہ کہکر میدان جنگ میں بھیجا کرتی تھیں کہ اگر راہ خدا میں جان نہ دوگے تو قیامت تک دودھ نہ بخشوں گی ۔

بہنیں اپنے پیارے بھائیوں کو بڑے فخر سے اسلام پر قربان ہونے کیلئے بھیج دیتی تھیں۔ نئی نئی دلہنیں اپنی ہوس کا خیال نہ کرتی تھیں اور اپنے دولہا کو جنگ میں بھیج دیتی تھیں۔ اور کہدیا کرتی تھیں کہ اگر لڑائی میں پیٹھ دکھائی تو ہمارے منہ نہ دیکھ سکوگے۔

عزیز بہن! تو ان ماؤں کی بیٹی ہے کہ جنکی نسبت انگلستان کا مشہور مورخ گبن لکھتا ہے "اس زمانے کی عورتوں کی عصمت وعفت دلیری وبہادری قابل تعریف ہے۔ یہ وہ عورتیں تھیں جو شمشیر زنی، نیزہ بازی، تیراندازی میں ماہر تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ نازک سے نازک موقع پر اپنی عصمت کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوجاتی تھیں۔"

مسلم خاتون! اپنا وہی سبق پھر یاد کر جس نے تجھ میں وہ جرأت وحوصلہ وہ جسارت بھردی تھی کہ خلیفہ وقت امیر مومنین کے بھرے دربار میں کھڑے ہوکر تقریر کرسکتی تھی اور ہر بات میں دخل دینے کا حق رکھتی تھی اور امیر کو مجبور کردیتی تھی کہ تیری بات کا تسلی بخش جواب دے۔

مسلم خاتون! اٹھ اور اسی کتاب ہدی کو اپنا دستور العمل بنالے اور اپنا وہی بھولا ہوا سبق یاد کرکے فرزندان توحید کے قالب میں اسلامی روح از سرنو پھونک دے کہ اسلام کے چمن میں نئے سرے سے بہار آجائے۔ بہن! آ میں تیری دستگیری کروں اور تجھے اس گھاٹ تک پہنچاؤں جہاں تشنہ کام سیراب ہوتے اور پیاسے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ کتاب ہدی کی تعلیم کا موجد اور رسول خدا کی سنت کو از سرنو زندہ کرنے کا فخر مدرسۃ البنات کو حاصل ہے۔ آیئے اور اسکی خدمات قبول کیجئے۔ اللہ رب العزت آپ کو توفیق بخشے۔ آمین!

ایں گناہِ اوست یا تقصیرِ ماست
سینہ ہا از گرمیٔ قرآں تہی
از چنیں مرداں چہ امید بہی
عقلِ ما بے مئے و بے ساقی است
سازِ قرآں را نوا ہا باقی است

آج مسلمانوں کی حالت پر جسقدر بھی آنسو بہائے جائیں تھوڑے ہیں، وہ موت کے انتظار میں زندگی کی گھڑیاں گن رہے ہیں، دنیا ان پر روز بروز تنگ ہو رہی ہے، وہ نہیں دیکھتے کہ ہمسر قومیں ترقی کی راہ پر کہاں سے کہاں تک آگے نکل چکی ہیں۔ علم اور حکمت جو انکا خاصہ تھا وہ ان سے محروم ہو چکے ہیں۔ جہالت کی تاریکی ان پر اسقدر چھا رہی ہے کہ وہ ان میں سے نکل نہیں سکتے ہیں۔ انکے لئے بزرگانِ دین کی خانقاہیں اور اولیاء کی خانقاہیں اور اولیاء کے مقابر اور سجادہ نشین اور متولی صاحب بیعت بزرگ ہیں جو انہیں خانقاہی تعلیم میں پختہ کر کے صحیح زندگی کا نقشہ انکی آنکھوں سے چھپا رہے ہیں۔ ہر جگہ پیری مریدی اور ملائیت کا دور دورہ ہے۔ مساجد میں قرآن کریم رٹایا جاتا ہے اسپر عمل کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ حق کی شہادت دینے والا حق پر کٹ کر اپنے خون سے صداقت ثابت کرنیوالا مرد ڈھونڈے سے نظر نہیں آتا ہے۔ ہر جگہ عیاری اور مکاری کا بازار گرم ہے۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ سلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری (اقبال)

خود غرضی اور غلامی لازم و ملزوم ہیں۔ صدیوں کی غلامی نے ہماری عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ہماری حق و باطل میں تمیز اور سچ جھوٹ میں فرق کرنیکی قوت مفقود ہو چکی ہے۔ اکلِ حلال اور صدقِ مقال میں دین کا بھید تھا۔ اسکے باعث خلوت و جلوت میں تماشائے جمال تھا مگر ہم اسکو کھو چکے ہیں۔

سرمایہ دار، پیر، ملا، متولی، سجادہ نشین غرضیکہ ہر ایک غریب کی گھات میں رہ کر اسکا شکار کرتا ہے۔ اور اسے اور بھی کمزور کرتا ہے۔ گناہ آج مسلمان کی جائداد بن گیا ہے۔ خود کو گنہ گار کہکر پھر گناہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی کوئی کر رہا ہے وہ اسکی تقدیر کا لکھا ہے جو مٹ نہیں سکتا، یہ سب سرمایہ داروں کی مکاری ہے کہ غریبوں کو تقدیر کا ... ہیں اور خود انکا خون چوس کر پلتے بنتے ہیں۔ پھر یہ تجویز نکال دی ہے کہ مسلمان کو گناہ سے کوئی خوف نہیں کیونکہ ... دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود گنہگاروں کے شفیع ہیں اور ... "ایمان بہ رسالت" کہا جاتا ہے۔ ... بعد آخرت ... ہو گی اسلئے دنیا میں مسلمان جسے چاہے اپنا پیر بنا کر روحانی فیض حاصل کرے۔ پیر اگر زندہ ہے تو مرید کی ہر مشکل حل کرتا ہے، مردہ ہے تو قبر میں بھی مرید کی حاجت روائی کرنے والا ہے۔ تسبیوں اور چلوں کو جہادِ اکبر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، نہ اس نفس کے مجاہدہ سے فراغت ہو نہ خدا کی راہ میں اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر مجاہدہ کرنا پڑے۔ اسکے علاوہ پیر کے پاس تعویز گنڈہ اور جھاڑ پھونک کی ڈبیہ بھی ہوتی ہے۔ بیماروں کو اپنے تھوک سے پھونک سے ہاتھ سے پاؤں سے شفا بخشتا ہے، اور مرنے کے بعد بھی اسکی قبر دار الشفا ہے۔ خدا کی توحید کا زبانی اقرار کرنا ہی مدارِ نجات سمجھ لیا جاتا ہے۔ عمل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ انکے نزدیک قرآن کے الفاظ میں جو برکت

[illegible] میں نہیں ہے۔

یہ اس اجڑی ہوئی قوم کا مختصر سا نقشہ ہے جو خیر الامت ہونے کا [illegible] حاصل کر چکی ہے۔ ان تمام بربادیوں کا ایک ہی علاج ہے [illegible] آسمان ایک مرکز پر قائم ہو جائیں اور مرکز انکی حرکت اور سکون کی نگرانی کرے۔ مسلمان کا کام راہ طلب میں آگے بڑھنا ہے۔ اس بیقراری اور بے چینی و سعی پیہم و جہد مسلسل کا نام زندگی ہے، سکون روح انسانی کے لئے موت کا پیام ہے۔

چہ کنم کہ فطرتِ من بہ مقام در نسازد ✤ دلِ ناصبور دارم چو صبا بہ لالہ زارے
چو نظر قرار گیرد بہ نگارِ خوبروئے ✤ تپد آں زماں دلِ من پئے خوب تر نگارے
ز شرر ستارہ جویم ز ستارہ آفتابے ✤ سرِ منزلے
چو ز بادۂ بہارے قدحے کشیدہ خیزم ✤ غزلِ دگر سرائم بہوائے نو بہارے
دلِ عاشقاں بمیرد بہ بہشتِ جاودانی
نہ نوائے دردمندے نہ غمے نہ غمگسارے (اقبال)

تعلیم قرآن کی ضرورت

از محترمہ فہمیدہ ۔ امرتسر

اس دور میں جتنا مغربی نظام نے ہمارے دل اور دماغ کو متاثر کیا ہے شاید ہی کسی اور شے نے اتنا متاثر کیا ہو انسانی زندگی کا وہ کونسا شعبہ ہے جس نے مغربی تہذیب سے اثر قبول نہیں کیا۔ ظاہری اثر کو چھوڑئیے اس مغربیت نے ہمارے ذہنوں کو ایسے سانچے میں ڈھال دیا ہے کہ ہم اپنی پچھلی روایات اپنی تہذیب و معاشرت اور اپنے تمدن سے نفرت کرنے لگ گئے ہیں۔

اس سراب نے جسے ہم حقیقت سمجھ رہے ہیں ہماری آنکھوں میں ایسی چکا چوند پیدا کر دی ہے کہ ہم ہر اس انسان کو غیر مہذب اور جاہل تصور کرتے ہیں جو اس تہذیب میں رنگے جانے سے انکار کر دے۔ ہماری نئی تہذیب و معاشرت جو یکسر مغربی سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے اس شخص کی پھبتی اڑانے سے نہیں چوکتی جو مذہب و اخلاق کی پیروی کرنا اپنا فرض جانتا ہو۔

آپ کسی ایسے شخص سے جو مغرب زدہ ہو مذہب و اخلاق کے کسی مسئلہ پر گفتگو کرے دیکھ لیجئے اسکا جواب یقیناً یہی ہوگا کہ "ان فرسودہ باتوں کو چھوڑیئے کسی کام کی بات کا ذکر کیجئے"۔ گویا مذہب اور اخلاق کوئی کام کی چیزیں ہی نہیں اور انسان اپنی زندگی میں ان سے کوئی فائدہ اٹھا نہیں سکتا۔

یہ سوسائٹی جس میں انسان اس قسم کے رویہ کے مالک ہوں، خالص جاہلیت کے زیر اثر ہے۔ اس قسم کی سوسائٹی میں انسان کا طرزِ عمل خود مختارانہ اور غیر ذمہ دارانہ ہونا لازمی ہے۔ وہ کسی قسم کی اخلاقی پابندی کو قبول کرنیکے لئے تیار نہ ہوگا اور کسی ذمہ داری کا احساس یا کسی باز پرس کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہونا ناممکن ہے۔ اسکے لئے وہ تمام راہیں

کھلی ہیں جنپر اس کا نفس بغیر کسی روک ٹوک کے اسے لیجائے۔ ایسی سوسائٹی میں مادہ پرستی خودغرضی اور ابن الوقتی کا دور دورہ ہونا یقینی ہے۔ اگر کوئی فرد اتفاقاً قومی اور اخلاقی لحاظ سے بلند سیرت ہو تو غور کرنیکے بعد آپ اسی نتیجہ پر پہنچینگے کہ یہ خودغرضی اور نفسانیت کی ہی توسیع ہے۔

اگر ایک طرف مغرب پرستی الحاد اور غیر ذمہ داری نے ایک ایسی سوسائٹی ترتیب دی ہے جو یکسر غیر اسلامی ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کے تنزل کا باعث انکی تنگ نظری کم علمی اور جہالت ہے۔ کم علمی اور تنگ نظری نے مسلمانوں کو ایک ایسی راہ پر ڈال دیا ہے جو سراسر شرک اور جہالت کی راہ ہے۔ صحیح اسلامی تعلیم کو خیرباد کہکر وہ مشرکانہ وہم پرستی میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ کہیں کسی قبر سے امیدیں لگائی جاتی ہیں تو کہیں بتوں پر بھروسہ کیا جاتا ہے کہ شاید یہی ان کی خواہشوں اور غرضوں کو پورا کر دینگے وضعی پیروں اور بناوٹی خداؤں کی کرامات پر اتنے یقین کا اظہار کیا جاتا ہے کہ خدائے لایزال کی قوتوں کا خیال تک ذہن سے اتر جاتا ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول توحید پرستی پر اس زور کا کلہاڑا چلایا جاتا ہے کہ خدا کی پناہ! مگر ان تمام مشرکانہ حرکتوں کے باوجود مسلمان ہونے کا دعوےٰ بدستور موجود ہے۔ انکے نزدیک ان باتوں سے بقول مولانا حالی ؎

نہ توحید میں فرق کچھ اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

غرض ان تمام مشرکانہ حرکات نے ایک ایسے غیر فطری راستہ پر ڈال دیا ہے کہ فطری راہ کو پہچاننا مشکل دکھائی دیتا ہے۔

جب حالت یہانتک بگڑ چکی ہو۔ اور انسانیت کی معراج کیلئے یہی شرک والحاد کا راستہ صحیح سمجھا جاتا ہو تو کسی ذہنی انقلاب کے بغیر موجودہ نظام میں معمولی ردّ و بدل سے یہ امید رکھنا کہ شاید اس سے کام چل جائے اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔ موجودہ حالات میں اس خطرناک مرض کے لئے جو انسانیت کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے ایک دندان شکن تریاق کی ضرورت ہے۔ اور آپ یقین رکھئے کہ اس وقت قرآنی تعلیم سے بڑھکر اور کوئی زبردست تریاق نہیں جو یہ انقلاب برپا کر سکے۔

یہ ظاہر ہے کہ اس جاہلیت کی سوسائٹی میں تعلیم ادارے یا درسگاہیں ایسی ذہنیت کی آئینہ دار ہونگی جس ذہنیت کے مالک اس سوسائٹی کے افراد ہونگے۔

آج مسلمانوں کے بچے جن درسگاہوں میں تعلیم پارہے ہیں ان میں سے کتنی درسگاہیں ایسی ہیں جنکی تشکیل صحیح اسلامی لائنوں پر ہوتی ہے یا اگر وہ نام کے لحاظ سے اسلامی ہیں تو ان میں کہانتک اسلامی تعلیم کا انتظام ہے۔ ایسی ہی درسگاہوں کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ہے ؎

یہ مدرسہ، یہ جوان، یہ سرور رعنائی
انہی کے دم سے ہے میخانۂ فرنگ آباد

اسلامی تعلیم سے مراد صرف نماز روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی نہیں بلکہ ہماری تہذیب تمدن اور معاشرت وسیاست کے سرچشمہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ اگر شروع میں ہم اپنے بچوں کو صحیح اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور انہیں اسلامی نظام اور اسلامی معاشرت سے آگاہ کریں تو جوان ہوکر

انکا اسلامی رنگ اختیار کر لینا یقینی ہے۔

یہ مذہب و اخلاق کی مخالفت، وغیرہ وغیرہ سب حرکات سب موجودہ ناقص طریقہ تعلیم کا نتیجہ ہے۔ قرآن پاک کی سادہ اور عام فہم تعلیم کے کان میں پڑھنے سے خود غرضی و نفسانیت کے خلاف ردعمل ہونا ظاہر ہے۔ ایک مکمل ضابطۂ اخلاق کے سامنے آنے سے غیر ذمہ داری اور ابن الوقتی کیلئے انسان کے دل میں کوئی کشش باقی نہیں رہتی۔ انسان کی زندگی ایک ڈسپلن کے ماتحت آجاتی ہے۔ اور وہ سوچتا ہے کہ اگر اس نے ان تمام حرکات سے اجتناب نہ کیا تو جو ہدایت کی طرف لے جاتی ہیں تو ایک ایسی طاقت بھی موجود ہے جو اس سے باز پرس کر سکتی ہے قرآن کریم کی تعلیم سے انسان کی انفرادی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوتا ہے انسان شک اور الحاد کے راستے سے ہٹ کر فطری راہ پر ہو لیتا ہے۔ وہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس دنیا میں سوائے خدا کی قدرت کے کوئی ایسی طاقت موجود نہیں جو اسکی خواہشات اور اغراض کو پورا کرینگے۔ اس ضابطۂ اخلاق کی پابندی سے اس میں بلند سیرتی اور بلند اخلاقی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اسکی زندگی نیک اور بلند تر مقصد حاصل کرنیکے لئے ہے

جب انفرادی زندگی میں انقلاب پیدا ہوتا ہے تو جو سوسائٹی ان افراد کے اجتماع سے بنتی ہے وہ بھی اس انقلاب سے متاثر ہوتی ہے انسان اجتماعی حیثیت سے سوچتا ہے کہ اب اسے ایسے نظام کے ماتحت رہنا چاہئے جس میں اسی ضابطۂ اخلاق کی پیروی ہو جو قرآن پاک میں موجود ہے۔ وہ انہی لائنوں پر سارے نظام کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد اسپر روشن ہوتی ہیں۔ غرض انفرادی اور اجتماعی زندگی دونوں میں ایسا تغیر آتا ہے جو ساری انسانیت کے لئے فلاح کا پیغام ساتھ لاتا ہے۔

اب اگر آپ ذہنی انقلاب چاہتے ہیں یا بلند سیرتی اور بلند اخلاقی پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ یا اس جاہلیت کی سوسائٹی کو اسلامی سوسائٹی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو خدارا اس سرچشمۂ رشد و ہدایت قرآن کریم کی طرف توجہ کیجئے جس میں انسانیت کی ساری مشکلوں کا حل موجود ہے۔ اب آپ خود ہی غور فرما سکتے ہیں کہ اس دور میں قرآنی تعلیم کا انتظام کتنا ضروری ہے۔ جو انسان کو صحیح معنوں میں انسانیت کی حقیقی تعلیم سے آشنا کر دے

شاید آپ میں سے بعض یہ کہیں کہ قرآن کریم کو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ مگر قرآن کو سمجھنے کے لئے عربی سیکھنے تک۔ آپ قرآن کے کسی اچھے سے ترجمہ یا کسی اچھی سی تفسیر کے مطالعے سے ان تمام باتوں سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہر ایک مسلمان اس طریق انہی نتائج پر پہنچیگا جنپر ایک سچے مسلمان کا پہنچنا ضروری ہے۔ اور وہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے ان تمام باتوں کا جائزہ لے سکیگا۔

ضروری اطلاع

"مسلمہ" کے پرانے خریداری نمبر تمام تبدیل کر دئے گئے ہیں۔ خریدار حضرات نئے خریداری نمبر نوٹ فرمالیں۔ خط و کتابت میں ان نمبروں کا حوالہ ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

"منیجر"

معراج شریف

رجب کی بست و ہفتم شب شب پر وا رحمت کی ✤ ہے شاہد خوبیٔ قسمت سے معراجِ رسالت کی
رسول اللہ کو تکریم عزت سرفرازی کا ✤ ملاوہ اللہ اللہ مرتبہ قربِ الٰہی کا
کہ اسکی نوعیت بیمثل ہے تاریخِ انساں میں ✤ کیاہے ذکر اسکا قادرِ مطلق نے قرآں میں
یہ وہ حیرت فزا ہے واقعہ عہدِ نبوت کا ✤ حدِ ادراک سے ہوتی ہے جس کی ابتدا گویا
وہاں میرے تخیل کی رسائی ہو نہیں سکتی ✤ قلم قاصر بیاں کرنیسے عاجز ہے زباں میری
فلک والوں نے امشب کرسیٔ خالق سجائی تھی ✤ احد کی پیشِ احمدؐ عرش پر جلوہ نمائی تھی
مسرت سے ستارے مسکرا کر رقص کرتے تھے ✤ ملائک بہرِ استقبال بن بن کر سنورتے تھے
سراپا منتظر تھی کہکشاں گوہر لٹانے کو ✤ نوا پیرا تھیں حوریں عید کی خوشیاں منانے کو
زمیں سے آسماں تک بن گیا اک نور کا رستہ ✤ ہوا داخل حرم میں قدسیوں کی فوج کا دستہ
ہوا اک تارِ برقی بن کے اوجِ چرخ پر پھیلی ✤ فضاؤں میں درود و نعت کی دلکش صدا گونجی
بجائے شادیانے کارپردازانِ قدرت نے ✤ سجایا گلشنِ فردوس کو رضوانِ جنت نے
لکھا تھا خیر مقدم ہر درِ ایوانِ قدرت پر ✤ سلامی کے لئے حوریں کھڑی تھیں باوضو ہوکر
وہ رقص و وجد کے نغماتِ شیریں آبشاروں میں ✤ چھما چھم کوثر و تسنیم کی رنگیں بہاروں میں
خوشا لیلائے شب کی زلف کا عنبر فشاں ہونا ✤ خوشا خاکِ کفِ محبوبؐ کا جنت نشاں ہونا
یکایک حضرتِ جبریل فرمانِ خدا لے کر ✤ فلک سے اترے پر تولے ہوئے دربارِ احمدؐ پر

(مقام سدرہ پر پہنچکر)

ہوا یوں ملتمس جبریل اے منظورِ سبحانی ✤ مناسب میری طبعِ شوخ کا اندازِ جولانی

جو ذرہ بھر یہاں سے میں اٹھاؤنگا قدم آگے ✦ تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا انوارِ تجلّی سے
ادھر جبریل تھک کر ہو گیا بے جانِ منزل میں ✦ اُدھر مرکب نے گویا کھو دیئے اوسانِ منزل میں
فقط شاہنشہِ کون و مکاں اوجِ مکرم پر ✦ سوارِ تختِ رف رف ہو کے پہنچے عرشِ اعظم پر
بیک جنبش اٹھے پردے مقامِ کبریائی سے ✦ کیا محبوب نے اقدام شانِ دلربائی سے
درِ توحید سے گوشِ رسالت میں صدا آئی ✦ ادھر خلوت میں آ نورِ حقیقت کے تماشائی
کیا ساجد نے سجدہ جھک کے مسجودِ حقیقی کو ✦ سنایا پڑھ کے اِلَّا اللہ معبودِ حقیقی کو
بڑھایا مرتبہ قدوس نے ذاتِ گرامی کا ✦ شرف بخشا محمد مصطفٰے کو ہمکلامی کا
کہا "محبوب! تم مہماں کی صورت عرش پر آئے ✦ ہماری بارگاہِ حق میں تحفہ کونسا لائے؟"
یہ سن کر جھک گیا تعظیم میں شیدا حقیقت کا ✦ حضورِ عشق میں یوں انتہائے عجز سے بولا
الٰہی تیرا بندہ جذبۂ الفت سے آیا ہے ✦ عبادت جان و دل کی شوق سے ہمراہ لایا ہے
دلِ امت کی ہاؤ ہو کے نعرہ ہائے مستانہ ✦ وہ اس کے سجدہ ہائے شوق کا طرزِ جداگانہ
یہ نذرانے مرے پیشِ حضورِ بادشاہی ہیں ✦ یہی تحفے الٰہ العلمیں! نذرِ الٰہی ہیں
جواب آیا تمہاری پیشکش منظور کرتا ہوں ✦ مئے دیدار سے محبوب کو مسرور کرتا ہوں
خدائے دو جہاں نے دل میں نورِ معرفت بھر کر ✦ نمایاں کر دیئے اسرارِ یزدانی محمد پر

(جنت میں استقبال)

تبسم ریز حوریں ذوق سے بڑھتی ہوئی آئیں ✦ قصائد مطلعِ انوار کے پڑھتی ہوئی آئیں
مچائی دھوم سب نے آپ کا آنا مبارک ہو ✦ خدا کے گھر خدا کے نور کا جانا مبارک ہو
وہ بیجود طائرانِ عرش کی پیہم ہوابازی ✦ عروسانِ چمن کی نازپرور شانِ طنازی
وہ ہل ہل کر گلوں کا مسکرانا جوشِ مستی میں ✦ وہ غنچوں کا چٹکنا کیف زارِ رنگِ الستی میں
خوشی میں ٹہنیوں کا جھومنا بادِ بہاری سے ✦ بجانا تالیاں پتوں کا گویا باری باری سے

وہ مہماں کیلئے راہوں میں سبزے کا بکھر جانا + نہا کر عطر میں پھولوں کی پریوں کا نکھر جانا
شہنشاہِ دو عالم پاؤں جب آگے بڑھاتے تھے + ملک قرباں ہو کر فرش پر آنکھیں بچھاتے تھے

(جہنم کا منظر)

یہاں وہ آتشِ غرندہ کے نقشے نظر آئے + معاذ اللہ جن کو دیکھ کر انساں پکار اُٹھے
چمک بجلی کی ہول انگیز تھی کالی گھٹاؤں میں + بھڑک شعلوں کی موجِ دود کی شدت ہواؤں میں
ستم گاری جگر سوزی دل آزاری بلاؤں کی + فسوں کاری تحیر زا فضاؤں میں جفاؤں کی
وہ خونیں اژدہاؤں کی ہلاکت بار سفاکی + وہ خشم آلود زہر آمیز سانپوں کی غضبناکی

(واپسی)

وہ جسکو ابتدائے شب میں محوِ خواب پایا تھا + وہی جو انتہا کی منزلیں طے کر کے آیا تھا
جلو میں جسکے حوروں نے فلک پر گیت گائے تھے + ملائک نے وہ جسکے فیض سے انعام پائے تھے

*شبستاں میں غریقِ خواب راحت ہونیوالے نے
محمدؐ کو اسی بستر پہ پایا سونے والوں نے

حضورؐ نے معراج کا ذکر صحابہ سے کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آمنا کہا دیگر صحابہ نے بھی تصدیق کی۔

پھر ——

خبر یہ رفتہ رفتہ لب بلب کف تک پہنچی + وہاں سے گوشِ بوجہل سیہ کردار تک پہنچی
بھڑک اٹھا کدورت سے دلِ سفاک موذی کا + حسد نے پھونک ڈالا سینۂ ناپاک موذی کا
چلا جوشِ غضب میں گھر سے استفسار کی خاطر + بڑھا پھبتی اڑانے کیلئے شوریدہ سر کافر
لعیں دو چار رستے میں ہوا صدیقِ اکبر سے + مخاطب کر کے بولا عاشقِ دینِ پیمبر سے
اجی کیا شعبدہ بازی یہ پیغمبر دکھاتا ہے + زمین و آسماں کے خوب قلابے ملاتا ہے
زمینِ بیتِ مقدس کا بھی نظارا کیا اس نے + خدا سے ہمکلامی کا شرف بھی پا لیا اس نے
بھلا ممکن ہے انساں کا فلک تک یوں چلے جانا + پہنچ کر عرش کے زینہ پہ شب بھر میں پلٹ آنا
تمہیں حجت رہی اب تک ہماری بدگمانی پر + کہو اب بھی گماں باقی ہے اس جھوٹی کہانی پر

یہ سن کر حامیٔ دینِ متیں فرخ نہیں بولا ٭ بڑی جرأت سے یوں دل میں لئے نورِ یقیں بولا
مری عظمت کا گہوارہ محمدؐ کی محبت ہے ٭ گلِ توحید کی نشو ونما دل کی طراوت ہے
بھلا سمجھیگا وہ کیا مصطفٰے کی حق پرستی کو ٭ تمنائے دلی جس سنگدل کی چیرہ دستی ہو
درِ احمدؐ پہ ہوتا ہے نزولِ رحمتِ باری ٭ زمین و آسماں میں وحی کا ہے سلسلہ جاری
وہ جو محبوب ہے ذاتِ الٰہ العالمین کا ٭ شرف بخشا گیا جس کو ختم المرسلین کا
جسے شمس الضحٰی بدر الدجٰی نور الہدٰی کہئے ٭ جسے خیر الورٰی گنجینۂ صدق و صفا کہئے
وہ جسکی ذاتِ اقدس پر مرے ماں باپ قرباں ہوں ٭ فدا فرزند و زن، مال و زر و گوہر دل و جاں ہوں
نہیں اسکے لئے مشکل سرِ عرشِ بریں جانا ٭ مرا ایمان ہے معراج پر دل سے یقیں لانا
گماں تک ہو اگر مجھ کو محمدؐ کی صداقت پر ٭ تو میں خود بادشہ جھوٹوں کا ہوں اے مرد فتنہ گر
وہ آقائے دوعالم رونقِ بازارِ امکاں ہے ٭ بلند اقبال و فرخ فال و فخرِ نوعِ انساں ہے

نہ کوئی آج تک ثانی ہوا پیدا محمدؐ کا
خدا کا مصطفٰے شیدا خدا شیدا محمدؐ کا

ہماری اِسلامی درسگاہیں

(محترمہ حمیدہ صوفی - جالندھر)

ہماری بدنصیبی کی انتہا ہے کہ ہمارے تمام دوسرے حالات کے ساتھ ہماری اسلامی درسگاہوں کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔ انکی مالی مدد کرنے اور انکو زیادہ مفید اور صحیح اسلامی عنصر بنانے کی بجائے بعض بدنصیب لوگ اسلامی مدرسوں اور کالجوں پر بے تحقیق اور بے دریغ حرف زنی کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ افواہوں اور سنی سنائی باتوں میں سچائی کہانتک ہے

پھر جس حدتک صداقت ہو بھی، اسے معلوم کرنیکے بعد مقصد پردہ پوشی اور اصلاح ہونا چاہئیے نہ کہ بدنامی و رسوائی، اور یہ بدنامی و ذلت کیسی غیر مسلم تعلیمی انسٹی ٹیوشن کی ہے یا خود اپنے ہی بیٹوں اور اپنی ہی بیٹیوں کی، جو مسلمان ہیں اور ہماری ہی بہنیں ہیں اور ہمارے ہی بھائی ہیں جو پروفیسر اور ٹیچر سکولوں اور کالجوں سے نکال دئے جاتے ہیں وہ بھی اس قسم کی ناروا حرکتیں کرتے ہیں

خطبہ صدارت

جناب بیگم صاحبہ خان بہادر عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم بستی باباخیل

جو انجمن مدرستہ البنات کے سالانہ جلسے کی تقریب پر پڑھا گیا

میری عزیز بہنو! اللہ کا نام لیکر اور اللہ کی تعریف کے ساتھ کام اور کلام کو شروع کرنا اسلام کا ادب اور مسلمان کا شیوہ ہے۔ اسلئے میں سب سے پہلے اس ذات پاک کو یاد کرتی ہوں جس نے اس جہان کے وسیع مکان کو گوناگوں نعمتوں سے بھرپور اور رنگارنگ کی آرائشوں سے آراستہ کیا۔ اور اپنی بیکراں نعمت اور خاص عنایت سے انسان کو یہ قابلیت بخشی کہ وہ اس جہان کی ساری کائنات کیلئے اس رب العالمین کا قائم مقام ہو سکے۔ اس رحمان ورحیم کا سب سے بڑا احسان بنی نوع انسان پر یہ ہے کہ اس نے انسان کو شقاوت وخسران کے جہنموں سے بچانے اور فلاح وسعادت کی راہ چلانے کے لئے ہر زمانے میں ہر قوم کیلئے انبیاء اور رسول بھیجے اور سب کے آخر میں سارے جہان کی رہنمائی اور پیشوائی کا جلیل القدر منصب نبی اکرم رسول اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہے

کیا پیارا پیارا نام محمد کا نام ہے
اس نام پر ہزار درود و سلام ہے

اے میری عزیز اور محترم بہنو! میں اپنے اور آپ کے خدا اور رسول کی حمد ونعت کے بعد آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ اپنے گھر بار کے کام دھندوں کو چھوڑ کر اور اپنی آسائش وراحت کو خیرباد کہکر دور ونزدیک سے اپنی اس قومی مجلس میں تشریف لائی ہیں۔ چونکہ آپ کا یہ تشریف لانا اللہ کی بہت بڑی مددگاری اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص خدمتگزاری کیلئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں کام کرنے والوں کو بہترین صلہ دینے والا ہے۔ اسلئے میں ان انعاموں اکراموں پر جو دونوں جہانوں میں بارگاہ الٰہی سے اس خدمت کرنے میں آپ کو ملنے والے ہیں، مبارکباد دیتی ہوں۔

خواہران محترم! یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ یہ مدرستہ البنات کا سالانہ جلسہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ بہنیں اس بات کو ذرا اور تفصیل کے ساتھ معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ کہ میں نے اس کے کاروبار میں حصہ لینے کو اللہ کی بہت بڑی مددگاری اور اسکے رسول کی خاص خدمتگذاری کیوں قرار دیا ہے؟ اس لئے میں ضروری سمجھتی ہوں کہ اس مسئلے کو ذرا زیادہ روشنی میں لانے کی کوشش کروں۔

عزیز بہنو! اس مسئلے کو سمجھنے کیلئے پہلے ہم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے کیا چاہتا ہے؟ انسان کی کونسی ادا اسکو پسند ہے۔ انسان کے کونسے عمل سے وہ خوش ہوتا ہے۔ اگر ان سوالوں کا جواب بھی بعض کی سمجھ سے بالا ہو تو اس کے نزدیک پہنچنے کیلئے ہم کچھ اور سوالوں کو زینہ بنالیتے ہیں۔ سلطان اپنی رعیت سے بادشاہ اپنے ملازموں سے، آقا اپنے غلاموں سے

کیا چاہتا ہے؟ اس کا جواب آسان ہے۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ اسکی رعیت، اسکے ملازم، اسکے غلام اسکی ہی مرضی پر چلیں اور اسکی ہی پسند کے کام کریں۔ دوسرے لفظوں میں جو معاملہ ہم اپنے زیر دستوں سے پسند کرتے ہیں وہی معاملہ ہمارا اللہ ہم سے پسند کرتا ہے۔ اور جیسے اس دنیا میں جو لوگ اپنے بادشاہوں کے زیادہ فرمانبردار، زیادہ خدمتگزار، زیادہ جاں نثار ہوتے ہیں، ان کی دربار شاہی میں زیادہ عزت اور زیادہ منزلت ہوتی ہے۔ اسی طرح جو اللہ کے بندے اپنے مال وجان اور اپنی ساری خدمتیں اللہ کیلئے وقف کردیتے ہیں اللہ کے دربار میں بھی انہی کو قربت حاصل ہوتی ہے۔ اب اسی تمثیل کے مطابق ہمیں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جسطرح بادشاہ کے مقربوں کے ذریعے رعایا کو بادشاہوں کے احکام پہنچتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے پیغام اپنے خاص بندوں کے ذریعے انسانوں کو بھیجتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے رسول اللہ کا پیغام لے کر آئے وہ پیغام خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں کی طرف تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا، سب سے پورا، اور سب سے آخری پیغام جسکو ہمارے پیشوا حضرت محمدؐ لے کر آئے۔ وہ سارے انسانوں، سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے لئے آیا ہے۔ حضرت محمدؐ کو جو ساری دنیا کے منصف عالموں اور غیر متعصب تاریخ دانوں نے جہان کا بزرگ ترین انسان اور عالم انسانی کا سب سے بڑا پیشوا تسلیم کیا ہے۔ تو اس کی اصلی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ کا سب سے بڑا پیغام لانے والے اور اس کو نہایت اہتمام کے ساتھ پہنچانے والے تھے۔ جب اس مرحلے پر پہنچ کر یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ انسان کی فلاح و سعادت اور اللہ کی مددگاری اور اپنے رسول کی خدمت گذاری کا شرف قرآن مجید کو قبول کرنے اور اس پیغام الٰہی کو پہنچانے کے ساتھ وابستہ ہے۔ تو آپ بآسانی غور فرما سکتی ہیں کہ موجودہ مدرسۃ البنات کے اور کونسی درسگاہ ہے۔ جس نے قرآن و حدیث اور دیگر دینی و اسلامی علموں کو مسلمان بچوں اور بچیوں کے ذریعے ملک میں گھر گھر پھیلانے کی کوشش کی۔

مدرسۃ البنات سے پہلے آپ کو ایسے مدرسے تو بہت مل سکتے ہیں جو آپ کے بچوں اور بچیوں کو کچھ واقفیت اردو، انگریزی، حساب کتاب وغیرہ کی کرا سکتے تھے۔ لیکن کوئی ایسی درسگاہ کہاں تھی جو ان کو کاروباری علموں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ خدا و رسول کے کلام کا حامل اور پیغام کا مبلغ بنا سکے۔ عربی زبان کی اس قدر قابلیت ان میں پیدا کر سکے۔ کہ وہ خداوند عالم اور رسولؐ اکرم کے کلام کو اس کی زبان میں سمجھ سکیں۔ اپنے اماموں اور پیشواؤں کی تصنیفات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اپنی تاریخ میں بصیرت حاصل کر کے امت کے عروج و زوال کے اسباب اور اس کی ترقی کی راہوں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ یہ اسقدر گزارشات کے بعد کسی مسلم خاتون کے متعلق یہ گمان کس طرح کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے اس گرامی قدر مدرسہ کی ارجمندی سے انکار کرے گی یا اسکی زیادہ سے زیادہ امداد کر کے خدا و رسولؐ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل کرنا نہ چاہے گی۔

اور اب میں آخر میں اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ ذات پاک تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو اس درسگاہ کی خدمت و اعانت کی بیش از بیش توفیق بخشے! اور اس سے اسلام اور مسلمانوں کو روز افزوں فوائد حاصل ہوں۔ آمین ثم آمین!

خطبۂ صدارت

جناب بیگم صاحبہ سید صدیق حسن صاحب، ایس۔ڈی۔او، و رئیس اعظم پھلواڑہ

جو انجمن مدرستہ البنات کے سالانہ جلسے کی تقریب پر پڑھا گیا۔

محترمات! مجھے آج وہ عزت بخشی گئی ہے جسے پاکر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ میں کس طرح اس عزت کی مستحق ہوں۔ مگر جب اس قرآنی حقیقت پر نظر جاتی ہے کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ تو تسکین ہو جاتی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں اور انجمن مدرستہ البنات کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔

مدرستہ البنات کیوں اس قدر معزز ہے؟ اس کا شہرہ کیوں دنیا کے ہر گوشے میں پھیل رہا ہے؟ اور تمام ہندوستان کے علاوہ دوسرے ایشیائی ممالک حتیٰ کہ براعظم افریقہ سے بچیاں یہاں کیوں آرہی ہیں؟ مجھے اس کا جواب دینے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ آپ سب جان گئی ہیں کہ مدرستہ البنات کا نصاب اور اس کی روح تعلیم ہی اسے ممتاز کر گئے ہیں۔ اور یہ تعلیمی تجربہ کامیاب رہا ہے۔

محترم حاضرات! کسی قوم کی صحیح تعلیم و تربیت کی سچی خواہش جسقدر آج نمایاں ہے وہ شاید سو ہزار برس سے کبھی اتنی نمایاں نہ ہوئی تھی۔ اس جنگ سے پہلے امن کی حالت میں انسانی عقل نے زندگی کے جو نظریات قائم کئے وہ آخر میں ایسے غلط ثابت ہوئے کہ خود مغربی عقلا و فلاسفہ ہی نے ان کو تباہ کن کہا۔ دوسرے امور کو چھوڑ کر صرف ان اخلاقی نظریات کو لیجئے جو ان نظریات کی بدولت گھریلو زندگی پر پڑے جن سے وہ برباد ہو گئی ہے۔ لوگ پکار اٹھے کہ گھر کی راحت رنج میں بدل گئی ہے اسے سنبھالو ورنہ دنیا تہ و بالا ہو جائے گی۔ یہ تمدن خاک میں مل جائے گا۔ یہ تہذیب مٹ جائیگی۔ یہ معاشرتی نظام زیر و زبر ہو جائے گا۔ ابھی یہ شور و غوغا جاری ہی تھا کہ جنگ کا ہولناک دیوتا نمودار ہو گیا۔ اور اس دنیا کی تباہی و بربادی کے وہ منظر دکھائے اور دکھا رہا ہے کہ بوڑھے آسمان کی دانا آنکھ نے آجتک نہ دیکھے تھے۔ اللہ جانتا ہے کہ جنگ کے خاتمے تک خدانخواستہ دنیا بھر کا خاتمہ ہو کر رہے گا یا کچھ باقی بھی رہ جائے گی۔ لیکن یہ نفیر عام ہو رہی ہے کہ دنیا کا نظام نیا ہو تمدن نیا ہو، تہذیب نئی ہو، معیار اخلاق بھی اور ہو، اور نظریات زندگی بھی تبدیل ہو۔

غرضیکہ ایک انقلاب کی آرزو عالمگیر ہو چکی ہے۔ اور یہ تبدیلی ہو کر رہے گی۔ جنگ آج ختم ہو جائے تو انسانی دماغ اپنی آخری رسائیوں تک یہ سوچتے ہیں پہنچ جائینگے کہ اسباب جنگ رفع ہوں۔ پھر ان اسباب کو دور کرنے کے حیلے سوچے جائینگے۔ لیکن آخری حل کیا ہوگا؟ ضعیف انسان کی محدود عقل کا ایک نیا کھوکھلا سا نقشہ! جو آخر میں پھر قابل اصلاح مشہور ہو کر رہیگا۔ جبتک دنیا اس جہان کی مشکلات کا حل محض اپنے دماغ سے ڈھونڈھتی رہے گی وہ صحیح حل ثابت نہ ہوگا۔ دنیا دیکھ چکی ہے کہ ایک

اُمّی عرب فاران کی چوٹیوں پر سوار ہو کر ایک الہامی صدا دے گیا تو جن خوش نصیب گروہ نے اسکی اقتدا کی وہ آخرت میں بھی کامگار ہو گئے اور تمام دنیا نے سب طبقے ان کی عزت اور انکی حقانیت کے آگے سر تسلیم خم کر گئے وہ خدا کی سب نعمتوں سے بہرہ ور ہوئے اور باقی دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام پہنچا گئے۔ اور تمام جہان آجتک انکو احسان مند ہے آج دنیا کا وہی سب سے کامیاب نظام زندگی مکمل صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور اس دعوے کے ساتھ موجود ہے کہ اسپر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی سب نعمتیں مل جاتی ہیں۔ اب دوا کو اگر حاصل نہ کیا جائے اور اس میں خود ہی تبدیلی کر لی جائے تو نسخے کے بیچے خطا میں شک کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور طبیب کی صداقت کیسے کم ہو سکتی ہے۔ دنیا آخر انہی الہامی نظام حیات اسی قرآن پاک کو اپنا دستور العمل بنا کر رہے گی کہ اسکے بغیر امن و سلامتی کی کوئی راہ نہیں۔

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ۔

بلاشبہ یہ قرآن اس راہ کی طرف ہدایت ہے جو سب سے سیدھا ہے۔

میری بہنو اور بیٹیو! آپ کا یہ مدرسۃ البنات بچیوں کو اسی قرآن پاک کی تعلیم میں مصروف ہے، انھیں رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ سے آگاہ کر رہا ہے۔ انھیں اسلامی تاریخ اور دین کی دوسری باتیں سکھا رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان تمام انسانی ضرورتوں اور آسائشوں کے پورا کرنے کی تعلیم بھی ساتھ ساتھ دے رہا ہے جن سے ہمیں آج واسطہ ہے۔ تاکہ دینی پاکیزگی کے ساتھ انکے دامن علم و ہنر میں آرام و امن کے رنگین جوہر مل سکیں۔ چونکہ تمام ہندوستان میں یہی ایک نسوانی مدرسہ ہے جو ایسی تعلیم سے اسلام کی بیٹیوں کو بانصیب کرنیکی خدمت کر رہا ہے۔ اسی لئے اسکی فضیلت کا ڈنکا ملک کے گوشے گوشے میں بج رہا ہے۔ اسی لئے اس کو شرف حاصل ہے۔ لیکن یہ یاد رہنا چاہئے کہ مقصد جسقدر اچھا ہوگا اس کا حاصل کرنا اتنا ہی مشکل ہوگا۔ عورتوں کی تعلیم کے مسئلہ کو جس رنگ میں عام طور پر حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اسکے نقائص بھی سے آشکار ہو چکے ہیں۔ اسلئے یہ مبارک مقصد جسے آپ سب سے برتر سمجھتے ہیں زیادہ مشکل ہے اور آپ کی توجہ کا زیادہ سے زیادہ مستحق ہے۔ اگر مالی امداد کی وجہ سے یہ نیک تحریک ادھوری یا ناقص رہ جائے تو اس کا جرم ہم پر عائد ہوگا۔ ورنہ جن بابرکت ہاتھوں نے اسکی بنیاد رکھی ہیں وہ اپنا اجر اللہ کے ہاں پالینگے اور ہم اپنی ذمہ داریوں کا حساب دینگے۔

آپ سب کو معلوم ہوگا کہ اس میں یتیم و بیکس بچیاں بھی ہیں بعض اپاہج بھی ہیں، بعض ایسی بھی ہیں جنکے والدین کے سینے اس نیک خواہش سے تو بھرے ہوتے ہیں کہ انکی بیٹیاں دین و دنیا کی تعلیم سے آراستہ ہو جائیں لیکن انکی بوسیدہ جیبوں میں اس مطلب کے لئے کچھ بھی نہیں، اور انکی کتابوں کے لئے بھی پیسہ نہیں۔ مدرسۃ البنات ان سب کو اپنی گود میں لئے بیٹھا ہے، صرف اللہ کے آسرے پر، اور اہل ایمان کی ہمدردی کی توقع پر۔ ان حالات میں ہم سب پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ایسی بے مثال درسگاہ کی قدر کریں۔ اور اس کی پوری پوری مدد کرکے اسکو زیادہ مفید بنائیں اور اعلے درجے تک پہنچا دیں اور خدا سے اس کا صلہ حاصل کریں۔

اپنی گزارشات ختم کرنے سے پہلے مجھے اسی سلسلے میں ایک

اپنی عمارت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جسکی عمارت کی بنیادیں کھڑی پڑی ہیں - اہل حوصلہ نے مسجد اور چاروں کمرے اسپتال کی عمارتیں کھڑی کروادی ہیں - لیکن اصل عمارت کا تصور متشکل ہونے کیلئے آپ کے ہاتھوں کو دیکھ رہا ہے - مدرسے کو سرکاری گرانٹ نہیں ملتی - صرف آپ کی ذرہ نوازی سے یہ آپ کا اپنا کام پورا ہوسکیگا - آیئے اور اسے بھی اپنی ہمت سے سرانجام دیجئے - اللہ آپ کا رفیق ہو -

مجھے آخر میں انجمن کو اس کی اس بے نظیر اسلامی کارگذاری پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرنی ہے اور اپنی اس عزت افزائی پر مجھے ان کا پھر شکریہ ادا کرنا ہے - گر قبول افتد زہے عز و شرف

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ -

بزمِ مسلمہ

استفسار :-

مجھے سویٹر میں جالی کے پھول نیز پان بنانے کی ترکیب درکار ہے۔ مسلمہ بہنوں سے التماس ہے کہ وہ ضرور چھپا آسان ہی ترکیبیں تحریر فرمائیں ممنون ہونگی۔　(خریداری نمبر ۲۴۳۱ ستراہ ضلع سیالکوٹ)

خوشی کی خبریں :-

پیارے مسلمہ میں یہ خبر میں نہایت خوشی سے دے رہی ہوں کہ میری پیاری آپا جان اختر بیگم بنت مرزا نعمت اللہ بیگ صاحب سٹینوگرافر صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ (سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات) کی شادی خانہ آبادی ۱۶ر نومبر ۱۹۴۲ء کے مبارک دن دولہا بھائی جناب مرزا منظور احمد بیگ بی اے اکونٹنٹ ملٹری اکونٹس کنٹرولر ملٹری اکونٹس لوکوٹہ سے خدا کے فضل و کرم کے ساتھ نہایت سادگی و باشرع طریق سے بخیر و خوبی سر انجام پائی۔ تمام بہنیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں آئندہ زندگی میں نیکیاں اور خوشیاں نصیب کرے۔

محترم والد صاحب کی طرف سے دو روپے کی حقیر رقم کسی کارِ خیر میں صرف کیلئے بھیج رہی ہوں۔　(راقمہ رشید بیگم بنت مرزا نعمت اللہ بیگ سٹینوگرافر (سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات))

میں یہ مژدہ مسرت و شادمانی سپردِ قلم کرتی ہوں۔ کہ میرے بھائی جان سید سعید حسن نقوی کی شادی خانہ آبادی محترمہ سیدہ صغریٰ بیگم دختر بنت قبلہ سید شریف حسین شاہ صاحب مشہدی میونسپل کمشنر و رئیس اعظم لدھیانہ کے ساتھ ہو چکی ہے مسلمہ بہنوں سے استدعا ہے کہ وہ جوڑے کی بامسرت زندگی کیلئے دعا کریں۔ (السیدہ فیروز مخدوم الامین)

غمی کی خبریں :-

آہ میں کن منحوس لفظوں میں یہ خبر مسلمہ میں دے رہی ہوں کہ میری پیاری دادی صاحبہ ۱۵ دن بیمار رہ کر آپا جان کی شادی کے تیسرے دن بعد یعنی ۲۲ر نومبر کو اس جہان فانی کو الوداع کہ گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

محترمہ دادی صاحبہ متقی و صابر تھیں۔ تمام مسلمہ بہنوں سے عرض ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ایک روپیہ کی حقیر رقم کسی نادار طالبہ کیلئے بھیج رہی ہوں۔ ۱۰

(رشید بیگم بنت مرزا نعمت اللہ بیگ سٹینوگرافر سابقہ متعلمہ مدرسۃ البنات)

میرے ایک رشتے کے بھائی صاحب کسی مرض کا نہایت خطرناک آپریشن کروانے ناگپور گئے ہیں مسلمہ بہنوں سے عاجزانہ استدعا ہے کہ انکی تندرستی و درازئ عمر کی دعا فرمائیں۔ صحت یاب ہو کر آنے پر کچھ چندہ یتیم خانے میں بھجواؤنگی انشاء اللہ

(سعیدہ سلطانہ شکیلہ از۔ گوندیا۔ سی۔ پی)

طالبات و معلمات مدرسۃ البنات نے اپنی محسنہ محترمہ نے خلوص قلب سے (جناب چوہدری عماد الدین صاحب رئیس اعظم پیپا کی صالحہ و مخیرہ والدہ معظمہ) کیلئے دعائے مغفرت کی جو ۱۷، ۱۸ر نومبر کی درمیانی شب کو راہی عالم بقا ہوئیں۔ ڈاکٹر حاجی قمر الدین صاحب (چوالاکھی) جو انجمن مدرسۃ البنات کے رکن رہے انکی وفات بھی ماہ نومبر میں واقع ہوئی۔ مرحوم کے حسب وصیت خلف الرشید ڈاکٹر قمر الدین صاحب نے ایک فرد شمینہ کی غریب طالبات کیلئے

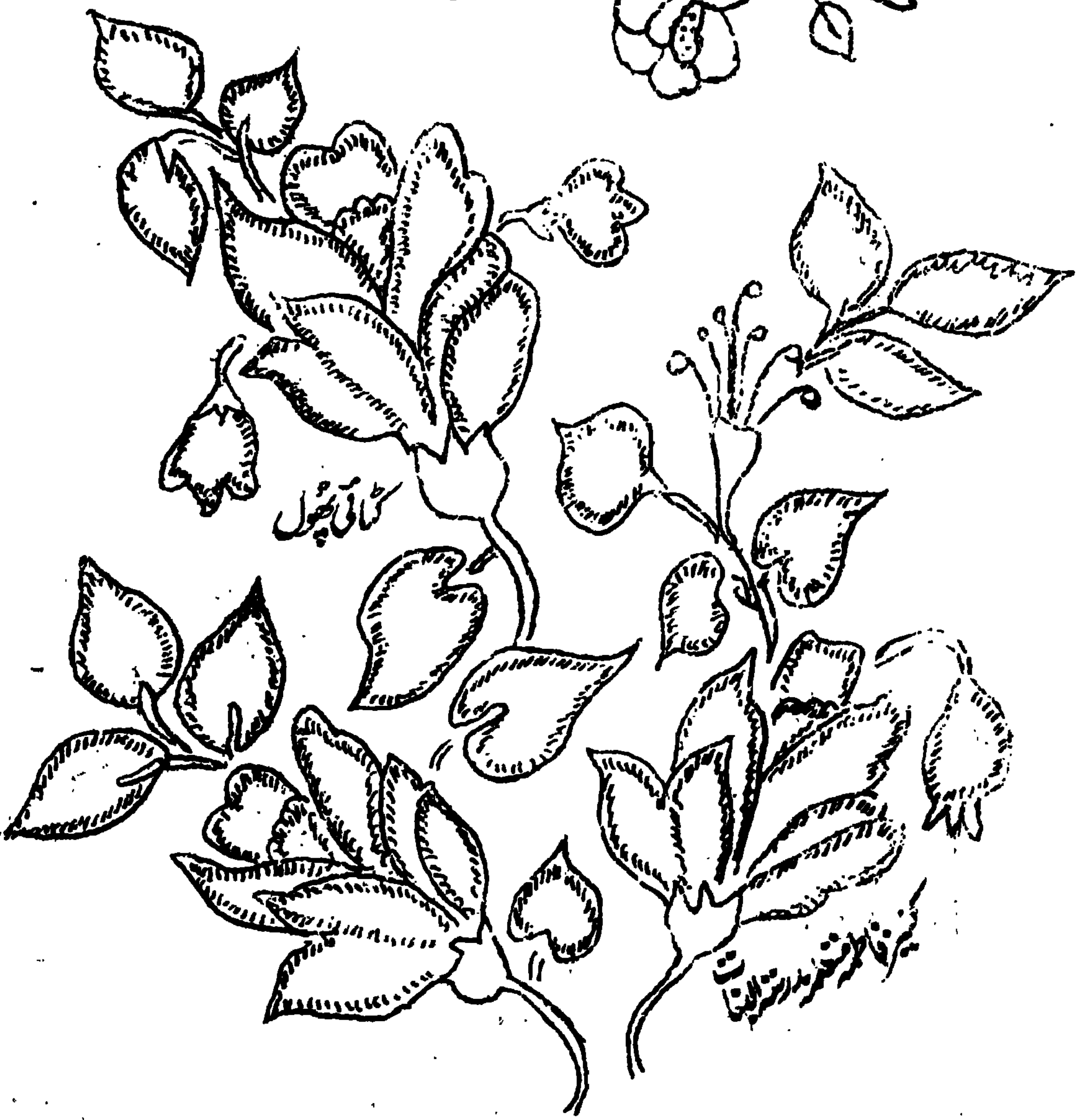
[illegible]

کشیدہ کاری

ناصر خاں یوسفزئی
مغلپورہ لاہور







ترجمان القرآن

قرآن مجید کی عربی عبارت کو سمجھنے کے لئے اور اس کے ایک ایک لفظ کا مطلب یاد کرنے کے لئے یہ ترجمہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں میں اس کے ذریعے قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو گئی ہے۔ ترتیب اس ترجمہ کی حسب ذیل ہے :-

سطر اول میں کلام الٰہی کی آیت۔ دوسری میں آیت کے الفاظ کو الگ الگ کر کے لکھا ہے۔ تیسری سطر میں ہر لفظ کے جدا جدا معنے۔ چوتھی سطر میں بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی خوبیاں مزید نظر کرنے سے خود عیاں ہو جائینگی :

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا						
وَ	اِذْ	قُلْنَا	لِ[1]	اَلْ	مَلٰٓئِكَةْ	اُسْجُدُوْا[2]
اور	جب	ہم نے کہا	کو[2]		فرشتوں[1]	سجدہ کرو
اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا : سجدہ کرو						

فی الحال اس کے سات پارے (پہلے پانچ اور آخری دونوں) شائع ہو چکے ہیں۔ آپ اپنا نام درج رجسٹر کرا دیجئے تاکہ باقی پارے طبع ہوتے ہی پہلے آپ کی خدمت میں بھیجے جائیں۔

ہدیہ فی پارہ ۸/ر۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ (چھٹا پارہ زیر طبع ہے)۔

ملنے کا پتہ

مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۹

عورتوں اور بچیوں کا مذہبی تعلیمی اور اصلاحی

ماہنامہ

مسلمہ

جالندھر شہر

مدیرہ : حمیرا

چند گزارشات

خریداروں کی خدمت میں :-

۱- "مسلمہ" ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے -

۲- رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ۳۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے - اس کے بعد شکایت رفع نہ ہو سکے گی -

۳- چندہ سالانہ سوا روپیہ (عہ؍) ممالک غیر سے چار شلنگ - فی پرچہ ۲؍ -

۴- منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ ضرور لکھیئے گا -

۵- کسی امر کا جواب حاصل کرنا ہو تو چھ پیسے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجنا چاہیئے -

۶- خط و کتابت میں خریداری نمبر ضرور دیا جائے ، ورنہ شکایت کا ازالہ نہ ہو سکنے کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا -

مضمون نگاروں کی خدمت میں :-

۱- یہ رسالہ عورتوں اور بچیوں سے متعلق ہے - اسلیئے اسلامی تہذیب و شرافت کو مد نظر رکھا جائے -

۲- زبان صاف اور سلیس ہونی چاہیئے -

۳- روایات ہمیشہ صحیح ہونی چاہئیں -

۴- مضمون مختصر ہو -

۵- مضمون واپس منگانا ہو تو ٹکٹ بھیجیئے گا -

۶- پورا پتہ لکھیئے گا ، ورنہ مضمون درج نہ ہو سکے گا -

اشتہار دینے والوں کی خدمت میں :-

۱- کوئی اشتہار جو تہذیب و حیا کے خلاف ہو گا نہ لیا جائیگا -

۲- کسی چیز کا اشتہار دینے سے پہلے ادارہ کو اس چیز کے مفید ہونے کا یقین دلانا ضروری ہے -

۳- اُجرت بہر حال پیشگی -

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دار القرآن سے شائع ہوا .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسلمہ جالندھر شہر

جلد ۱۱ | جنوری ۱۹۴۳ء محرم الحرام ۱۳۶۲ھ | نمبر ۷

چند گزارشیں

کاغذ کی گرانی کی مصیبت: آپ خوب جانتے ہیں کہ "مسلمہ" ہر سال سینکڑوں کا خسارہ اٹھاتا ہے۔ اس ... حساب پر ایک سال میں آٹھ سو روپے سالانہ کا خسارہ بھی موجود ہے۔ ابتک یہ ہزاروں کے گھاٹے میں چل رہا ہے ہر خریدار ڈاک، پیکنگ اور دیگر ضروری مصارف کے بعد "مسلمہ" کا ہر نمبر ایک آنے میں حاصل کرتا ہے حالانکہ اس پر اس سے کئی گنا خرچ اٹھتا ہے۔ کاغذ کی انتہائی مہنگائی نے یہ اندیشناک صورت اختیار کرلی ہے کہ کاغذ کا جو ریم ... بیش تین روپے کو دستیاب ہوتا تھا اب تیس ۳۰ روپے تک پہنچ گیا ہے۔ ابتک تو رونا مہنگائی اور کمیابی کا تھا۔ اب حکومت نے ایک نئے حکم کے ذریعے نوے فیصدی کاغذ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے اور باقی پانچ فیصدی تاجروں کے پاس ... ہے۔ جس کا نتیجہ یہ کہ اب کاغذ بازار سے عنقا ہوگیا۔ ہر طرف سے جواب، ہر دکان سے انکار۔ جو لوگ چوری چھپے بیچتے ہیں وہ ... کے دس دس، بیس بیس وصول کرتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن! مگر ہم نے عزم کر رکھا ہے کہ "مسلمہ" اور "پیام اسلام" کو زندہ رکھنے میں اپنی پوری کوششیں صرف کردیں اور جو کچھ اس مقصد کو پورا کرنے میں امکانی طور پر ہوسکتا ہے وہ کرتے رہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہو!

اس اشاعت کی خاطر صرف ۲۰ صفحوں کیلئے (مع سرورق سمیت) کاغذ مل سکا ہے۔ چنانچہ اسقدر صفحات پر یہ نمبر آپکی خدمت میں پیش ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ "مسلمہ" کے محترم اور ہمدرد خریدار اسے بخوشی قبول فرمائینگے۔ اور "مسلمہ" جس حیثیت میں اور جس رنگ میں حاضر خدمت ہوتا رہے اُسے باریابی بخشتے رہینگے اور یہ سب کچھ انتہائی مجبوری سے ہے اور اہل کرم مجبوریوں پر ہمیشہ چشم پوشی اور عفو سے کام لیتے ہیں۔

مدد کی ضرورت: "مسلمہ" آپ کا ہے" ہم یہ رسمی طور پر نہیں کہتے، صحیح معنوں میں کہتے ہیں اور ایک حقیقت بیان کرتے ہیں کہ "مسلمہ" آپ کا ہے"۔ یہ کسی شخص یا کسی پرائیویٹ ادارے کی ملکیت نہیں، یہ انجمن مدرسۃ البنات کے اہتمام سے چل رہا ہے اور قوم کی امانت ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ اگر قوم مدد نہ دیگی تو اسکا زندہ رہنا محال ہو جائیگا۔ یہ ... آپ ...

بہنوں اور بھائیوں کی توجہی سے چل رہا ہے۔ مگر جتنی ضرورت آپکی توجہ کی آج ہے وہ پہلے کبھی نہ تھی۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے استطاعت بخشی ہے، وہ اپنے قومی فرائض کو پہچانیں، اور دنیا کی موجودہ دردناک مصیبتوں میں اپنے واجبات کو پہچانیں۔ جو مال ضرورت سے بچتا ہے وہ خدا کی راہ میں صرف کریں اور صحیح مقام پر صرف کریں۔ انجمن مدرسۃ البنات جالندھر جو مسلم عورت کو جہالت و بے علمی کی اتھاہ پستی سے اُٹھا کر علم و عرفان کی بلندیوں پر لے جا رہی ہے۔ آپ کے مال کے ایک حصے کی مستحق ہے۔ وہ سرکاری امداد نہیں لے رہی۔ اُسے اب تک کسی ریاست سے وظیفہ نہیں مل رہا۔ وہ صرف متوسط حیثیت کے اہل ایمان اور غریب طبقے کے ایمان پرور افراد کی مدد سے قائم ہے۔ وہ آج بہت زیادہ آپ کی نوازشوں کی ضرورت رکھتی ہے۔ رسالہ "مسلمہ" آپ کی انجمن کا نقیب ہے اور آپ کا احسان مندگزار ہے۔ وہ آپ کی عنایات کا مستحق ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ "مسلمہ بہنیں" اور محترم بھائی اپنی قومی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے "مسلمہ" کی مالی امداد اور اسکی اشاعت کی توسیع کرنے میں زیادہ سے زیادہ حوصلے اور ہمت سے کام لینگے۔ واللہ الموفق والمستعان ◆

ضروری اطلاع: "مسلمہ" کے پرانے خریداری نمبر تمام تبدیل کر دئے گئے ہیں۔ خریدار صاحبان نئے خریداری نمبر نوٹ فرمالیں۔ خط و کتابت میں ان نئے نمبروں کا حوالہ ضروری ہے، ورنہ عدم تعمیل کی شکایات بیجا ہیں ◆

منیجر

انعامِ الٰہی

از مولانا الحاج عبدالقیوم صاحب ندوی۔ کراچی

انسان خداوند قدوس کے انعامات سے لدا ہوا ہے۔ اسکا رؤاں رؤاں قدرت کی نعمتوں کا ممنون احسان ہے کیا نہیں غور کرتے کہ حقیقت کیا ہے؟ ابتدا کھنکھناتے سڑے گارے سے ہوئی، اور انتہا کیڑوں اور زمین کی غذا بننا۔ پھر اس گارے کو گوشت بنایا، ہڈیوں کا مناسب ڈھانچا عطا فرمایا، اس پر گوشت کا خوبصورت قالب ڈھالا۔ پھر کس قدرت تامہ کے ساتھ ماں کے پیٹ میں پرورش فرمائی اور مناسب غذا بہم پہنچائی۔ ایک وقت مقررہ پر پیدا کیا، پھر شیرِ مادر سے پروان چڑھایا۔ حواس خمسہ عطا فرمائے، خوبصورت جسم اور موزوں قامت دیا۔ عقل سمجھنے والوں کو، دل احساس کو، آنکھ دیکھنے کو، زبان چکھنے اور بولنے کو، کان سننے کو، ناک سونگھنے کو، ہاتھ پاؤں کام کرنے اور چلنے کو۔ پھر دن کام کو، اور رات آرام کو، اس پر الوان واقسام کے کھانے، قیمتی کپڑے اور پوشاکیں، فلک بوس عمارتیں اور محلات سب کے سب استعمال کے لئے عنایت فرمائے، کیا یہ سب خداوند کریم کی عبادت اور اطاعت پر آمادہ نہیں کرتے، اور کیا باغیرت اور احساس رکھنے والے انسان کو منعم حقیقی کی فرمانبرداری پر مجبور نہیں کرتے؟

حق یہ ہے کہ جو چیز قدرت نے دی ہے، وہ اپنی جگہ بیمثل ہے اور اسکا حقیقی بدل دنیا کی ساری طاقت سے ممکن نہیں۔ ایک بار ہارون رشید نے ایک بڑی دعوت کی، اور سب مہمانوں کے ساتھ خود بھی کھانے کو بیٹھ گیا۔ اس نے فراغت پاکر پانی طلب کیا۔ ابھی گلاس منہ کو لگانے ہی کو تھا کہ حضرت امام یحییٰ ابن اکثم مشہور محدث اور امام نے فرمایا کہ ذرا ٹھہریئے! پھر امام موصوف نے سوال کیا کہ اگر آپکو یہ پانی کہیں نہ ملے تو آپ کیا کریں۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ اپنی آدھی سلطنت دیکر لے لوں۔ اس پر امام صاحب نے پانی پینے کی اجازت دے دی۔ ایک ... پھر سوال فرمایا کہ اچھا اگر یہ نہ نکلے تو کیا کریں۔ خلیفہ نے عرض کیا کہ اپنی بقیہ سلطنت دے ڈالوں۔ اس پر امام موصوف نے فرمایا کہ بس تیری ساری سلطنت کی قیمت صرف چند گھونٹ پانی اور چند قطرے پیشاب ہے؟ خلیفہ یہ سنکر بہت رویا۔ یہانتک کہ حاضرین بھی اسکی حالت زار پر ترس کھانے لگے۔ (تاریخ الخلفا للسیوطی)۔

حقیقتاً اگر غور کیا جائے تو قدرت نے جو انعام عطا کئے ہیں، انکی کوئی قیمت ادا ہی نہیں ہو سکتی۔ پھر جب بندہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو اسکو کثیر مہلت اصلاح حالت کیلئے دی جاتی ہے مگر جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو بالآخر اسے سلب کرلیا جاتا ہے اور تباہی و بربادی مسلط کردی جاتی ہے۔

یورپ کو خداوند کریم نے طرح طرح کی نعمتیں بخشیں جو اور بہت کم قوموں کو عطا کیں، عقل عطا فرمائی جو زبردست نعمت ہے۔ جس کا کرشمہ یہ ہوا کہ انسان ہواؤں میں اڑنے لگا اور گھر بیٹھے

ہر طرف سے ان کی خبریں اپنے کانوں سننے لگا، مگر اسنے مالک حقیقی کا شکر ادا نہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب الٰہی مسلط ہو گیا۔ اور وہ سارے قوتیں اور نعمتیں ان پر عذاب الٰہی بنکر ٹوٹ پڑیں۔ جو یورپ کو خاک و خون میں تڑپا تڑپا کر خداوند کریم کی نافرمانی کا بدلہ دے رہی ہیں۔ کیا اہل بصیرت کے لئے اسمیں کچھ سامان بصیرت ہے! پس خدا کی عبادت اور اطاعت کرو تاکہ اسکے عذاب سے محفوظ رہو!

بھولا ہوا شاہنامۂ اسلام

(از محترمہ اہلیہ مولانا سید ابوالخیر صاحب لکھنوی)

۱۹۲۰ء کے رسالہ مسلمہ میں اپنے مضمون 'میری بے زبان استانیاں' میں میں نے فتوح الشام کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ میرے دل و دماغ پر سب سے زیادہ اثر پڑا۔ جس نے میرے دل میں صحابۂ کرام کی محبت و عظمت اور اسلامی حمیت پیدا کر دی۔ یہ کتاب چھ ہزار شعر ہیں۔ مولوی سید عبدالرزاق صاحب کلامی مرحوم کی تصنیف ہے۔ آپ مشہور مجاہد حضرت سید احمد صاحب شہید کے عزیز قریب ہیں۔ اور میرے والد ماجد مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب مرحوم کے حقیقی پھوپھا تھے۔ آپ نے تین کتابیں نظم فرمائیں۔ حسام الاسلام۔ صمصام الاسلام جو فتوح الشام کے نام سے مشہور ہے۔ آخرالذکر دو کتابیں بہت مقبول ہوئیں۔ حسام الاسلام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ... صمصام الاسلام میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جانبازیاں اور صحابیات کی جانفشانیاں کچھ اس پیرائے میں نظم کی ہیں کہ وجد سا طاری ہو جاتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہ حضرت کلامی ہی کا حصہ ہے۔ یوں تو پوری کتاب جوش سے بھری ہے، لیکن بعض جگہ تو حضرت کلامی نے قلم توڑ دیا ہے۔ شہسواروں کی شجاعت عربی گھوڑوں کی چالاکی، تلواروں کی روانی، اسکی کاٹ، تیروں کی باڑھ، ضرب کی شدت، موقع پہ حملہ، موت کے منہ میں آ کے نکل جانا، میدان جنگ میں آنا اور آن کی آن میں شکست دیکر واپس جانا، اس خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے کہ میدانِ کارزار کا پورا پورا نقشہ نظر آنے لگتا ہے۔ میر ببر علی انیس۔ مرزا سلامت علی دبیر نے بھی میدان کربلا کا خاکہ کھینچا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کی نظموں میں لفظوں کی نشست، زبان کی صفائی، بندش کی چستی، استعارے اور تشبیہ کا خاص اہتمام ہے اور تخیل میں بلندی ہے۔ لیکن جو بات حضرت کلامی کے یہاں پائی جاتی ہے وہ ان کے یہاں کہیں نہیں پایا جاتا ہے۔ حضرت کلامی نے جو کچھ لکھا ہے اسکی اصلیت میں ذرا شک نہیں، مبالغہ کا نام نہیں۔ سچا واقعہ موثر پیرائے میں گوش گزار کر دیا ہے۔ مگر ان ہر دو حضرات کی نظموں میں مبالغہ کی کثرت ہے۔ یہ مبالغہ شاعرانہ سہی اور بعض طبائع اسے پسند بھی کریں۔ لیکن یہ محض شاعری نہیں، تاریخی واقعات کا منظوم بیان ہے، جہاں ہر قسم کے مبالغے سے اجتناب لازم ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات کے کچھ اشعار بطور نمونہ پیش کرتی ہوں۔ اس سے مقصود فن مرثیہ گوئی کے ان اماموں کی تخفیف نہیں، مراد یہ ہے کہ اہل نظر سے حضرت کلامی کا مقام پوشیدہ نہ رہے۔

مرزا سلامت علی دبیر

گرمی کی شدت

تنہا کھڑے ہیں رن میں امام فلک جناب + گرمی دکھا رہا ہے قیامت کی آفتاب
بے آگ مرغ قبلہ نما ہوتے ہیں کباب + خطِ غبار سے ہے پلی ابری سحاب
چھالا ہے آفتاب کا گردوں کے پاؤں میں
خود چھپ رہی ہے دھوپ درختوں کی چھاؤں میں

مٹی خراب چرخ پہ ہے برجِ آب کی + رنگت ہے برجِ حوت میں ماہی کباب کی
دریا میں آنکھ بیٹھ گئی ہے حباب کی + حدت ہے موج موج میں تیرِ شہاب کی
فوارے کو نہ حوض سے گرمی میں کل پڑی
پانی کی بھی زبان دہن سے نکل پڑی

تلوار کی روانی

چھل وزن میں تھا پھول تجلی میں نخلِ طور + گرمی میں محض نار تو نرمی میں صاف نور
آسیب سایہ چال پری قبضہ چشمِ حور + خود نہر آب زہر تڑپ قہر شور صور
یوں دفعتاً زمیں سے گئی آسمان پر
جس طرح غصہ آئے کسی ناتوان پر

میر ببر علی انیس

گرمی کا سماں

وہ لو وہ آفتاب کی حدت وہ تاب تب + کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثالِ شب
خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب + خیمے جو تھے حبابوں کے تپتے تھے سب کے سب
اُڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حباب کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

آب رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور + جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر اِدھر اُدھر
مردم تھے سات پردوں کے اندر عرق میں تر + خسخانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر
گر آنکھ سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں

پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

گھوڑے کی تعریف

جرأت میں رشکِ شیر تو ہیکل میں پیل تن + پوئی کے وقت کبک دری جست میں ہرن
بجلی کسی جگہ تو کہیں ابرِ قطرہ زن + بن بن کے آنے جانے میں طاؤس کا چلن

سیماب تھا زمیں پہ فلک پر سحاب تھا
دریا پہ موج تھا تو ہوا پہ عقاب تھا

تلوار کی روانی

خم خم وہ تیغ کا وہ لگاوٹ وہ آفتاب + آتش کسی جگہ کہیں بجلی کہیں سحاب
سیلی تھی ایک پری کے شکم پر کہ اُس کی تاب + تیزی زباں میں یہ کہ فرشتوں کو دے جواب

جوہر سے اُس کا جسم جواہر نگار تھا
گویا گلے میں حور کے ہیرے کا ہار تھا

پریوں سے قاف چھوٹ گیا اور جنوں سے در + شیروں سے دشت گرگ سے بن اژدروں سے در
شاہین و کبک چھپ گئے اک جا ملا کے سر + اُڑ کر گرے جزیروں میں جنگل کے جانور

سمٹے پہاڑ منہ کو جو دامن میں ڈھانپ کے
سیمرغ نے گرا دئے پر کانپ کانپ کے

ناظرین ان شعروں کو آپ دیکھ چکے۔ اب حضرت کلامی کے اشعار پر بھی نظر کیجئے جن کے لئے میں نے اتنی تمہید اٹھائی ہے۔

صبحدم روانگی جناب امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب کی بیت المقدس سے مدینہ کی طرف

سحر نور کا جبکہ تڑکا ہوا + جہاں سے عمل اُٹھ گیا رات کا
سہانی سہانی نسیم سحر + چلی دشت و کہسار و گلزار پر
لگے بولنے مرغ و وحش و طیور + جہاں ہو گیا مثلِ دریائے نُور
تو پھر قصرِ مشرق سے با صد حشم + چلا مہر لے کر شعاعی علم
سوئے جابیہ وہ سواری چلی + چلی دولتِ دینی و دُنیوی
چلی یوں سواری بجود و وقار + چلے جیسے گلشن پہ بادِ بہار

جناب عمرؓ اسے کلامی چلے + جلو میں ملائک سلامی چلے
شہ انبیاء کے خلیفا چلے + دو عالم کے ماوا و ملجا چلے
چلا آفتاب جہان کرم + کہ پُرنور ہو آسمان کرم

دوسری جگہ

صفیں کیں مرتب بفر و شکوہ + ہوئے اہل ایمان گروہا گروہ
صفیں تھیں وہ ایسی بعد کرمت + ہے بُنیانِ مرصُوص جنکی صفت
نظر دشمنوں پر جمائے ہوئے + عناں سے عناں کو ملائے ہوئے
برہنہ لئے تیغ آتش فشاں + کئے راست سب نیزۂ جانستاں
نیستاں نیستاں تھے صحرا و راغ + چمکتی تھیں بھالیں مثالی چراغ
وہ اسپانِ تازی کی جلوہ گری + ادا سے خراماں ہو جیسے پری
سوارانِ جنگی ہزاروں ہزار + عناں با عناں صف بصف باوقار
وہ اعلیٰ سے اعلیٰ انھیں کیا کہوں + خطا ہے جو سدِّ سکندر لکھوں

جنگ یرموک

ساٹھ سواروں کا ساٹھ ہزار کافروں پہ حملہ

بڑھائے دلیروں نے پھر راہوار + کہ قرباں ہوں بہرِ پروردگار
لئے سب ہتیلی پہ تھے اپنا سر + جلو میں ادب سے رواں تھی ظفر
رکابوں پہ اقبال تھا بوسہ زن + بہادر تھا ہر اک وحیدِ زمن
وہ پُر نور شکلیں وہ روشن جبیں + کہ حوریں بصد جان قربان تھیں
اور اُن میں تھے یوں خالدِ پاک دیں + فرشتوں میں جس طرح روح الامیں

فوج اسلام کی روانگی حمص کی طرف

روانہ ہوئے حمص کو اس طرح + کہ اُٹھے گھٹا پر گھٹا جس طرح
صفوں پر صفیں تھیں عناں پر عناں + تھے نیزوں پہ نیزے سناں پر سناں
سواروں کے صدہا پروں پہ پرے + رواں صف بصف سب پیادے بھی تھے
پھریرے نشانوں کے کھولے ہوئے + حسام و سناں گرز تولے ہوئے

سبھی قتلِ ترسا پہ باندھے کمر + جلو میں رواں سب کے فتح و ظفر
اِدھر اور اُدھر افسرانِ سپاہ + عیاں قلب میں سرورِ کج کلاہ
اُبھارے ہوئے سینہ راکب تھے سب + وہ گھوڑوں کی چھل بل بلا و غضب
چپ و راست دامن پیٹے ہوئے + بدن کو سنبھالے سمیٹے ہوئے
گرے ٹوٹ کر اُن پہ مثلِ عذاب + کہ گردوں سے گرتا ہے جیسے شہاب
ہوا گرم بازارِ شمشیر واں + کہ اڑنے لگیں اُن سے چنگاریاں

دوسرے موقع پر

کوئی بحرِ خون میں شناور کہیں + پڑے تھے بہت جسم بے سر کہیں
سسکتے تھے راکب بھی رہوار بھی + تھیں بیکار ڈھالیں بھی تلوار بھی
چلی تیغِ اسلام یوں بے دریغ + کہ تھی ابرِ بارندہ ہر ایک تیغ
برستا تھا میداں میں خونِ عدو + وہ خاصانِ حق ہو گئے سرخرو
ہوا کھیت سارا ہی رشکِ چمن + بہار و خزاں دونوں تھے پنجہ زن
کوئی مثلِ تصویرِ خاموش تھا + کوئی دم بخود خود فراموش تھا

وقت غروب آفتاب

گیا بیٹھ اک بارگی اس کا دل + جہاں میں ہوئی روشنی مضمحل
بڑھی رات زلفوں کو کھولے ہوئے + فلک نے چراغ اپنے روشن کئے

اس قسم کے ہزارہا اشعار ہیں۔ چونکہ مضمون طویل ہوگیا ہے، اسلئے بس کرتی ہوں۔ اتنا کہدینا ضروری ہے کہ حسام الاسلام اور صمصام الاسلام یہ دو کتابیں اس قابل ہیں کہ ہر گھر میں پڑھی جائیں تاکہ بچہ بچہ کے دل پر اثر ہو۔ ایمان کا جوش بڑھے اور جہاد کے جذبات پیدا ہوں۔ میرے یہاں یہی ہوتا ہے۔ ایک بی بی خوش الحانی سے پڑھتی ہیں اور تمام بیبیاں، بچے اور بچیاں سنتی ہیں اور مزے لیتی ہیں۔ اس کا حوالہ میں نے اپنے مضمون "میری بے زبان استانیاں" میں دیا ہے۔ والسلام

مدرسۃ البنات جالندھر شہر کے سالانہ نسوانی جلسے کی رُوئداد

از محترمہ فہمیدہ عبدالرحمٰن میر، ادیب فاضل

مدرسۃ البنات کی سترھویں سالگرہ کا جشن ۸ نومبر سنہ ۱۹۴۲ کو اتوار کے دن قیصر باغ جالندھر کے لیڈیز پارک میں حسب معمول نہایت تزک و احتشام سے انعقاد پذیر ہوا۔ جلسہ اپنی گذشتہ روایاتِ احتشام کا پوری طرح حامل تھا اس بارونق دن کی یاد سال بھر دماغوں میں تازہ رہتی ہے۔ جالندھر کی خواتین جس ذوق و شوق سے اس کارِ خیر میں حصہ لیتی ہیں وہ پنجاب اور پنجاب کے باہر بھی ایک یادگارانہ حیثیت رکھتی ہے۔ بیرونجات سے بھی تشنگانِ ذوق جوق در جوق تشریف لاکر اسلام دوستی و قوم پروری کا ثبوت دیتی ہیں۔

امسال مجلسِ اول کی کرسیٔ صدارت کو عالی مرتبت فخرِ خواتینِ جالندھر محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر خان عبدالمجید خاں صاحب رئیسِ اعظم بستی باباخیل جالندھر نے شرفِ قبولیت بخشا۔ مجلسِ دوم کی صدارت جناب فضیلت مآب محترمہ بیگم صاحبہ سید صدیق حسن صاحب رئیسِ اعظم بھگواڑہ نے ازراہِ عنایت قبول فرماکر قوم پروری کی قابلِ تقلید مثال پیش فرمائی۔ دونوں بیگمات نے دل کھول کر چندہ دیا۔ اور مدرسۃ البنات کی بچیوں کی محنت کو سراہتے ہوئے انکی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ہم سب دعا کرتی ہیں کہ خدائے ذوالجلال ایسی فیّاض طبع، اور سخی دل خواتینِ کرام کو قوم اور خاص کر طبقۂ اناث کی ہمدردی و اعانت کیلئے بیش از بیش توفیقِ کرم عطا فرمائے۔ مدرسۃ البنات کی بہت سی امیدیں دونوں بیگمات کی ذات مقدسہ سے وابستہ ہیں۔ ہر مشکل مرحلے پر ایسی ہی باہمت خواتین کی اعانت و مدد مدرسے کی پشت و پناہ ثابت ہوئی ہے۔ ربِ دوجہاں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ گاہ کے وسیع پنڈال میں لاؤڈ سپیکر کا پورا انتظام تھا اور پنڈال کے اندر چوطرفہ کرسیوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں رضاکار طالبات نے اپنے سپردکردہ فرائض کے مطابق صبح سے ہی اپنے اپنے کاموں کو سنبھال لیا تھا۔ بہت سی طالبات دوکانوں کے انتظام میں مصروف تھیں اور باقی مہمان نوازی کا حق ادا کر رہی تھیں۔ ۱۰ بجے سے پہلے ہی پنڈال خواتینِ شہر کی آمد سے بھرنا شروع ہوگیا۔ گیٹ پر ایستادہ طالبات کی دورویہ قطار نے استقبالی اشعار گاکر صدرِ محترمہ کا پُرجوش استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنا کر اپنی خوشی و عقیدت کا ثبوت دیا۔ نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان آپ سٹیج تک پہنچیں۔ گیارہ بجے باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی اور سب سے پہلے مدرسہ کی طالبات نے حمدِ الٰہی گائی۔ یہ وہی حمد تھی جسکو روزانہ افتتاحِ مدرسہ کے وقت گایا جاتا ہے۔ اسکے بعد عزیزہ شکیلہ بیگم، خورشیدہ خانم اور سکینہ لطفہ طالبات درجہ پنجم نے خوش الحانی سے نعت پڑھی جسکا مطلع ہے ؎

نبی دوسرے پیشوا بن کے آئے ✤ محمد مگر مصطفٰے بن کے آئے

اس کے بعد محترمہ صدر جلسہ صاحبہ نے حاضراتِ مجلس کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور خدائے عزوجل کے حضور میں بھی تشکر و

ملتان کے پھول پیش کئے جس نے خواتین اسلام کو مدرسۃ البنات کیساتھ صحت و زندگی سے ایک بار اور شرف ملاقات کا موقع بخشا۔ آپ نے صدر محترمہ کا تعارف کراتے ہوئے آن محترمہ کے احسانات کا تذکرہ کیا اور کرسیٔ صدارت خدمت عالیہ میں پیش کی۔ آپ نعروں کے درمیان کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز ہوئیں اور سرمعلمہ صاحبہ نے ایک زریں ہار آپ کے گلے میں پہنایا۔ مدرسہ کی طالبات نے عربی زبان میں نعرے بلند کرکے صدر محترمہ کی خدمت میں سلام عقیدت پیش کیا۔

جلسے کی کارروائی شروع ہونے سے قبل کلام پاک کی تلاوت کی گئی جس کو عزیزہ شکیلہ بیگم درجہ خامسہ کی ایک خردسال بچی نے خوش الحانی کے ساتھ ادا کیا۔ مجمع نے پوری توجہ، عقیدت و انہماک کے ساتھ آیاتِ قرآنی کو سنا۔ اس کے بعد مدرسہ کی بعض بچیوں نے ملکر نظم استقبالیہ پڑھی جس کا مصرع ہے ؎

محسنِ نسواں عالم جان

یہ نظم نقرئی فریم میں صدر محترمہ کے حضور میں پیش کردی گئی اس کے بعد صدر محترمہ کے ارشاد مبارک کے مطابق خطبۂ صدارت آپ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ محترمہ طاہرہ خانم صاحبہ نے پڑھا مجلس نے آپ کے ارشاداتِ عالیہ کو پوری توجہ سے سنا اور سمجھا تعلیم دین اور اعمالِ انسانی کے متعلق آں محترمہ کی پند و نصائح پر کان لگایا خدا توفیق عمل سے مسلم خواتین کو نوازے آمین ثم آمین

(پورا خطبہ پچھلے نمبر میں درج ہو چکا ہے)

ازاں بعد عزیزہ خورشید النساء جو علاقہ سندھ کی ایک طالبہ ہیں اور درجہ رابعہ میں تعلیم حاصل کررہی ہیں ایک تقریر کی جس میں قرآن پاک کی تلاوت کے وقت آداب قرآنی کو ملحوظ رکھنے کی اہمیت بیان کی اور جگہ جگہ آیات قرآنی پیش کرکے اپنے بیان کو مدلل بنایا۔ تقریر بہت پسندیدہ تھی اس کے بعد شریفہ بیگم و بلقیس بیگم درجہ خامسہ کی طالبات نے ایک نظم شیریں لے سے سنائی پہلا مصرع ہے ؎ اگر پہلے کریں اسلاف کا قلب و جگر پیدا۔

اس کے بعد درجہ خامسہ کی ایک اور طالبہ نے خلقتِ انسانی کی غرض پر ایک پُرمغز تقریر کرتے ہوئے نماز کا فرض یاد دلایا۔ اور اپنے حسنِ بیان سے ترغیبِ نماز دلانے کی کوشش کی۔

ازاں بعد ننھی ننھی طالبات عزیزہ شمیم، خالدہ، عائشہ اور مستور نے ایک نظم گاکر پڑھی جس کا پہلا شعر ہے ؎

ان دنوں تعلیم نسواں کا جسے احساس ہے
وہ خدا کا نیک بندہ مولوی عبّاس ہے

اس کے بعد سلیمہ خاتون صاحبہ طالبہ درجہ مولوی نے عربی زبان میں ایک تقریر کی جس کا موضوع تھا "آزادیٔ وطن" اس تقریر کا اردو ترجمہ حاضرات کے استفادہ کیلئے درجہ مولوی کی دوسری طالبہ برکت بی بی نے کیا۔ اس تقریر کے بعد محترمہ حمیدا خانم صاحبہ سرمعلمہ نے 'عرضِ حال' کے عنوان سے ایک پُرمغز و پُردرد تقریر کی جسے آپ کے دل کی پکار کہنا چاہیئے علم کی فرضیت اور اہمیت کا احساس دلانے کے لئے آپ نے بیان فرمایا کہ جہالت گناہوں کی جڑ ہے۔

نیز آپ نے ترویج علم کی اہمیت کو نہایت سلجھے ہوئے انداز میں بیان فرمایا خاصکر تعلیم نسواں میں کوشش کرنیکا درجہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ریفارمر کا اجر خدا کے حضور میں کتنا عظیم الشان ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ نے عربی زبان جس کو آسمانی یا خدائی زبان کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے اور جو

ہماری بندگی کے اظہار اور اسکی عبودیت کے اقرار کی زبان ہے اسکو حاصل کرنے اور سیکھنے کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا کہ اسی دینی خزانوں کی واحد ذمہ وار زبان پر ہمارے دین کی زندگی کا انحصار ہے اگر اسلام کو زندہ دیکھنا ہے تو اس زبان کا سیکھنا ضروری ہے لہذا ایسے وقت میں جبکہ تمام طرف عالم یاس و بیم ہے اور اغیار کی چیرہ دستیاں ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالنے پر تلی ہیں مدرسۃ البنات ہی وہ پہلا مدرسہ ہے جس نے مسلمان بچیوں کی تعلیم کی رَو بدل دی۔ نیز بتایا کہ یہاں تعلیم فروخت نہیں کی جاتی بلکہ تشنگان علم کی پیاس بلاقیمت بجھائی جاتی ہے ایسے مدرسہ کی مدد ایک صدقہ ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور یہی بہترین صدقہ ہے آگے چل کر آپ نے فرمایا کہ یہاں علوم اسلامیہ کی مبلغات تیار کی جاتی ہیں نیز عورت کو جو آئندہ نسلوں کی خالق کہی جاسکتی ہے پوری طرح مسلمہ بنایا جاتا ہے آئندہ نسل ہی کی کوششوں سے دین میں اور قوم میں اور ملت میں صحیح زندگی کی روح اور تازگی پیدا ہوسکتی ہے اسلام کی کس مپرسی کا علاج یہی نسل کرے گی۔ باطل کو پھونک دیا جائیگا ہر طرف اسلام ہی کا بول بالا ہوگا اس کے بعد آپ نے وقت کی دشواریوں اور جگہ و مکان کی قلت کا تذکرہ فرمایا اور حاضرات کو انجمن کی ممبری جسکی فیس محض چار آنے ماہوار ہے قبول کرنے کی ترغیب دلائی۔ آپکی تقریر بیحد مؤثر ثابت ہوئی۔ تمام مجمع دلچسپی کے ساتھ سنتا رہا۔

اسکے بعد محترمہ وحیدہ پروین صاحبہ نے جو ہمیشہ کی مانند امسال بھی شریکِ جلسہ ہونیکی خاطر دور کا سفر طے کرکے تشریف لائی تھیں ایک دلکش نظم پڑھی۔ آپکی تعداد اور خوش الحانی نے ترانے کو اور بھی شیریں بنا دیا۔ تمام پنڈال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا نظم کا مطلع یہ ہے

حمد و ثنا لئے ذات قدیمی ۔۔۔ لئے زیبا ہے تیری شان کریمی ۔۔۔ لئے

اسکے بعد درجہ خامسہ کی چند طالبات نے ایک اور نظم "پردہ" کے عنوان سے سنائی اور پھر رفیقہ خانم نے "پکار" کے عنوان سے ایک تقریر کی جس میں دنیا کی دلچسپیوں میں کھو کر فرضِ خدا تعالیٰ بھولنے کی فطرت انسانی کی خامکاری بتایا نیز عبرت دلائی کہ دنیا کو چھوڑ دینے کے بعد اسی خالق دوجہاں کے روبرو ہونا ہے لہذا آج ہی سے اپنے اعمال کا جائزہ لینا ضروری ہے بعد ازاں زبان عربی میں ایک مکالمہ کیا گیا جسمیں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت دیا گیا یہ مکالمہ صفیہ درجہ خصوصیہ ثانیہ اور کلثوم خانم درجہ سادسہ کے درمیان ہوا۔ پھر اسکے بعد عزیزہ طاہرہ خانم۔ ثریا بیگم اور صغریٰ صاحبہ نے ایک مترنم نظم گائی۔ پہلا شعر یہ ہے

مرے دل کو تمنا ؤں کی دنیا بخشنے والے
ادھر بھی اک نظر قطرے کو دریا بخشنے والے

بعد ازاں شریفہ بیگم درجہ خامسہ کی ایک طالبہ نے تقریر کی۔ عنوان تھا" عورت اسلام کی نظر میں دختر کی حیثیت سے" تقریر بے حد پُر مغز اور ٹھوس دلائل سے مدلل اور آیات قرآنی سے مزین تھی۔ مقررہ کے انداز بیان میں ایک تاثیر تھی اور اس نے تقریر کو پوری فصاحت سے ادا کیا۔ اس کے بعد ایک اور بھی نظم پڑھی گئی۔ اس نظم کو عائشہ خانم۔ خالدہ بیگم۔ ممتاز بیگم منور خانم درجہ ثالثہ کی کم عمر بچیوں نے دلکش لَے سے گایا۔

اسکے بعد عزیزہ ۔۔۔ درجہ ۔۔۔ نے نماز اور مسلمان

کے عنوان پر تقریر کی۔ عزیزہ کا اندازِ تقریر دل پسند ہوتا ہے اور تلفظ کی خوبصورتی سامع کی توجہ کو پوری طرح کھینچ لیتی ہے بعد ازاں مخترمہ خوش بخت سلطانہ پروین صاحبہ سنتی شہید مدینش نے ایک دلپذیر تقریر کی۔ ان تمام تقاریر کے بعد مدرسہ کی بچیوں نے حاضراتِ مجلس کی دلچسپی کے لئے چند کھیلیں دکھائیں اور ڈرل کی جسے تمام حاضرین نے بڑے شوق سے دیکھا اور بچیوں کی ہمت افزائی کیلئے دل کھول کر داد دی۔ درجہ اولی کی ننھی ننھی طالبات نے حرکات الجسمی ایک ورزش کی جسکو ساتھ ساتھ خوش الحانی سے گایا بھی گیا نیز گیندکے مختلف کرتب بھی بچیوں نے دکھلائے۔

اسکے بعد اجلاسِ اول نمازِ ظہر کی ادائیگی کیلئے برخاست کر دیا گیا۔ اس تھوڑے سے وقت میں صبح سے ایک جگہ بیٹھنے والی طالبات اور سامعات کرام کو تفریح کا موقعہ بھی مل جاتا ہے۔ لہذا پنڈال سے باہر ایک خاص ہجوم اور چہل پہل نظر آرہی تھی امسال قیصر باغ کے وسیع احاطے میں دکانوں کیلئے قناتیں ایسی ترتیب سے لگائی گئی تھیں جس نے باغ کی رونق کو دوبالا کر رکھا تھا نیز خرید و فروخت کرنے والی خواتین کے لئے بھی یہ انتظام زیادہ سہولت کا باعث ہوا۔

پورے ½ ۲ بجے اجلاس دوم میں جمع ہونیکا اعلان کر دیا گیا۔ پنڈال کے اندر جگہ جگہ جو طالبات اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر کھڑی تھیں اب ان کی جگہ دوسری والنٹیر طالبات نے لے لی اور پورے انہماک کیساتھ انتظام میں مصروف ہوگئیں۔ محترمہ صدرِ اجلاس دوم کی تشریف آوری کی خبر گرم ہوتے ہی حسب معمول طالبات نے مؤدبانہ دو رویہ قطار باندھ کر اور استقبالیہ اشعار گا کر آپ کا خیر مقدم لیڈیز پارک کے گیٹ پر کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ نعرۂ مسرت کے درمیان محترمہ بیگم صاحبہ سید صدیق حسن صاحب سٹیج پر جلوہ فگن ہوئیں۔ کلام پاک کی تلاوت سے جلسہ کا افتتاح کیا گیا اور عزیزہ شمیم خاتون درجہ خامسہ نے خوش الحانی کے ساتھ قرآن پاک سنایا اس کے بعد عزیزہ مسعودہ عبدالرحمن جماعت ہفتم کی ایک طالبہ نے حمدِ باری تعالیٰ سنائی۔ مصرع ہے؎

کیسی تجلیاں یہ تھیں تیرے حریمِ ذات میں

زاں بعد عزیزہ شمیم نور احمد نے ایک سلام پڑھا ہے شعر ہے؎

سلام اس پہ ہو جس نے تخت اُلٹے بادشاہوں کے
بڑھائے مرتبے بزم جہاں میں بے نواؤں کے

اس کے بعد محترمہ سر معلمہ صاحبہ نے اعلانِ صدارت کرتے ہوئے بصد تعظیم کرسئِ صدارت محترمہ بیگم صاحبہ کو پیش کی طالبات کے نعرہ ہائے مسرت کے درمیان محترمہ موصوف کرسی پر متمکن ہوئیں۔ آپ کو بھی ایک زریں ہار بطور تحفۂ عقیدت پہنایا گیا طالبات نے پُرجوش انداز سے استقبالیہ اشعار پڑھے اور نقرئی فریم میں یہی اشعار آپکو پیش کئے گئے۔ پہلا شعر ہے؎

ہے مقبولِ خدا اقبال بانو ✦ ہے ظلمت کی ضیا اقبال بانو

اس کے بعد آپ کی دختر کلاں نے خطبۂ صدارت پڑھا۔ آپکے ارشاداتِ عالیہ سے محفل محظوظ ہوئی۔ آپ کے بیان کردہ حقائق کو غور اور توجہ سے سنا۔ آپ نے اپنے خطبے میں موجودہ تمدن کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے اس تباہی خیز نظام کی طرف حاضرات کی توجہ دلائی۔ اور بیان فرمایا کہ نظریاتِ زندگی میں کس قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

آپ نے یہ بھی کہا انقلاب زمانہ کی ضرورت ہے بلکہ یہ انقلاب اپنے اثرات مختلف پہلوؤں سے دکھا بھی رہا ہے ساتھ ہی آپ نے مدرسۃ البنات کی عمارت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس کی مدد کی پُرزور اپیل کی اس کے بعد ایک نظم عزیزہ صوفیہ عائشہ اور مسودہ عبدالرحمٰن نے بہت دلکش لَے سے ادا کی۔ پہلا شعر ہے ؎

ہوگئی جب سرفروشی کی تمنا محوِ خواب
نیند میں گھبرا گیا دینِ نبی کا آفتاب

اسکے بعد عزیزہ شفیقہ محمود خاں درجہ چہارم کی ایک طالبہ نے ڈاکٹر اقبال کی ایک نظم خوش ادا لہجے اور دلکش ترنم سے سنائی جس کا عنوان ہے "مسلم کی دعا" ازاں بعد آنسہ قمر جہاں درجہ ادیب عالم کی ایک طالبہ نے تقریر کی۔ تقریر کا عنوان تھا "تعلیم نسواں"۔ موصوفہ نے اپنی تقریر کو حالی مرحوم کے برمحل اشعار سے مزین کر کے تقریر کو زیادہ پُرتاثیر بنالیا تھا۔ بعد ازاں زہرہ بیگم و زبیدہ بیگم ادیب عالم نے ایک نظم پُرتاثیر پڑھ کر سنائی۔ مصرع ہے ؎

اے شاہِ عرب اُٹھو ہنگام اعانت ہے

اس کے بعد عزیزہ حمدیٰ خانم درجہ خامسہ نے ایک پُردرد تقریر کی جس کا عنوان ہے "خطاب بہ مسلمہ"۔ اس تقریر کو بہت پسند کیا گیا۔ پھر درجہ ادیب عالم کی طالبات محترمہ سارہ اختر صاحبہ، عائشہ اختر صاحبہ، نسیم افزا صاحبہ نے ایک اور نظم پڑھی۔ شعر ہے ؎

ٹپک کر آنکھ سے آنسو کبھی اختر نہیں بنتا

اس کے بعد رشیدہ نبی بخش درجہ سادسہ کی ایک طالبہ نے "قربانی" پر تقریر کی اور چند طالبات نے گتکے کے کرتب حاضرات کو دکھائے۔ اس کے بعد درجہ عاشرہ کی طالبہ عزیزہ عذرا خانم صاحبہ نے ایک تقریر بعنوان "ایک اہم مسئلہ" خوش ادائی سے کی۔ بعد ازاں ایک عربی نظم اشاروں کے ساتھ سنائی گئی جسے کلثوم خانم درجہ سادسہ اور صفیہ بیگم خصوصیہ اولیٰ نے ادا کیا۔ سب سے آخر میں صغرا بتول صاحبہ نے شاہنامہ اسلام میں سے پہاڑی کا سفر بہت خوش ادائی سے ترنم لَے میں سنایا۔ اب ساڑھے پانچ بج چکے تھے۔ اور اختتام اجلاس کا مقررہ وقت گزر چکا تھا۔ بہت سی طالبات کی باری ابھی نہ آئی تھی کہ وہ بھی اپنی نظم و نثر سے حاضراتِ مجلس کو محظوظ کر سکتیں مگر وقت بہت ہو جانے کی وجہ سے جلسہ کو ختم کرنا بھی ضروری تھا لہذا دعا کے بعد مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ اجلاس بھی اختتام پذیر ہوا۔

بزم مسلمہ

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سپردِ قلم کی جاتی ہے کہ ابھی ناناجان ملک محمد خاں صاحب مرحوم کی یاد ہمیں آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی تھی کہ پورے سولہ دن بعد نانی صاحبہ رشیدہ بیگم بھی بتاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۲ء جنت الفردوس کو سدھار گئیں۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔

مرحومہ سادہ لوحی اور قدامت پسندی کا ٹھیٹھ نمونہ تھیں۔ آپ نے تین یتیم بچوں کو شروع سے پالا۔ پرورش کیا اور اپنی اولاد کی مانند انکی شادیاں کیں۔ مبلغ دو روپے بطور ایصال ثواب

ارسال ہیں جو کسی کمسن یتیم بورڈ بچی کے مصرف میں لائے جائیں (منجانب کنیز فاطمہ شاہ آبادی)

بہت سی بہنوں نے "مسلمہ" میں بال گرنے کی دوائی پوچھی ہے۔ سو عرض کرتی ہوں کہ اگر آپ روغن بادام استعمال کریں تو انشاء اللہ اس سے بال مضبوط اور لمبے ہو جائینگے۔ میں نے یہ نسخہ خود آزمایا ہے (الیس۔ کے صاحبہ۔ ترناب فارم ضلع پشاور)



ام ظاہرہ۔
بنت ڈاکٹر سید بشیر احمد سیف امروہوی

کشن، یا تکیوں کے گوشوں کے لئے مناسب ہے۔


ناصر خاں یوسفزئی - مصری شاہ لاہور

طاقت کی حیرت انگیز دوا

مسیحا

تمام اعضائے رئیسہ مثلاً دل، دماغ، جگر، گردے، پھیپھڑے، معدہ رحم وغیرہ اور جملہ غدد ہائے بدن (گلینڈس) کیلئے خاص طاقت دینے والی۔ زنانہ اور مردانہ نقائص کیلئے یکساں طور پر مفید۔ کمزور نحیف الجثہ۔ دائم المریض اور طرح طرح کی بیماریوں اور قبل از وقت بڑھاپے میں مبتلا ضرور استعمال کریں۔ قیمت فی شیشی جو پندرہ یوم کیلئے کافی ہے تین روپے۔ ہر دوا فروش سے طلب کریں یا مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کریں

اے ایچ شیدائی مسیحا ایجنٹ جالندھر شہر

بیوٹرین رجسٹرڈ

منظور کیا مدرسۃ البنات نے خرید لیں

کیل چھائیوں، سیاہ داغوں خارش اکزیما اور جلدی جراثیم امراض کا کامل علاج گورنمنٹ کیمیکل اگزامینر کی ٹیسٹ شدہ ہے اپنے شہر کے انگریزی دوا فروش اور اچھے جنرل مرچنٹس سے طلب کریں۔

محترمہ عمیرا خانم صاحبہ سر معلمہ مدرسۃ البنات جالندھر اس کے متعلق تحریر فرماتی ہیں "میں نے اپنی ایک عزیزہ جس کے ہاتھوں پر اکزیمہ تھا۔ بیوٹرین کا استعمال کرایا۔ جس سے مکمل فائدہ ہوا۔"

قیمت فی شیشی دس ۱ر پندرہ آنے

وی پی کا پتہ

اے جہانگیر جی بیوٹرین ایجنٹ سٹاکسٹ جالندھر شہر

نئے سال کی خوشی میں

مجربات کی عظیم الشان رعایت

بہو بیٹیوں اور بہنوں کیلئے نعمتِ لازوال

ایک خاص خوشی میں پھر اس عظیم الشان رعایت کا اعلان کرنا پڑا۔ رعایت محض ایک ماہ تک رہیگی لہذا بہنیں جلد اس موقع سے مستفید ہو جائیں۔ پھر امید نہیں یہ موقع ملے۔ مجربات ذیل کی لاگت پر دی جائیں گی۔ ٹائلٹ بیوٹی پلز۔ چہرہ کی رنگت کو نکھار کر سرخ و سفید بناتی ہے۔ لاگت سالم کورس ۲/۱۲ برائے تین ماہ۔ برائے دو ماہ ۱/۸ عنبری لوشن ۱/۸۔ غازہ حنائی صبر پوڈر۔ تمام جسم اور چہرہ کو ملائم اور صاف کرتی ہیں۔ زعفرانی لوشن ۱/۸۔ ابٹن خاص للعہ فی پونڈ۔ یہ بھی رنگت کو نکھار کر صاف کرتی ہیں۔ نو ایجاد بال سیاہ سفوف۔ لاگت ۱/۸۔ ایک سال سفید بالوں کو سیاہ کرنے کا بے ضرر تیل ہے۔ سر دھونے کا سفوف سکائی ۱/۸۔ ان کے استعمال سے سفید بال سیاہ ہو جاتے ہیں کبھی سفید نہیں ہوتے۔ گھونگریالے بال کرنے کا خاص مصالحہ ۱/۸۔ اکسیر دافع ہسٹریا سالم کورس ۵/۔ پہلی خوراک میں ہسٹریا کے موذی دورے بالکل بند ہو جاتے ہیں۔ اکسیر لیکوریا مجرب ۲/۔ محض تین خوراک میں بالکل رفع ہو جاتا ہے اور تین ہفتہ کے استعمال سے ہمیشہ کیلئے بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ بھاری پیٹ ہلکا کرنے کی مجرب حبوب خاص ۲/۔ اکسیر دافع موٹاپا ۲/۔ اسکے استعمال سے موٹاپا دور ہو کر جسم ہلکا ہو جاتا ہے مجرب ہے۔ اکسیر دافع بانجھ پن للعہ۔ اسکے استعمال سے خدا صاحبِ اولاد کر دیتا ہے اور گود بھر جاتی ہے۔ اکسیر دافع بال للعہ بالوں کو بالکل صاف کرکے جلد کو ملائم رکھتا ہے۔ عورتوں کی خوبصورتی کی محافظ بریسٹونی للعہ جسم کو سڈول و سخت بنا دیتی ہے۔ اکسیر دافع پائیوریا ۱/۔ اکسیر دافع داغ و چھائیاں ۱/۔ اکسیر دافع کیل و تل ۱/۔ اکسیر غلوہ ۱/۔ نیز جملہ تمام پوشیدہ امراض کی مجرب ادویات تیار کرکے دی جاتی ہیں۔ جواب طلب امور طبی مشورے کیلئے ڈیڑھ آنے کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

ہمدرد و خدمت گذار

ایس جے بیگم صاحبہ ڈپلوما ہولڈر طب

کھرڑ ضلع انبالہ

قابلِ مطالعہ کتابیں

الفباءِ عربی

صوتی طریق پر یہ قاعدہ بہت آسان اور مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے مدرسۃ البنات کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۲ر ۳

الفباءِ اردو

یہ قاعدہ بہت آسان اور نہایت دلچسپ ہے۔ مدرسۃ البنات میں پڑھایا جاتا ہے۔ بچہ اسکو تین ماہ میں ختم کر کے ہر قسم کی اردو عبارت بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ قیمت ۲ر

لبابُ الاحیاء

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

مختصر الاحیاء (یعنی شہرۂ آفاق کتاب احیاء العلوم کا خلاصہ جو خود مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا) کے پہلے حصہ کا سلیس اردو ترجمہ۔

قیمت ایک روپیہ۔ مجلد قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ) +

پیامِ اسلام:

قرآن پاک کو صحیح طور پر سمجھنے اور وحدت ملی کو قائم کرنے کیلئے عربی کا سیکھنا لازم ہے۔

عربی کو جلدتر اور آسانی سے سیکھنے کے لئے رسالہ پیام اسلام جالندھر کا مطالعہ ضروری ہے۔

عربی زبان کے طلبۂ مدارس اور دوسرے اہلِ شوق کے لئے پیام اسلام بہترین معلم ہے۔

کیا صرف ۴ر (چار آنے) مہینہ سے ایسے فاضل استاد کا حاصل کرنا خوش نصیبی نہیں؟

تین روپے سالانہ چندہ پیشگی بھیجکر آج ہی پیام اسلام جاری کرا لیجئے۔

منیجر رسالہ پیام اسلام۔ جالندھر شہر

نقشِ وفا

نگاشتۂ: حضرت نواب صدر یار جنگ بہادر حسرتؔ و محترمہ معظمہ جناب نفیس دلہن صاحبہ دُردانہ

"پاک جذبات نے دل و دماغ میں جو خیالات پیدا کئے اور جو (الحمدللہ) برسوں کے ساتھ میں زندگی کا دستور و آئین بنے احاطۂ قلم کئے جاتے ہیں بارہ برس کے طرزِ عمل کو طرفین نے لباسِ الفاظ میں اہلِ نظر کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان مضامین سے ایک گھر کی بھی راحت و آرام میں کچھ ترقی یا اصلاح ہو تو ہم سمجھینگے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی" حسرتؔ و دُردانہ

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب